330 - ق م

ذخیرہ
659

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِکَ الکِتٰبُ لَا رَیبَ ۛ فِیہِ ۛ

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ مُعینُ الدّین حسن چشتی سنجری اجمیری قدس سرہٗ العزیز

کا

سب سے زیادہ مُفصّل، مُدلّل، مُستند اور مکمّل بصیرت افروز اور رُوح پرور تذکرہ

مُعینُ الاَرواح

مؤلفہ

مُرشدی و مولائی

حضرت قبلہ نواب محمّد خادم حسن شاہ صاحب اجمیری

المعروف بہ

نواب گدڑی شاہ بابا رحمتہ اللہ علیہ

۵٤٤ . ۶۱۰
53369

- پہلا ایڈیشن ۱۹۴۸ء
- دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۳ء
- تیسرا ایڈیشن ۱۹۵۶ء
- چوتھا ایڈیشن ۱۹۷۸ء
- پانچواں ایڈیشن ۱۹۸۳ء (اضافہ شدہ)

جملہ حقوق محفوظ انعام حسن ایم۔اے

ملنے کا پتہ

گدڑی شاہی بکڈپو

جھالرہ۔ اجمیر شریف۔ ٹیلیفون: ۲۰۴۲۴

قیمت: پچاس روپے

پتہ بیرونِ ممالک

پاکستان: معینی گدڑی شاہی کمیٹی ۱۰۷۔ مقبول سوسائٹی۔ کراچی ۵

انگلینڈ:۔ شارب پریس ۱۰۹۔ ونڈسر روڈ، فورلیسٹ گیٹ۔ لندن۔ ای۔ ۷

ہالینڈ:۔ محمد سراج۔ بلیجو داسٹراٹ۔ ۲۔ ۳۲۔ ۲۹۳۲۔ وی۔ اے۔ کرمپین یاسل

کنیڈا:۔ عبدالغنی خاں۔ ۴۴۰۰ جیمسن اسٹریٹ، اپارٹمنٹ ۹۰۱۔ ڈونس وی یو۔ ٹورنٹو۔ اون ٹوریو۔ ایم ۳ این ۲ کے ۹۔

مطبع: رعنا لیتھو پریس۔ لال مسجد روڈ۔ مرادآباد۔ یو۔پی۔ فون نمبر: ۴۸۳۱

Marfat.com

مصنف کی خاص خاص تصانیف

معین الکل | برکات پنجتن | خلافت اور امامت | قرابت داران رسول اللہ
تصوف اہل اللہ | عقائد اہل اللہ | مسلک اہل اللہ | سماع اہل اللہ
اسلام اور تصوف | اسلامی تصوف | راہِ تصوف | حقیقی حکمرانی
مراتبِ علیؑ | اوصافِ علیؑ | ولایتِ علیؑ | وابستگانِ علی
تعلیماتِ علیؑ | ہجرتِ رسول | سیّد الشہداء | معین الاقطاب
وفاتِ رسول | نزولِ رحمت | عید میلاد النبی | فاتح خیبر
معین العابدین | معین الصابرین | معین المشتاقین | معین المحبّین
تذکرہ حضرت سلمان فارسیؓ | تذکرہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ
تذکرہ حضرت بایزید بسطامیؒ وغیرہ وغیرہ

مصنف کے کلام کے مجموعے

حسامِ حسینؑ | سرودِ عشق | بادۂ معرفت
صحیفۂ معینی | جذباتِ خادم | صوتِ سرمدی
نغمۂ درد | گدڑی شاہی قوالی | عثمانی قوالی

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱	دیباچہ جدید ایڈیشن	م
۲	تعارف	س
۳	نذرِ عقیدت	ص
۴	قابلِ ذکر امور	ط
	حصۂ اوّل	**۱**
	تمہید	۱۱
	عہدِ خواجہ اور ملکی حالات	۱۴
	خاندان	۱۹
	ولادت مبارک	۲۱
	اسمِ گرامی اور خطابات والقاب	۲۲
	عہدِ اوائل	۲۳
	سمرقند و بخارا سے سفر عراق و عرب و ہارون	۲۵
	بغداد سے سفر شام و کرمان	۲۶
	بغداد سے بسلسلہ سیاحت بار اوّل سفر ہندوستان اور واپسی	۲۸
	بغداد سے مرشد کے ہمرکاب سفر حرمین	۳۵
	مرشد کے ہمراہ سفر اوش و سیستان و دمشق وغیرہ اور واپسی بغداد	۳۷
	پیر و مرشد سے رخصت ہونے کے بعد سفر اوش و اصفہان و حرمین	۴۳
	مدینہ منورہ سے براہ بغداد سفر ہندوستان اور ورود اجمیر بار اوّل	۴۶
	قیامِ اجمیر اور دورانِ قیام کے بعض واقعات	۵۱
	اجمیر سے سفر اور واپسی و قیام اجمیر (ورودِ ہند بار سوم ورودِ اجمیر بار دوم)	۵۶

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
	ہندوستان سے سفر بغداد اور واپسی	۶۱
	سفر خراسان سے واپسی اجمیر (ورودِ ہند بار پنجم ورودِ اجمیر بار چہارم	۶۹
	بعہدِ سلطان شمس الدین التمش اجمیر سے بار اول سفر دہلی	۷۰
	بار دوم بعہدِ سلطان شمس الدین التمش آپ کا اجمیر سے سفر دہلی و قیام	۷۴
	آپ کا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو اجمیر میں رخصت کرنا	۷۶
	وفات و تدفین شریف	۷۷
	آپ کی ازواج و اولاد	۷۹
	آپ کے بعض اہلِ قرابت ہندوستان میں	۸۲
	آپ کے بعض پیر بھائی اور آپ سے خرقہ یا فیض یافتہ برادرانِ طریقت	۸۲
	آپ کے بعض مقتدر خلفاء و مریدین	۸۵
	آپ کے بعض مقتدر مریدین و خلفاء بحوالہ تاریخ آئینہ تصوف وغیرہ	۸۹
	آپ کے بعض معاصرین	۹۲
	حصۂ دوم ۔ سیرتِ مقدس	**۲**
	اوصافِ حمیدہ	۹۶
	اخلاقِ حمیدہ	۱۰۲
	معاشرتِ مقدس	۱۰۳
	ظہورِ اسلام بملک ہندوستان	۱۰۴
	آپ کی بعض تصانیف اور مذاقِ سخن	۱۰۷

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
	آپ کی تعلیمات باللسان	۱۱۵
	تعلیمات بالاقوال	۱۳۳
	تعلیمات بالقلم	۱۴۱
	تلقین اوراد و وظائف و افکار و اشغال	۱۸۱
	آپ کی تعلیمات و ہدایات کے ہندوستان پر اثرات	۱۹۵
	اہلِ ہند کی آپ کے ساتھ عقیدتمندانہ وابستگی	۱۹۳
۳	**حصۂ سوم بعض حاضریاں اور خدمات**	
	بعض مہاجرین	۱۹۸
	عقیدتمندانہ حاضریاں	۲۰۳
	دورِ گزشتہ کے بعض درویشوں کی حاضریاں	۲۰۴
	سلاطین، امراء و حکام کی حاضریاں	۲۱۷
	بعض ہمدردانِ قوم، ادیب اور اہلِ علم کی حاضریاں	۲۳۰
	آپ کے نام سے منسوب بعض مقامات و محافل	۲۳۲
	آپ کے اذکار و مناقب	۲۳۳
	بعض تذکرہ نویس اور ان کے مرتبہ تذکرے	۲۳۴
	مناقب غریب نواز	۲۳۷
۴	**حصۂ چہارم ـ عمارات و مراسم درگاہِ اقدس**	
	آپ کی درگاہ اور نذورِ عقیدت	۲۴۷
	احاطہ اول نقارخانہ	۲۴۸
	احاطہ دوم صحن چراغ	۲۵۱
	احاطہ سوم درگاہ شریف	۲۵۵
	احاطہ چہارم سولہ کھمبہ	۲۶۴
	خدمات و مراسم درگاہ	۲۷۵
	مراسم قدیم کے تحت معمولات درگاہ و تقاریبِ اعراس بزرگانِ دین	۲۸۰
	اوقاف اور انتظامات اوقاف	۲۸۶
	دیوان صاحب اور خدام صاحبان	۲۸۷
	مراسم قدیم کے تحت آدابِ آستانہ	۲۸۸
۵	**حصۂ پنجم ـ تصرفاتِ روحانی**	
	آپ کی کراماتِ عظیمہ	۲۹۳
	(الف) بزمانہ حیاتِ ظاہری	۲۹۴
	(ب) بعد وفات زمانہ سابق کی کرامتیں	۲۹۸
	(ج) دورِ حاضرہ کی کرامتیں	۳۰۰
	آپ کی کراماتِ عظیمہ بالمشاہدہ	۳۰۳
۶	**حصۂ ششم ـ خصوصیات**	
	شانِ دربارِ خواجہ	۳۰۸
	گنجِ محبت	۳۰۹
	سلطان الہند	۳۱۰
	نسبت کعبۃ اللہ	۳۱۱
	مدینۃ الہند	۳۱۱
	نورانی تحریر	۳۱۲
	ممتاز شاہکار	۳۱۲
	مخصوص شفقت	۳۱۲
	خصوصی تبلیغ	۳۱۳
	سلاطین نوازیاں	۳۱۳
	علمی دنیا میں خصوصیت	۳۱۴
	خصوصیت سلسلہ	۳۱۴
	خصوصیت سماع	۳۱۴
	تاجِ کرامت	۳۱۴

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
	نسبت عشقیہ	۳۱۵
	خدام آستانہ	۳۱۵
	حضرت دیوان صاحب	۳۱۶
	دامن خواجہ	۳۱۶
	تسکین قلبی	۳۱۶
	عالمگیر عقیدت	۳۱۶
	جانباز پروانے	۳۱۷
	بحرِ عطا و سخا	۳۱۷
	دانہ پانی	۳۱۷
	احترام نسبت	۳۱۷
	اعراس	۳۱۷
	ہندوستان سے خصوصی تعلق	۳۱۸
	واحد شخصیت	۳۱۸
	مرکزیت	۳۱۸
	بکثرت القاب و خطابات	۳۱۸
	علمِ حقانیت	۳۱۸
۷	**حصۂ ہفتم ـ دقائق الحقائق**	
۸	**حصۂ ہشتم ـ فیوض و برکات**	
	حضرت خواجہ ہندوستان میں کیا لائے؟	۳۳۸
	آپ نے مخلوق کیلئے بعد وفات کیا چھوڑا؟	۳۳۹
	تمام سلاسل میں آپ کا فیض جاریہ	۳۴۰
	حق رسی	۳۴۱
	فیضانِ یاد	۳۴۱
	جسمانی حلیہ مبارک	۳۴۱
	نورانی حلیہ مبارک	۳۴۲

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
	روحانی مرقع مبارک	۳۴۲
	جاریہ فیضِ آستانہ	۳۴۳
	فیضانِ سماع	۳۴۴
	انتظامات باطنی	۳۴۵
۹	**حصۂ نہم ـ تصوف اور حضرت خواجہ**	
	ولایت بمنہاج نبوت	۳۵۰
	معرفت خواجہ بزرگ	۳۶۹
۱۰	**حصۂ دہم ـ جائے قیام و آخری خوابگاہ**	
	شہر اجمیر	۳۷۵
	موجودہ اجمیر	۳۸۱
	بعض مشہور مقامات	۳۸۳
	اجمیر کے قابلِ ذکر مقامات و تقاریب	۳۸۴
	بعض پرانی عمارات	۳۸۴
	بعض جدید عمارات	۳۸۶
	بعض پرانے محلات	۳۸۶
	بعض مساجد	۳۸۷
	بعض بزرگانِ اسلام کے مزارات	۳۹۳
	بعض بزرگانِ اسلام کے چلّے	۳۹۹
	بعض باغات	۴۰۴
	بعض بازار	۴۰۵
	بعض چشمے، کنویں اور تالاب	۴۰۶
	بعض محلّے	۴۰۸
	بعض شہری اسلامی تقاریب	۴۱۰
	حکومت اجمیر	۴۱۲
	قطعات تاریخ تکمیل و طباعت معین الارواح	۴۲۲
	فہرست کتب مع حوالہ جات	۴۲۶

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ جدید ایڈیشن ۱۹۸۳ء

از

حضرت ڈاکٹر ظہور الحسن شارب المعروف بہ شارب گدڑی شاہ بابا مدظلہ سجادہ نشین حضرت قبلہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ!

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ پر یوں تو بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن "معین الارواح" میں جو تفصیل سے حالات ملتے ہیں وہ کسی اور کتاب میں نہیں پائے جاتے۔

صاحب کشف و کرامات و خرق عادات حاجی الحرمین واقف اسرار حقیقت حضرت قبلہ محمد خادم حسن شاہ صاحب زبیری عثمانی معینی گدڑی شاہی المعروف بہ نواب گدڑی شاہ بابا نے "معین الارواح" آگرہ کے قیام کی فرصت میں سنہ ۱۹۴۷ء میں سپرد قلم کی۔ الحمد للہ "معین الارواح" کے چند ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ پہلا ایڈیشن سنہ ۱۹۴۸ء میں، دوسرا ایڈیشن سنہ ۱۹۵۱ء میں اور تیسرا ایڈیشن سنہ ۱۹۵۶ء میں نہایت آب و تاب سے نکلا اور جلد ختم ہو گیا۔

قبلہ چچا میاں حضرت نواب محمد خادم حسن شاہ صاحب کی وفات کے بعد معین الارواح کا پہلا ایڈیشن سنہ ۱۹۷۰ء میں نکلا اور مقبول خاص و عام ہوا۔

اب کچھ عرصہ سے "معین الارواح" کی مانگ تھی۔ اس کتاب کی ضرورت کے پیش نظر نیا ایڈیشن نکالنا ازبس ضروری ہوا۔ یہ نیا ایڈیشن حضرت قبلہ چچا میاں کی وفات کے بعد دوسرا ایڈیشن ہے۔

اس ایڈیشن میں علاوہ سوانح مبارک، سیرۃ مقدس، تعلیمات، حاضریاں اور خدمات، عمارات و مراسم درگاہ اقدس، تصرفات روحانی، اشغال زندگی، ذاتی حالات، عادات و خصائل، سیر و سیاحت، مقامات مقدسہ کی زیارت، اور پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کے علاوہ اور کئی نئے باب یعنی تاریخ اجمیر، چشتی مسلک کی وضاحت، انسان دوستی کا پیغام، اجمیر میں سکونت، رشد و ہدایت، دیوان معین پر تبصرہ۔ تصانیف کا اقتباس وغیرہ وغیرہ شامل کئے گئے ہیں جو کتاب کی زینت ہیں۔

مجھے قوی امید ہے کہ یہ ایڈیشن بھی مقبول خاص و عام ہوگا۔ اور "معین الارواح" کے نئے ایڈیشن نکلتے رہیں گے۔ اور مخلوق خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے مستفید و مستفیض ہوتی رہے گی۔

ظہور الحسن شارب

"شارب ہاؤس" جھالرہ — اجمیر شریف

جنوری سنہ ۱۹۸۳ء

Marfat.com

تعارُف

(جنابِ ڈاکٹر عشرت حسن صاحب انور (ایم اے، پی، ایچ، ڈی) شعبۂ فلسفہ مُسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)

سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مُبارکہ کا مُطالعہ انسانوں کے لئے بحیثیت انسان ہونے کے بغایت نظرافروز اور حیات پرور ہے۔ بعض نظربین اصحاب نے شاید اسی وجہ سے حضورِ اکرم کے ارشادات کو زندگی کی رہنمائی کے لئے کتابِ ہدایت ہی کے مثل سمجھا ہے۔ بلکہ امام ابن یحییٰ کا تو قول ہے کہ اَلسُّنَّۃُ قَاضِیْ عَلَی الْقُرْاٰنِ وَقُرْاٰنُ لَیْسَ قَاضِیْ عَلَی السُّنَّۃِ (یعنی سنت قرآنی امور میں فیصلہ کرنے کا حق رکھتی ہے، لیکن قرآن سُنّت پر اس قسم کا حق نہیں رکھتا)

اب حضورِ رسالت مآب کی حیاتِ مبارکہ کے دو مخصوص پہلو ہیں۔ آپ کی ایک وہ حیثیت ہے جو پیغمبرِ اسلام ہونے کی وجہ سے صرف مسلمانوں کے لئے قابلِ اتباع ہے مثلاً طریقۂ نماز وغیرہ۔ یہ مؤخرالذکر حیثیت تمام شریعتِ ظاہری کا منبع اور مرجع ہے لیکن آپ کی ذاتِ گرامی کی ایک وہ حیثیت بھی ہے جو تمام انسانوں کے لئے بحیثیت انسانوں کے بے امتیازِ دین و ملت و رنگ و نسل واجب الادب اور قابلِ اتباع ہے۔ اگر انسان کو زندگی کی ارفع و اعلیٰ منازل تک پہنچنا ہے اور بنی نوع انسان کی بقا، فلاح اور اسکے ارتقاء کے لئے کچھ کرنا ہے تو از بس لازم ہے کہ پیغمبروں کی زندگی بالعموم اور حضورِ رسالت مآب کی حیاتِ مبارکہ کے بالخصوص ان پہلوؤں کا اتباع کیا جائے جو بے امتیازِ ملک و ملت یا دین و مذہب بنی نوع انسان کے لئے سرچشمۂ ہدایت ہیں۔ حضورِ رسالت مآب کی حیاتِ مُبارکہ کے اس پہلو کو طریقت کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ شریعت کے ارشادات صرف مسلمانوں سے بحیثیت مسلمان ہونے کے متعلق ہیں لیکن طریقت کا تخاطب تمام بنی نوع انسان سے بحیثیت انسان ہونے کے ہے۔

جہاں تک شریعت کا تعلق ہے وہ سرکارِ دو عالم کی حیاتِ مُبارکہ ہی میں مکمل ہو چکی تھی۔ چنانچہ قرآنِ کریم شاہد ہے کہ "اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ط" (میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا)۔ لیکن جہاں تک حوصلۂ اسلام یا بالفاظِ دیگر حوصلۂ قلبِ رسول کا تعلق ہے وہ تاہنوز منت پذیرِ ذوقِ کمال ہے اور بنی نوع انسان کی فلاح اور بہتری کے لئے تاہنوز کوشش کے راستے کھلے ہیں اور آج بھی باوجود صدیوں کی کوشش و جاں فشانی کے منزلِ مقصود معلوم نہیں کتنی دُور ہے۔ قلبِ رسول کی عالم نوازِ دردمندی اور دل سوزی کا تو یہ تقاضہ ہے کہ ایک فرد بھی اس لذت و محبت اور جاں سوزی سے محروم نہ رہے جو سرکارِ دو عالم کے قلب کی ممتاز خصوصیت ہے۔ اور جس کی بناء پر ہی تبلیغ کا کام باوجود بیشمار خطرات اور مشکلات کے اس قدر دل سوزی کے ساتھ انجام دیا جاتا رہا۔ قرآنِ کریم شاہد ہے کہ سرکارِ دو عالم (فداہٗ روحی) اپنی جان کو بربنائے دردمندی ہلاکت میں ڈالے ہوتے تھے۔ "فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ"[1]

[1] فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا (۱۸-۵۰)

Marfat.com

(تم اپنی جان کو ہلاک کر کے رہو گے) اس بات پر گواہ ہے۔
سرکارِ دو عالم کی حیاتِ ظاہری کے بعد احکامِ شریعت جو لازماً خارجی حیثیت میں ہی رونما ہو سکتے ہیں، علمائے دین کی توجہ کا مرکز بنے۔ ان کے تحفظ، استحکام، استقرار کے لئے علمائے دین نے جو خدمات انجام دیں وہ قابلِ تحسین ہیں لیکن بعض علمائے دین نے محض پروردۂ علم ہونے کے سبب اس راز کو محسوس نہیں کیا، کہ قلبِ رسول کا حوصلہ یہ ہے کہ ایک فرد بھی اس پیغام سے محروم نہ رہے جس کے لئے سرکارِ دو عالم مبعوث فرمائے گئے تھے یعنی بالفاظِ دیگر تبلیغ "اسلام" (صرف دین کے معنی میں نہیں، بلکہ روحِ اسلام کے معنی میں کہ جس پر اولی الذکر کا انحصار ہے) کا کام سرکار کی حیاتِ ظاہری کے بعد بھی اسی طرح جاری رہتا کہ جس طرح خود آپ نے اپنے دورانِ حیات میں باوجود تمام مشکلات و خطرات کے جاری رکھا۔ اس کام کو تمام ان حضرات نے اپنے لئے واجب قرار دیا جو بوجہ فنا فی الرسول ہونے کے قلبِ رسول سے یکسر متواصل تھے۔ انھیں لوگوں کو عارفانِ حق، یا عاشقانِ رسولؐ یا اولیاء اللہ کے مبارک لقب سے یاد کیا گیا۔
اس گروہ کے بہت ممتاز سردار خواجۂ خواجگان سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ سنجری اجمیری ہیں۔ آپ کو چونکہ رسول کی ذات میں فنائے تامہ اس درجہ حاصل تھی کہ ان حقیقت میں حضرات نے جو خود حوصلۂ عشقِ رسول رکھتے تھے جب اس نسبت کو سمجھا تو آپ کو "ہند النبی" کے مبارک لقب سے یاد کیا اور یہ لقب غریب نواز کے لئے آج تک مخصوص ہے۔

مُعینُ الارواح

حضرت خواجہ غریب نواز سنجری اجمیری ہی کی سوانح حیات ہے۔ یہ کتاب اسی روح پرور نام سے سب سے پہلے ۱۹۴۸ء میں شائع ہوئی۔ خدا کا شکر ہے کہ پڑھی لکھی دنیا نے کتاب کو بنظرِ استحسان دیکھا اور ضرورت محسوس ہوئی تو کتابِ ہٰذا کو بڑھتی ہوئی مانگ کے تحت ۱۹۵۳ء میں، اسی نام سے دوبارہ شائع کیا گیا۔ آج اسی کتاب کا لیٹیسٹ ریوائزڈ ایڈیشن زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے جا رہا ہے۔ میرا اس کے لئے تعارف لکھنا اگرچہ آفتاب کو چراغ دکھانے کے مصداق ہے۔ تاہم اس خیال سے کہ شاید اس طرح بالواسطہ طور پر رسولِ مقبول کی کوئی خدمت ہو سکے، ایک ایسی کتاب پر جو رسول فی الہند سے متعلق ہے، تعارف لکھنا اپنے لئے باعثِ شرف اور وجۂ خیر و برکت سمجھتا ہوں۔
کتاب کے محترم مصنف سیدی و مرشدی حضرت نواب محمد خادم حسن صاحب مدظلہ عالی اس عصر کے ایک مایۂ ناز چشتیہ سلسلے کے بزرگ ہیں جنھوں نے اس زمانے میں جو بعض لحاظ سے غریب نواز کے زمانے کے مشابہ ہے، بطفیل غریب نواز ان روایات کو اجاگر کیا ہے جس کی بنا پر صرف تاثیرِ محبت سے عوام اور خواص کے قلوب لذتِ عشق سے فیضیاب ہو کر غریب نواز کے حلقۂ ارادت مندی میں داخل ہوتے تھے چنانچہ موصوف سے آج وہ ہی سرچشمۂ فیض جاری ہے جو سرزمینِ ہند میں چشتی بزرگوں کی مخصوص

Marfat.com

خصوصیت رہی ہے کہ شمال سے لیکر جنوب تک اور بنگال سے لے کر کراچی بلکہ ہالینڈ تک، اکثر لوگ آپ کے حلقۂ ارادت مندی میں شامل ہو کر راجح بہ کمال ہیں۔ موصوف تیس بتیس سال سے ترکِ امارت و ترکِ وطن کرکے آستانۂ غریب نواز پر تارک الدنیا والعاقبہ کے بمصداق خاک نشین خاک، درِ جاناں ہو کر سالکانِ طریقۂ دلشدگانِ محبت کے لئے آپ اپنی مثال ہیں۔

خاکپائے درویشاں:

(ڈاکٹر) عشرت حسن انور عفی اللہ عنہ

شعبہ فلسفہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۱۰ اگست ۱۹۵۶ء

مُعِینُ الْاَرْوَاح

کے متعلق

اَہلِ علم حضرات کی رائیں

- جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور تیسرے صدر جمہوریہ ہند اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

  "معین الارواح" واقعی معین الارواح ہے۔ میں نے شروع سے آخر تک پڑھا۔ آپ (حضرت مؤلف) نے معلومات کا ایک خزانہ جمع فرمایا ہے۔"

- جناب خلیق احمد صاحب نظامی لیکچرار شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ و مصنف تاریخ مشائخ چشت فرماتے ہیں:

  "معین الارواح موصول ہوئی۔ سبحان اللہ۔ آپ نے جو کام کیا ہے وہ قابلِ قدر ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے خواجہ صاحبؒ کی اتنی مفصل اور محققانہ سوانح حیات آج تک نہیں لکھی گئی۔ عمارات وغیرہ کے متعلق جو معلومات مہیا فرمائی ہیں وہ اپنی جگہ بے حد مفید ہیں۔ اور ان لوگوں کیلئے خاص طور سے کارآمد ہیں جنھیں کبھی اجمیر آنے کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ بہرحال اس علمی شاہکار پر مبارکباد قبول فرمایئے۔

نذرِ عقیدت
بجنور

پیشوائے اعظم السید شیخ المشائخ حضرت پیر مصطفےٰ قادری بغدادی قدس سرہٗ العزیز و عاشقِ یزداں، سلطانِ رنداں حضرت سید ملک محمد عالم خنجر والے المعروف بہ سائیں گدڑی شاہ قادری چشتی قدس سرہٗ مہاجر اجمیر القدس۔

پیشوائے خادم و خادمان السید شیخ المشائخ حضرت پیر ابراہیم سیف الدین قادری بغدادی قدس سرہٗ و پیر طریقت سیدنا حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ (جانشین سائیں گدڑی شاہ) قادری چشتی قدس سرہٗ مہاجر اجمیر القدس۔

منجانب بندۂ بارگاہ غوثیہ و چشتیہ

محمد خادم حسن زبیری معینی گدڑی شاہی مہاجر اجمیر القدس بن حاجی محمد مظہر حسن قادری مجددی بن مولانا فدا علی حنفی فقیہ بن مولانا اجمل الدین بن مفتی عزیز الدین محمد نوح المعروف بہ مفتی دولت بن مفتی ابو البرکات بن حسام الدین بن شیخ سلطان بن ہاشم بن شیخ رکن الدین بن مفتی جمال الدین بن شیخ نصیر الدین دہلوی بن حضرت مخدوم سماء الدین سہروردی (دہلوی مہرولوی) بن خواجہ فخر الدین عرف بدہ (رئیس ملتان) بن خواجہ فتح اللہ (رئیس ملتان) بن جمال الدین بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن شیخ حسین بن شیخ کمال الدین بن شیخ حسن بن عیسیٰ بن نوح بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن یعقوب بن ایوب بن ہادی بن عیسیٰ الاکبر بن حضرت مصعب بن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (حواری رسول اللہ صلعم) رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔

مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۵۶ء

Marfat.com

قابلِ ذکر امور

حضرت خواجہ کی سوانح حیات یوں تو اس وقت اردو، فارسی میں تقریباً دو ہزار تذکروں کی شکل میں موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی تذکرہ ایسا نہیں جس میں واقعات کے چار پانچ سنین سے زیادہ ہوں۔ صرف یہی نہیں بلکہ پرانے تذکروں تک میں غیر واضح بیانات اور متضاد روایات کا ایک خاص ذخیرہ ہے۔ ان ہی روایات سے زمانہ حال کے سیکڑوں تذکرہ نویسوں نے بلا تحقیق بمصداق وافسانہ زد ند جس کے جو روایت سامنے آئی نقل کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا "شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا" اس موقع پر تذکروں کے بعض متضاد بیانات و روایات مختصر ذکر حسب ذیل ہے :-

(۱) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ دلیل العارفین کے صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں کہ میں ۵۱۴ھ میں غریب نوازؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا۔ حالانکہ کسی تذکرہ نویس نے ۵۲۳ھ سے قبل غریب نواز کی ولادت نہیں لکھی۔ اس لئے یہ یقیناً سہوِ کتاب پر مبنی ہے۔

(۲) فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۷ کا بیان ہے کہ "غریب نوازؒ ہاروں (نواح نیشاپور) میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے"۔ مگر خود خواجہ غریب نوازؒ انیس الارواح صفحہ ۲ میں معہ تفصیل ارقام فرماتے ہیں "میں بغداد میں مُرید ہوا"۔

(۳) فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۷۳ کا بیان ہے کہ غریب نوازؒ ۱۰ محرم ۵۶۱ھ میں واردِ اجمیر ہوئے"۔ سیر الاولیاء صفحہ ۱۴۶ میں تحریر ہے کہ آپ بعہد پرتھوی راج (۵۷۲ھ لغایت ۵۸۸ھ) واردِ اجمیر ہوئے"۔ سیر العارفین صفحہ ۱۲ میں مرقوم ہے کہ "آپ غزنین سے شہاب الدین غوری کے سالِ وفات ۶۰۲ھ میں وارد ہوئے پھر دہلی آئے"، مگر دوسری جگہ فرشتہ جلدِ دوم صفحہ ۵۷۶ - ۵۷۷ و سیر العارفین صفحہ ۱۹-۲۰ میں لکھا ہے کہ آپ خراسان سے اس زمانہ میں وارد دہلی ہوئے جب قلعہ ملتان کا نہروانہ تباچہ بیگ مغلوں نے ۶۱۱ھ میں محاصرہ کیا تھا۔ ان اختلافات میں کیسے تطابق ہو اگر حسب فرشتہ ۵۶۱ھ میں آپ کا واردِ اجمیر ہونا اور اس موقعہ پر میران سید حسین کا آپ سے ملنا مان لیا جائے تو یہ بڑا نقص واقع ہوتا ہے۔ کہ اس سنہ میں بقول فرشتہ ہی نہ مسلمانوں نے اجمیر فتح کیا

Marfat.com

نہ میراں سید حسینؒ وہاں قلعہ دار مقرر ہوتے تھے۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ ۵۶۱ھ سنہ میں وارد اجمیر ہو کر آپ کہیں نہیں گئے تو یہ روایت غلط ہو جاتی ہے کہ آپ ۵۸۸ھ سنہ میں وارد اجمیر ہوتے جبکہ راجہ پرتھوی راج وہاں حاکم تھا۔

اگر ۵۸۸ھ سنہ یا سال وفات شہاب الدین غوری ۶۰۲ھ سنہ میں آپ کا وارد اجمیر ہو کر کہیں نہ جانا مان لیا جائے تو آپ کا بزمانہ ملتان بعہد قباچہ بیگ ۶۱۱ھ سنہ میں اس کے ہندوستان آنیکی متواتر روایت غلط ہو جاتی ہے۔ اگر آپ کا صرف ۶۱۱ھ سنہ میں وارد اجمیر ہونا تسلیم کر لیا جائے تو اس سنہ سے قبل آنے کی تمام روایتیں غلط ہو جاتی ہیں۔ ان حالات میں تمام ان روایات کو صحیح تسلیم کرنا پڑے گا جو آپ کے مختلف اوقات میں وارد اجمیر ہونے سے متعلق ہیں مگر آپ کا ۵۶۱ھ سنہ میں وارد اجمیر ہونا صحیح نہیں چونکہ اس سنہ میں میراں سید حسین اجمیر میں قلعدار نہیں تھے۔ نہ اسوقت تک اجمیر پر اسلامی محاصرہ ہوا تھا۔

(۴) صاحب سیر الاقطاب صفحہ ۱۰۶ کا بیان ہے کہ آپ نے دو بار حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ سے ملاقات کی۔ مگر بعض نے اس سے انکار کیا ہے اور بعض اس باب میں خاموش ہیں۔

(۵) حسب اقتباس الانوار صفحہ ۱۳۶ آپ مرشد سے بعمر باون ۵۲ سال رخصت ہو کر سفر پر روانہ ہوئے" مگر فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۷۱ اور خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۲۵۲ کا بیان ہے کہ ۵۶۱ھ سنہ میں وارد اجمیر ہوئے ان حالات میں جبکہ آپ کی ولادت کا کوئی ۵۲۳ھ سنہ سے پہلے کا کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا ہے۔ تو آپ کا باون ۵۲ سال کی عمر میں سیاحت پر روانہ ہو کر ۵۶۱ھ سنہ میں ہندوستان پہنچنا کیسے ممکن ہے۔

(۶) حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کا ہندوستان تشریف لانا فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۷۴-۵۷۵ نے بحوالہ تاریخ حاجی قندھاری لکھا ہے مگر بعض اسکی مخالفت کرتے ہیں اور بعض اس باب میں خاموش ہیں۔ بعض نے حضرت خواجہ غریب نواز کا رجب ۶۳۳ھ سنہ یا ۶۳۴ھ سنہ میں وفات پانا لکھا ہے اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ خواجہ قطب صاحب کا وصل غریب نوازؒ سے پہلے ہوا۔ حالانکہ بالاتفاق قطب صاحب کا وصال ربیع الاول ۶۳۳ھ سنہ میں ہوا۔ اور ماہ ربیع الاول رجب سے پہلے آتا ہے۔ یہ اختلاف اور اسی طرح کے بعض اور اختلافات معمہ بنے ہوئے تھے کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے معین الارواح سے قبل ان کا کوئی ایسا حل پیش نہیں کیا تھا جس سے ارباب علم مطمئن ہو سکتے۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ مذکورہ بالا اختلافات اور دیگر اختلافی امور کا حل مؤرخانہ تحقیق مستحکم دلائل اور تجزیۂ روایات کے ساتھ ناظرین اس کتاب میں پڑھ سکیں۔" معین الارواح" کی طباعت اول کے بعد بعض مزید تاریخی وجغرافیائی انکشافات بہم پہنچے۔ خیال ہوا۔ ان سے اصحاب ذوق کیوں محروم رہیں، اس لئے طباعت دوم میں ان کو شامل کر لیا گیا تھا کہ ۱۹۵۰ء سنہ کے رسالہ معارف کی اشاعت ستمبر اور اکتوبر سے یہ اندازہ ہوا کہ مؤلف بزم صوفیاء کی ابھی تک تسکین نہیں ہوئی ہے وہ بعض تاریخی پیچیدگیوں کی مزید تشریحات بھی شامل کر دیں جو ان کے لئے مفید ہوں اور صحیح واقعات باسانی

Marfat.com

سمجھ سکیں۔

ہمیں امید ہے کہ عقیدت کیش علم دوست اور تاریخ داں حضرات تاریخی تطابق تعین سنین و ترتیب روایات اور تاریخی اور جغرافیائی تحقیقات (ریسرچ) کی مزید تشریحات سے اطمینان حاصل کریں گے۔ اور پرانے تاریخی مقامات بتانے والا نقشہ منسلکہ ان کی اس باب میں کافی رہنمائی کرے گا۔

ہر چند حضرت خواجہ کی نود و ہفت سالہ متبارک زندگی کے اس قدر مختصر حالات عقیدتمندان و وابستگان کی روحانی اور قلبی پیاس بجھانے کے لئے ناکافی ہیں تاہم یہ تذکرہ جو کچھ ناظرین کے سامنے پیش کر رہا ہے وہ ممکن ہے تمام موجودہ تذکروں سے بہت زیادہ مفصل مستند اور محقق ثابت ہو۔

بعض تذکروں میں آپ کی بعض تصانیف کا نام آیا ہے اور بعض نے ان کے حوالہ سے بعض روایات بھی لکھی ہیں۔ مسالک السالکین کے صفحہ ۲۷۱ پر بحوالہ تواریخ آئینہ تصوف آپ کی مصنفہ تواریخ ظہرت نامہ و مکتوبات نطاب کا ذکر موجود ہے۔ ان کے علاوہ بعض تذکروں میں احادیث المعارف اور رسالہ موجودیہ کا ذکر بھی ہے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ کتابیں دستیاب تھیں، مگر افسوس کہ اب بتلاش بسیار بھی کہیں میسر نہ آئیں۔ ان کے علاوہ زبدۃ الحقائق کے حوالہ سے اقتباس الانوار نے غوث پاکؒ سے غریب نواز کی ملاقات ہونے کی روایت لکھی ہے۔ مگر افسوس یہ کتاب بھی نہیں ملی۔ ان کے علاوہ تاریخ آئینۂ تصوف بھی ہندوستان کے کسی بڑے کتب خانے میں دستیاب نہ ہو سکی۔ ان میں سے اگر کوئی کتاب کسی صاحب کے پاس ہو تو مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

خراسان میں آپ کی بعض تصانیف موجود ہونے کا روایات سے پتہ چلتا ہے۔ بایں وجہ ہم سفر خراسان کے لئے کمربستہ ہوئے تا کہ وہاں سے جو مزید معلومات حاصل ہوں وہ بھی اسی طباعت میں شامل کر دی جائیں۔ مگر افسوس موجودہ ملکی ہنگامی اور انقلابی حالات نے اس کی اجازت نہ دی۔ تاہم بیرونی ممالک سے ہماری تحقیق کا سلسلہ جاری ہے۔ اگر مزید معلومات حاصل ہوئیں تو ان سے ناظرین مستفیض ہوں گے۔ اس نسخہ کے حصہ سوانح میں بعض دیرینہ تاریخی گتھیاں سلجھانے کے پیش نظر مؤرخانہ بحثیں اور محققانہ دلائل بھی درج کئے گئے ہیں۔ طول طویل بحث سوائے مؤرخین کے اوروں کے لئے دلچسپی کا باعث نہ ہو گی۔ اس لئے ہم نے بلا مباحث یہ سوانح کا حصہ مرتب کیا ہے۔ نتائج مباحث مختصر ثبوت کے ساتھ لکھے ہیں۔ تا کہ حالات زندگی زیادہ دلچسپی کے ساتھ پڑھے جائیں۔ اسی سلسلۂ تحقیق میں بیرونی ممالک بالخصوص لندن کی برٹش میوزیم لائبریری اور انڈیا آفس لائبریری کی کتابوں سے بذریعہ سعیدہ خاتون اہلیہ صوفی سردار ساکن ہالینڈ مستفیض ہونے کا موقع ملا۔ اس علم دوست خاتون نے امریکہ جرمنی، فرانس اور سوئٹزرلینڈ کے کتب خانوں سے متعلقہ معلومات بہم پہنچائیں۔ جس شفقت کے ساتھ موصوفہ نے یہ کام انجام دیا وہ حضرت خواجہ سے ان کی عقیدت اور ان کے علمی ذوق کا ثبوت ہے۔ رام پور کے کتب خانہ میں مولوی مظہر جلیل صاحب شوق مراد آبادی ساتھ گئے اور وہاں کتابوں سے بہت

Marfat.com

سے ضروری نوٹ کرنے میں مدد پہنچائی۔ حیدرآباد دکن کے بڑے بڑے کتب خانوں کی کتابوں سے بذریعہ عزیزی امداد احمد صاحب سابق پروفیسر گلبرگہ کالج استفادہ کیا۔ پٹنہ کے کتب خانہ سے سید محمد انیس خادم درگاہ حضرت خواجہ غریب نوازنے اور علی گڑھ کے کتب خانہ سے عزیزم ڈاکٹر عشرت حسن سلمہٗ پروفیسر مسلم یونیورسٹی نے معلومات حاصل کرنے میں مدد دی۔ شیروانی صاحب کی لائبریری سے عزیزم ممتاز محمد نے کتابوں کا جائزہ لیکر مطلع کیا۔

مولانا عبدالباری صاحب معنی اجمیری۔ مولانا اخلاق احمد صاحب اکبرآبادی۔ مولوی قمرالدین صاحب اکبرآبادی۔ سید علیم الدین صاحب اجمیری۔ سردار محمد حسن صاحب دھولپوری اور قاضی معراج الدین صاحب معراج دھولپوری قاضی شہر دھولپور کے کتب خانوں کی کتابوں نے بہت بہت دن پاس رکھ کر اس سلسلۂ تحقیقات میں معاونت کی۔ آخرالذکر نے افغانستان، عراق و ایران سے خط و کتابت کرنے میں سہولت پہنچائی۔ مسودات کے صاف کرنے کا کام عزیزی محمد حسن مرادآبادی نے بحسن و خوبی انجام دیا۔ اور نقشہ کشی میں حمیدہ بانو بیگم بنت کرم علی خاں صاحب دھولپوری اور شمیم بیگم بنت مظفر حسین خاں صاحب ہیڈ ماسٹر معینیہ اسلامیہ ہائی اسکول اجمیر نے مدد پہنچائی۔ ہم ان سب حضرات کے ممنون ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

دعاگو:

محمد خادم حسن خادم معینی گدڑی شاہی

عثمانی منزل۔ جھالرہ شریف

اجمیر القدس

مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۹۵۲ء یوم پنجشنبہ

مطابق ۲۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۷۱ھ

Marfat.com

Marfat.com

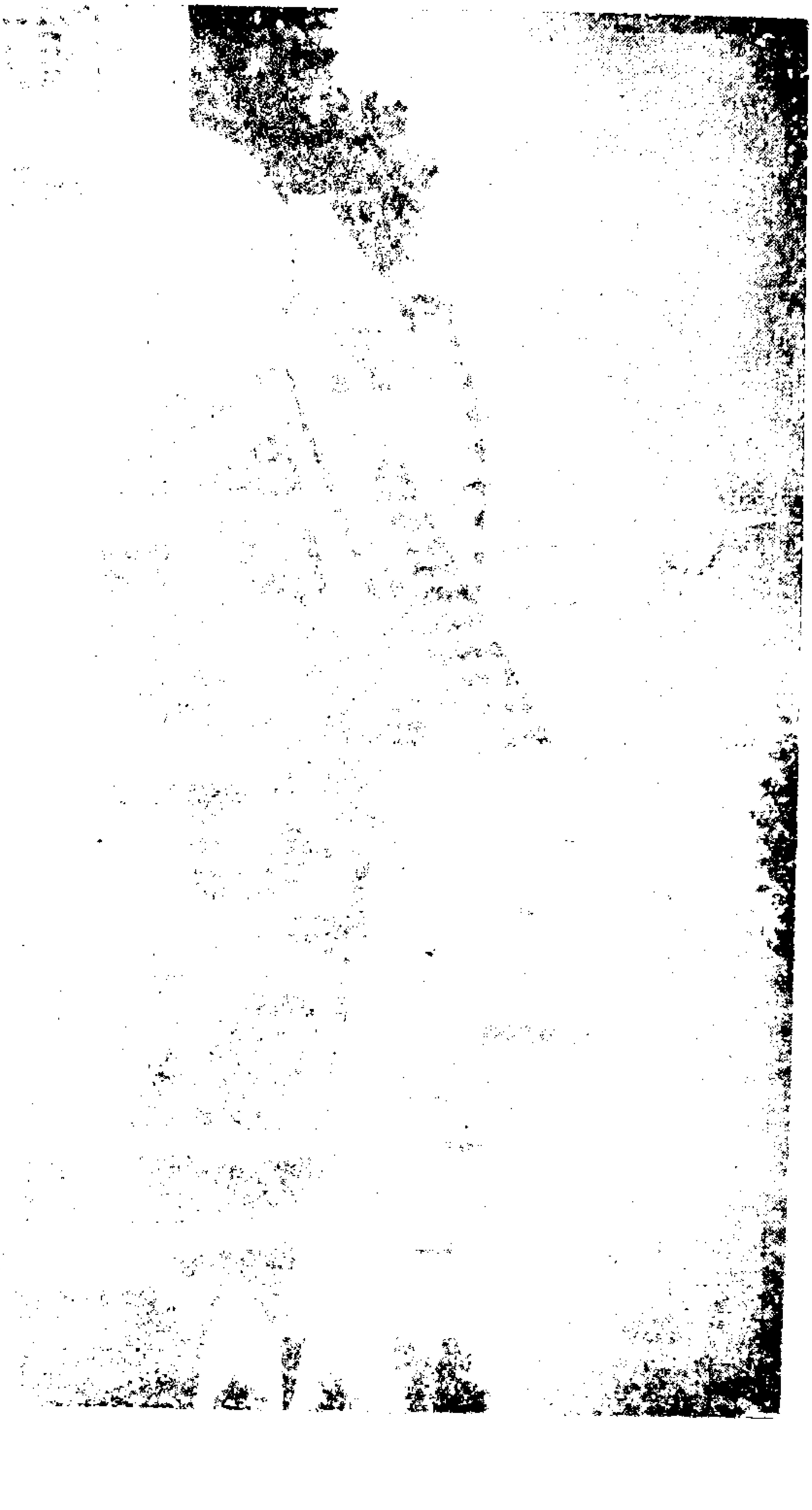

Marfat.com

روضہ منورہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

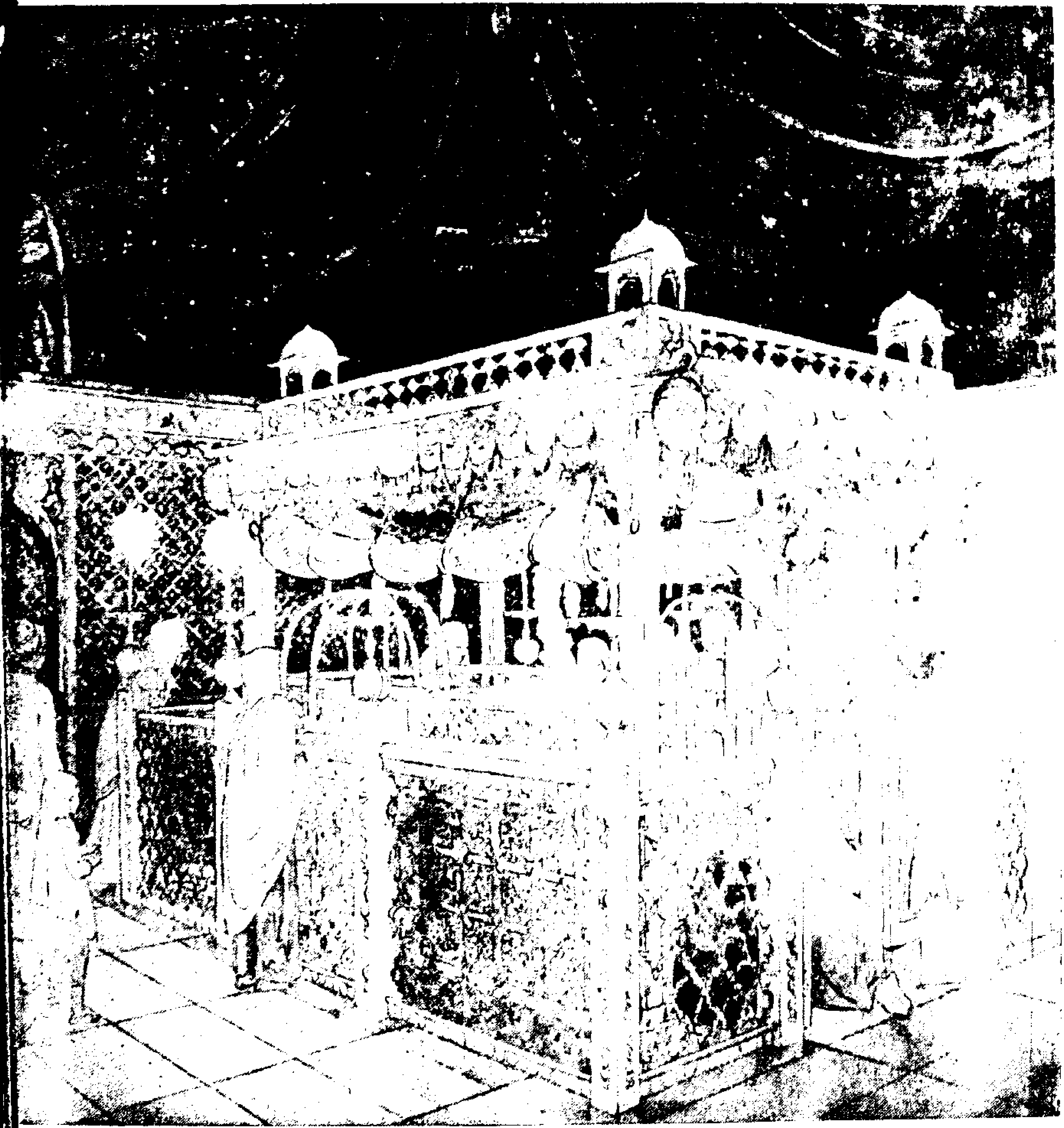

Marfat.com

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

برفلک روح برزمیں قالب رونقِ دوجہاں معین الدینؒ

حصّہ اوّل

سوانح مبارک

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

مقدس حضرات کا مقصدِ حقیقی تقربِ حق تعالیٰ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس میں وہ اپنی پوری عمر گذار دیتے ہیں۔ خالق و مخلوق میں بشانِ امتیازی مقبولیت حاصل کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ کا مقصدِ زندگی بھی سوائے حق طلبی حق شناسی حق رسی اور کچھ نہ تھا۔

اس مقصد کے حصول کے لئے آپ نے اپنا وطن چھوڑا۔ گھر بار لٹایا۔ عزیز و اقربا کی مفارقت اختیار کی اور ہارون میں آکر اپنے پیر و مرشد خواجۂ اعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے دستِ حق نما پر بیعتِ طریقت کی اور اپنی تمام عمر ریاضت و مجاہدات اور فقر و درویشی میں گذار دی۔ رات دن مرشد کی خدمت میں مصروف رہے۔ سفر میں مرشد کا سامان سر پر رکھ کر دور دراز کی منازل طے کیں۔ کئی کئی دن میں تھوڑی سی سوکھی روٹی تناول فرمائی۔ پیوند دار کپڑے پہنے۔ ہمہ وقت یادِ خدا میں مشغول رہے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ مرشد کا دریائے محبت جوش میں آیا اور انہوں نے دامنِ کعبہ غلافِ کعبہ پکڑ کے آپ کے لئے دعائیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں۔ ان میں ایک دعا ایسی مانگی۔ جنابِ باری میں عرض کیا "خداوند میری قبر کو مٹا دے مگر معین الدین کی قبر کو تا قیامت آباد رکھ" یہی وجہ ہے کہ مکہ شریف میں آپ کی قبر روپوش ہے اور اجمیر شریف میں حضرت خواجہ کے مزارِ اقدس پر بھیڑ لگی رہتی ہے۔ رات دن لوگ آپ کے مزار کے گرد حاضر رہتے ہیں۔ پروانہ وار نثار ہوتے ہیں۔

آخر وہ وقت آیا جبکہ بعطائے رسول آپ مدینہ منورہ سے اجمیر بھیجے گئے تاکہ اہلِ ہندوستان آپکے فیوضِ روحانی اور تصرفاتِ باطنی سے فیضیاب ہوں۔ اور اسلامی تصوف (یوگ) و عرفان سے فائدہ حاصل کریں۔ چنانچہ آپ نے اجمیر آکر طریقت و معرفت کی فقیرانہ طور پر ایسی تعلیم سے سرفراز فرمایا کہ صدہا لوگوں نے درویشی اختیار کر لی۔ اور آپ کے پسندیدہ اخلاق اور روحانی تصرفات سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش ہو گئے آپ کے پاس دنیاوی دولت بھی نہ فوج رہتی بلکہ مصلے اور تسبیح رہتی۔ یہ وہ صداقت آفریں اور حق نما ہتھیار تھے۔ جس سے آپ نے سرزمین ہندوستان پر بسنے والوں کے دلوں پر فتح پائی۔ اور ہندوستان میں حقانیت کا جھنڈا گاڑ دیا جس کے پھریرے کے سایہ میں آج تک اہلِ ہند قلبی تسکین اور روحانی تشفی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہر طرف آپ کی فقیرانہ شہنشاہی کا سکہ جاری ہے۔

اس عالم میں آپ کا ظہور چشمۂ حسنات کا ظہور ہے۔ جسدِ مبارک نسبتِ احسان سے متصف، قلب جلوہ گاہِ

Marfat.com

نورِ مطلق، اخلاق اللہ کا پرتو، ماہتاب سیرت نبوی کا نمونہ، خصائل پسندیدہ، گفتار ترجمانِ حق، کردار باطل شکن، اطوار حق پسند، فیض من فیض سرمدی، زندگی وقفِ جلوۂ خدا، توحید مجسم، ارفعیت الروحی کا بلند مقام۔ صفات صفات اللہ سے مزین، ذات ذات حق تعالیٰ سے واصل۔ جو ایسی اعلیٰ ترین حقانیت سے ممتاز ہو جس کا عرفان حاصل کرنا آسان نہیں۔ ایسے فرد یگانہ کو اسی جیسا یکتا کما حقہٗ پہچان سکتا ہے۔ یہ تشنہ تشریح توصیف حضرت خواجہ کے بام رفعت تک پہونچنے سے قاصر ہے۔ بہت کچھ پہچاننے کے بعد بھی کہنا پڑتا ہے کہ ابھی کچھ بھی نہیں پہچانا، بہت کچھ جان کر بھی یہی سمجھ میں آیا کہ ابھی کچھ نہیں جانا۔

یہ بارگاہ الٰہیہ کا وہ پرتو اور درگاہ صمدیت کا وہ عکس جہاں ادراک واحساس وعقل وفہم وتمیز وشعور قاصر ہیں۔ جسکے انکشاف سے قلب روح معذور ہیں مگر اس کا نور نور ربانی سے درخشاں روشن کن جسم وجاں ہے۔ اسکے فیض تجلی سے قلوب منور ہیں۔ اسکے تصرفات روحانی سے روحیں محب التصرف ہیں۔ اسکے سر سے سرّ وحدت آشکار ہے۔

اس کی محبت سے دوئی دور رہے۔ اس کی ہمنشینی سے من وتو کا جھگڑا غائب ہے وہی شانِ ہمہ گیر پیش نظر ہے۔ حضرت خواجہ کی صدائے آفرین آواز آج تک فضائے عالم میں گونج رہی ہے۔ اگرچہ آپ کا جسم اطہر عالم ظاہری میں مادی آنکھوں سے روپوش ہے مگر آپ کی روح منور عالم باطنی میں موجود ومتصرف ہے۔ آپ کی یاد دلوں میں ہے آپ کی روشنی روحوں میں ہے۔ آپ غائب وموجود کے درمیان باقی بذات مطلق ہیں۔ آپ کی یاد دافع رنج وغم وجہ تسکین قلب، آپ کا ذکر باعث قرار خاطر، آپ کی محبت دلنواز۔ آپ کا فیض عالم نواز، آپ کی شفقت شفقت والدین سے برتر۔ آپ کے تصرفات باطنی نگہبان عالم۔ آپ کی ہستی باعث امان۔ آپ کی درگاہ جائے پناہ، آپ کا دامن دامن رحمت، آپ کا سایہ سایۂ عاطفت، ایسے محسن اعظم رفیق ومکرم کا تذکرہ موجب صد برکات ہے۔ کاشف رموز الہٰیات ہے، ذکر سے فکر ہے فکر سے عرفان ہے۔ عرفان میں تقرب تقرب میں مواصلت ہے۔ ؎

" جاری ہیں درِ خواجہ سے فیضان ہزاروں "

تاریخوں میں آپ کے حالات، تذکروں میں آپ کا ذکر خیر، غزلیات مناقب میں آپ کی تعریف وتوصیف محافل سماع میں آپ کے نام پر وجد وحال، آپ کی محبت میں گریہ وزاری آپ کی بقا کا ثبوت ہیں۔ مشکل کے وقت آپ پکارے جاتے ہیں۔ جوش محبت میں آپ کے نام پر نعرے لگائے جاتے ہیں۔ مجبوری کے وقت آپ یاد کیے جاتے ہیں۔ عالم ارواح کی سیر کرانے والے آپ کی روح پر فتوح سے امداد طلب کرتے ہیں۔ تصرفات روحانی سے فیض وبرکات پاتے ہیں۔ ان سب چیزوں سے آپ کی حیات جاودانی کی نشاندہی ہوتی ہے۔ آپ کی باطنی دائمی زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ اگرچہ آپ اس عالم میں جیتا نہیں ہیں مگر روحی طور پر موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیکروں برس بعد بھی لوگ آپ کی طرف طرح طرح سے متوجہ ہیں۔ آپ کو اپنے پاس پاتے ہیں۔

Marfat.com

فیضیاب ہوتے ہیں۔ کامیاب ہوتے ہیں۔ ؎

اگر فانیم چیست ایں شورِ ہستی
وگر باقیم از چہ فانیم من!

Marfat.com

عہدِ خواجہ اور ملکی حالات

عالم اجسام میں روحانی شہنشاہ عالم نواز خواجہ کی تشریف آوری ایشیائی ملکوں بالخصوص ہندوستان کیلئے ایک ایسی بیش بہا نعمتِ لازوال اور لافانی زریں یادگار ہے جو کبھی فراموش نہیں کیجا سکتی۔ چھٹی صدی ہجری کا زمانہ ایشیا کیلئے سخت ترین زمانہ تھا۔ ملک میدان جنگ بنا ہوا تھا۔ جگہ جگہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی تھی۔ قتل و غارتگری کا بازار گرم تھا۔ امن و امان کے متلاشی مضطرب تھے۔ انسان کی جان کی کچھ قیمت نہ تھی۔ آئے دن ملکی سیاست میں طرح طرح کے انقلابات رونما ہو رہے تھے۔ خلیفہ راشد کو معزول کر دیا گیا تھا۔ بجائے اسکے ابو عبداللہ ملقب بہ مستظہر المقتفی بغداد میں مسند خلافت پر متمکن ہو گیا تھا۔ اہالیان ملک بے اطمینانی کی زندگی گذار رہے تھے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ کل سیاست میں کیا تبدیلی واقع ہو جائے گی۔ کون برسر اقتدار آئیگا۔ تاج حکمرانی کس کے سر پر رکھا جائیگا۔ خانہ جنگیوں سے دم لینے کی فرصت نہ تھی۔ انتظامِ ملکی درہم برہم تھے۔ راتوں کی نیند حرام تھی۔ دن کا آرام مفقود تھا۔ جان و مال غیر محفوظ تھے۔ عزت خطرے میں تھی۔ بساطِ ایشیا پر جابجا انسانیت سوز مظالم کے مناظر نظر آتے تھے۔ فرقہ باطنی کے مقلدین نے عراق و فارس وغیرہ میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ یہ اسلام پر چھاپے مار رہے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ غیر فرقہ والے کو خواہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو قتل کرنا مباح ہے۔ یہ خدا کے بندوں کو بیدردی سے قتل کر رہے تھے۔ اللہ کی مخلوق ان کے مظالم سے تنگ آ گئی تھی۔ بڑے بڑے امرائے سلجوقیہ کو انہوں نے خاک میں ملا دیا تھا۔ خلفائے وقت تک ان کی آتش فساد بجھانے سے قاصر تھے۔ قوم غزاں کا گروہ اپنی تیغ ظلم سے خون کی ندیاں بہا رہا تھا۔ اس نے سلطان سنجر کو قید کر لیا تھا۔ خراسان کے علاقہ میں ایسے وحشیانہ طور پر قتل عام کیا کہ رعایا کے دل لرز گئے۔ نیشاپور اور مشہد مقدس بے رحمی سے لوٹ لئے گئے۔ عمارت اور مساجد تک جلا دی گئیں۔ ہر طرف لاشوں کے انبار نظر آتے تھے۔ علماء فضلاء تک ان کے تیغ ظلم سے شہید ہوئے۔ آخر کار بے دین تاتاریوں نے اوائل ساتویں صدی ہجری میں ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور تقریباً ایک سال کے عرصے میں ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کے مالک بن بیٹھے۔

۵۸۷ھ میں جب حضرت خواجہ بار اول اجمیر میں رونق افروز ہوئے۔ اس وقت دولت غزنویہ سلطنت غوری میں تبدیل ہو چکی تھی۔ شہاب الدین غوری لاہور پر قابض تھا۔ اجمیر کے راجہ پرتھوی راج اور قنوج کے راجہ جے چند میں عداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ شہاب الدین غوری پرتھوی راج سے شکست کھا کر زخمی ہو چکا تھا۔ اور غزنی پہنچ کر وہ پھر پرتھوی راج پر حملہ کرنے کے لئے جنگی تیاریوں میں مصروف تھا۔ اس پرآشوب دور میں قانون قدرت کے مطابق ایک ایسے مصلح اعظم، رہبر حقیقی اور مخلوق نواز مشفق کی ضرورت تھی جو لوگوں کو نیکی کی طرف

Marfat.com

انہیں اور انہیں ظلم و تعدی سے باز رکھ کر محبت کے راستے پر چلاتے۔
چنانچہ چوتھی صدی ہجری میں ایشیا کے مختلف مقامات پر اللہ کے نیک بندے علم ہدایت اپنے ہاتھ میں لئے اپنے نورِ باطن سے ملک کے گوشہ گوشہ کو منور فرما رہے تھے دمشق، عراق، شام، خراساں، ایران اور پنجاب وغیرہ کی سرزمین خدا کے بہت سے خاص بندوں کی قدم بوسی کا شرف حاصل کر چکی تھی۔ اگرچہ پنجاب سے آگے بھی ہندوستان کے بعض شہروں میں اہل اسلام کی بود و باش تھی۔ بدایوں، ناگور[1] قنوج وغیرہ میں مسلمانوں کی خاصی آبادی تھی[2] مگر اب تک کسی مردِ باخدا نے اس قلمرو میں بلا تیغ و تفنگ تشریف فرما کر بقوت و لایت لوگوں کو درسِ انسانیت نہیں دیا تھا یہ شرف صرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ سب سے پہلے پنجاب سے آگے بڑھ کر راجپوتانہ کے ریگستان میں سالہا سال تک لوگوں کو نیکی کی طرف بلایا اور ملک کے چپہ چپہ کو نورِ معرفت اور چشتی ضیا سے منور کر دیا۔ لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کے فیضِ محبت سے اپنی قلبی پیاس بجھاتے تھے۔ اطمینانِ خاطر اور روحانی تسکین حاصل کرتے تھے۔

آپ کا مسلک درویشانہ تھا کبھی کسی پر تشدد اور غصہ نہیں فرماتے تھے نہ بجبر کسی سے کوئی بات منوانا پسند کرتے تھے۔ اسلامی قانون کے بموجب آپ نے کبھی کسی مذہب کو برا نہیں کہا نہ درویشانہ مذہب کے مطابق کبھی کسی مذہبی بحث و مباحثہ میں حصہ لیا نہ کبھی کسی پر تلوار اٹھائی۔ لوگ کشش محبت سے خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور آپ کے دلکش ارشادات، اطوار اور کردار سے درسِ توحید اور معرفت لیتے تھے انسانیت حاصل کرتے تھے بعض خود برغبت مائل باسلام ہو جاتے تھے۔ جو ایمان نہ لاتا اس سے آپ مزاحم نہ ہوتے تھے[3] آپ بلا امتیازِ مذہب اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کو شفقت کی نظر سے دیکھتے تھے ؎

"در برکفے جام شریعت در دستے سندانِ عشق"

---

[1] محمد باہلیم نے بہرام شاہ کے عہد (۱۲۰۵ء ۵۴۷ھ) میں ناگور کا قلعہ تعمیر کرا کر اپنے اہل و عیال کو اس میں رکھا اور عرب و عجم، افغانستان اور خلج سے لشکر جمع کیا (فرشتہ جلد اول ص۵۰) [2] تاریخ مشائخ چشت ص۱۴۳ [3] آپ مشرب صوفیا کے مطابق جو ایمان لاتا اسے مشرف باسلام فرماتے جو نہ لاتا اس سے مزاحم نہ ہوتے۔ آپ ہر فرقہ کے ساتھ تواضع سے پیش آتے۔ اپنی وجہ مسلم و غیر مسلم خویش و بیگانہ سب آپ سے محبت رکھتے تھے (اقتباس الانوار ص۱۲۱)

آپ کا حقیقی مقصد ہندوستان میں لوگوں کو انسان اور مکمل انسان بنانا تھا۔ آپ نے مساوات، بے تعصبی، یگانگت انسانی ہمدردی اور بے خلوص محبت کی تعلیم دی۔ آپ کا پیغام پیغام محبت تھا۔ آپ نے لوگوں کے دلوں میں بلاتفریق مذہب و ملت محبت کی تخم ریزی کرکے نہ صرف ان کو رشتہ یگانگت میں منسلک فرمادیا بلکہ ہمہ تن محبت بنا دیا آپ کی لافانی محبت کی کشش آج بھی کارفرما ہے۔ جو ملک کے ہر حصے سے لوگوں کو آغوش شفقت میں کھینچتی ہے۔ ہر مذہب کے افراد دور دراز مقامات سے آکر اس مرکز عقیدت پر عقیدت کے پھول چڑھاتے ہیں۔ پارسی یہاں گھی کے چراغ جلاتے ہیں اور قلبی روشنی حاصل کرتے ہیں۔ عیسائی یہاں سر جھکا کر سرفراز ہوتے ہیں۔ ہنود نذر و عقیدت پیش کرکے فیض پاتے ہیں۔ سکھ یہاں حاضر ہو کر حق کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ مسلمان یہاں شرف عبدیت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ غرض آپ کا روضہ آج سات سو برس بعد بھی بلاتفریق مذہب وملت بنی نوع انسان کا مرکز عقیدت ہے۔ مصیبت زدوں کے لئے جائے پناہ ہے۔ اہل حاجت کے لئے گنجینہ مراد ہے۔ یہاں بھوکوں کو کھانا، بیماروں کو دوا، محتاجوں کو زر اور ننگوں کو کپڑے دیئے جاتے ہیں طالبان علم حاصل کرتے ہیں۔ اصفیا نغمہ کی پراسرار آواز سے روحی انبساط اور قلبی کیف سے مستفیض ہو کر مدارج عالیہ پاتے ہیں۔ یہاں دل کی سیاہی خدا کے نور کی روشنی سے بدل جاتی ہے۔ اور خدا کے متلاشی خدا تک پہنچ جاتے ہیں۔

آپ تمام موجودات عالم میں ایک ہی ذات کو جلوہ فرما دیکھتے تھے۔ فرماتے ہیں۔ "توحید سب کو ایک دیکھنا، ایک جاننا اور ایک کرنا ہے" آپ مذہبی تعصبات کی تنگ نظری سے گذر کر ایک ایسے مقام پر تھے۔ جہاں آپ کو خدارسی کا ہر ذریعہ پسندیدہ تھا۔ کسی مذہب سے پرخاش نہ تھی۔ آپ کی تعلیمات فقر و درویشی کی تعلیمات تھیں۔ آپ نے تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کے طریقے بتائے۔ ریاضت و مجاہدے کی ترغیب دی، ذکر و اشغال تعلیم فرمائے۔ صدق و صفا کا راستہ دکھایا اور عشق کے راستے سے سیکڑوں کو خدا تک پہنچا دیا۔ آپ نہ صرف خود کامل و اکمل درویش تھے بلکہ آپ درویش گر اور فقیر ساز بھی تھے

آپ کی ذات اقدس اس شان رب العلمین کی مظہر اتم ہے جو موجودات کے ذرے ذرے پر ایک شفیق کی طرح بارش کرم کر رہی ہے۔ آپ کا مقصد صرف کسی ایک مذہب کے مقلدین کو نیکی کی طرف بلانا نہ تھا بلکہ ہر مذہب کے افراد کو اپنے آغوش رحمت میں لے کر نیکی کی ترغیب دینا تھا۔ آج سات سو برس بعد بھی اگرچہ ظاہری نظریں آپ کو نہیں دیکھتیں۔ مگر آپ کے باطنی تصرفات ہر مذہب کے افراد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ لوگ جوق۔ جوق آپ کی بخشش کے بے پایاں سمندر سے آج تک فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ہندو، مسلمان، عیسائی، پارسی، سکھ۔ غرض ہر مذہب کے لوگ آپ کے روضہ کی زیارت کیلئے آتے ہیں۔ اور آپ کے لافانی باطنی تصرفات سے اپنی قلبی پیاس بجھاتے ہیں گنج مراد پاتے ہیں۔ اور قلب و روح میں محبت کا لازوال خزانہ لیکر جاتے ہیں۔

Marfat.com

عالم نواز خواجہ ہندوستان میں اخلاقیات کے خزانے، روحانیات کی برکات اور محبت کا وہ لافانی پیغام لیکر آئے جو آج تک فضائے ہند میں گونج رہا ہے۔ آپ کی تعلیم تعلیم فقر و درویشی کی وہ تعلیم تھی جس نے ہزاروں کو پیکر اخلاق، مجسمہ روحانیت اور سراپا محبت بنا دیا۔ آپکے نور باطن، قلبی توجہ اور روحی فیض نے لوگوں کو محبت کے اس بلند مقام پر پہنچا دیا جہاں وہ نہ صرف ہر ذی روح کیساتھ بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے ساتھ رشتہ محبت میں منسلک ہوگئے، آپ مجسم اخلاق، سراپا شفقت اور ہمہ تن محبت تھے اور خالق کی تمام مخلوق سے محبت کرتے تھے۔

آپ سے جو مل لیتا تھا وہ آپکا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ جو آپ سے کلام کرلیتا تھا وہ آپکا دم بھرنے لگتا تھا۔ آپ کی پرخلوص ہدایات دلنشیں ہو جاتی تھیں۔ آپ کی دید سے خدا کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ آپکے پاک انفاس سے فضائے دہر پاک صاف ہوئی۔ آپکے قلبی نور سے بساط عالم منور ہوئی۔ آپ کی نیکی سے نیکی کا سمندر موجزن ہوا۔ آپ کی برکت سے منافرت کا ماحول یگانگت کی فضا سے بدل گیا۔

اگرچہ آپ اس عالم سے تشریف لے گئے، مگر آپ کی محبت کے لافانی نقوش آج تک فضائے عالم کو گھیرے ہوئے ہیں، آپ کی پاک روح آج بھی اہل عالم پر لطف و کرم کے پھول برساتی ہے۔ درماندوں کی دستگیری کرتی ہے۔ بے سہاروں کو سہارا دیتی ہے۔ مرادمندوں کا دامن گوہر مراد سے بھرتی ہے۔ وہ ایک شفیق کی طرح سایہ افگن ہے، اور ایک مربی کی طرح نگہبان ہے ؎

"وہ مریں گے نہ کبھی گو کہ وہ مرجاتے ہیں"

آخر وہ وقت آیا جب اہل محبت نے اپنے دل کی پیاس بجھانے کے لئے آپکے روضہ پر عمارات تعمیر کرائیں۔ مصارف درگاہ کیلئے جاگیریں پیش کیں، قیمتی اشیائے آپ کی درگاہ کو سجایا اور سب کچھ نثار کرکے خود قربان ہوگئے۔ آج تک ان کی روحیں فضائے عالم میں محبت کے گیت گا گا کر آپکے روضہ کے طواف میں رقصاں ہیں ؎

"رتبہ آدشہید عشق کا گر جان جائیے — قربان ہونے والے پہ قربان جائیے" (امیر)

اگرچہ آپ کی زندگی سادہ تھی، لباس پیوند دار تھا، خوراک چند تولہ پانی میں بھیگی سوکھی روٹی تھی، پہاڑ کی گپھا یا جھونپڑی میں سکونت تھی، مگر بڑے بڑے اولوالعزم شاہان زمانہ آپ کی چوکھٹ پر حاضر ہوتے تھے شہاب الدین غوری اور شمس الدین التمش آپکے سامنے سر ارادت جھکاتے تھے۔ آپ شان عالم نوازی سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپ کی موت حیات ابدی تھی۔ اسلئے سلسلہ عقیدت آپ کی حیات ظاہری کے بعد بھی جاری رہا

Marfat.com

کبھی سلطان محمود خلجی آپ کے روضہ پر حاضر ہو کر فتح کی دعا مانگتا ہے اور فتحیاب ہوتا ہے، کبھی اکبر جیسا جلیل القدر بادشاہ آپ کی درگاہ میں اولاد کی درخواست پیش کرتا ہے اور مراد پاتا ہے، کبھی جہانگیر اپنی شفایابی پر سر دربار آپ کا حلقہ بگوش غلام ہو جاتا ہے۔ آج تک شاہان عالی وقار اور روسائے نامدار بشکل عمارات وغیرہ نذر و عقیدت پیش کرتے ہیں، فقراء مشائخ و درویش اور اولیائے کرام آپکے در کی خاک بوسی سے اپنے قلب و روح کو مجلی کر کے عروج پاتے ہیں، آج بھی آپ کی شان غریب نوازی کارفرما ہے، آپ کا پیغام محبت اب تک فضائے عالم میں گونج رہا ہے۔ آپ کی محبت پھولوں کی خوشبو کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ اہل نظر آپکے حسن باطن اور عشق حقیقی کے تصرفات سے آج بھی فیضیاب ہیں ؎

"ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما"

حضرت خواجہ کے باران فیض سے صرف ہندوستان اور ایشیا ہی مستفیض نہیں ہے بلکہ تمام عالم میں آپ کا دریائے کرم جاری ہے۔ یورپ، امریکہ اور افریقہ وغیرہ کے لوگوں کو بھی آپ کی لازوال باطنی شفقت اپنی طرف بلاتی رہتی ہے۔ لوگ دور دراز ملکوں سے آتے ہیں سر نیاز جھکاتے ہیں اور قلبی اطمینان اور روحی سکون حاصل کرتے ہیں۔ آپکے نور ولایت آفتاب اور ماہتاب کی طرح روشن کن عالم ہے۔ آپکی شفقت سایہ کیطرح ہر ایک کے ساتھ ہی آپکے درد محبت سبکا ہمدرد ہے۔ آپ کے پاک انفاس آج تک فضائے عالم میں موجود ہیں اور باد بہاری کی طرح ممد حیات دجاں پرور ہیں۔ آپ کی آتش محبت سورج کی شعاعوں کی طرح روشن کن کائنات و حیات بخش موجودات ہے۔ آپکا قلبی نور ضیا بخش عالم ہے۔ آپکی آنکھوں سے محبت میں نکلے ہوئے آنسو آج تک آب حیات اور باران رحمت بن کر فیض رساں ہیں۔ آپ کی خاکِ در اجمیر شریف ہزاروں دلوں کے غبار معرفت اکر کے حقیقی بصارت عطا کر رہی ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آج سات سو برس بعد بھی آپ کی پاک زندگی کے حالات، ارشادات اور تعلیمات فقر سے اپنے لئے راہ عمل تیار کر کے مستفیض ہوتے ہیں۔ آپنے اس عالم میں ۹۷ ستانوے سال قیام فرمایا اس دراز مدت کے پیش نظر جو آپ کے فیض رساں اعمال و اقوال کا گنجینہ دستیاب ہوا ہے وہ اگرچہ مختصر ہے مگر حصول فیض کیلئے یہ بھی ایک بے پایاں سمندر ہے ؎

"قطرہ از ابر رحمت تو بس است"

Marfat.com

هُوَالمُعِینُ المُستَعِینُ

خاندان

حضرت خواجہ کے خاندان رسالت کے وہ روشن چراغ ہیں جکی نورانی شعاعوں نے نہ صرف سرزمین ایشیا میں ہزاروں قلوب کو نور توحید دمینائے معرفت سے منور کردیا بلکہ تمام عالم میں اپنی لازوال روشنی پھیلادی۔ آپکے آباؤ اجداد کو علم و فضل، زہد و تقویٰ اور حق شناسی وخدارسی میں طرۂ امتیاز حاصل رہا ہے جسطرح سرورعالم (صلعم) کا شجرۂ نسب حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت (صلعم) تک نہ صرف جاہلیت سے پاک صاف ہے بلکہ ہدایت خلق کیلئے بعض انبیاء علیہم السلام کا بھی حامل ہے۔ اسی طرح آپکا نسب نامہ رسول خدا (صلعم) سے لیکر آپ کی ذات اقدس تک نہ صرف دینداری اور پرہیزگاری میں ممتاز ہے بلکہ اسمیں مخلوق کی رہبری کیلئے بعض اماموں کی مقدس شخصیتیں بھی نظر آتی ہیں۔ یہ حضرات فقر ودرویشی و بزرگی و برگزیدگی میں یگانۂ روزگار ہوئے ہیں۔ آپکے شجرہ میں بہت سے اختلافات[1] ہیں۔ مگر یہ امر مسلمہ ہے کہ آپ بلحاظ نسب نامہ پدری حسینی ہیں اور بموجب شجرۂ مادری حسنی ہیں۔

نسب نامہ پدری

خواجہ معین الدین ابن خواجہ غیاث الدین بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سیدنا ابراہیم بن سیدنا ادریس بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ[2]، [3]

---

[1] روضۃ الصفا جلد سوم و تذکرۃ الکرام وغیرہ میں تفصیلات درج ہیں۔ [2] تذکرۃ الانساب، خزینۃ الاصفیا، اقتباس الانوار اخبار الاخیار، احسن السیر، وقایع شاہ معین الدین چشتی، روائح المصطفےٰ، رسالہ ان دونوں میں جو شجرے دیئے گئے ہیں ان میں اختلافات ہیں۔

[3] یہ شجرہ حضرت خواجہ معین الدین سے لیکر حضرت امام موسیٰ کاظم تک مرآۃ الاسرار (جسکا ایک نسخہ قلمی لندن کی برٹش میوزیم لائبریری میں ہے) میں دیاگیا۔ اور حضرت موسیٰ کاظم سے لیکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک "تذکرۃ السادات" (جو بڑی تحقیق سے بحکم سلطان ابوالمظفر شاہ عالم بہادر شاہ مرتب کیا گیا ہے) میں ہے۔

Marfat.com

شجرۂ مادری

بی بی ام الورع المعروف بی بی ماہ نور دخاص الملکہ بن سید داؤد بن حضرت عبداللہ الخلیلی بن سید زاہد بن سید مورث بن سید داؤد بن سیدنا موسیٰ جون بن سیدنا عبداللہ بن سیدنا حسن مثنیٰ بن سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ [۱]

والدین و برادران

آپکے والد بزرگوار حضرت سید غیاث الدینؒ بہت متقی پرہیزگار تھے۔ اور مشائخین خراسان میں ممتاز تھے۔ خاندانی شرافت کے ساتھ صاحبِ دولت و ثروت بھی تھے[۲]۔ مولف نے آپکے مزار اقدس کی زیارت کی ہے۔ بغداد[۳] کے محلہ دروازہ[۴] شام میں ایک پختہ حجرہ کے اندر زیارت گاہ خلائق ہے۔ مزار شریف پر کپڑے کی چادر پڑی رہتی ہے۔ ایک مجاور حاضر رہتا ہے۔ حجرہ کی عمارت بہت بوسیدہ اور پرانی ہوگئی ہے۔

بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ آپ کے دو[۵] حقیقی بھائی بھی تھے۔

غوث الاعظم سے قرابت

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی المعروف بہ غوث پاک حضرت عبداللہ الجبلی کے پوتے[۶] ہیں۔ اور غریب نواز کی والدہ ماجدہ بی بی ماہ نور حضرت عبداللہ الجنبلیؒ پوتی ہیں[۷]۔ ان ہردو کے والد آپس میں بھائی ہیں۔ اس رشتہ سے غریب نواز کی والدہ غوث الاعظم کی چچازاد بہن ہیں اور غوث پاک غریب نواز کے ماموں ہیں[۸]۔ ایک دوسرے رشتہ سے غریب نواز اور غوث پاک آپس خالہ زاد[۹] بھائی ہیں۔ تیسرے رشتہ سے غریب نواز غوث الاعظم کے ماموں ہوتے ہیں[۱۰]۔ ان رشتوں کی مطابقت اس طرح ہوجاتی ہے کہ غوث پاکؒ کی والدہ غریب نواز کی ننہالی رشتہ میں خالہ اور ددھیالی رشتہ میں بہن ہیں۔

---

[۱] یہ شجرہ بقول صاحب مسالک السالکین (جلد دوم ص۲۷)، تواریخ آئینہ تصوف میں بحوالہ "ظہرت نامہ" و "مکتوب لقاب" درج ہے۔ مگر مرأۃ الانساب کے ص۱۵۶ پر جو شجرہ دیا گیا ہے وہ اس طرح ہے:۔ سید داؤد بن سیدنا موسیٰ ثانی بن سیدنا عبداللہ ثانی بن سیدنا موسیٰ الجون بن سیدنا عبداللہ محض بن سیدنا حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔

[۲] سیر الاقطاب ص۱۰۱ خزینۃ الاصفیاء جلد اول ص۲۵۷ مسالک السالکین جلد دوم ص۲۷۱ وغیرہ۔ [۳] صاحب اقتباس الانوار نے آپکا مزار عراق میں بتایا ہے [۴] ایک دروازہ (بغداد میں) باب شام شمال میں کاظمیہ کے رخ پر واقع ہے (رسالہ الناظر اشاعت ماہ جنوری ۱۹۲۹ء ص۱۱۲ مقالہ بعنوان "بغداد" از کرنل محمود ناظم مقیم میسوپٹامیہ) [۵] مسالک السالکین جلد دوم ص۲۷۱ [۶] مرأۃ الانساب ص۱۴۵-۱۴۰ [۷] مسالک السالکین جلد دوم ص۲۷۱ [۸] سیر الاقطاب ص۱۰۱ [۹] یہ رشتہ عام طور سے بغداد میں مشہور ہے اور مؤلف مسالک السالکین نے جلد دوم کے ص۲۷۱ پر بھی یہ رشتہ لکھا ہے [۱۰] سیر الاقطاب ص۱۰۱

Marfat.com

ولادت مُبارک

جائے ولادت

آپؒ کی جائے ولادت میں اختلاف ہے۔ مؤلف سیر العارفین نے آپؒ کا مولد سجستان لکھا ہے[۱] بعض نے سنجار (متصل موصل) لکھا ہے بعض نے متصل اصفہان سنجر لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حسب سیر الاقطاب آپؒ کا آبائی وطن سنجرستان (صوبہ سجستان یعنی سنجر (س-ج ز) یا سیستان) ہے[۱] اور جائے ولادت صفاہان (اصفہان) ہے[۲] لیکن آپؒ کی بود و باش سنجان (سنج) میں رہی جو سنجر کے نام سے مشہور ہے[۳] بقول ابوالفضل یہ قصبہ (سنجر) سیستان سے متعلق ہے[۴] یہاں آپکے خاندان کے افراد اب تک موجود ہیں۔ اسکے گرد پہاڑ ہیں، پھل بکثرت ہوتے ہیں۔ باشندگان نیک خصلت ہیں[۵]

خلفائے عباسیہ سادات پر مظالم کرتے تھے اس لیے اغلب گمان ہے کہ آپکے اجداد نے ان کے مظالم سے تنگ آکر دار الخلافت بغداد سے دور سنجر (جسکو ابوالفضل نے سنکر یا سنگر لکھا ہے اور کاف کو جیم سے بدل کر آپ کو سنجری لکھا ہے[۶]) میں اقامت اختیار کر لی تھی، مگر آپؒ کی ولادت کے موقع پر آپ کی والدہ اصفہان میں تھیں اس سیستان کے سنجری خاندان رسالت کی جائے قیام آبائی سابقہ نسبت مکانی کی وجہ سے اصفہان میں بھی سنجر اصفہان کا مضافاتی محلہ کہلائی[۷]

---

۱ (الف) فتح البلدان جزء دوم میں زالبستان دو غزنی کے درمیان دریائے ہلمند کے نیچے کے علاقہ کو سجستان اور اوپر کے علاقہ کو بلخ تک طخارستان لکھا ہے (خاندان زبیر کنبوہی جلد اول ص۲۱) (ب) جغرافیہ خلافت مشرقی کا بیان ہے "سیستان فارسی لفظ سگستان سے ماخوذ ہے عرب اسے سجستان کہتے ہیں، اس ملک کی زمین نشیب میں ہے اور جھیل زرہ کے گرد اور اسکے مشرق میں واقع ہے دریائے ہلمند اور جس قدر دریا اس جھیل میں گرتے ہیں ان سب کے ڈیلٹا اس زمین پر پڑتے ہیں فارسی میں سیستان کو کوہ نیمروز یا جنوبی ملک بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ خراسان کے جنوب میں ہے سجستان صوبہ کی زرخیزی مشہور ہے ایرانی روایات میں سیستان اور زابلستان کی شہرت کی وجہ یہ تھی کہ وہ رستم کے باپ زال کا وطن تھا اور رستم ایرانیوں کا قومی ہیرو تھا۔ ۲ ڈاکٹر براؤن نے لٹریری ہسٹری آف پرشیا مطبوعہ ۱۹۲۸ء جلد دوم ص۳۰۳ پر اسے سنجار (SANJAR) لکھا ہے اور اس کا محل وقوع ایشیائے کوچک پر بتایا ہے سے صاحب مسالک السالکین نے جلد دوم کے ص۲۷۱ پر سجستان کو سیستان کا مغرب بتایا ہے۔ اور اس کا مخفف سنجر (س ج ز) لکھا ہے، امیر ہنری عادی کین نے نظر ثانی شدہ اور ینٹل بایوگرافیکل ڈکشنری میں تحت حالات ابو الفرح کے سنجز (س ج ز) ہی لکھا ہے[۴] یہ روایت سیر الاقطاب کے ص۱۰۲ پر ہے ۵ فتح البلدان کے جزء دوم حصہ ہشتم کے ساتھ جو نقشہ منسلک ہے اس میں علاقہ سجستان میں مقام سنج دیا گیا ہے یہ نقشہ ص۹ کا محاذی ہے ۶ یہ روایت حسب مرآۃ الانساب نے ص۱۳ پر لکھی ہے ۷ آئین اکبری جلد دوم ص۲۲۰ مترجمہ فدا علی ص۲۰ بیان قیصر گل خاں متوطن ہرات وطالبعلم دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر ۸ خواجہ معین الدین از سیستان است و اہل آں دیار اسکی خوانند در اسنجری نویسند معرب سنکر و سنجر است اکبرنامہ جلد دوم ص۹ ۹ خواجہ معین الدین ۱۰ قصبہ سنجر میں جو سیستان سے متعلق ہے (آئین اکبری جلد دوم ص۳۲ مترجمہ فدا علی ص۱۲۵-۱۲۶) ۱۱ (الف) اطراف اصفہان کیطرف توجہ فرمائی بلدہ سنجران ہی اطراف پر مشتمل ہے (مولف تاریخ اسلاف ہے) مولد عطائے رسول کی یہ عبارت نقل کی ہے (ب) زمانہ سابق میں اصفہان کا ایک محلہ سنجر تھا۔ (مکتوب ایرانی ایمبیسی نئی دہلی مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۵۲ء)

Marfat.com

تاریخ و سنہ ولادت

آپ کی ولادت کے مختلف سنین ۵۲۲ھ، ۵۲۷ھ، ۵۳۰ھ، ۵۳۷ھ لکھے گئے ہیں مگر بحوالہ کلمات الصادقین مؤلف مراۃ الاسرار نے (جسکا ایک قلمی نسخہ رامپور کے سرکاری کتب خانہ میں ہے[1]) آپکا بعمر ۹۷ سال ۶۲۷ھ میں وصال پانا لکھا ہے، ۶۲۷ میں سے ۹۷ سال عمر کے کم کر دینے سے آپکا سنہ ولادت ۵۳۰ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہی سال ولادت مؤلف مراۃ الانساب (ص۱۶۱) اور خاندان زبیر لکھنوی (جلد اول ص۲۱۶) وغیرہ نے لکھا ہے[2]۔ مؤلف "مرقعہ خواجگان" نے ص۱۱ پر بحوالہ آئینہ تصوف اور بعض دوسرے تذکرہ نویسوں نے آپ کی تاریخ ولادت ۹ رجمادی الثانی لکھی ہے بسنہ ۵۳۰ھ کی یہ تاریخ ۱۵ر مارچ ۱۱۳۶ء روز یکشنبہ سے مطابقت کرتی ہے۔

اسم گرامی اور خطابات و القاب

بعض کے نزدیک آپکا پورا نام مُعین الدین حسن ہے مگر بعض کے نزدیک معین الدین ہے۔ اور والدین کے پکارنے کا مختصر نام حسن ہے۔ بعد وصال آپ کی پیشانی پر بخط نور ہذا حبیب اللہ مرقوم تھا۔ اس لئے یہ دربار ایزدی سے عطا کردہ خطاب سمجھا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ پہونچ کر جب آپنے دربار رسالت میں سلام پیش کیا تو جواب سلام کے ساتھ "قطب المشائخ بر و بحر" کا خطاب عطا ہوا[3]۔ چونکہ آپنے ہندوستان میں بفیض رسالت محمدی نبیوں کیطرح خدمات انجام دیں، اس لئے بعض پرانے تذکروں میں آپکا خطاب ہند النبی[4] مرقوم ہے۔ عام طور سے لوگ آپ کو عطائے رسول، خواجہ اجمیر، خواجہ بزرگ، ہندالولی، غریب نواز[5]، سلطان الہند، نائب رسول فی الہند وغیرہ کے خطابات سے یاد کرتے ہیں۔

بعض حضرات فاتحہ کے موقعہ پر آپکے نام کے ساتھ تاج المقربین والمحققین، سید العابدین، تاج العاشقین، برہان الواصلین، آفتاب جہاں، رحمت ہندوستان، پناہ بیکساں، دلیل العارفین کے القاب لگاتے ہیں۔

چشتی کہلانے کی وجہ تسمیہ

یہ خیال غلط ہے کہ چشتی سلسلہ حضرت خواجہ غریب نواز سے شروع ہوا بلکہ اسکی ابتدا حضرت خواجہ ابو اسحاق سے ہوئی۔ مبدا و منشاء چشتیاں

S3369

[1] مؤلف اجمیری خواجہ (ص۳۰) اور بعض دوسرے تذکرہ نویسوں نے ۱۴ر رجب لکھی ہے [2] مسالک السالکین جلد دوم ص۲۸۵ [3] انیس الارواح ص۳ [4] سیر الاقطاب ص۱۰۱ [5] اسکی ترکیب اضافی پر بعض اہل علم کو اعتراض ہے [6] سیر الاولیاء ص۴۵

Marfat.com

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی جب بقصد حصول بیعت حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری کے پاس بغداد میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت ارادت سے مشرف ہوئے تو حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری نے دریافت فرمایا "تیرا کیا نام ہے" عرض کیا "اس عاجز کو ابو اسحاق شامی کہتے ہیں" آپنے فرمایا "آج سے ہم تجھے ابو اسحاق چشتی کہیں گے۔ اور جو تیرے سلسلہ ارادت تاقیام قیامت داخل ہوگا وہ بھی چشتی کہلائے گا" پس حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی حسب فرمان مرشد چشت (شاقلان[1] جو ہرات سے تیس کوس ہے) میں تشریف لاتے۔ اور رشد و ہدایت میں مصروف ہوئے۔ آپکے سلسلے کے بزرگان میں سے حضرت خواجہ ابو احمد چشتی۔ حضرت خواجہ محمد چشتی۔ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی اور حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی بھی چشت میں قیام پذیر ہو کر مدفون ہوئے بایں وجہ یہ سلسلہ چشتی کے نام سے مشہور ہوا۔ چونکہ مذکورہ بالا حضرات خواجہ غریب نواز کے پیران سلسلہ ہیں، اس لئے حضرت خواجہ غریب نواز بھی چشتی کہلائے[2]

۵۳۰ھ	۵۵۰ھ
۱۱۳۶ء	۱۱۵۵ء

عہد اوائل

رضاعت آپکا عہد طفلی عام بچوں جیسا نہ تھا بلکہ ایام تک میں شان غریب نوازی کا اظہار فرماتے تھے "بزمانہ رضاعت جب کوئی عورت اپنا بچہ لیکر آپکے یہاں آجاتی اور اس کا بچہ دودھ کیلئے روتا تو آپ اپنی والدہ کیطرف اشارہ کرتے کہ آپکا دودھ اسے پلادیا جائے۔ آپکی والدہ آپکا اشارہ سمجھ جاتیں اور آپکا دودھ اسے پلادیتیں۔ اس نظارہ سے آپ بہت خوش ہوتے اور فرط مسرت سے ہنستے۔ تین چار سال کی عمر کے زمانہ میں آپ اپنی ہم عمر بچوں کو بلاتے اور انھیں کھانا کھلاتے[3]

صغرسنی ایک عید کے موقعہ پر حضرت خواجہ بزمانہ صغرسنی عمدہ لباس پہنے ہوئے نماز کیلئے جا رہے تھے۔ راستے میں آپنے ایک نابینا لڑکے کو پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا۔ آپ کو اس پر

---

[1] (الف) آج کل چشت کا نام شاقلان ہے دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۳۱ (ب) کیت جانسٹن اٹلس میں ہرات کے متصل شیکران (شیقران) لکھا ہے [2] مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۱۹۶ و احسن السیر صفحہ ۱۲۲-۱۲۳ [3] ہولی سینٹ آف اجمیر صفحہ ۲۲-۲۴

رحم آیا۔ اسی وقت اپنے کپڑے اتار کر اس بچہ کو دے دیئے اور اسکو اپنے ساتھ عید گاہ لے گئے۔ آپ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کبھی کھیل کود میں شریک نہ ہوتے تھے [1]

نشو ونما اور ابتدائی تعلیم

آپ کا نشو ونما [2] خراسان [3] میں ہوا۔ ابتدائی تعلیم کے متعلق کتابوں میں تذکرہ نہیں ہیں۔ مگر حال کے ایک تذکرے میں لکھا ہے کہ ابتدائی تعلیم آپ نے گھر پر حاصل کی۔ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا [4]۔ بعد ازاں آپ سنجر کے مدرسے میں داخل ہو گئے، یہاں آپ نے تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور تھوڑے عرصہ میں بہت علم حاصل کر لیا [5]

۵۴۴ھ ۱۱۵۰ء یتیمی

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آپ بھی یتیم ہوئے۔ بتاریخ ۱۵ شعبان ۵۴۴ھ (جب کہ آپ کی عمر کا پندرہواں سال چل رہا تھا) آپکے والد بزرگوار نے جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف سفر اختیار فرمایا [6]

تقسیم ترکہ

آپ کے والد کے وصال کے بعد جب ترکہ تقسیم ہوا تو آپکے حصہ میں ایک باغ اور ایک پن چکی آئی۔ ان کی آمدنی سے آپ قوت بسری کرتے تھے [7]

۵۴۴ھ مطابق ۱۱۵۰ء حضرت ابراہیم مجذوب رح سے ملاقات

آپ شروع ہی سے فقیر دوست تھے اور درویشوں کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ ایک دن ۵۴۴ھ کے ماہ شعبان ذی الحجہ کے درمیان جبکہ آپ کی عمر کا پندرہواں سال چل رہا تھا) آپ اپنے باغ کو سیراب فرما رہے تھے کہ ابراہیم قندوزی (قہندوزی) مجذوب کا وہاں گذر ہوا۔ آپنے انھیں عزت کیساتھ بٹھایا اور ایک انگور کے خوشہ سے ان کی تواضع کی۔ مجذوب اس خلوص سے بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے ایک کھل کا ٹکڑا بغل سے نکالا اور دانت سے کاٹ کر آپ کو دیا۔ اسکو کھانے سے آپکا دل دنیا سے سرد ہو گیا۔ باغ اور پن چکی فروخت کر کے قیمت موصولہ فقراء و مساکین میں تقسیم کر دی اور خود طلب حق میں سفر اختیار

---

[1] بحوالہ سابق [2] اسلامی فتوحات کے بعد کابل و قندہار سے لیکر ایران تک کا ملک خراسان کہلایا۔ جب ۱۱۶۰ھ میں احمد شاہ ابدالی تخت قندہار پر بیٹھا اسوقت اس ملک کا نام افغانستان ہوا مگر مغربی حصہ ابھی خراسان کہلاتا ہے (خاندان زیر کنوبی جلد اول ص۲۱۲) [3] سیر الاقطاب ص۱۱۸ [4] مولف سیر العارفین نے بھی آپکا دور قیام سمرقند و بخارا (جسکا ذکر آگے آئیگا) قرآن حفظ کرنا لکھا ہے بعض نے آپکا نواح خراسان میں تعلیم پانا اور قرآن حفظ کرنا لکھا ہے [5] ہولی سینٹ آف اجمیر ص۲۲ [6] سیر العارفین ص۵ سیر الاقطاب ص۱۱۸ [7] سیر العارفین ص۵ بحوالہ صداقت۔

۵۴۴ھ — ۵۵۰ھ
۱۱۴۹ء — ۱۱۵۵ء
سفر و قیام سمرقند و بخارا اور تحصیل علم

اس زمانے میں بغداد، سمرقند و بخارا علوم اسلامیہ کے مرکز تھے۔ پہلے آپ نے علم شریعت کی تکمیل کیلئے سمرقند و بخارا کا رخ کیا دوران سفر وارد خراسان ہوئے بعد ازاں سمرقند و بخارا میں تشریف فرما ہو کر علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی۔ بعض نے اس سفر میں تاریخ ۱۱ ماہ صفر ۵۴۵ھ بخارا سے سمرقند جاتے ہوئے توقند میں تشریف فرما ہونا بھی لکھا ہے بقول بعض آپ نے یہاں ۲۴ یا ۳۴ سال تک علم کی تحصیل کی، مگر صحیح یہ ہے کہ آپنے ۱۵ سال کی عمر (۵۵۰ھ) تک یہاں علم ظاہر حاصل کیا۔ اور مولانا حسام الدین بخاری اور مولانا شرف الدین صاحب شرع الاسلام سے تعلیم پائی[۲]۔

۵۵۰ھ — ۵۵۵ھ
۱۱۵۵ء — ۱۱۶۰ء
سمرقند و بخارا سے سفر عراق و عرب ہارون

۵۵۱ھ مطابق ۱۱۵۶ء
غوث پاک سے بار اول ملاقات

غوث پاک سے ملاقات ہونے نہ ہونے کی طویل بحث مدت سے چلی آتی ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ غوث پاک سے آپ کی دو بار ملاقات ہوئی۔ بعد تحصیل علم آپنے سمرقند و بخارا سے بیس سال کی عمر (۵۵۰ھ) میں عراق کا سفر اختیار فرمایا اور بعمر بیس[۳] سال (۵۵۵ھ میں جب کہ آپکی عمر کا اکیسواں سال چل رہا تھا) وارد عراق ہو کر (بغداد میں بار اول) حضرت غوث پاک سے ملاقات کی[۴] اس زمانہ میں غوث پاک (ولادت ۴۹۱ھ) بغداد میں اکر قیام فرما چکے تھے[۵]۔ ملاقات کے موقعہ پر غوث پاک نے آپکو دیکھ کر فرمایا "یہ مرد مقتدائے روزگار ہوگا۔ بہت لوگ اس سے منزل مقصود کو پہنچیں گے[۶]" پرانے بغداد میں جائے ملاقات احترام کے ساتھ محفوظ ہے۔

---

[۱] سیر العارفین ص۵ سیر الاقطاب ص۱۰۱-۱۰۲ و مسالک السالکین جلد دوم ص۲۷۳ [۲] احسن السیر ص۱۴۲ دلیل العارفین ص۱۰۷ فرشتہ (ترجمہ اردو جلد دوم) ص۴۰۰ و خزینۃ الاصفیا جلد دوم ص۲۵۸ [۳] احسن السیر ص۱۳ بحوالہ آتش مخفل [۴] سیر الاقطاب ص۱۰۲ احسن السیر ص۱۴۴ [۵] غوث پاک نے بعمر ۱۸ سال ۴۸۹ھ میں بغداد میں آکر قیام کیا (اقتباس الانوار ص۳۷۲-۳۷۳) [۶] سیر الاقطاب ص۱۰۲ [۷] پرانے بغداد میں غوث پاک اور غریب نواز کی ملاقات کا ایک پرانا کھلا ہوا چبوترہ ہے جس کے گرد دیوار ہے یہاں مجاور دیوان لگاتے ہیں پہلو میں ایک پرانی مسجد اور غوث پاک کے رہنے کا کمرہ ہے اس کی دیوار میں ایک کتبہ آویزاں ہے حجرہ سے کچھ فاصلے پر ایک کتب خانہ، لنگر خانہ، دار المطبل تھے، تمام کا کل یہاں آبادی ہو گئی ہے میں نے اس مقام کی زیارت کی ہے (بیان سید محمد شاہ قادری مومن منصور ۲ جولائی ۱۹۵۲ء)

۵۵۱ھ - ۵۵۴ھ
۱۱۵۶ء - ۱۱۵۹ء
عراق سے سفر حرمین و ہارون اور بیعت سلسلہ

اپنی قلبی پیاس بجھانے کیلئے بتلاش حق آپ عراق سے سفر حرمین پر روانہ ہو گئے۔ عرب سے واپسی پر آپ نے ہارون[الف] کا سفر اختیار فرمایا[ب] وارد ہارون (موجودہ نام ہارون آباد) ہونے پر آپ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت سلسلہ (بیعت اول) کی۔ ڈھائی سال تک مرشد کی خدمت میں مصروف مجاہدہ رہ کر صاحب اجازت ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا[ج]

شجرۂ طریقت

خواجہ معین الدین چشتی مرید حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی مرید حضرت حاجی شریف زندنی مرید حضرت خواجہ قطب الدین چشتی مرید حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی مرید خواجہ ابو احمد ابدال چشتی مرید حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی مرید حضرت خواجہ مشاد علو دینوری مرید حضرت شیخ امین الدین ہبیرۃ البصری مرید حضرت سدید الدین حذیفۃ المرعشی مرید حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی مرید حضرت ابو فضیل بن عیاض مرید حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید مرید حضرت خواجہ حسن بصری مرید امام الاولیاء سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ[د]

۵۵۵ھ مطابق ۱۱۶۰ء
بغداد میں مشائخین سے ملاقاتیں

آپ درویشوں سے میل جول رکھتے تھے۔ اپنے زمانے کے بہت سی اولیاء اللہ سے آپ نے ملاقات کی بعض کو فیض بھی پہنچایا ہارون سے واپس بغداد آکر کچھ عرصہ تک قیام فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے شیخ ابو نجیب سہروردی (وفات بعمر ۳، سال ۵۶۳ھ) سے ملاقات کی[ہ]

۵۵۶ھ	۵۵۵ھ
۱۱۶۱ء	۱۱۶۰ء

بغداد سے سفر شام و کرمان

صاحب سیر العارفین اور فرشتہ وغیرہ نے بعض ایسے مقامات نہیں لکھے ہیں جہاں حضرت خواجہ کے بیانات

(الف) حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے خیر المجالس میں اسے ہرون فرمایا ہے اور غریب نواز نے انیس الارواح وغیرہ میں ہارون لکھا ہے۔
(ب) ہارون ایرانی سبزہ دار اور فیروزکوہ کے درمیان سبزہ دار سے ایک منزل پر مشہد مقدس کے قریب ہے (بیان عبدالرحمٰن صاحب سیاح)
(ج) سیر الاقطاب صفحہ ۱۰۲ سیر العارفین صفحہ ۵ فرشتہ (ترجمہ اردو جلد دوم) صفحہ ۵ ومسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۷ صفحہ ۴ مسالک السالکین جلد دوم
(د) ۔۔۔ سیر الاقطاب صفحہ ۱۲ فرشتہ (ترجمہ اردو جلد دوم) صفحہ ۵۷

مندرجہ دلیل العارفین کے بموجب آپکا وارد ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ سفر شام و کرمان وغیرہ کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا گیا، ہمارے نزدیک ان مقامات پر آپ کے وارد ہونے کا زمانہ وقت کی گنجائش کے پیش نظر ۵۵۵ھ اور ۵۵۶ھ ہے۔

۵۵۵ھ
۱۱۶۰ء
سفر شام

آپنے شام کے حکمران نورالدین محمود کے زمانے میں اپنے مستقر بغداد سے شام کی طرف سفر اختیار فرمایا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اس سفر کے متعلق غریب نوازؒ کا مندرجہ ذیل بیان ارقام فرماتے ہیں۔

"ایک مرتبہ میں (غریب نواز) ایک شہر میں پہنچا جو شام کے نزدیک ہے یہاں ایک بزرگؒ احمد الواحدی غزنوی ایک غار میں رہا کرتے تھے بہت لاغر تھے۔ سجادہ پر بیٹھے تھے دو شیر ان کے سامنے کھڑے تھے میں شیروں کی وجہ سے نزدیک نہیں گیا۔ جب ان بزرگ نے دیکھا فرمایا "چلے آؤ ڈرو نہیں اگر تم کسی ضرر رسانی کا قصد نہیں کروگے تو کوئی تمہیں بھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ شیر کیا چیز ہیں جوان سے خوف کیجئے۔ جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے سب ڈرتے ہیں" پھر پوچھا "کہاں سے آنا ہوا۔ میں نے کہا "بغداد سے" کہنے لگے خوب آئے! لیکن ضروری ہے کہ درویشوں کی خدمت کیا کرو تاکہ تم مرد بزرگ ہو جاؤ" پھر فرمایا "خلقت سے عزلت گزیں ہو کر اس غار میں مقیم ہوا ہوں اور ایک چیز کے خوف سے تیس ۳۰ سال رونے میں گذر گئے ہیں" میں نے دریافت کیا، "وہ کیا ہے"؟ فرمایا "وہ نماز ہے جب میں نماز پڑھتا ہوں تو یہ دیکھ کر روتا ہوں کہ اس نماز کی کیا حقیقت ہے جو میں پڑھتا ہوں کیوں کہ اگر ذرہ بھر شرط نماز فوت ہو جائے تو میرا سب کیا ہوا بیکار ہو جائے" پھر فرمایا "اے درویش! اگر حق نماز کا ادا کیا تو بڑا کام کیا ورنہ عمر غفلت میں گذار دی"[1]

۵۵۶ھ
۱۱۶۱ء
ورود کرمان

سفر شام سے واپس بغداد آکر بعہد محی الدین طغرل (فرمانروائے کرمان) آپنے بغداد سے کرمان کا سفر اختیار فرمایا۔ اس سفر کے متعلق خواجہ قطب صاحبؒ خواجہ غریب نوازؒ کا حسب ذیل بیان ارقام فرماتے ہیں۔

"ایک مرتبہ میں (غریب نواز) اور شیخ احدالدین کرمانی کرمان میں سفر کر رہے تھے

---

[1] دلیل العارفین ص ۹-۱۰

یہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی بڑے مشغول اور بہت متقی تھے ان کے پاس پہنچکر سلام کیا۔ یہ بہت نحیف وزار تھے، بات بھی بہت کم کرتے تھے۔ مجھے خیال ہوا کہ ان سے دریافت کروں کہ آپ اس قدر ضعیف کس وجہ سے ہیں، چونکہ وہ روشن ضمیر تھے انہوں نے میرے دریافت کرنے سے پہلے فرمایا کہ اے درویش! ایک دن دوستوں کے ساتھ میرا گورستان میں گذر ہوا۔ میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ قضارا وہاں کوئی بات ہنسی کی ہوئی اس پر میں قہقہہ کے ساتھ خندہ زن ہوا، قبر سے آواز آئی کہ اے غافل! جسے یہ مقام گور درپیش ہو ملک الموت جیسا حریف ہو اور زیر خاک جسکے مونس سانپ اور بچھو ہوں اسکو ہنسی سے کیا کام؟ " جب میں نے یہ سنا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ہاتھ جوڑ کے یاروں کو رخصت کیا اور اس غار میں آکر مقیم ہوا۔ آج تک اس واقعہ کی ہیبت سے پگھل رہا ہوں۔ چالیس سال سے بوجہ شرمندگی آسمان کی طرف نہیں دیکھا۔[1] کرمان سے بغداد آکر آپنے ہندوستان کا سفر اختیار فرمایا۔

۵۵۷ھ	۵۶۲ھ
۱۱۶۲ء	۱۱۶۶ء

بغداد سے بسلسلہ سیاحت بار اول سفر ہندوستان اور واپسی

صاحب سیر العارفین نے بسال وفات شہاب الدین غوری (۶۰۲ھ) بغداد سے آپکے وارد اجمیر ہونے کے سفر میں اور فرشتہ نے ۵۶۱ھ میں بغداد سے ہندوستان آنے کے سفر میں جس ترتیب سے مقامات ورود لکھے ہیں ان میں بڑا نقص یہ ہے کہ کہیں کہیں نقشہ کے پیش نظر بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے لوٹنا ثابت ہوتا ہے مثلاً فرشتہ نے خرقان سے استر آباد آکر ہرات جانا لکھا ہے۔ یہ سیکڑوں میل واپس لوٹ کر آگے بڑھنا ہے۔ اسی طرح صاحب سیر العارفین نے سبزہ وار (واقع افغانستان) سے قلعہ شادمان (واقع بلوچستان) ہو کر بلخ جانا لکھا ہے۔ یہ بھی سیکڑوں میل آگے بڑھ کر پیچھے لوٹنا ہے۔ ان دونوں حضرات کی ترتیب سفر میں بھی اختلاف ہے۔

---

[1] دلیل العارفین صفحہ ۱

غالباً ان حضرات کا مقصد صرف مقامات ورود بتانا تھا۔ ترتیب کا چنداں لحاظ نہ تھا۔ چنانچہ ایک ہی سلسلہ سفر میں مقامات کے نام لکھدیے ہیں۔ حالانکہ روایات سے ظاہر ہے کہ مختلف اوقات میں یہ سفر ہوئے ہیں۔ اور آپ بعض مقامات پر دوبار بھی تشریف فرما ہوئے ہیں۔

فرشتہ کے بیان کا خلاصہ ہے کہ حضرت غریب نواز بتاریخ ۱۰ محرم ۵۶۱ھ وارد اجمیر ہوئے۔ اس وقت سیّد حسین خنگ سوار سلطان قطب الدین ایبک کی طرف سے داروغہ اجمیر تھے۔ وہ آپ کی تشریف آوری سے خوش ہوئے۔ فرشتہ (جلد اول ص۵۵) ہی کے بیان سے ثابت ہے کہ ۵۶۱ھ تک اجمیر فتح ہوا تھا نہ وہاں کسی مسلمان داروغہ کا تقرر ہوا تھا بلکہ ۵۸۸ھ میں شہاب الدین غوری پرتھوی راج پر فتحیاب ہوا۔ اور ۵۹۱ھ میں اجمیر میں مسلمان داروغہ یا قلعہ دار کا تقرر ہوا۔ اس لیے ہمارے نزدیک ۵۶۱ھ آپکا وارد اجمیر ہونا اور سید حسن داروغہ اجمیر سے ملنا صحیح نہیں ہے، پس یہ سفر ورود اجمیر سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ ورود ہندوستان (ملتان و لاہور) سے متعلق ہے۔

یہ خیال صحیح نہیں ہے، کہ آپ صرف ایک بار وارد ہندوستان ہوکر واپس تشریف نہیں لے گئے بلکہ آپ مطابق روایات پانچ مختلف اوقات میں وارد ہندوستان ہوئے۔ تفصیلات ہر ایک ورود کی اس کی جگہ درج ہیں۔ ان میں چار بار آپ وارد اجمیر ہوئے اور ایک بار صرف وارد ہندوستان ہوئے۔ اس مرتبہ اجمیر تشریف نہیں لائے۔ یہ ورود ۵۶۱ھ میں ہوا۔ اس موقعہ پر ہمارے نزدیک نقشہ کے پیش نظر آپنے حسب ترتیب ذیل سفر کیا[1]

۵۵۷ھ مطابق ۱۱۶۲ء ورود ھمدان

صاحب سیر العارفین ص۷ لکھتے ہیں "آپ بغداد سے روانہ ہوکر وارد ہمدان ہوئے۔ یہاں شیخ محمد یوسف ہمدانی سے ملاقات کی" چونکہ شیخ یوسف (ابو یوسف) ہمدانی کا وصال ۵۳۵ھ[2] (بقول دیگر ۵۳۶ھ) میں ہوا اور یہ زمانہ غریب نواز کی ولادت کے پانچ چھ سال بعد کا ہے۔ اس لیے اس سفر میں ان سے ملاقات ہونا ممکن نہیں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس سلسلہ سفر میں آپنے مزہ (جو متصل بخارا ہے) میں پہنچکر شیخ موصوف کے مزار کی زیارت کی ہو

---

[1] مقامات ورود پر فاصل کے پیش نظر مدت مسافت کا اندازہ کرکے سنین دئے گئے ہیں [2] شیخ یوسف ہمدانی المتوفی مسالک السالکین جلد دوم وغیرہ ابو یوسف ولی) کا وصال ۵۳۵ھ میں ہوا (تذکرۃ العابدین ص۱۰۳ و مسالک السالکین جلد دوم ص۱۶۷ و حضرات القدس جلد اول ص۳۵ ۔ گنج تاریخ ص۷۹ ۔ نفحات [3] بیابان میں سفر کرتے ہوئے آپکا وصال ہوا۔ مزار (متصل بخارا) میں ہے (حضرات القدس جلد اول ص۳ و تذکرۃ العابدین ص۱۰۳)

Marfat.com

۵۵۷ھ / ۱۱۶۲ء — ورود تبریز

ہمدان سے تبریز میں تشریف فرما ہو کر آپ نے شیخ المشائخ حضرت ابو سعید تبریزیؒ سے ملاقات کی۔ شیخ موصوف حضرت جلال الدین تبریزی کے پیر و مرشد ہیں۔ اور بقول حضرت نظام الدین والاولیاؒ آپ اتنے عالی مرتبت تھے کہ جلال الدین تبریزی جیسے ستر مرید آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔[1]

۵۵۷ھ مطابق ۱۱۶۲ء — ورود استر آباد

تبریز سے استر آباد پہنچکر آپ نے شیخ ناصر الدین استر آبادیؒ سے ملاقات کی۔ شیخ عظیم المرتبت تھے ان کی عمر ایک سو ستر[2] سال کی تھی۔ ابوالخیر (وفات ۴۴۰ھ) اور شیخ ابوالحسن خرقانیؒ (وفات ۴۲۵ھ) کی صحبت سے فیضیاب ہونے پر فخر کیا کرتے تھے۔ یہ دو واسطوں سے سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامیؒ سے نسبت رکھتے تھے۔[3]

۵۵۷ھ مطابق ۱۱۶۲ء — ورود بخارہ

غریب نواز فرماتے ہیں "بحالت مسافرت بخارا میں ایک نابینا بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ یہ بہت مشغول تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا نابینا کب ہو گئے؟" جواب دیا کہ جب میرا کام کمالیت کو پہنچا اور وحدانیت و عظمت پر نگاہ پڑنے لگی تو ایک دن نظر غیر پر پڑ گئی۔ غیب سے آواز آئی "دعوی تو ہماری محبت کا کرتا ہے مگر غیر کی طرف دیکھتا ہے"۔ جب یہ آواز سنی ایسا شرمندہ ہوا کہ بات تک نہ ہو سکی بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ جو آنکھ دوست کے سوا غیر کو دیکھے وہ اندھی ہو جائے۔ ابھی یہ بات اچھی طرح کہنے بھی نہ پایا تھا کہ دونوں آنکھوں کی بصارت چلی گئی۔[4]

۵۵۷ھ مطابق ۱۱۶۲ء — ورود خرقان

خرقان میں تشریف فرما ہو کر شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی مزار اقدس سے فیض باطنی حاصل کیا۔[5]

۵۵۷ھ مطابق ۱۱۶۲ء — ورود سمرقند

خواجہ بزرگ فرماتے ہیں دوہنگام مسافرت میں سمرقند میں تھا۔ یہاں ابو اللیث سمرقندی کے مکان کے قریب ایک مسجد تھی اسکی محراب کے قبلہ رخ ہونیکے

---

[1] سیر العارفین صفحہ (ب) سفر تبریز کے بعد فرشتہ نے آپکا اصفہان میں وارد ہو کر قطب صاحب کو مرید کرنا لکھا ہے مگر ہمارے نزدیک یہاں سلسلہ سفر سے متعلق نہیں ہے۔ اصفہان کے بعد صاحب خزینۃ الاصفیا نے آپکا وارد ہند ہونا لکھا ہے۔ مگر یہ روایت سیر العارفین سیر الاقطاب اور اقتباس الانوار وغیرہ میں نہیں ہے۔ [2] صاحب سیر العارفین (صفحہ ۹) نے آپ کی عمر ایک سو سات سال کی لکھی ہے۔ بعض نے ایک سو تائیس سال لکھی ہے (دلیل الذاکرین) کے پیش نظر شیخ ابوسعید ابوالخیر اور ابوالحسن خرقانی سے ملاقات ہونا ممکن نہیں ہے) در آخر الذکر عمر کے پیش نظر شیخ ابوالحسن خرقانی سے ملاقات ہونا ممکن نہیں ہے [3] یہ روایت مسالک السالکین جلد دوم کے صفحہ ۲۷۲ پر ہے [4] دلیل العارفین صفحہ ۴۸-۴۹ [5] قریہ صوبہ جرجان میں ہے (مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۳۲) [6] مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۷۲

Marfat.com

متعلق ایک دانشمند نے اعتراض کیا ہیں نے اسے محراب کے صحیح قبلہ رخ ہونے کا (بقوت روحانی) بالمشاہدہ اطمینان کرادیا[۱]

۵۵۸ھ / ۵۵۹ھ — ۱۱۶۳ء / ۱۱۶۴ء
ورود میمنہ یا مہنہ و قیام

میمنہ پہنچکر آپ نے خواجہ ابوسعید ابوالخیر کے مزار اقدس سے فیضِ باطنی حاصل کیا[۲]
اس نواح میں آپنے دو سال قیام فرمایا[۳]

۵۶۰ھ مطابق ۱۱۶۵ء
ورود ھرات

ازاں بعد آپ وارد ہرات (ہری) ہوئے یہاں اکثر آپ حضرت شیخ عبداللہ انصاریؒ (وفات ۴۸۱ھ) کے قبۂ مبارک میں شب بیداریاں کیا کرتے تھے بیشتر عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے[۴]

۱۰ محرم ۵۶۱ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۱۶۵ء
باراول ورود ہند ملتان میں تشریف آوری

ہرات سے روانہ ہوکر باراول وارد ہند ہوئے[۵] یعنی ملتان میں قدم رنجہ فرمایا۔ ورود ملتان کے متعلق دلیل العارفین میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ حضرت غریب نواز کا مندرجہ ذیل بیان ارقام فرماتے ہیں:-

«یہاں (ملتان میں) ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی ان بزرگ نے دوران ملاقات فرمایا" اہل محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے۔ اول بوجہ ندامت۔ دوم معصیت ترک کرنے کے خیال سے۔ سوم اپنے آپکو خصومت اور ظلم سے پاک رکھنے کیلئے[۶]

۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۶ء
ورود لاہور

ملتان سے آپ وارد لاہور ہوئے[۷] یہاں اس زمانے میں بہرام شاہ کا پوتا خیرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی حکومت کررہا تھا[۸] لاہور میں آپ دو ہفتہ تک شیخ علی ہجویری المقلب داتا گنج بخشؒ کے مزار اقدس پر معتکف رہے آپکا حجرۂ اعتکاف اب تک وہاں موجود ہے[۹] رخصت کے وقت آپ نے یہ شعر پڑھا

«گنج بخش فیضِ عالم مظہر نورِ خدا — ناقصاں را پیر کامل کاملاں را پیشوا»[۱۰]

---

[۱] دلیل العارفین ص ۲۰۱-۲۰۲ [۲] مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۷۶ [۳] صاحب سیرالعارفین نے ص ۹ پر نواح میمنہ میں فرشتہ (ترجمہ اردو جلد دوم ص ۵) نے خراسان میں اور مؤلف مسالک السالکین (جلد دوم ص ۲۷۶) نے میمنہ میں دو سال قیام کرنا لکھا ہے [۴] مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۷۶ [۵] بہت سے بزرگوں کے وارد ملتان ہونے کو وارد ہند ہونا بیان کیا گیا ہے [۶] دلیل العارفین ص ۱۰ [۷] اس ورود کے موقع پر آپ اجمیر نہیں گئے بلکہ ہندوستان میں صرف لاہور و ملتان تک تشریف لائے اس وقت انہیں مقامات میں اسلام پذیر ہوا تھا یا ایک مسلمان سیاح کیلئے یہ سفر کے قابل تھے [۸] فرشتہ جلد اول ص ۹ [۹] تذکرۃ الاولیائے ہند کے مصنف اور بعض دوسرے تذکروں میں مدت اعتکاف چالیس دن ہے آپ شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی الجنیدی کے مرید ہیں شجرہ بیعت تین واسطوں سے حضرت شبلی تک پہنچتا ہے۔ دہلی غزنین کا محلہ ہجویر ہے - آپکا انتقال ۴۶۵ھ میں ہوا۔ مزار لاہور میں ہے (خزینۃ الاصفیا جلد دوم ص ۲۳۳-۲۳۴ وغیرہ) [۱۰] مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۷۶ اردو ترجمہ فقرنامہ ص ۱۶ خزینۃ الاصفیا جلد دوم ص ۲۳۲-۲۳۳

Marfat.com

۵۶۱ھ ۔ ۵۶۲ھ
لاہور سے براہ غزنین بلخ استرآباد سے در واپسی بغداد

لاہور سے آپ وارد غزنین ہوئے۔ غزنی سے براہ ضلع حصار کوہ حصار (متصل بلخ) بلخ میں تشریف لائے بلخ سے وارد استرآباد ہوئے[1] استرآباد سے رے میں تشریف لائے[2] بعدازاں وارد بغداد ہو کر مرشد سے بیعت تقرب (بیعت دوم) کا شرف حاصل کیا تفصیلاً آگے آئیگی

درمیان ۵۵۴ھ و ۵۶۴ھ
حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا غریب نواز کی طلب محبت میں سفر اور ورود بغداد

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو غریب نواز سے بہت محبت تھی چنانچہ خواجہ غریب نواز ہارون میں بیعت اول کے بعد جب پیر و مرشد سے رخصت ہو کر بغداد کیطرف روانہ ہوگئے (اور کہ بعد حصول تبرکات بعمر ۵۲ سال بغداد سے روانہ ہوئے) تو آپکی روانگی کے کچھ عرصے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے خواجہ غریب نواز کی طلب محبت میں اپنی جگہ (ہارون) سے (۵۵۴ھ اور ۵۵۹ھ کے درمیان) سفر (سفر بغداد) اختیار فرمایا۔ چند منازل کے بعد آپ ایک ایسے مقام (رے) پر پہنچے جو آتش پرستوں کا مسکن تھا یہاں ایک آتشکدہ تھا جسمیں سو خروار (بروایۃ مسالک السالکین بیس گاڑی) لکڑیاں روزانہ ڈالی جاتی تھیں اور ہمیشہ آگ روشن رکھی جاتی تھی۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی یہاں تشریف فرما ہوئے اور ایک درخت کے سایہ میں مصلیٰ بچھا کر نماز میں مشغول ہوگئے اور اپنے خادم فخر الدین سے فرمایا "آگ لاکر افطار کیلئے کھانا تیار کرو"۔ وہ آتشکدہ پر آگ لینے گئے آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کیا اور کہا "یہ ہمارا معبود ہے ہم اس میں سے آگ نہیں دے سکتے"۔ خادم نے حاضر ہو کر سب ماجرا آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ تجدید

---

[1] چونکہ بقول سیر الاولیاء (ص۴۶) آپ بعد فتح پتھوراج (۵۸۸ھ میں) وارد ہند بار دوم یعنی وارد اجمیر بار اول اجمیر ہوئے اس لئے اس موقعہ ۵۶۱ھ پر آپ کا ہندوستان سے تشریف لیجانا یقینی ہے۔ [2] جواہر فریدی ص۱۲۳ [3] چونکہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے حسب تفصیل گزشتہ بیعت اول کے بعد ۵۵۴ھ میں غریب نواز کو ہارون میں رخصت کیا بعدازاں سفر پر روانہ ہوئے اس لئے ڈھائی سال تک "رے" میں قیام کرنے اور ۵۶۴ھ تک غریب نواز سے پہلے بغداد پہنچنے کے پیش نظر سفر پر روانہ ہونیکے یہی سِن ہو سکتے ہیں۔ [4] مسالک السالکین (جلد دوم ص۲۶۶-۲۶۷) نے علاقہ گجرات پر پہنچنا ممدوح موصوف کے نزدیک اسوقت کا واقعہ ہے جب غریب نواز بغداد میں بعمر ۵۲ سال پیر و مرشد سے رخصت ہو کر ہندوستان میں (بار دوم) آئے تھے مگر صاحب سیر العارفین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسوقت کا واقعہ ہے جب غریب نواز دن میں بیعت اول کرنیکے بعد مرشد سے رخصت ہو کر بغداد روانہ ہوئے تھے۔ اور بقول فرشتہ بغداد سے روانہ ہو کر ۵۶۱ھ میں وارد ہندوستان ہوئے تھے۔

Marfat.com

وہ فرماکر خود وہاں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک پیر مرد جسکا نام مختشا تھا ایک چوبی تخت پر بیٹھا ہے اور ایک ہفت سالہ لڑکا اسکی گود میں ہے اور بہت سے آتش پرست اسکے گرد بیٹھے ہوئے آگ کی پرستش کر رہے ہیں۔ آپنے اس مرد پیر سے فرمایا "آگ پوجنے سے کیا فائدہ کیوں اس خالق کی پرستش نہیں کرتے جسکی یہ مخلوق ہے۔ تاکہ کار آمد ہو" اس نے جواب دیا "آگ ہمارے دین میں بزرگ اور ہمارے لیئے باعث نجات ہے" آپنے فرمایا "تم اسکو بہت عرصے سے پوجتے ہو آؤ اسمیں ہاتھ ڈالو۔ اگر یہ باعث نجات ہے تو تمہیں جلنے سے نجات دیگی" اس نے کہا "جلانا آگ کی خاصیت ہے کس کی مجال جو اسمیں ہاتھ ڈالے۔ اور سلامت رہے" آپنے فرمایا "یہ خالق کے حکم کی تابع ہے کیا مجال جو بلا حکم ربی ایک بال بھی جلا سکے" یہ فرما کر آپنے اسکی گود سے لڑکے کو اپنی گود میں لے لیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم ط "یانار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراھیم" کہہ کر آتشکدہ میں داخل ہو گئے۔ یہ حال دیکھ کر آتش پرست آہ و فغاں کرنے لگے۔ آپ چار ساعت آتشکدہ میں رہ کر معہ لڑکا کے صحیح و سالم باہر تشریف لائے۔ آگ نے جسم اطہر یا ملبوس مبارک پر کچھ اثر نہیں کیا نہ اس لڑکے کو کچھ ضرر پہنچا پیر مرد اپنے لڑکے کو صحیح سالم دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس سے دریافت کیا "تو نے آگ میں کیا دیکھا"؟ لڑکے نے جواب دیا "میں تو شیخ کی بدولت وہاں باغ میں سیر کر رہا تھا" یہ کرامت دیکھ کر آتش پرستوں نے بصدق دل سے اسلام قبول کیا اور آپکے مرید ہوئے آپنے مختشا کا نام عبداللہ اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھا تھوڑے دن آپ (رے میں) مقیم رہے اور سب کو طریق اسلام سکھایا۔ شیخ عبداللہ کو خرقہ پہنایا۔ وہ ان کا لڑکا اولیاء اللہ میں سے ہو گئے۔ آتشکدہ مسمار کر کے عالیشان مسجد بنوائی۔ شیخ ابراہیم اور عبداللہ (رازی) کے مزارات اس مسجد کے پہلو میں ہیں اور بہت سے متبرک لوگوں کی قبریں یہاں ہیں ان سے فیض جاری ہے۔ آپکا حجرہ بھی یہاں موجود ہے۔ ہر سال عرس ہوتا ہے۔ زائرین و حاجت مند جمع ہوتے ہیں۔ اور فیض پاتے ہیں [۱]۔ صاحب سیر العارفین مولانا جمالی کا بیان ہے کہ "میں نے اس مقام کی زیارت کی ہے۔ دو ہفتہ یہاں مقیم رہا ہوں [۲]۔ بعد ازاں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ رے سے بغداد میں تشریف فرما ہوئے۔

---

[۱] صاحب گلزار ابرار نے ص۳۸ پر شیخ ابراہیم اور عبداللہ رازی (یعنی ساکن رے متصل طہران) لکھا ہے) [۲] سیر العارفین ص۸-۹ فرشتہ اردو ترجمہ جلد دوم ص۵۷۳-۵۷۵ مسالک السالکین جلد دوم ص۲۶۶-۲۶۷ [۳] دیکھو سیر العارفین ص۹

۵۶۲ھ مطابق ۱۱۶۶ء
سفرِ ہند سے غریب نوازؒ کی واپسی بغداد اور بیعت خلافت کبریٰ

جب حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ رے سے بغداد جا چکے تھے۔ اس وقت غریب نواز استر آباد سے "رےؔ" میں تشریف فرما ہوئے بعدازاں بغداد پہنچکر حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے بیعت خلافت کبریٰ (بیعت دوم)ؔ کا شرف حاصل کیا۔ اس بیعت کے واقعات غریب نواز خود اس طرح ارقام فرماتے ہیں۔

"مسلمانوں کا دعاگو معین الدین حسن سنجری بمقام بغداد خواجہ جنید کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی دولت پابوسی سے مشرف ہوا۔ اس وقت مشائخ کبار حاضر خدمت تھے۔ جب اس عاجز نے سر نیاز زمین پر رکھا پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا "دو رکعت نماز ادا کر"، دعاگو نے ادا کی۔ پھر فرمایا "قبلہ رو بیٹھ" یہ دعاگو بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا "سورۂ بقر پڑھ" اس دعاگو نے پڑھی۔ پھر فرمان ہوا "اکیس بار درود شریف پڑھ" دعاگو نے پڑھا۔ ازاں بعد آپ (حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ) کھڑے ہو گئے اور دعاگو کا ہاتھ پکڑ کر آسمان کیطرف مونہہ کیا اور فرمایا "آ تاکہ تجھے خدا تک پہنچا دوں" بعدازاں مقراض لیکر دعاگو کے سر پر چلائی اور کلاہ چہار ترکی اس درویش کے سر پر رکھی گلیم خاص عطا فرمائی پھر ارشاد فرمایا "بیٹھ" دعاگو بیٹھ گیا فرمایا "ہمارے خانوادہ میں ایک شبانہ روز مجاہدہ کا معمول ہے تو آج رات دن مشغول رہ" یہ درویش بحکم محترم مشغول رہا دوسرے دن جب حاضر خدمت ہوا۔ ارشاد ہوا "بیٹھ جا اور چار ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ" دعاگو نے پڑھی پھر فرمایا "آسمان کیطرف دیکھ" دعاگو نے دیکھا۔ دریافت فرمایا "کہاں تک دیکھتا ہے؟" عرض کیا "عرش اعظم تک" پھر فرمایا "زمین کیطرف دیکھ" دعاگو نے دیکھا۔ پوچھا "کہاں تک دیکھتا ہے؟" عرض کیا "تحت الثریٰ تک" فرمایا "پھر ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ" دعاگو نے پڑھی۔ فرمایا "پھر آسمان کیطرف دیکھ" دعاگو نے دیکھا پوچھا "اب کہاں تک دیکھتا ہے؟" عرض کیا "حجاب عظمت تک"

لہ شہر "رے" عراق (عراق عجم) میں ہے شہر کا نام رے ہے یہاں کے باشندے رازی کہلاتے ہیں (برہان قاطع جلد اول ۱۲) ؎ (الف) خواجگان چشت میں چند بار مرید کرنیکا دستور تھا چنانچہ بابا فرید گنج شکرؒ حضرت قطب صاحبؒ کا ارشاد "فوائد السالکین" کے ص ۱۲-۱۳ پر ارقام فرماتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے۔ رسول خدا نے بیعت رضوان کے موقعہ پر صحابہ کو طلب فرماکر تازہ بیعت کا حکم دیا اور تازہ بیعت سے سرفراز فرمایا۔ قطب صاحب نے فرمایا۔ اس جگہ سے تجدید بیعت کا ہونا وارد ہے۔" دعاگو (بابا فرید گنج شکرؒ) نے التماس کیا "اگر پیر نہ ہو تو کیا کرے؟" فرمایا "جامۂ پیر سامنے رکھکر بیعت کرلے" بعدازاں قطب صاحب نے فرمایا "خواجہ معین الدین کو بھی اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ اور دعاگو (قطب صاحب) بھی ایسا ہی کرتا ہے (ب) حضرت امیر حسن فوائد الفواد جلد دوم کے ص ۔۔ پر (مجلس ششم روز پنجشنبہ میں) ارقام فرماتے ہیں۔ اس دوز معہ چند یاروں کے بیعت تازہ کی۔

Marfat.com

فرمایا "آنکھیں بند کر"۔ دعاگو نے بند کرلیں۔ فرمایا کھول پھر دعاگو کو اپنی دو انگلیاں دکھا کر پوچھا "کیا دیکھتا ہے؟" عرض کیا "ہژدہ ہزار عالم دیکھتا ہوں"۔ بعدازاں سامنے پڑی ہوئی ایک اینٹ کے اٹھانے کا حکم فرمایا۔ دعاگو نے اٹھائی تو مٹھی بھر دینار برآمد ہوئے۔ فرمایا "ان کو فقراء میں تقسیم کر"۔ دعاگو نے حکم کی تعمیل کی۔ بعدازاں حاضر خدمت ہوا۔ ارشاد ہوا "چند روز ہماری صحبت میں رہو"۔ عرض کیا "تابع فرمان ہوں"۔[۱]

۵۶۲ھ مطابق ۱۱۶۷ء — شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا آپکی صحبت سے فیضیاب ہونا

اس زمانہ (۵۶۲ھ) میں شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (ولادت ۵۳۹ھ یا ۵۴۲ھ وفات ۶۳۰ھ یا ۶۳۲ھ) ابتدائی حال میں تھے غریب نواز کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔[۲]

۵۶۲ھ — وسط	—	۵۸۲ھ
۱۱۶۷ء		۱۱۸۶ء

بغداد سے مرشد کے ہمرکاب سفر

حصہ اول:۔ بغداد شریف سے سفر فالوجہ، حرمین شریفین، بدخشاں، بخارا اور واپسی بغداد شریف (۵۶۲ھ تا ۵۸۲ھ — ۱۱۶۷ء تا ۱۱۸۶ء)

وسط ۵۶۲ھ — سفر حرمین

غریب نواز فرماتے ہیں: "بعدازاں مرشد نے اس دعاگو کو ساتھ لیکر (بغداد سے) خانہ کعبہ کا سفر اختیار فرمایا۔ الحاصل ایک شہر میں پہنچے۔ یہاں ایک جماعت درویشوں کی دیکھی جو شراب عشق خدا سے سرشار عالم سکر و حیرت میں از خود رفتہ تھی۔ چند دن ان کی صحبت میں رہا ہوں مگر یہ حضرات عالم سہو میں نہ آئے"۔[۳]

ورود فالوجہ و حرمین

بعدازاں ہر دو حضرات فالوجہ[۴] (متصل کربلا) میں تشریف لائے۔ یہاں کی جامع مسجد[۵] میں اعتکاف فرما کر مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہو گئے۔

---

[۱] انیس الارواح ص۲-۳ [۲] یہ روایت سیر العارفین کے ص۶ پر ہے۔ [۳] انیس الارواح ص۳ [۴] بعض نے نقشہ میں اسے فیلوجہ لکھا ہے
[۵] باخبر باشندگان فالوجہ آج تک اس مسجد میں ہر دو حضرات کے قیام پذیر ہونے کی روایت بیان کرتے ہیں۔ اور بایں وجہ اس مسجد کو خصوصی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آجکل یہ مسجد غریب نواز کے مرشد کے نام کی نسبت سے مسجد عثمانی کہلاتی ہے۔ (تحقیق موقعہ مندرجہ عطائے رسول ص۲۹)

Marfat.com

غریب نواز فرماتے ہیں "مکہ معظمہ پہنچکر زیارت و طواف خانہ کعبہ سے مشرف ہوئے۔ پیر و مرشد نے یہاں بھی میرا ہاتھ پکڑا اور حق تعالیٰ کی سپرد کیا۔ زیر ناودان کعبہ میرے حق میں دعا کی۔ ندا آئی "ہم نے معین الدین کو قبول کیا"۔ بعد ازاں مدینہ منورہ آئے حرم نبوی میں حاضری دی۔ مرشد نے فرمایا "سلام کر"، میں نے سلام عرض کیا۔ آواز آئی "و علیکم السلام یا قطب مشائخ بر و بحر"، یہ سن کر پیر و مرشد نے فرمایا "اب تو درجہ کمال کو پہنچ گیا"۔[۱]

ورود اوش غریب نواز فرماتے ہیں "ایک وقت دعا گو اور شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ معہ ایک قافلہ کے مسافرت میں تھے دوران سفر ہم (اوش[۲] میں جو قصبات ماوراء النہر[۳] میں سے ہے) شیخ بہاء الدین اوشی سے ملے۔ یہ بڑے بزرگ اور واصلان حق میں سے تھے۔ ان کے یہاں یہ رسم تھی کہ جو کوئی ان کی خانقاہ میں آتا وہ محروم نہ جاتا۔ اگر برہنہ آتا کپڑے دیدیتے تھے ان کیلئے غیب سے اور کپڑے آجاتے تھے۔ الغرض کچھ دن ہم ان کی صحبت میں رہے انہوں نے نصیحت کی "اے درویش! جو کچھ تمہیں ملے وہ خدا کی راہ میں دینا دولت جمع نہ کرنا اور خدا کے بندوں کو کھانا پہنچانا تاکہ خدا کے دوستوں میں ہو جاؤ"۔[۴]

ورود بدخشاں بعد ازاں بدخشاں میں تشریف فرما ہوئے۔ یہاں ایک بزرگ سے ملاقات کی۔ یہ بزرگ خواجہ جنیدؒ کے پیشکاروں[۵] میں سے تھے۔ سو سال کی عمر تھی اور ازحد مشغول تھے۔ انکا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ اسکی نسبت جب ان سے دریافت کیا گیا تو کہنے لگے "ایک مرتبہ میں نے اپنی خواہش نفس سے صومعہ سے باہر نکالا تھا کہ ندا آئی "اے مدعی یہی عہد تھا جو فراموش کر دیا"۔ میں نے اسی وقت پاؤں کاٹ کر پھینک دیا۔ اس واقعہ کو گذرے چالیس سال ہو گئے اس وقت سے عالم حیرت میں مبتلا ہوں کہ کل قیامت کے دن درویشوں میں کیا منہ دکھاؤں گا۔

---

[۱] انیس الارواح ص۱ [۲] (الف) بموجب ٹیلس اٹیلس اوش ۲،۵ ر ۷۲ مشرقی طول البلد اور ۴۰ ر ۳۴ شمالی عرض البلد پر واقع ہے۔
(ب) بقول سیر العارفین (ص۵) اوش پرگنہ ماوراء النہر کے قصبات میں سے ایک قصبہ ہے۔ بقول مسالک ہی لیکن اوش ولایت فرغانہ تابع اندجان سے ہے۔ [۳] دریائے آموں کے پار کا علاقہ (جو ایران کے مشرق میں ہے) کو ماوراء النہر کہتے ہیں۔ (دیکھو برہان قاطع ص۲۱۳) [۴] سیر العارفین ص۴۹ [۵] پیشکاران درویشوں کو کہتے ہیں۔ جن کے ذریعہ لوگ کسی بزرگ سے اسکی حیات میں یا بعد وفات استعانت باطنی چاہتے ہیں۔ ص۶ انیس الارواح ص۳-۴

Marfat.com

ورود بخارا

خواجہ بزرگ ارقام فرماتے ہیں "بعدازاں ہم یہاں (بدخشاں) سے بخارا میں آئے یہاں کے ممتاز بزرگوں سے ملے ۔یہ لوگ دوسرے عالم میں تھے ۔ان کے اوصاف حدبیان سے باہر ہیں۔ غریب نواز فرماتے ہیں "میں اس سفر میں دس سال (۵۶۲ھ سے ۵۷۲ھ) تک مرشد کے ہمرکاب سفر میں رہا۔ بعدازاں مرشد محترم واپس بغداد آکر معتکف ہوئے"۔[۲]

حصہ دوم: مرشد کے ہمراہ سفر اوش وسیستان ودمشق وغیرہ اور واپسی بغداد (۵۷۲ھ / ۱۱۷۶ء — ۵۸۲ھ / ۱۱۸۶ء)

غریب نواز فرماتے ہیں کہ "چند دن بعد پیر و مرشد نے پھر بغداد سے مسافرت اختیار فرمائی اور دعاگو مزید دس سال تک مرشد کے رخت خواب اور پانی کی چھاگل سفر میں سر پر لئے رہتا تھا"۔[۳] ہمارے نزدیک اس سفر میں آپ کا حسب ذیل مقامات پر مرشد کے ہمراہ پہونچنا مطابق روایات ہے،

۵۷۴ھ مطابق ۱۱۷۸ء
حضرت قطب صاحب کا بسم اللہ خوانی کیلئے آپکی خدمت میں پہونچنا

وارد اوش[۴] (جو تابع موضع بغداد ہے) ہونے پر بزمانہ قیام اوش قطب صاحب کو ان کی والدہ نے بسم اللہ خوانی کیلئے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اس وقت قطب صاحب کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی تھی ۔ غریب نواز نے چاہا کہ قطب صاحب کی تختی لکھیں ۔مگر غیب سے آواز آئی (القا ہوا) "اے خواجہ ابھی لکھنے میں توقف کرو (قاضی) حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ ہمارے قطب کی تختی لکھے گا"۔[۵]

---

[۱] بحوالہ السابق [۲] انیس الارواح ص ۳-۴ [۳] ص ۱۴ صولت افغانی نے اس اوش کو تابع موضع بغداد لکھا ہے ۔ غالباً بغداد کے مضافاتی مقام سے مراد ہے لیکن مولف مرقعہ خواجگان (ص ۶۵) پر لکھتے ہیں کہ قطب صاحب کی ولادت فارس کے قصبہ اوش (غالباً بوجہ سہو کتابت اوچھن لکھا گیا ہے) میں ہوئی ۔ آگے ص ۶۶ پر اوش ہی لکھا ہے [۵] بروایت سیر الاقطاب (ص ۴۲) دستور العارفین (ص ۱۳۶) نے لکھی ہے سیر العارفین وغیرہ نے نہیں لکھی ہے ۔ بلکہ صاحب سیر العارفین نے قطب صاحب کی والدہ کا تقریباً پانچ سال کی عمر میں قطب صاحب کو ایک ہمسایہ کے ساتھ خواجہ ابوحفص کے پاس مکتب میں بھیجنا لکھا ہے ۔تفصیلات صولت افغانی کے ص ۵۹ پہ درج ہیں ۔ غالباً یہ واقعہ بسم اللہ خوانی کے بعد کا ہے ۔

Marfat.com

ورودِ سیوستان

غریب نواز فرماتے ہیں وایک وقت میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ہمراہ سیوستان (افغانستان کا جنوبی علاقہ جو سیستان کے مشرق میں ہے) کے سفر میں تھا، یہاں ایک بزرگ صومعہ میں رہتے تھے ان کا نام صدرالدین محمد احمد سیوستانی تھا۔ بڑے مشغول بحق تھے۔ چند دن ان کے پاس رہنا ہوا جو شخص ان کے صومعہ میں آتا محروم نہ جاتا۔ عالم غیب سے کوئی چیز لاکر دیا کرتے تھے "اس درویش کو ایمان کی سلامتی کی دعا سے یاد کرو۔ اگر میں گور میں اپنا ایمان سلامت لے گیا تو بڑا کام کیا" یہ بزرگ جب ہیبت گور کا تذکرہ سنتے مثل بید کے کانپنے لگتے۔ آنکھوں سے خون کے آنسو پانی کے چشمہ کی طرح جاری ہو جاتے سات دن تک روتے رہتے اور اپنی آنکھیں ہوا میں کھول کر کھڑے ہو جاتے ہمیں ان کے دیکھنے سے رونا آجاتا اور کہتے "یہ کیسا بزرگ شخص ہے" جب وہ اس عالم سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف منہ کر کے کہتے "اے عزیزان مجھے مرگ درپیش ہے جس کا ملک الموت حریف ہوا اور قیامت جیسا دن درپیش ہو اسے سونے، خوشدلی اور ہنسنے سے کیا کام اسے کیسے کسی کام میں مشغول رہنا اچھا معلوم ہو" پھر فرمایا "اے عزیزان تمہیں خفتگان زیر خاک کا جو اسیر مور و مار ہیں اور زندان خاک میں محبوس ہیں ذرہ بھر حال معلوم ہو جائے تو مثل نمک کے پانی ہو جاؤ" بعد ازاں انہوں نے یہ حکایت بیان فرمائی:۔

"ایک وقت میں نے بصرہ میں ایک بزرگ کو دیکھا یہ بہت مشغول تھے میں (صدرالدین محمد احمد) اور وہ بزرگ گورستان میں ایک گور کے پاس بیٹھے تھے وہ بزرگ صاحب کشف تھے انہیں کشف سے معلوم ہو گیا کہ اس قبر کے مردہ پر سخت عذاب ہو رہا ہے یہ دیکھ کر وہ بزرگ نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں مثل نمک کے پگھل کر ناپید ہو گئے۔ جیسا خوف میں نے ان بزرگ میں دیکھا ویسا آج تک کسی میں دیکھا نہ سنا" پھر فرمانے لگے "میں ہیبت گور کی وجہ سے گوشہ تنہائی میں ہوں۔ تم سے آج تیس سال بعد گفتگو کی ہے اور یہ حکایت بیان کی ہے۔ پس اے عزیزان مخلوق کے ساتھ وقت گزارنے سے یاد حق میں وقت صرف کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ جتنی دیر لوگ خلق میں مشغول رہتے ہیں۔ خدا سے باز رہتے ہیں۔ پس مخلوق کی صحبت سے باز رہنا چاہیے اور زاد راہ کا انتظام کرنا چاہیے" یہ کہہ کر دو خرمے میرے (غریب نواز) ہاتھ میں دیئے اور اٹھ کر چلے گئے۔ ان پر گریہ طاری ہوا اور عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔[2]

---

[1] کیتھ جانسٹن اٹلس ص۱۰ نقشہ ایشیا و افغانستان [2] دلیل العارفین ص۱۶-۱۷

ورودِ دمشق

غریب نواز فرماتے ہیں " ایک مرتبہ خواجہ عثمان ہارونیؒ شیخ اوحدالدین کرمانیؒ اور دعاگو (غریب نواز) مدینے کیطرف جا رہے تھے کہ شہر دمشق میں پہنچے۔ دمشق کی جامع مسجد کے سامنے بارہ ہزار انبیا علیہم السلام کے مزارات ہیں۔ یہاں لوگوں کی حاجتیں بر آتی ہیں۔ مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے اور یہاں کے بزرگوں سے ملے "۔

ایک دن خواجہ عثمان ہارونیؒ قدس سرہ شیخ اوحدالدین کرمانی، محمد عارف (ریوگیری) اور دعاگو (غریب نواز) دمشق کی جامع مسجد میں موجود تھے برابر میں چند اور درویش بیٹھے تھے۔ محمد عارف نے کہا " قیامت کے دن مالداروں سے حساب ہوگا، درویش معذور ہوں گے "۔ ایک شخص کو یہ بات گراں گزری وہ اس باب میں بحث کرنے لگا " یہ کس کتاب میں لکھا ہے "؟ محمد عارف کو اس کتاب کا نام یاد نہ تھا۔ انہوں نے مراقبہ کیا فرشتوں کو حکم ہوا " جس کتاب میں یہ لکھا ہے وہ کتاب اس شخص کو دکھا دو "۔ کتاب دکھائی گئی وہ شخص کتاب دیکھکر کھڑا ہوگیا اور قدموں پر سر رکھ دیا "۔ بعدازاں یہ گفتگو ہوئی کہ جو درویش یہاں موجود ہیں وہ اپنی اپنی کرامت دکھائیں۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالا مٹھی بھر تنکہائے زر نکال کر ایک درویش کو دئے تاکہ وہ حاضرین کیلئے حلوہ لائے۔ پھر شیخ اوحدالدین کرمانیؒ نے اپنے قریب کی لکڑی پر ہاتھ مارا وہ بحکم ربی زر ہوگئی۔ مگر اس دعاگو (غریب نواز) نے بپاس ادب مرشد کچھ نہ کیا۔ پیر و مرشد نے دعاگو کیطرف منہ کرکے فرمایا " تم نے کچھ نہیں کیا "، مرشد کا حکم پاکر میں نے گلیم سے چار قرص نکالے اور ایک بھوکے درویش کیطرف بڑھا دیئے۔ اس درویش اور محمد عارف نے کہا " جس درویش میں اتنی قوت نہ ہو اسے درویش نہ کہنا چاہیے "۔[1]

۵۸۵ھ مطابق ۱۱۸۵ء سنجار میں شیخ نجم الدین کبریٰؒ سے ملاقات

دمشق سے زیارت حرمین کیلئے روانہ ہوگئے واپسی پر شیخ نجم الدین کبریٰ (وفات بعمر ۶۶ سال ۶۱۶ھ یا ۶۱۸ھ) سے سنجار (متصل موصل) میں ملاقات ہوئی۔ اور

---

[1] دلیل العارفین ص ۔ [2] سنجار پہاڑی جگہ ہے میں بغداد سے بذریعہ ریل رات کو روانہ ہوکر صبح موصل پہنچا موصل سے بذریعہ موٹر تقریباً ڈھائی گھنٹے میں سنجار پہنچا موٹر اسٹینڈ سے تقریباً نصف گھنٹہ ہموار زمین پر پیدل چلکر اس جگہ پہنچا ہوا یہاں غوث پاک اور غریب نواز کی ملاقات ہوئی یہ جگہ پہاڑ کوہ جودی کے دامن میں ہے یہیں سے اس پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوتی ہے اس مقام پر ایک بڑے درخت کے متصل پانی کا چشمہ بہتا ہے قریب ایک چبوترہ ہے جس پر دو جھنڈے آویزاں ہیں ایک سبز دوسرا زرد رنگ کا دوسرا سرخ رنگ کا پھریرہ تھا یہاں سجادہ نشین تو بان سلکا ہیں یہی چبوترہ مقام ملاقات ہے یہ جگہ زیارت کے نام سے موسوم ہے۔ تقریباً ایک گھنٹہ میں اوپر پہاڑ پر چڑھنے کے بعد حجرہ نوح پہنچا ہوا ایک بڑا سا حلقہ ہے حجرہ نوح میں کشتی نوح کی تختیاں رکھی ہوئی ہیں یہاں سے تقریباً ایک گھنٹہ تک اور اوپر پہاڑ پر چڑھنے کے بعد غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے صاحبزادہ حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مزار اقدس پر پہنچا ہوا شہر سنجار کی آبادی پہاڑ پر ہے زمین سے اونچا ہوگی
(... سید محمد شاہ قادری ... جون ۱۹۵۴ء)

Marfat.com

ڈھائی مہینے[1] تک آپنے ان کے پاس قیام فرمایا[2]

۵۸۱ھ مطابق ۱۱۸۵ء
غوث پاک سے بار دوم ملاقات

مؤلف سیر العارفین مولانا جمالی کا بیان ہے کہ وہاں سے (سنجار سے حضرت خواجہ) قصبہ جبل[3] (غلط جیل) میں تشریف لائے اور شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی (جیلی) سے ملاقات کی۔ غوث پاک اس زمانے میں جیل میں تشریف فرما تھے۔ جیل[4] بہت پرفضا اور معتدل آب و ہوا کا مقام ہے یہ مقام کوہ جودی کے دامن میں واقع ہے یہاں نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری تھی چنانچہ قرآن مجید میں مذکور ہے "واستوت علی الجودی"[5] یہ درویش (مولانا جمال الدین) اس قصبہ میں تھا کہ بغداد سے قاصد پہنچا معلوم ہوا اس قصبہ میں غوث الاعظم نے زمین خرید فرما کر وقف علی الاولاد کر دی تھی۔ چنانچہ آپ (غوث پاکؒ) کی اولاد پاک نہاد اس قصبہ میں آپکے جادہ پر سجادہ نشین ہوتی ہے مقبرہ آپ (غوث پاک) کا بغداد میں ہے قصبہ جبل (صحیح جیل) بغداد سے سات منزل پر ہے جب حضرت خواجہ معین الدین حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ملے تو ستاون دن

---

[1] مسالک السالکین جلد دوم کے صفحہ ۲ پر پندرہ دن قیام فرمانا لکھا ہے بعض نے دو سال قیام فرمانا لکھا ہے [2] سیر العارفین صفحہ ۵ دیغرہ [3] (الف) مولانا عبدالرحمٰن صاحب متوطن موصل کا بیان ہے جیل جودی کوہ البرز کی ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے یہ موصل سے ۲۵ میل ہے اور بغداد سے براہ راست اس کا فاصلہ ۱۸۰ میل ہے اور براہ دجلہ دو سو میل ہے۔ یہاں جبل کوئی مقام نہیں ہے (ب) فرشتہ (ترجمہ اردو جلد دوم صفحہ ۵) نے بھی تحت کوہ جودی جبل لکھا ہے۔ صاحب روضۃ الصفا باب وقائع وبدائع صفحہ ۱ متعلق جلد ہفتم) نے جبل جودی لکھا ہے۔ سید محمد شاہ صاحب قادری کے گذشتہ بیان کے مطابق آجکل یہ مقام زیارت کہلاتا ہے (ج) مولانا عبدالرحمٰن صاحب فرشتہ اور روضۃ الصفا کے بیانات کے پیش نظر غالباً سیر العارفین میں بوجہ سہو کتابت بجائے جیل کے جبل لکھا گیا ہے (د) شیخ عبدالعزیز قدس سرہ بغداد سے جبال یعنی پہاڑی علاقہ کیطرف کوچ فرما گئے اور اسے اپنا وطن بنایا...... اور اس علاقہ جبال (جبل) میں وفات پا گئے۔ (محبوب سبحانی مرتبہ دی اق صفحہ ۱۰۷) (ح) خانقاہ قادریہ کی شیخ السّاء عبدالقادر جیلی کے صاحبزادہ شیخ عبدالعزیز کے ذریعہ سنجار کے آس پاس جبال میں جو ایک گاؤں ہے بنیاد پڑی (محبوب سبحانی صفحہ ۹۱) [4] (الف) غوث پاک کو جیلی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آنحضرت کی اصل ولادت جیل ہے۔ اور یہیں آپکی ولادت ہوئی یہ ایک ملک ورائے طبرستان ہے جیسے جیلان وگیلان اور گیل اور جیل بھی کہتے ہیں۔ بعض نے جیل کو ایک موضع لکھا ہے جو دجلہ کے کنارے بغداد سے یکروزہ راہ پر ہے۔ بعض نے مدائن کے قریب اسے ایک موضع لکھا ہے مگر یہ دونوں قول غلط ہیں (قلمی نسخہ سفینۃ الاولیا صفحہ ۴۲) (ب) غوث الاعظم کی ولادت صوبہ طبرستان کے علاقہ گیلان یا جیلان (جسے جیل یا گیل بھی لکھا گیا ہے) میں نیف نامی قصبے کے اندر...... سادات کے ایک خاندان جو وہاں دو تین پشتوں سے آباد تھا ہوئی۔ (محبوب سبحانی صفحہ ۱۱) (ج) غوث پاک خود قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں "انا جیلی محی الدین اسمی" (د) بقول یاقوت ابیسی جیلان کیسپین سی (بحر خضر) کے کنارہ ایک صوبہ ہے اسکا صدر مقام آجکل رشت ہے (دیکھو نقشہ ممالک وکیتھ ہارنسکی اٹلس) (ہ) جیلان مشتمل بر بلاد و قصبات چند است کہ محدود باذربایجان وعراق وعجم ومازندان وبحر خضر است (آتشکدہ آذر صفحہ ۱۶۷) (و) جیلان بغداد سے تقریباً ایک ہزار میل کے فاصلہ پر ہے علاقہ ایران میں بحر خضر کے کنارے ہے (بیان مولانا عبدالرحمٰن صاحب متوطن موصل) [5] جبل جودی جزیرۂ ابن عمر میں ہے نوح علیہ السلام کا سفینہ یہاں ٹھہرا تھا۔ (روضۃ الصفا باب وقائع و بدائع صفحہ ۱ متعلق جلد ہفتم)

Marfat.com

پنجاہ و ہفت روز[۱] ان کی صحبت میں رہے اور بہت سے فیوض اور جمعیت باطنی آپکی صحبت سے حاصل کی۔ بقول صاحب اقتباس الانوار (ص۱۳۵) اس ملاقات کے موقعہ پر غریب نواز کی خاطر غوث پاک نے مجلس سماع منعقد فرمائی اور تین شبانہ روز ہر دو حضرات حجرہ خاص میں خلوت نشین رہے[۲] اس زمانے میں غریب نواز کی عمر پچاس سال (اکیاونواں سال چل رہا تھا) کی تھی اور غوث پاک (ولادت ۴۹۱ھ وفات ۵۸۲ھ) کی عمر نوّے سال کی تھی[۳] مولانا جمالی لکھتے ہیں "یہاں آپکا حجرۂ اعتکاف اب تک موجود ہے میں نے اس مقام کی زیارت کی ہے اور یہاں دوگانہ ادا کیا ہے۔ اسکی مرمت ہوتی رہتی ہے"[۴]

اوائل ۵۸۲ھ مطابق ۱۱۸۶ء واپسی بغداد شریف

غریب نواز فرماتے ہیں "بعد ازاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ بغداد میں واپس تشریف لاکر معتکف ہوئے اور دعاگو (غریب نواز) سے ارشاد فرمایا "میں اس مقام سے چند روز باہر نہ آؤں گا مگر تو حاضر رہ کہ وقت آیا کہ تجھ سے ترغیب فقر بیان کروں تا مریدوں اور فرزندوں کیلئے میرے بعد

---

[۱] سیر العارفین میں غالباً بوجہ سہو کتابت بجائے پنجاہ ہفت روز پنجاہ روز لکھے گئے۔ مگر اقتباس الانوار کے صفحہ ۱۲۴ پر بحوالہ مراۃ الاسرار پنجاہ ہفت روز ہی لکھا ہے [۲] سیر العارفین صفحہ ۵ [۳] صاحب سیر الاقطاب نے صفحہ ۱۰۶-۱۰۷ پر غوث پاک اور غریب نواز کا مکالمہ لکھا ہے۔ اس مکالمے سے ثابت ہوتا ہے کہ غوث پاک اور غریب نواز میں صحبت تخلیہ نہیں ہوئی [۴] (الف) اقتباس الانوار صفحہ ۱۳۵ (ب) چونکہ تسعین اور سبعین کی کتابت میں تھوڑا ہی فرق ہے اس لئے بعض نے تسعین کو سبعین پڑھ لیا، اور نقل کر دیا۔ صحیح یہ ہے کہ غوث پاک کی ولادت ۴۹۱ھ میں ہوئی [۵] عام طور سے غوث پاک کا سنہ وصال ۵۶۱ھ لکھا گیا ہے۔ مگر تذکرۃ العابدین (صفحہ ۱۰۹) میں بروایت دیگر ۵۸۲ھ بھی لکھا ہے۔ اس سنہ وفات کو نسخہ ہفت اقلیم و تذکرہ ذوقِ شاہی کے اس بیان (مندرجہ مفتاح التواریخ صفحہ ۸۸) سے تقویت پہنچتی ہے کہ شیخ سعدی نے عبد القادر جیلانی سے شرف بیعت حاصل کیا یا ان کے آگے سر ارادت جھکایا۔ علاوہ ازیں سر گور اوسلی نے لکھا ہے کہ شیخ سعدی عبد القادر جیلانی کے ساتھ پہلی بار حج کو گئے مزید براں شیخ سعدی خود گلستاں،، (قلمی نسخہ و نسخہ بشمول کلیات مطبوعہ بمبئی) کے باب دوم میں لکھتے ہیں "عبد القادر جیلانی را دیدم در حرم کعبہ روئے بر حصار نہادہ ہمیگفت،، پس ثابت ہوا کہ شیخ سعدی بزمانہ غوث پاک موجود تھے۔ شیخ سعدی کی ولادت ۵۶۰ھ سے قبل کسی نے نہیں لکھی لہذا غوث پاک یقیناً ۵۶۰ھ کے بعد اس وقت حیات تھے جب شیخ سعدی نے اوائل عمر میں غوث پاک کے ساتھ حج کیا بس ہمارے نزدیک ۵۶۱ھ کے بعد ۵۸۲ھ میں بعمر ۹۱ سال چند ماہ غوث پاک کا وصال پانا معتبر ہے۔ اور مندرجہ بالا روایات قابل تسلیم ہیں۔ [۶] یہ روایت مولف اقتباس الانوار (صفحہ ۱۳۵) نے بحوالہ زبدۃ الحقائق (مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی) لکھی ہے [۷] (الف) مولانا عبد الرحمٰن صاحب متوطن موصل کا بیان ہے کہ جبل (غلط جیل) موصل سے ۲۵ میل ہے یہاں غریب نواز کے اعتکاف کا کوئی حجرہ نہیں ہے البتہ حجرۂ نوح ہے (ب) گمان غالب ہے کہ آپنے ولایت نوحی سے فیضیاب ہونے کے لئے حجرہ نوح میں اعتکاف کیا [۸] سیر العارفین صفحہ ۵

Marfat.com

یادگار ہو"، یہ فقیر (غریب نواز) روزانہ حاضر خدمت ہوتا رہا جو کچھ مرشد کی زبان فیض ترجمان سے سنتا تھا قلم بند کر لیتا تھا"، چنانچہ خواجہ غریب نواز نے اٹھائیس مجلسوں کا ایک رسالہ الموسوم بہ انیس الارواح[1] مرتب کیا[2] اور مرشد کے اس ارشاد "فرزند خلف (مرید صادق) آنست کہ ہرچہ از پیر خود بشنود در میان شجرہ خویش بنویسد[3]" کے مطابق اپنے شجرہ طریقت میں شامل کیا۔

۵۸۲ھ مطابق ۱۱۸۶ء آپکا مرشد سے تبرکات مصطفوی بطور خرقہ جانشینی پانا

دوران سیاحت بیس سال مرشد کی خدمت کرنیکے بعد بعمر ۵۲ سال آپ بغداد میں پیر و مرشد سے رخصت ہوئے[4] اس موقعہ پر حضرت خواجہ عثمان ہارونی (ولادت ۵۱۰ھ وصال ۶۱۷ھ[5]) نے آپکو خلافت (خلافت جانشینی) سے سرفراز فرمایا اور تبرکات مصطفوی جو خواجگان چشت میں سلسلہ بسلسلہ چلے آرہے تھے وہ آپکو عطا فرما کر ان تبرکات سجادہ نشیں اور اپنا جانشیں بنایا۔ ان واقعات کی تشریح غریب نواز اسطرح بیان فرماتے ہیں:۔

"پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے ارشاد فرمایا" اے معین الدین! میں نے یہ سب کام تیری تکمیل کیلئے کیا ہے تجھ کو اس پہ عمل کرنا لازمی ہے فرزند خلف (روحی فرزند) وہ ہی ہے جو اپنے ہوش و گوش میں اپنے پیر کے ارشادات کو جگہ دے۔ اپنے شجرہ میں انہیں لکھے اور انجام دے تاکہ کل قیامت کے دن شرمندگی نہ ہو"، اس ارشاد کے بعد عصائے مبارک جو مرشد کے سامنے رکھا تھا دعا گو کو عطا فرمایا، بعدازاں خرقہ، نعلین

---

[1] بعض کے نزدیک اس رسالہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات نہیں ہیں مگر ہمیں اس سے اتفاق نہیں ہے۔ تفصیلات آگے آئیں گی [2] انیس الارواح ص۲۴-۲۵ [3] انیس الارواح ص۲۴ [4] دیکھو انیس الارواح ص۳۳-۳۴ اقتباس الانوار ص۳۶ سیر الاقطاب ص۱۲۳ [5] بعض تذکروں میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کا بعمر ۹۱ سال ۶۱۷ھ میں وصال پانا لکھا ہے۔ اس سنہ وفات اور عمر کے پیش نظر آپکا سنہ ولادت ۵۲۶ھ برآمد ہوتا ہے۔ لیکن قلمی نسخہ ملفوظات خواجہ معین الدین (جو قاضی حمید الدین ناگوری کے کتب خانہ سے مولف کو ملا) میں مرقوم ہے کہ جب حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے خواجہ غریب نواز کو رخصت کیا۔ اس وقت (۵۸۲ھ میں) غریب نواز کی عمر ۵۲ سال کی تھی۔ اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کا سن مبارک ۷۲ سال کا تھا اس لحاظ سے ولادت ۵۱۰ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

ٹوپی اور مصلےٰ عطا فرمائے پھر ارشاد فرمایا، یہ تبرکات ہمارے پیران طریقت قدس اللہ سرہم کی یادگار ہیں جو رسول خدا سے ہم تک پہنچے ہیں۔ اور ہم نے تجھے دئے ہیں۔ انکو اسی طرح اپنے پاس رکھنا جسطرح ہمنے رکھا جسکو مرد پانا اسکو یہ ہماری یادگار دینا خلق سے طمع نہ رکھنا آبادی سے دور مخلوق سے الگ رہنا اور کسی سے کچھ طلب نہ کرنا[۱] غریب نواز فرماتے ہیں "یہ ارشاد فرماکر پیر و مرشد نے مجھے اپنے کنار مبارک میں لے لیا۔ سر و چشم کو بوسہ دیا اور فرمایا تجھکو خدا کی سپرد کیا پھر عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔ دعا گو رخصت ہوا[۲]

وسط ۵۸۲ھ **اوائل ۵۸۵ھ**

۱۱۸۶ء **۱۱۹۰ء**

پیر و مرشد سے رخصت ہونیکے بعد سفر اوش[۹] و اصفہان و حرمین

غریب نواز نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے بعد حصول خرقہ خلافت (خلافت جانشینی) رخصت ہوکر مسافرت اختیار فرمائی۔ اس زمانہ میں آپ اکثر قبرستان میں مقیم ہوا کرتے تھے۔ جس جگہ آپکی شہرت ہو جاتی وہاں سے آپ اس طرح خفیہ طور پر روانہ ہو جاتے کہ کسی کو خبر نہ ہوتی[۳]

اس سفر میں پہلے آپنے اصفہان کیطرف توجہ فرمائی۔ بلدہ (بستی) سنجر انہیں اطراف پر مشتمل ہے۔

اس وقت خواجہ بزرگ کے ہمراہ فخرالدین (گردیزی) تھے[۴]

۵۸۲ھ مطابق ۱۱۸۶ء ورود اوش و اصفہان اور آپکا قطب صاحب کو بیعت ارادت سے مشرف فرمانا

دوران سفر پہلے آپ اوش میں تشریف لائے پھر اصفہان میں تشریف فرما ہوکر شیخ محمود اصفہانی سے ملاقات کی۔ ان ایام میں خواجہ قطب الدین

---

[۱] انیس الارواح ص۳۲ [۲] مسالک السالکین جلد دوم ص۲۷۵ [۳] انیس الارواح ص۱۲۱ [۴] مسالک السالکین جلد دوم ص۲۷۵ [۵] انیس الارواح ص۲۱ [۶] سیر العارفین ص۷ وسیر الاقطاب ص۱۲۳ [۷] مولف تاریخ سلف نے بحوالہ کتاب مولد عطائے رسول وکتاب گلشن ترجمہ ص۱۲۵-۱۲۶ پر لکھی ہے۔ [۹] (الف) یہ اوش بقول صولت افغانی (ص۱۹۳) تابع ضلع بغداد (بغداد کے مضافات) ہے، مرقد خواجگان نے ص۶۶ پر اس قصبہ اوش کو فارس میں لکھا ہے (ب) جو اوش قصبات ماوراء النہر میں سے ہے وہ بدخشاں کے شمال میں ہے اور اصفہان سے اس کا فاصلہ تقریباً ڈیڑھ ہزار میل ہے۔

Marfat.com

بختیار کاکی (ولادت ۵۶۹ھ[1]) اوش میں شیخ محمود اصفہانی کیطرف راغب تھے۔ آپکے وارد اصفہان ہونے پر آپ سے ملے تو آپ نے وہ دوتائی جو آپ اوڑھے ہوئے تھے ان (قطب صاحب) کو عنایت فرمائی اور مرید کیا۔[2] اس زمانے میں قطب صاحب کی عمر ۱۳ سال کی تھی۔[3] بعد ازاں قطب صاحب نے چودہ سال کی عمر (۵۸۳ھ میں) سفر اختیار فرمایا اور زیارت حرمین کیلئے غریب نواز کے ہمراہ روانہ ہوگئے۔

۵۸۳ھ مطابق ۱۱۸۶ء
آپکا معہ قطب صاحب اصفہان سے سفر حرمین اور شیخ محمد اسلم طوسی کے فرزند سے ملاقات

اس سفر کے متعلق حضرت قطب الدین بختیار کاکی کا حسب ذیل بیان ہے "جب دعا گو (قطب صاحب) خواجہ معین الدین کے ساتھ کعبہ کے سفر میں تھا۔ ایک دن صبح کی نماز کے بعد روانہ ہوکر ہم ایک شہر میں پہنچے۔ یہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ یہ ایک صومعہ کے اندر معتکف تھے ایک غار میں مثل سوکھی لکڑی کے آپنی آنکھیں ہوا میں کھولے عالم حیرت میں کھڑے تھے۔ ایک ماہ تک ہم ان کے پاس رہے اس عرصہ میں وہ صرف ایک بار عالم صحو میں آئے۔ ہم نے اٹھ کر سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور فرمایا، اے عزیز! تمہیں میرے اس حال سے صدمہ ہوا مگر اس ملال کے بدلے بخشش ہوگی چونکہ اہل صفا فرماتے ہیں کہ "جو درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ مقبول ہوتا ہے" الغرض انہوں نے بیٹھنے کے لئے فرمایا "ہم بیٹھ گئے، پھر فرمانے لگے "میں شیخ محمد اسلم طوسی کا فرزند ہوں تیس سال سے عالم تحیر میں مستغرق ہوں نہ مجھے دن کی خبر ہے نہ رات کی۔ خدائے تعالیٰ تمہاری وجہ سے عالم صحو میں لایا ہے تمہیں دوبارہ آنے سے تکلیف ہوگی مگر یہ بات اس فقیر کی یاد رکھنا کہ جب تم نے طریقت میں قدم رکھا ہے تو ہوائے نفس سے دنیا کی طرف راغب نہ ہونا، خلقت سے عزلت رکھنا، جو کچھ ملے اسے صرف کر دینا۔"

---

[1] (الف) صولت افغانی کے ص۹۳ پر قطب صاحب کا سنہ ولادت ۵۸۵ھ لکھا ہے (ب) قریب قریب یہ متفقہ ہے کہ قطب صاحب کی وفات ۶۳۳ھ میں ہوئی مگر بوقت وفات آپکی عمر میں اختلاف ہے۔ بعض نے آپکی عمر ۵۴ - ۳۰ - ۴۴ - ۷۵ - ۴۸ - اور ۵۲ سال لکھی ہے۔ قلمی نسخہ خواجہ معین الدین چشتی میں ۷ یا ۶۴ سال کی عمر لکھی ہے مطلع العلوم (ص۱۳۳) میں اور احسن السیر (ص۱۲۶) میں ۵۷ یا ۶۴ سال کی عمر لکھی ہے ہمارے نزدیک قطب صاحب کا بعمر ۶۴ سال وفات پانا معتبر ہے۔ اس سنہ وفات میں سے ۶۴ سال عمر کردینے سے سال ولادت ۵۶۹ھ برآمد ہوتا ہے (ج) اوائل ۶۳۳ھ یعنی ربیع الاول میں بعمر ۶۴ سال وصال ہونیکے پیش نظر ولادت ۵۶۹ھ میں ہونا مطابق ہے [2] یہ روایت سیر العارفین نے ص۸ پر لکھی ہے [3] (الف) بعض اوقات پیرہن دینے سے مرید کرنا مراد ہوتا ہے۔ (ب) خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۲۵۵ [4] انوار العارفین ص۲۶۸ [5] یہ روایت صاحب تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام نے ص۲۵۸ پر لکھی ہے۔

Marfat.com

یں سے کچھ نہ بچانا کیونکہ ذخیرہ کرنا شومی ہے۔ سوائے حق تعالیٰ کے مشغول نہ ہونا تاکہ خستہ نہ ہو۔ وہ
رگ یہ نصیحت کر کے پھر عالم تحیر میں مشغول ہو گئے [1]

۵۸۱ھ ۵۸۵ھ قیام حرمین اور دربار رسالت سے اجمیر جانیکا حکم ۱۱۸۷ء ۱۱۸۹ء

مکہ معظمہ پہنچنے پر ایک

دن حرم کعبہ میں آپ مشغول عبادت تھے کہ غیب سے آواز آئی "اے معین الدین ہم تجھ سے خوش ہیں تجھے بخشدیا جو کچھ چاہیے مانگ تاکہ عطا کریں"۔ آپ نے عرض کیا "خداوندا معین الدین کے مریدان سلسلہ کو بخشدے"۔ ارشاد ہوا "اے معین الدین! تو ہماری ملک ہے جو تیرے مرید اور تیرے سلسلہ میں قیامت تک مرید ہوں گے انھیں بخشدونگا"
حج سے فارغ ہو کر آپ مدینہ منورہ پہنچے۔ یہاں کچھ عرصہ تک آپ (بقول بعض مسجد قبا میں) مقیم رہے۔ ان ایام میں ایک دن آپ کو دربار رسالت سے (عالم رویا میں) بشارت ہوئی "اے معین الدین! تو میرے دین کا معین ہے۔ تجھے ہندوستان جانا چاہیے [2] وہاں کے ایک شہر اجمیر میں میرے فرزندوں میں سے سید حسین (ابن ابراہیم جن کا حال آگے آئیگا) بہ نیت جہاد و غزوہ گیا تھا وہ وہاں شہید ہو گیا ہے اور وہ مقام کفار کے ہاتھ آگیا ہے۔ تیرے قدوم کی برکت سے وہاں پھر اسلام آشکارا ہوگا اور کفار مقہور ہوں گے۔ بعد ازاں آپ کو دربار رسالت سے ایک انار عطا کیا گیا اور فرمان ہوا "اسمیں دیکھو تاکہ یہ معلوم ہو تمہیں کہاں جانا ہے"۔ حضرت خواجہ کو انار میں مشرق سے مغرب تک نظر آیا اور شہر اجمیر اور اسکے پہاڑ بھی دیکھ لیئے۔ بعد ازاں آپ ہندوستان روانہ ہو گئے [3]

---

[1] یہ روایت فوائد السالکین (ص ۱۴–۱۵) میں بابا فریدالدین گنجشکر نے ارقام فرمائی ہے [2] (الف) سیرالاقطاب ص ۱۰۳–۱۰۴ (ب) ہمیں مولف وقایع شاہ معین الدین چشتی کے اس بیان سے اتفاق نہیں ہے۔ کہ یہ واقعہ مرشد کے ساتھ حج کے موقع پر پیش آیا

[3] بعض کا یہ خیال گمراہ کن ہے کہ اس حکم کے بعد آپکا ہندوستان یا اجمیر سے باہر جانا عدول حکمی ہے۔ آپ یہاں آنیکے بعد کہیں نہیں گیے۔ قابل غور ہے کہ حکم اجمیر آنیکا دیا گیا ہے نہ کہ اجمیر آکر کہیں نہ جانے کا فرمان ہے پس اجمیر آنے کے بعد بروایات معتبر آپکا سفر خراسان دہلی وغیرہ تشریف لیجانا حکم کے خلاف نہیں ہے۔ رسول خدا (صلعم) کو بارشاد تعالیٰ کا مدینہ جانیکا حکم ہوا تھا نہ کہ وہاں سے کہیں نہ جانیکا حکم ہوا تھا۔ چنانچہ سرور عالم (صلعم) مدینہ پہنچنے کے بعد مکہ اور دیگر مقامات پر تشریف فرما ہوئے۔ پس غریب نواز کا دیگر مقامات پر جانا منشاء ایزدی کے مطابق ہے

[4] سیر الاقطاب ص ۱۲۳

Marfat.com

سنہ ۵۸۶ھ / سنہ ۱۱۹۰ء	—	سنہ ۵۸۷ھ / سنہ ۱۱۹۱ء

مدینہ منورہ سے براہ بغداد و سفر ہندوستان اور ورود اجمیر بار اول

سنہ ۵۸۶ھ مطابق سنہ ۱۱۹۰ء
ورود بغداد اور قطب صاحب کو بیعت خلافت سے مشرف فرمانا

حضرت خواجہ نے متواتر چالیس روز تک سرور کائنات کو معہ ارواح مشائخ کرام عالم رویا میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا "اے معین الدین! قطب الدین خدا کا دوست ہے اسکو خلافت دے اور خرقہ گلیم پہنا۔ پھر آپنے فرمایا "آجکی رات میں نے ذوالجلال قادر باکمال کو خواب میں دیکھا وہاں سے بھی یہی حکم ہوا" اے معین الدین! قطب الدین بختیار کاکی کو درویشی کا خرقہ اور خلافت عطا کر کیونکہ وہ ہمارا دوست اور محمد (صلعم) کا بھی دوست ہے۔ ہم نے اسے برگزیدہ بندہ بنایا ہے اور اس کا نام اپنے دوستوں میں لکھا ہے[1]

پس ابھی خواجہ قطب صاحب جوان تھے۔ یہاں تک کہ محاسن شریف بھی نمایاں نہیں ہوئے تھے[2] کہ خواجہ بزرگ نے (دوران سفر ہندوستان از مدینہ منورہ) وارد بغداد ہو کر قطب صاحب کو خواجہ ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں بموجودگی شیخ شہاب الدین۔ شیخ داؤد کرمانی۔ شیخ برہان الدین محمد چشتی، شیخ تاج الدین محمد صفاہانی (اصفہانی) بتاریخ پنجم ماہ رجب بیعت (بیعت خلافت) سے مشرف فرمایا اور کلاہ چہار ترکی ان کے سر پر رکھی[3] اسوقت (سنہ ۵۸۶ھ میں) قطب صاحب کی عمر[4] سترہ سال

---

[1] سیر الاقطاب صفحہ ۱۴۵ سبع سنابل صفحہ ۲۳۰-۲۳۱ سیر العارفین صفحہ ۱۴۲-۱۴۳ [2] مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۹۶ سیر العارفین صفحہ ۱۴۲-۱۴۳ [3] صفحہ ۵۳ (الف) دلیل العارفین [4] (ب) دلیل العارفین کے بعض نسخوں میں قطب صاحب کا سن مریدی (بیعت خلافت) سنہ ۵۱۲ھ یا سنہ ۵۲۲ھ مرقوم ہے۔ مگر یہ سنین بوجہ سہو کتابت درج ہو گئے ہیں۔ ان سنین میں تو غریب نواز کی ولادت تک بھی بالاتفاق نہیں ہوئی تھی اسی طرح بابا فریدالدین گنجشکر کا سن مریدی فوائد السالکین میں بوجہ سہو کتابت سنہ ۵۸۴ھ درج ہو گیا ہے۔ مزید تفصیل سنہ ۶۱۰ھ کے حالات سے متعلق آگے فٹ نوٹ میں آئیگی [5] انوار العارفین کے صفحہ ۲۶۵ پر اور اقتباس الانوار کے صفحہ ۱۴۹ پر قطب صاحب کا اٹھارہ سال کی عمر میں بیعت (بیعت خلافت) سے مشرف ہونا لکھا ہے ممکن ہے رجب میں اٹھارواں سال عمر کا شروع ہو گیا ہو بعض نے بیس سال کی عمر میں خلافت پانا لکھا ہے مگر ہمیں اس سے اتفاق نہیں ہے۔

Marfat.com

تھی [1] بیس سال کی عمر میں قطب صاحب مریدوں کی تربیت فرمانے لگے تھے [2]

۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۰ء آپکا شمس الدین التمش کو سلطان دہلی ہونیکی بشارت دینا

قطب صاحب کا مندرجہ ذیل بیان حضرت بابا فریدالدین گنجشکر ارقام فرماتے ہیں: ایک مرتبہ شیخ معین الدین، شیخ احدالدین کرمانی [3]، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور دعاگو (قطب صاحب) ایک جگہ (بغداد میں) بیٹھے تھے۔ اسوقت شمس الدین التمش بارہ سال کا تھا۔ ہاتھ میں پیالہ [4] لئے جارہا تھا۔ ان بزرگوں کی جب نظر اس پر پڑی تو غریب نواز نے فرمایا "جب تک یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ نہ ہوگا خدا اسے دنیا سے نہ اٹھائیگا [5]" چنانچہ شمس الدین (التمش) [6] ۶۰۷ھ میں دہلی کا بادشاہ ہوگیا [7]

۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۰ء شیخ احدالدین کرمانی اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کو آپکا خرقہ عطا فرمانا

شیخ احدالدین کرمانیؒ (وفات ۶۳۴ھ یا ۶۳۵ھ) [8] اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کو خواجہ معین الدین نے خرقہ عطا فرمایا [9]

گمان غالب ہے کہ آپنے ان دو حضرات کو ان کے ابتدائی زمانے میں جبکہ آپ ۵۶۲ھ میں وارد بغداد ہوئے تھے خرقہ عطا نہیں فرمایا بلکہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے مرشد حضرت شیخ ابونجیب سہروردی کے وصال (۵۶۲ھ) کے بعد جب کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اپنے مرشد سے خرقہ

---

[1] یہ روایۃ سیر الاقطاب کے ص۱۴۵ پر خزینۃ الاصفیا کے ص۲۶۷ پر اور مسالک السالکین جلد دوم کے ص۲۹۶ پر درج ہے [2] انوار العارفین ص۲۸۶ [3] شمس الدین التمش کا بحالت غلامی بغداد میں موجود ہونا ثابت ہے (دیکھو فرشتہ جلد اول ص۶۶-۶۷) [4] صاحب مسالک السالکین (جلد دوم ص۲۸۵) نے تیر و کمان لکھا ہے [5] یہ روایت فوائد السالکین کے ص۱۲ پر درج ہے۔ [6] شمس الدین التمش مگر زیادہ صحیح التتمش ہے (محمڈن اینٹیز از اسٹینلے لین پول ص۲۹۵) [7] فرشتہ جلد اول ص۶۵ [8] مفتاح التواریخ ص۴۵ [9] (الف) سیر العارفین کے ص۶ پر مرقوم ہے "از شیخ حسام الدین خلیفہ بزرگ شیخ جلال الدین منا... شنودیت کہ کہ شیخ احدالدین کرمانی خرقہ خلافت از معین الدین چشتی دارد" (ب) شیخ احدالدین کرمانی اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کو حضرت خواجہ معین الدین نے خرقہ عطا کیا (ترجمہ قلمی نسخہ مراۃ الاسرار)

Marfat.com

لے چکے تھے اور شیخ وجیہ الدین (وفات ۵۶۶ھ) سے فیض پا چکے تھے اس وقت آپنے ۵۸۶ھ میں دوا[illegible]
قیام بغداد ان کو اور شیخ احدالدین کرمانی کو خرقہ عطا فرمایا۔

۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۰ء ورود چشت بغداد سے روانہ ہوکر آپ چشت (جو ہرات سے تیس[30] کوس ہے) میں تشریف فرما ہوئے۔ خواجہ قطب صاحب اس سفر کے متعلق غریب نواز کا مندرجہ ذیل بیان ارقام فرماتے ہیں:۔

ایک مرتبہ خواجہ یوسف چشتی[1] (متوطن چشت) کی خانقاہ میں چند درویش صاحب جمال و نعمت دائرہ میں حاضر تھے اور یہ بیت پڑھ رہے تھے:۔

عاشق بہ ہوائے دوست بیہوش بود — و ز یاد محب خویش پر جوش بود
فردا کہ بہ محشر خلق حیراں باشد — نام تو درون سینہ و گوش بود

اس موقعہ پر دعاگو (غریب نواز) بھی موجود تھا۔ دعاگو اور دوسرے درویش اس بیت کے سننے سے سات روز تک بیہوش رہے اور رقص کرتے رہے۔ جب قوال اور شعر پڑھنا چاہتے تھے تو ہم یہی اشعار کہلواتے تھے۔ ان درویشوں میں سے دو تو ایسے بے خبر ہوگئے کہ زمین پر گر پڑے اور درمیان سے غائب ہوگئے مگر ان کا خرقہ برقرار رہا[2]

۵۸۶ھ ورود ہرات حضرت بابا فریدالدین گنجشکر کی روایت ہے کہ آپ معہ خواجہ قطب صاحب ہرات میں تشریف فرما[ئے]

۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۱ء ورود سبزہ دار اور یادگار محمد کی باریابی جب ہرات (واقع افغانستان) میں آپکی بزرگی اور کشف و کرامات کا شہرہ ہوا اور خلقت کا ہجوم ہونے لگا تو آپ ہرات سے سبزہ دار (واقع افغانستان) میں تشریف لے آئے یہاں کا حاکم یادگار محمد ظالم اور بدمزاج تھا۔ حوالی شہر میں اسکا ایک باغ تھا۔ باغ میں حوض تھا۔ آپ اس باغ میں تشریف لائے اور حوض میں غسل کرکے دوگانہ ادا کیا پھر حوض کے

---

[1] خواجہ یوسف چشتی خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے پوتے ہیں۔ (دیکھو مراۃ الانساب صفحہ ۱۶۷-۱۶۹) [2] یہ روایت دلیل العارفین کے صفحہ ۲ پر درج ہے۔ [3] مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۱۶۶ خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ ۲۵۸

والے سے بیٹھ کر تلاوت قرآن میں مصروف ہو گئے۔ اسی اثنا میں یادگار محمد کے آنیکی خبر آئی۔ آپ کے خادم نے اس خوف سے کہ مبادا وہ آپکے ساتھ گستاخی سے پیش آئے عرض کیا "حاکم جابر آتا ہے اب باغ میں بیٹھنا مناسب نہیں ہے۔ بہتر ہے باہر تشریف لے چلیں"۔ آپ نے فرمایا "اگر تجھ کو خوف ہے تو فلاں درخت کے نیچے بیٹھ اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھ"۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ فراشوں نے لب حوض فرش بچھانا شروع کیا۔ لیکن انہیں آپکی عظمت و شوکت کی وجہ سے یہ کہنے کی جرأت نہ ہوئی کہ یہاں سے اٹھ جائیے۔ اتنے میں یادگار محمد کی سواری آ پہنچی۔ اس نے آپ کو اس مقام پر دیکھ کر اپنے خدمتگاروں سے ترش رو ہو کر کہا "اس فقیر کو یہاں کیوں رہنے دیا باغ سے باہر کیوں نہیں کیا؟"۔ یہ سن کر آپنے سر مبارک اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔ آپکی نظر پڑتے ہی یادگار محمد شلّی بید کے کانپ کر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا۔ یہ حال دیکھ کر اسکے ہمراہی حواس باختہ ہو گئے اور آپکے قدموں میں گر کر طالب معافی ہوئے۔ آپنے اپنے خادم کو فرمایا "تھوڑا پانی حوض سے لیکر یادگار محمد کے منہ پر چھینٹا مار"۔ منہ پر پانی کا چھینٹا پڑا تو وہ ہوش میں آ گیا اور نہایت عاجزی سے معذرت چاہی۔ آپ نے چند کلمات نصیحت آمیز فرمائے۔ یادگار محمد اور اسکے ساتھی آپکے ارشادات سنکر رونے لگے۔ اسی وقت یہ تمام منہیات سے تائب ہوئے۔ یادگار محمد نے حسب الارشاد دوگانہ توفیق توبہ ادا کیا اور بہ عقیدت تمام مع اپنے توابع کے شرف مریدی حاصل کیا۔ اپنا کل مال و اسباب فقرا میں تقسیم کر دیا۔ اپنی بیویوں کو طلاق دیکر اور لونڈی غلاموں کو آزاد کر کے تارک الدنیا ہو گیا۔ آپ کی صحبت اختیار فرمائی۔ بوقت رخصت یادگار محمد قلعہ شادمان[1] تک آپ کے ساتھ آئے چونکہ یہ آپ کی

---

[1] مولف تذکرۃ الاولیائے ہند نے اپنے آپکو یادگار محمد کا ہم جد لکھا ہے نیز موصوف نے اور دیگر تذکرہ نویسوں نے بیان کیا ہے کہ اس سفر میں یادگار محمد کے ساتھ واقعہ پیش آیا) میں قطب صاحب غریب نواز کے ساتھ تھے (دیکھو تذکرۃ الاولیائے ہند ص و دیگر کتب ہے) (الف) قلعہ شادمان بلوچستان میں درمیان افغانستان سبزہ وار اور ملتان واقع ہے۔ سبزہ وار سے بلخ جاتے ہوئے قلعہ شادمان راستہ میں نہیں آتا بلکہ سبزہ وار سے ہندوستان جاتے ہوئے راستہ میں آتا ہے (دیکھو نقشہ منسلکہ) (ب) کوئٹہ سے قلعہ شادمان تقریباً دو سو میل ہے۔ قلعہ شادمان سے بلوچستان کی سرحد کا اختتام تقریباً تین سو میل پر ہوتا ہے۔ (مکتوب عبدالرحیم سلمہٗ متعلم بی اے) (ج) اسکا پہلا نام قلعہ شادمان تھا چونکہ یہاں آبازی قبیلہ کے لوگ زیادہ آباد ہیں اس لئے یہ بعد ازاں آبازی بھی کہلایا۔ برطانیہ کے زمانہ میں ایجنٹ گورنر سینڈیمن کے نام پر اسکا نام فورٹ سینڈیمن ہوا۔ (بیان عبداللہ سیاح بلوچستان)

Marfat.com

صحبت و تربیت سے عارفان اور واصلان حق میں سے ہو گئے تھے۔ اس لئے اس نواح کو انکی حمایت میں چھوڑ کر وہاں مقیم کیا۔ انکی قبر وہیں ہے[1] ازاں بعد حضرت خواجہ سبزوار سے عازم ہندوستان ہوئے اس موقعہ پر بقول صاحب دلیل العارفین۔ آپنے چشم پر آب ہو کر فرمایا " اب ہم اس جگہ سفر کریں گے جہاں ہمارا مدفن ہوگا[2]" یعنی اجمیر جا رہے ہیں۔ پھر سبکو وداع کیا[3]

۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۱ء

ورود لاہور اور لاہور سے براہ سمانا و دھلی سفر اجمیر

قلعہ شادمان سے براہ ملتان آپ وارد لاہور ہوئے پھر لاہور سے دہلی آتے ہوئے راستہ میں قصبہ سمانا (علاقہ پٹیالہ) میں تشریف فرما ہوئے۔

چونکہ اجمیر کے راجہ پرتھوی راج کی ماں نے آپکے اجمیر آنے کے بارہ سال قبل نجوم سے دریافت کر کے اپنے لڑکے پرتھوی راج سے کہہ دیا تھا کہ " اس شکل و صورت کا ایک شخص تیرے ملک میں آئیگا اور تیرا راج تباہ کر دیگا " اس پیشین گوئی کیوجہ سے راجہ غمگین رہنے لگا تھا۔ اس نے جا بجا آپکی تلاش میں مخبر مقرر کر دئے تھے جب آپکا گذر قصبہ سمانا میں ہوا تو راجہ کے ملازموں نے آپکا حلیہ مشتہرہ حلیہ کے مطابق پاکر از راہ دغا و فریب بہ نیت بد آپسے ٹھہرنے کیلئے کہا مگر آپکو (مراقبہ میں) دربار رسالت سے بشارت ہو گئی تھی کہ ان کا کہنا نہ ماننا۔ چنانچہ آپنے انکی ایک نہ مانی اور اپنے ہمراہیوں کو بشارت نبوی سے آگاہ فرما کر اجمیر روانہ ہو گئے[4]

۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۱ء ورود اجمیر بار اول

آپ (سبزوار سے روانہ ہونے کے بعد)

---

[1] بعض حال کے تذکروں میں لکھا ہے کہ یادگار محمد کا مزار غریب نواز کی درگاہ میں صندلی کے صحن سے ملحق احاطہ میں ہے مگر معین الاولیاء کے صفحہ ۵۳ پر مرقوم ہے کہ " پیش صحن مسجد (مسجد صندل خانہ) بمحاذ وسط مسجد مذکور احاطہ کوچک از سنگ سفید جانب شرق نمودار است کہ درون احاطہ و فضائے آں مرقدہائے مطہر و مقدس حضرت تاج الدین بایزید و ازواج و اقربا آں از سنگ سفید مصلے دارند "

[2] سیر العارفین صفحہ ۱۳

[3] بعض کا یہ خیال غلط ہے کہ آپ اپنی جائے مدفن (اجمیر) پر پہنچنے کے بعد کہیں تشریف نہیں لے گئے — رسول اللہ (صلعم) بھی مدینہ جانیکے بعد متعدد مرتبہ سفر پر تشریف لے گئے

[4] دلیل العارفین صفحہ ۵۴

[5] یہ روایۃ مونس الارواح (مرتبہ جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں) میں ہے۔

Marfat.com

سفر میں گذار کر[1] معہ چالیس[2] ہمراہیاں[3] (۵۸۶ھ[4] میں) بعہد[5] پرتھوی راج (۵۷۳ھ[6] ۱۱۷۷ء – ۵۸۸ھ ۱۱۹۲ء) وارد اجمیر ہوئے۔ اس زمانہ میں اجمیر ہندوؤں کی ملکیت تھا اور ان کی آبادی سے معمور تھا۔ لیکن جب آپکے قدم وہاں (اجمیر میں) پہنچے تو بہت اسلام پھیلا[7]

۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء

قیام اجمیر اور دوران قیام کے بعض واقعات

ذیل کی روایت سے بھی اس امر کو تقویت پہنچتی ہے کہ یہ واقعات بعہد پرتھوی راج چند دن کے اس زمانۂ قیام کے ہو سکتے ہیں جبکہ آپ شہاب الدین غوری کے اس لشکر کے ساتھ تشریف لائے تھے بلکہ یہ واقعات اس موقعہ کے ہیں جب کہ آپ نے ۵۸۶ھ میں اجمیر آکر چند ماہ قیام فرمایا۔

---

[1] (الف) یہ روایت دلیل العارفین کے صفحہ ۵۴-۵۵ پر درج ہے (ب) آجکل بھی پیدل لوگ دہلی سے اجمیر تقریباً ۲۴۴ میل کی مسافت کر کے ۱۲-۱۴ دن میں آجاتے ہیں [2] دیکھو مونس الارواح مذکور و مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۶۸ [3] (الف) اس سنہ میں آپکے وارد ہونیکی مطابقت مراۃ الاسرار بحوالہ کلمات الصادقین و اقتباس الانوار (صفحہ ۱۴۶) اور تذکرۃ العابدین (صفحہ ۲) کی اس روایۃ سے ہوتی ہے کہ آپ چالیس[4] سال (۵۸۶ھ تا ۶۲۷ھ) اجمیر میں رہے غالباً اس عرصہ میں وہ ایام مجرا نہیں کئے گئے جو اس پہلی بار اجمیر آنیکے بعد مختلف اوقات میں بحالت سفر صرف ہوئے (ب) اس سنہ (۵۸۶ھ) میں آپکے وارد اجمیر ہونیکی مطابقت سیر العارفین (صفحہ ۱۴۳) وغیرہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ قطب صاحب (ولادت ۵۶۹ھ) بعمر سترہ سال (جبکہ اٹھارہواں سال چل رہا تھا) غریب نواز کے ہمراہ آئے (ج) اس ورود (ورود اجمیر بار اول قبل زوال پرتھوی راج بسال فتح شہاب الدین غوری کے لشکر کے ساتھ آنے سے پیشتر) کے متعلق تزک جہانگیری کا صفحہ ۵ پر حسب ذیل بیان ہے "(غزنی سے) سلطان معز الدین سام کے آنے سے قبل رائے پتھورا کے عہد میں حضرت خواجہ معین الدین اپنے پیر سے رخصت ہو کر ہندوستان میں تشریف لائے اور اقامت اختیار کی۔"

[4] بقول اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو (صفحہ ۱۴۶) پرتھوی راج نے تیرہ سال تک (۵۷۵ھ ۱۱۷۹ء – ۵۸۸ھ ۱۱۹۲ء) حکومت کی۔ [5] بقول حسن الیسر (صفحہ ۱۲-۱۸) پرتھوی راج پندرہ سال حکومت کر کے ۵۸۸ھ میں مارا گیا [6] یہ روایۃ مونس الارواح و مسالک السالکین جلد دوم و اخبار الاخیار میں تھوڑے رد و بدل کے ساتھ لکھی ہے اور سیر الاقطاب کے بیان (مندرجہ صفحہ ۱۲۴-۱۳۰) سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے [7] دلیل العارفین صفحہ ۵۴-۵۵

یہ خیال گمراہ کن ہے کہ آپ صرف ایک بار ۵۸۶ھ یا ۵۸۸ھ میں تشریف لائے اور اجمیر آنیکے بعد بیرون ہندوستان تشریف نہیں لے گئے۔ اگر ایسا مان لیا جائے تو یہ بڑا نقص واقع ہوتا ہے کہ سفر خراسان بزمانہ قباچہ بیگ آپکا دہلی آنا غلط ہو جاتا ہے۔ حالانکہ خراسان سے بزمانہ قباچہ بیگ واپسی دلی کی روایۃ قریب قریب تمام تذکرہ نویسوں نے لکھی ہے۔ صاحب سیر العارفین، فرشتہ، گلزار ابرار، جواہر فریدی، مسالک السالکین اور سیر الاقطاب وغیرہ نے صاف طور پر یہ روایۃ رکھی ہے۔ علاوہ ازیں بعض دیگر روایات سے بھی اسکی مطابقت نہیں ہوتی کہ آپ ۵۸۶ھ یا ۵۸۸ھ میں اجمیر آکر کہیں تشریف نہیں لے گئے۔

۵۸۶ھ ساربانوں کا آپ سے معافی مانگنا

اجمیر پہنچ کر آپنے شہر سے باہر (اندر کوٹ کی مختصر آبادی کے قریب) ایک مقام (جہاں آج کل اولیاء مسجد ہے) پر سایہ دار درختوں کے نیچے قیام فرمانا چاہا مگر راجہ پرتھوی راج کے ملازمین مانع ہوئے کہنے لگے "یہاں تو راجکے اونٹ بیٹھتے ہیں آپ اس جگہ نہ ٹھہریں"، پس آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا "اچھا اونٹ بیٹھتے ہیں تو بیٹھیں"، پھر آپنے لب آنا ساگر (اس مقام پر جو اس وقت آپ کے چلّہ کے نام سے مشہور ہے) جاکر قیام فرمایا۔ جب اونٹ اپنی جگہ پر آ بیٹھے تو ایسے بیٹھے کہ اٹھانے سے بھی نہ اٹھے۔ یہ دیکھ کر ساربانوں کے داروغہ نے راجہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ راجہ نے تمام واقعہ سن کر کہا "اسکا علاج یہی ہے کہ تم لوگ درویش کی خدمت میں جاکر معافی مانگو"۔ پس ساربانوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر معذرت کی۔ آپ نے فرمایا "اچھا جاؤ اونٹ کھڑے ہو گئے"۔ انہوں نے آکر دیکھا تو واقعی اونٹ کھڑے ہو گئے تھے[۳]

---

[۱] (الف) اس زمانے میں شہر اجمیر کی آبادی اجے پال کی نال (دادی) میں (موجودہ شہر سے تقریباً ۳ میل کے فاصلہ پر) تھی (دیکھو احسن السیر ص۲۵) (ب) بعض کے نزدیک اس وقت موجودہ شہر کی جگہ آبادی نہ تھی البتہ آپکے مزار سے کچھ فاصلہ پر (مثلاً تارہ گڑھ کے نیچے) قلعہ تارا گڑھ کے کچھ حفاظت کرنے والے چوہان راجپوت اندر کوٹ میں زیر قلعہ رہا کرتے تھے۔ یہ بزمانہ غریب نواز مسلمان ہوگئے۔ آجکل یہ چوہان پٹھان کہلاتے ہیں۔ اب تک اندرکوٹ میں انکی اولاد آباد ہے (ج) شیخ وحید (جو سلطان التارکین صوفی حمید الدین ناگوری کی اولاد میں سے ہیں) کے زمانہ تک بھی موجودہ اجمیر کے گرد شیروں کا جنگل تھا (دیکھو اضافات حمید ص۸۵) [۲] یہ مقام اب آنا ساگر زیارت گاہ خلائق ہے تفصیلات آگے آئیں گی۔ [۳] یہ روایت سیر الاقطاب کے ص۱۴۱-۱۴۰ پر اور مسالک السالکین جلد دوم کے ص۲۷۵ پر ہے۔

Marfat.com

۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء
سادھورام اور اجے پال کا مشرف بہ اسلام ہونا

پشکر ہندوؤں کا پرانا معبد گاہ اور راج تیر تھ ہے۔ یہاں اور اس کے متصل پشکر کی وادی شہر اجمیر (پرانے شہر اجمیر[۱]) میں بکثرت بت خانے تھے[۲] اور چند مندر لب آب بیلہ اور لب آنا ساگر پر بھی تھے۔ ان مندروں میں بقول مسالک السالکین ویزہ راجہ پرتھوی راج کا ایک عالیشان مندر تھا۔ اسمیں راجہ اور عمائدین شہر پوجا کیلئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس مندر کا اہتمام سادھورام (شادی دیو)[۳] کے سپرد تھا۔ یہ اپنے مذہب کا بڑا عالم فاضل تھا، سب پجاریوں کا سردار تھا۔ چونکہ لب آنا ساگر آپ کا اور آپکے ہمراہیوں کا قیام بے تکلفانہ طور پر تھا۔ آپکے ہمراہی روزانہ ایک گائے ذبح کر کے کھاتے تھے (بقول بعض آنا ساگر سے مچھلیاں پکڑتے تھے) اس لئے مسلمانوں کا یہ طرز معاشرت ہندوؤں پر شاق گذرا اور انہوں نے چاہا آپ چلے جائیں۔ یہاں تک کہ مقابلے کی نوبت آئی مگر کسی کی کچھ نہ چلی، بلکہ اس موقعہ پر آپسے بعض ایسی کرامتوں (جن کا ذکر باب کرامت میں ہے) کا ظہور ہوا کہ شادی دیو نے اسلام قبول کرلیا اور اجے پال جوگی بھی جو مہا استدراج تھا آپکے مراتب عالیہ دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوا۔ سادھورام کا اسلامی نام شادی دیو (سعدی) رکھا گیا اور اجے پال کا نام عبداللہ رکھا گیا[۵]

۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء
آپکا محمد یادگار خادم کو جائے قیام منتخب کرنیکے لئے بھیجنا

شادی دیو اور اجے پال نے مسلمان ہونے کے بعد عرض کیا "حضور بستی میں قیام فرمائیں۔ تاکہ مخلوق آپ کے قدموں کی برکت سے فیضیاب ہو"، آپ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور اپنے خادم خاص محمد یادگار

---

[۱] پہلا شہر اجمیر آجکل اجے پال کہلاتا ہے موجودہ شہر سے تقریباً ساڑھے تین کوس پر تھا مزید تفصیلات آگے آئیں گی [۲] (الف) چونکہ اس زمانہ میں موجودہ شہر کی جگہ اجمیر آباد نہ تھا اس لئے جن بکثرت مندروں کا اجمیر میں ہونا بیان کیا گیا ہے وہ ہندو کے مقدس مقام پشکر کی گھاٹی میں موجودہ شہر سے سات میل کے فاصلے پر تھے۔ چونکہ ہنود صاحبان لب آب عموماً مندر تعمیر کیا کرتے تھے اس لحاظ سے آنا سگر اور بیلہ تالاو کے متصل بھی چند مندر تھے (ب) مشہور ہے کہ آنا ساگر اور بیلہ راجہ کی شکارگاہ میں تھے یعنی آباد مقامات نہ تھے۔ (ج) بقول اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو (صفحہ ۶۰-۶۷) تالاب آنا ساگر راجہ آنا دیو نے تقریباً ۵۲۰ھ ۱۱۳۵ء اور ۵۴۵ھ ۱۱۵۰ء کے درمیان تعمیر کرایا تھا۔ اور بیلہ راجہ بیلدیو نے ۵۳۳ھ ۱۱۳۸ء اور ۵۵۹ھ ۱۱۶۴ء کے درمیان بنوایا تھا[۳] ہنود برگزیدہ مرد کو دیوتا اور عورت کو دیوی کہتے ہیں۔ [۴] وقائع شاہ معین الدین چشتی صفحہ ۱۵۰۔ [۵] دیکھو مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۷۹-۲۸۰ وخزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۲۶۰-۲۶۲ سیر الاقطاب صفحہ ۱۲۶-۱۳۱

Marfat.com

(نہ کہ یادگار محمد) کو حکم دیا کہ شہر (اندر کوٹ کی مختصر آبادی) میں جاکر فقراء کے قیام کیلئے مناسب جگہ کا انتظام کریں۔ محمد یادگار نے بہ تعمیل ارشاد (اندر کوٹ کی آبادی کے قریب لب جھالرہ) وہ مقام (قطعہ زمین) پسند کیا جہاں اس وقت آپکا روضۂ ہے دراصل یہ جگہ (افتادہ زمین) شادی دیو کی تھی۔ الغرض محمد یادگار جگہ پسند کرکے واپس آئے اور معروضہ پیش کیا حضرت خواجہ نے وہاں جاکر قیام فرمایا[1]۔ اور جماعت خانہ، عبادت خانہ اور مطبخ (لنگر خانہ) کی تعمیر ہوئی[2]۔ جہاں اس وقت آپکا روضۂ ہے، بقول مونس الارواح مطبخ خانہ[3] تھا اور بقول قلمی نسخہ مراۃ الاسرار یہاں آپکا حجرۂ خاص (یعنی خاص رہنے کا حجرہ) تھا۔

۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۱ء
آپکے قیام سے راجہ کو ناگواری اور اسکی گرفتاری کی پیشنگوئی

صاحب سیر الاولیاء کا بیان ہے:-

"جب حضرت خواجہ معین الدینؒ اجمیر میں تشریف فرما ہوئے تو پتھورا رائے مملکت ہند اجمیر میں تھا۔ جب آپ اجمیر اندر کوٹ کی بستی کے متصل ایک مقیم ہوئے تو پتھورا اور اسکے مقربین کو ناگوار گذرا مگر شیخ (غریب نواز) کی عظمت و کرامت کے سامنے کسی کو مجال دم زدن نہ تھی الغرض ایک مسلمان وابستگان شیخ میں سے پتھورا کے یہاں تھا۔ پتھورا نے اسے نقصان پہنچانا شروع کیا اس مرد مسلمان نے خدمت (خدمت غریب نواز) میں عرض کیا۔ غریب نواز نے پتھورا سے اسکی سفارش کی۔ پتھورا نے فرمان شیخ قبول نہ کیا بلکہ کہنے لگا کہ "یہ شخص (غریب نواز) یہاں آکر غیب کی باتیں بیان کرتا ہے"۔ جب یہ بات گوش مبارک تک پہنچی تو اس بادشاہ اسلام نے (بحیثیت صاحب تصرف باختیار درویش کے بطور پیشینگوئی) فرمایا "ہم نے پتھورا کو زندہ گرفتار کرکے لشکر اسلام کے حوالہ کردیا[4]"۔

۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۱ء
عالم رویا میں آپکا شہاب الدین غوری کو سلطان ہند ہونیکی بشارت دینا

جب شہاب الدین غوری (۵۸۶ھ میں) کھانڈے راؤ کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ہندوستان سے خراسان پہنچا تو اس نے ایک شب عالم رویا میں دیکھا کہ حضرت خواجہ کی خدمت میں کھڑا

---

[1] سیر الاقطاب صفحہ ۱۳۱-۱۳۲ [2] (الف) قلمی نسخہ مونس الارواح (ب) بعض حال کے تذکروں میں لکھا ہے کہ یہ کچے مکانات تھے اور انکے گرد تو ہڑ کے درختوں کی حدبندی تھی [3] دیکھو قلمی نسخہ مونس الارواح [4] یہ روایت سیر الاولیاء کے صفحہ ۴۶ پر ہے۔

Marfat.com

[اس] آپ ازراہ کرم اس سے فرما رہے ہیں کہ "خدائے تعالیٰ نے ہندوستان کی سلطانی تجھے بخشدی جلد اس [طر]ف توجہ کر اور راجہ پتھوی راج کو گرفتار کر کے سزا دے"۔ شہاب الدین کو اس خواب سے حیرت ہوئی۔ بیدار [ہ]وکر اپنا خواب علماء، فضلاء سے بیان کیا سب نے خواب کی بہت تعریف کی اور تعبیر میں مژدہ فتح سنایا اور ہر طرح [اط]مینان کی[1]

۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء
ایک اور موقعہ پر راجہ کی گرفتاری کا فرمان

بابا فرید الدین گنج شکرؒ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا مندرجہ ذیل بیان ارقام فرماتے ہیں :-

ایک مرتبہ میں (قطب صاحب) اجمیر میں شیخ معین الدین کی خدمت میں حاضر تھا ان دنوں پتھورا زندہ تھا اور کہا کرتا تھا، "کیا اچھا ہو جو یہ فقیر (غریب نواز) یہاں سے چلے جائیں"۔ یہ بات وہ ہر شخص سے کہا کرتا تھا۔ شدہ شدہ یہ خبر شیخ معین الدین نے بھی سن لی اور درویش بھی اسوقت موجود تھے۔ آپ (غریب نواز) اس وقت حالت سکر میں تھے فوراً آپ نے مراقبہ کیا اور مراقبہ میں ہی آپکی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے "ہم نے پتھورا کو زندہ ہی مسلمانوں کے حوالے کیا"۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ بعد شہاب الدین غوری نے لشکر کشی کی اور پتھورا کو زندہ گرفتار کر لیا[2]

۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء
پتھوراج کا آپ سے تشریف لیجانے کیلئے کہلانا

ایک مرتبہ پتھورا کا ایک مسلمان ملازم خلوص دل سے آپکی خدمت میں مرید ہونے کیلئے آیا، لیکن اسے آپ نے مرید نہیں کیا۔ اس نے پتھورا سے جاکر کہا۔ پتھورا نے آپ سے دریافت کرایا کہ اسے مرید کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ "اس میں تین باتیں ایسی ہیں جو نہیں جائیں گی اول یہ کہ کثرت سے گناہ کریگا۔ دوسرے تمہارا ملازم ہے ہمارے یہاں اسے کلاہ نہیں دیجاتی جو دوسروں کے آگے سر جھکائے تیسرے لوح محفوظ میں میں نے دیکھا ہے کہ یہ بے ایمان مرے گا"۔ جب پتھورا نے سنا ناراض ہوکر کہنے لگا "اس درویش نے غیب کی باتیں کہی ہیں اسے کہدو کہ شہر سے چلا جائے" آخر کار ایسا ہی ہوا کہ اس شخص نے دریا میں گر کر خودکشی کر لی[3]

---

[1] سیر الاقطاب ص ۱۳۲ [2] بعض نسخوں میں بوجہ سہو کتابت شمس الدین لکھا ہے [3] اردو ترجمہ فوائد السالکین ص ۱۰ [4] اسرار الاولیاء کے ص ۵ پر یہ روایت لکھی ہے

Marfat.com

۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء
راجہ کے کہلانے پر آپکا اجمیر سے تشریف لیجانا

جب پرتھوی راج کا یہ پیغام سنا کہ آپ ہمارے سرحد سے چلے جائیں تو آپنے جواب میں کہلایا دو ہم تو جاتے ہیں اتم کو نکالنے والا (شہاب الدین) عنقریب آتا ہے[1] یہ کہلا کر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں کہ خدا اور رسول کی اطاعت کرو اور حاکم وقت کا کہنا مانو۔ نیز اس سنت کی ادائیگی کے پیش نظر کہ جب کفار مکہ نے رسول خدا کو ستایا تو آنحضرت (صلعم) مکہ سے مدینہ چلے گئے۔ آپ اجمیر سے تشریف لے گئے[2] اس موقعہ پر تشریف لیجانے میں یہ بھی مصلحت تھی کہ ضرورت تبلیغ کے پیش نظر غزنی پہنچ کر شہاب الدین غوری کے لشکر کو تصرفات باطنی تقویت پہنچائی جائے۔

اجمیر سے سفر اور واپسی وقیام اجمیر (ورود ہند بار سوم ورود اجمیر بار دوم

۵۸۸ھ مطابق ۱۱۹۲ء
غزنین میں آپ کی تشریف آوری
سلطان شہاب الدین غوری کی جنگی تیاریاں

جب حضرت خواجہ وارد غزنین ہوئے۔ اس زمانہ میں شہاب الدین غوری لشکر جمع کرنے میں مصروف تھا۔ تاریخ اسلام کا بیان ہے: "جب شہاب الدین غوری پرتھوی راج سے ۵۸۷ھ میں شکست کھا کر غزنی پہنچا تو وہ شب و روز لشکر جمع کرنے میں مصروف رہتا۔ سامان درست ہونے پر اس نے کوچ کا حکم دیا اور آٹھویں دن خود سوار ہوا جب لشکر پشاور پہنچا تو ایک پیر مرد غوری (غریب نواز) نے بے تکلف کہا۔ اس مہم کا سامان تو ایک جنگ عظیم کا معلوم ہوتا ہے مگر یہ نہیں کھلتا کہ عزم کدھر

---

[1] بعض نے لکھا ہے کہ پرتھوی راج سے آپنے جواب میں کہلایا کہ تین دن میں معلوم ہو جائیگا کہ تو نکلتا ہے یا ہم، مگر ہمیں اس موقعہ پر اس جواب سے اتفاق نہیں ہے بلکہ ہمارے نزدیک یہ جواب ۵۸۸ھ میں بموقعہ ورود اجمیر بار دوم دیا گیا۔ یہ جواب دینے کے بعد تین دن کے اندر پرتھوی راج میدان جنگ کی طرف چلا گیا اور تراوڑی کے متصل مارا گیا [2] دیکھو اضافات حمید ص۱۳۱ [3] بسال فتح شہاب الدین غوری کے آنے سے قبل وارد اجمیر ہو کر (۵۸۸ھ میں) اجمیر سے آپکی تشریف لیجانے کی تصدیق ان روایات (مندرجہ منتخب التواریخ وغیرہ) سے ہوتی ہے۔ جنمیں شہاب الدین غوری کے لشکر کے ساتھ آپکا اس وقت وارد ہونا لکھا ہے جب بسال فتح (۵۸۸ھ) وہ لشکر لیکر ہندوستان آیا اور پرتھوی راج مارا گیا کیونکہ ۵۸۷ھ میں آکر ہندوستان جانے کے بعد منتخب التواریخ کی روایت کے مطابق شہاب الدین غوری کے لشکر کے ساتھ بسال فتح ۵۸۸ھ میں واپس ہندوستان آنا ہو سکتا ہے۔ تفصیل آگے آئیگی۔ [4] چونکہ صاحب منتخب التواریخ (ص۱۶) وغیرہ نے خواجہ معین الدین اجمیری کا شہاب الدین غوری کے لشکر کے ساتھ اور آپ کی برکت دعا سے اس کا پرتھوی راج پر فتحیاب ہونا لکھا ہے۔ نیز مسٹر ہرلاس صارفی نے اپنی کتاب ڈی اجمیر کے ص۸۳ پر سنجر (غریب نواز کے آبائی وطن) کو متصل غزنی میں لکھا ہے اس لئے گمان اغلب ہے کہ پیر مرد غوری سے مراد خواجہ غریب نواز کی ذات اقدس ہے۔

Marfat.com

اس وقت سلطان نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا:-

"اے پیر مرد! تو یقین جان کہ جس وقت سے میں نے ہندو راجاؤں سے شکست کھائی ہے حرم سرا میں بستر پر نہیں سویا" پھر قبا کے بند کھول کر دکھا دیے اور کہنے لگا "اس دن سے آج تک کپڑے نہیں بدلے خلج، غور اور خراسان کے امیروں کا منہ نہیں دیکھا وہ نمک حرام مجھے لڑائی میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے" پیر مرد نے دعائے خیر دی اور کہا "ان شاء اللہ اس مرتبہ فتح ہوگی۔ اب مصلحت وقت یہی ہے کہ آپ ان امیروں کا قصور معاف فرمائیں انہیں دوبارہ بلائیں اور عزت و آبرو بخشیں تاکہ وہ جان لڑا کر لڑیں اور اپنی پہلی بدنامی کے دھبے کو مٹائیں" یہ تقریر سلطان کو پسند آئی۔ ملتان میں پہنچکر اس نے دربار کیا۔ سب امیروں اور سرداروں کو بلایا اور کہا "اے مسلمانو! سال گذشتہ جو دامنِ اسلام پر داغ لگا اسکا تدارک ہر مسلمان پر فرض ہے سب نے تلواروں پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا دیے غرض وہاں سے لاہور آیا اور قوام الملک رکن الدین حمزہ کو برسم سفارت اجمیر روانہ کیا[2]

آخر ۵۸۸ھ مطابق ۱۱۹۲ء
غزنین سے براہ ملتان، لاہور و دہلی باردوم آپکی اجمیر میں تشریف آوری

بقول منتخب التواریخ وغیرہ آپ شہاب الدین غوری کے لشکر کے ساتھ آپ ہندوستان تشریف لائے[3] بقول صاحب گلزار ابرار جس مہینہ اور سال (۵۸۸ھ) میں دارالسلطنت دہلی فتح ہوا (جنگ ترائن میں شہاب الدین فتحیاب ہوا) اس زمانہ (مہینے کے اوائل) میں حضرت خواجہ لاہور سے وارد دہلی ہوئے[4] بعد ازاں پرتھوی راج کے میدان جنگ کی طرف روانہ ہونے سے تین دن قبل آپ دہلی سے

---

[1] صاحب سیر الاقطاب نے بھی ص۱۳۲ پر لکھا ہے "شہاب الدین ہمت از خواجہ خواستہ متوجہ ہندوستان شد"

[2] تاریخ اسلام حصہ اول از مولوی ذکاء اللہ ص۲۹۳-۲۹۴ و تاریخ فرشتہ جلد اول ص۵۸ -

[3] صاحب منتخب التواریخ (ص۱۵) اور جارج مان چترمان نے آپ کا شہاب الدین کے لشکر کے ساتھ (بالفتح ۵۸۸ھ میں) آنا لکھا ہے -

[4] یہ روایت گلزار ابرار کے ص۳۶ پر ہے -

(بار[1] دوم) وارد اجمیر ہوئے[2] اجمیر پہنچنے پر راجہ نے (پتھورا) اجمیر چھوڑ کر چلے جانے کے لئے کہلایا۔ آپ سُن کر مسکرائے اور فرمایا کہ "تین دن کی مہلت ہے اس عرصہ میں یا تو میں نکل جاؤنگا یا پتھورا"۔ چنانچہ تیسرے

---

[1] (الف) چونکہ ورود اجمیر بار اول و دوم کے زمانے متصل ہیں اس لئے ان میں بعض کو غلط فہمی ہوئی ہے حضرت خواجہ کا ورود اجمیر بار اول کا زمانہ معزالدین سام کے بسال فتح ہندوستان آنے سے پیشتر (قبل زوال پرتھوی راج ۵۸۸ھ) کا ہے۔ بار دوم ورود اجمیر کا زمانہ وہ ہے جب بسال فتح (۵۸۸ھ میں) شہاب الدین غوری ہندوستان آکر فتحیاب ہوا اور پرتھوی راج مارا گیا۔ ان دونوں زمانوں میں حضرت خواجہ کے وارد اجمیر ہونیکی تصدیق ذیل کی روایات سے ہوتی ہے:- (۱) ابوالفضل اکبر نامہ (مطبوعہ نولکشور پریس جلد دوم ص ۱۹۶) میں لکھتا ہے کہ "حضرت خواجہ غزنین سے معزالدین سام کے (بسال فتحیابی) ہندوستان آنے سے پیشتر اپنے مرشد سے رخصت ہو کر ہندوستان میں تشریف لائے اور اجمیر میں کہ رائے پتھورا فرمانروائے ہندوستان (وہاں) رہتا تھا اقامت اختیار کی" یہ بیان غزنی سے شہاب الدین کے آنے سے قبل (۵۸۸ھ میں) حضرت خواجہ کا وارد اجمیر ہونا ثابت کرتا ہے۔ اس باب میں توزک جہانگیری کا بیان بھی ورود اجمیر بار اول کے موقعہ پر پیچھے آچکا ہے۔ مگر مندرجہ ذیل بیانات سے ورود اجمیر بار دوم (۵۸۸ھ میں) ثابت ہے (۲) الف عہد مغلیہ کے مورخ جارج ان جیرمان لکھتے ہیں:- حضرت خواجہ معین الدین شہاب الدین غوری کے ساتھ آئے جب کہ اس نے پرتھوی راج کو (۵۸۸ھ میں) شکست دی (۳) الف آئین اکبری (مترجمہ فدا علی صاحب جلد دوم ص ۳۲۷) میں مرقوم ہے "جس سال معزالدین سام دہلی پر متصرف ہوا آپ (غریب نواز) دہلی تشریف لائے اور گوشہ نشینی یہاں سے اجمیر آکر قیام کیا (۴) " انڈیا آف اورنگزیب" کے ص ۵۰ پر بحوالہ خلاصۃ التواریخ اس ورود (ورود اجمیر بار دوم) کے متعلق جادو ناتھ سرکار نے لکھا ہے "جب شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر فتح حاصل کی اس وقت (۵۸۸ھ میں) خواجہ معین الدین چشتیؒ دہلی تشریف لائے بعد ازاں سکون کی زندگی بسر کرنے کیلئے اجمیر تشریف لے گئے (ب) مذکورہ بالا دونوں زمانوں میں غریب نواز کے اجمیر آنیکی تائید ذیل کی روایات سے بھی ہوتی ہے:- صاحب مفتاح التواریخ نے ص ۵۰ پر لکھا ہے اور صاحب تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام نے ص ۴۵۱ پر یہی روایت بالفاظ مختلف لکھی ہے: "غزنین سے سلطان معزالدین سام کے ہندوستان آنے سے پیشتر (خواجہ معین الدینؒ) اپنے پیر سے اجازت لیکر (۵۸۷ھ میں) ہندوستان آئے تھے اور اجمیر میں کہ وہاں فرمانروائے ہندوستان رائے پتھورا رہتا تھا اقامت اختیار کی۔ اس سے ہیں بنی (؟) آپ چلے گئے، یہاں تک کہ ۵۸۸ھ میں سلطان معزالدین سام جو شہاب الدین غوری مشہور ہے ہندوستان میں آیا اور حدود تھانیسر میں رائے مذکور جنگ کر کے فتحیاب ہوا اور حضرت خواجہ اجمیری عزلت گزیں ہوئے"

[2] یہ روایت آئین اکبری (مترجمہ فدا علی صاحب) جلد دوم ص ۳۲۷ پر ہے۔

Marfat.com

بعد ازاں معز شاہ (محمد غوری یعنی شہاب الدین غوری) کا لشکر آگیا (شہاب الدین نے فوج کشی کی) پرتھوی راج میدان جنگ (ترائن) کیطرف لڑنے کیلئے اجمیر گیا اور زندہ گرفتار ہوا[۱] بعض کا خیال ہے کہ آپ شہاب الدین غوری کے جاسوس[۲] کی حیثیت سے ہندوستان تشریف لائے مگر ہمیں اس سے اتفاق نہیں ہے۔

۵۸۸ھ مطابق ۱۱۹۲ء
آپکے مکاشفہ کی صداقت اور پرتھوی راج کی گرفتاری

اجمیر سے پرتھوی راج تین لاکھ سواروں کا لشکر جرار لیکر ترائن کے میدان میں پہنچا۔ اسکے لشکر میں ڈیڑھ سو راجگان کی فوجیں شامل تھیں۔ تین ہزار سے زیادہ جنگی ہاتھی تھے۔ راجہ کا لشکر دریائے سرستی عبور کرکے تراوڑی (ترائن[۳]) کے میدان میں ٹھہرا۔ لاہور سے شہاب الدین غوری ایک لاکھ بیس ہزار (بقول فرشتہ ایک لاکھ سات ہزار) کا لشکر ساتھ لیکر ترائن کے قریب خیمہ زن ہوا۔ ۵۸۸ھ[۴] میں سورج نکلنے سے پہلے معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ شام کے چار بجے کے قریب شہاب الدین غوری نے تراوڑی کا معرکہ سر کرلیا۔ کھانڈے راؤ اور کچھ راجگان مارے گئے۔ پتھورا اور کچھ راجگان کا غوریوں نے تعاقب کیا۔ پتھورا دریائے سرسی کے کنارے گرفتار ہوا۔ بعد ازاں قتل کیا گیا[۵]

---

۱ دیکھو اسرار الاولیا (مرتبہ خواجہ بدر الدین اسحاقؒ مرید خواجہ قطب صاحبؒ) ص۸۵ و احسن السیر ص۱۵۵ ۲ اگر آپ شہاب الدین غوری کے جاسوس کی حیثیت سے ہندوستان تشریف لاتے تو بعد فتح اسکی طرف سے کسی عہدے پر مامور ہوتے یا کوئی بڑا انعام پاتے مگر ہماری نظر سے ایسی کتاب نہیں گذرا۔ علاوہ ازیں یہ کسی طرح قابل تسلیم نہیں کہ ایک تارک الدنیا فقیر جو جوانی میں ہی اپنا سب کچھ لٹا کر فقیری کے کوچہ میں آیا ہو وہ کسی دنیاوی زر و مال یا عہدہ حاصل کرنے کیلئے کسی کام کو انجام دے۔ بالفرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ آپنے اسلامی لشکر کیطرف سے جاسوسی کی خدمات انجام دیں تو آپکے مندرجہ بالا استغنا کے پیش نظر یہ ماننا پڑے گا کہ آپنے کسی دنیاوی لالچ سے نہیں بلکہ جزو جہاد سمجھ کر فی سبیل اللہ یہ خدمت انجام دی ۳ تراوڑی کا پہلا نام ترائن ہے یہ تھانیسر سے سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس دریائے سرستی کے کنارہ ہے (منتخب التواریخ ص۱۵) ۴ تاریخ فرشتہ اور جامع التواریخ وغیرہ نے اس جنگ کے واقعہ ہونیکا سال ۵۸۸ھ لکھا ہے۔ سی۔ ایف۔ ڈیلافس اور مولف مختصر تاریخ ہند۔ ڈبلو ڈبلو ہنٹر وغیرہ نے ۱۱۹۲ء میں اس جنگ کا واقعہ ہونا لکھا ہے۔ ۲۵ ذی الحجہ ۵۸۸ھ سے ۱۱۹۳ء شروع ہوتا ہے ۵ تاریخ فرشتہ جلد اول ص۵۸ تاریخ ہندوستان حصہ اول (از مولوی ذکاء اللہ) ۲۹۳-۲۹۸ تاریخ ترابب ص۱۳۰ و دیگر کتب تاریخ۔

Marfat.com

۵۸۸ھ مطابق ۱۱۹۲ء
دربار خواجہ میں شہاب الدین کی باریابی

پتھورا کو شکست دینے کے بعد شہاب الدین غوری قلعہ ہانسی، سامانا، کہرام تسخیر کرتا ہوا ۵۸۸ھ میں اجمیر پہنچا یہاں اس نے چند ہزار افراد کو جو اس سے مقابل ہوئے تہ تیغ کر کے اپنا تسلط کیا۔ اسلامی قانون اور رسم و رواج کا اجراء کیا۔ پرتھوی راج کے لڑکے گولا (گوولا یا گوند راج) کو اس شرط پر کہ وہ فرمانبردار اور مطیع رہیگا نیز برابر خراج دیتا رہے گا اجمیر کا فرمانبردار بنا دیا۔ بعد ازاں اجمیر سے دہلی آیا یہاں کا حاکم عجز و زاری سے پیش آیا اور تحائف نذر کئے[1]

دوران قیام اجمیر شہاب الدین غوری حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اسوقت قاضی حمید الدین ناگوری بھی اجمیر میں موجود تھے[2]۔ اس ملاقات کے موقعہ پر غریب نواز نے شہاب الدین غوری کو شرف مریدی سے سرفراز فرمایا[3] اور ناطع شاہ (المعروف بہ ناتواں شاہ) سے ملنے کا حکم دیا۔ شہاب الدین آپکے حکم کے مطابق ناطع شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس موقعہ پر سلطان شہاب الدین کے ہمراہ قنوج کا راجہ جے چند بھی تھا۔ یہ بھی پیر ملک شاہ (ناطع شاہ کا چیلہ) کا کنٹھی بند چیلہ ہو گیا۔ ناطع شاہ نے جے چند کو دعا دیکر فرمایا "تم نے ہماری کنٹھی نہیں باندھی بلکہ ہمارے گلے میں تم نے اپنی کنٹھی باندھی ہے۔ آئندہ ہماری اولاد (مریدین) تمہاری اولاد کے ساتھ جان دے گی"[4]

راجہ جے چند نے ناطع شاہ کی خدمت میں جاگیر کی سند پیش کی مگر آپنے منظور نہ کی بلکہ دو گیروا چادریں پیش کرنیکا حکم دیا۔ حسب الحکم راجہ جے چند نے دو چادریں پیش کر کے عرض کیا "آج سے راٹھوروں کے گورو آپ ہوئے" بعد ازاں سلطان اور راجہ اجمیر سے رخصت ہوئے۔[5]

---

[1] طبقات ناصری (مصنفہ منہاج سراج معہ مقدمہ ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی مطبوعہ لاہور) کے ص۲۵ پر بھی یہی سنہ لکھا ہے۔

[2] فرشتہ جلد اول ص۵۸، تاریخ اسلام جلد اول (از مولوی ذکاء اللہ) ص۲۹۵ وغیرہ

[3] افضافات حمید ص۱۳ و ۱۴

[4] یہ روایۃ آتشکدہ آذر کے ص۳۶۴ پر ہے

[5] افاضات حمید ص۶ء۔

۵۹۱ھ مطابق ۱۱۹۵ء
رشتہ زوج بار اوّل

ایک شب (۵۹۱ھ میں) آپنے (عالمِ رویا میں) رسولِ خدا صلعم کی زیارت کی۔ ارشاد ہوا "اے معین الدین! تو ہمارے دین کا معین ہے تجھے ہماری سنت (سنت زوج) نہیں ترک کرنا چاہیئے"۔ اتفاقاً اسی شب میں ملک خطاب حاکم ٹیلی (تار گڑھ) جہاد میں ایک راجہ کی لڑکی کو گرفتار کرکے لائے تھے۔ انہوں نے وہ لڑکی آپکی نذر کی۔ آپنے ان محترمہ کا نام امۃ اللہ رکھا اور بطور ملک الیمین اپنے تصرف میں لائے۔[1]

درمیان ۵۹۸ھ و ۶۰۲ھ
۱۲۰۰ء و ۱۲۰۵ء
ہندوستان سے سفر بغداد اور واپسی

جب آپکے پیر بھائی قاضی قدوۃ الدین عرف قاضی قدوۃ ۵۹۶ھ میں وارد ہندوستان ہو کر آپ کے ایما سے اودھ میں سکونت پذیر ہو گئے۔[2] غالباً اسکے بعد ۵۹۸ھ اور ۶۰۱ھ کے درمیان آپنے اجمیر سے حج کیلئے سفر اختیار فرمایا۔

---

[1] (الف) بقول وقایع شاہ معین الدین (ص۵) واحسن السیر (ص ۱۵۹-۱۶۰) وغیرہ۔ خواجہ فخر الدین حضرت خواجہ غریب نواز کے خلف اکبر ہیں (ب) صاحب سیر العارفین (ص۱۵) کا بیان ہے کہ مولانا شمس الدین طاہر (جنکی عمر ایکسو پچاس سال کی ہوئی حضرت بایزید کے خلیفہ ہیں اور حضرت بایزید غریب نواز کی اولاد میں سے ہیں) مع ایک جماعت کے ناقل ہیں کہ شیخ ابو سعید بی بی عصمت کے بطن سے ہیں۔ اور خواجہ فخر الدینؒ وحسام الدینؒ اور بی بی حافظ جمال بی بی امۃ اللہ کے بطن سے ہیں۔ بقول مرآۃ الانساب (ص۱۶۲) خواجہ فخر الدین کا وصال بعمر ستر سال ۶۶۱ھ میں ہوا اس سنہ وفات اور عمر کے پیش نظر خواجہ فخر الدین کی ولادت ۵۹۱ھ میں ہوئی۔ چونکہ موصوف کی والدہ حسب تفصیل گذشتہ اسلامی فتوحات کے زمانہ میں گرفتار ہو کر آئی تھیں اور اسلامی فتوحات کا سلسلہ ۵۸۸ھ سے شروع ہوتا ہے اس لیئے بی بی امۃ اللہ کے ساتھ رشتہ زوج ہونیکا ۵۸۸ھ اور ۵۹۱ھ کے درمیان ہو سکتا ہے مگر ہمارے نزدیک اوائل ۵۹۱ھ قابل ترجیح ہے کیونکہ بقول فرشتہ (جلد اول ص۵۸) ۵۸۹ھ میں مسلمان حاکم کا تقرر (بزمانہ شہاب الدین غوری بار اول) اجمیر میں ہوا ہے۔ اسکے خلاف جو روایات ہیں ہمیں ان سے اتفاق نہیں ہے سیر الاقطاب (ص۱۳۵) میں ٹیلی لکھا ہے۔ خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۲۶۲ میں قلعہ ٹیلی لکھا ہے بعض نے ٹیلی (تار گڑھ) لکھا ہے اضافات حمید
[2] حاکم تارہ گڑھ لکھا ہے ۲ بروایۃ سیر الاقطاب ص۱۳۵ و اقتباس الانوار کے ص۱۴۲ پر نیز مسالک السالکین (جلد دوم ص۲۲۶) میں ہے کہ نسخہ قلمی مرتبہ حبیب الرحمٰن ساکن بڑاگاؤں ضلع بارہ بنکی

Marfat.com

بعد ادائے حج وارد بغداد ہوئے[1] اور بغداد سے روانہ ہو کر بعد قطع منازل آپ وارد بلخ ہوئے[2] یہاں آپ اخی...
کی خانقاہ میں مقیم رہے۔ اس وقت بلخ میں مولانا ضیاء الدین حامد[3] ایک فاضل حکیم تھے۔ علوم فلسفہ میں بڑی ...
رکھتے تھے مگر انہیں مشائخ سے عقیدہ نہ تھا۔ بلخ کے قریب موضع زینا میں ان کا ایک باغ اور مدرسہ تھا ...
یہاں یہ علوم حکمت و فلسفہ کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ کا گذر مولانا ضیاء الدین کے باغ میں ہوا۔ اس ...
آپ نے ایک کلنگ شکار کیا تھا۔ خادم اسکے کباب تیار کر رہا تھا اور آپ نماز میں مشغول تھے۔ کہ مولانا ضیاء الدین
آ گئے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو مولانا آپ کو سلام کر کے مؤدب بیٹھ گئے۔ اتنے میں خادم کباب تیار
کر کے لایا۔ آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر کلنگ کی ران مولانا کو عنایت فرمائی دوسری ران سے کسی قدر خود تناول
فرمایا کباب کا کھانا تھا کہ مولانا کے دل سے ظلمت انکاری اور زنگ فلسفہ دور ہو گیا اسرار ایزدی منکشف
ہوئے اور یکایک بے ہوش ہو گئے۔ آپ نے اپنے پس خوردہ میں سے مولانا کے موہنہ میں ڈالا تو انہیں ہوش آ گیا
تائب ہوئے فلسفہ کی تمام کتابیں غرق کر دیں۔ مع اپنے تلامذہ کے شرف بیعت حاصل کیا اور آپکی خدمت و
صحبت اختیار کی۔ جب آپکی شہرت ہوئی اور لوگوں نے ہجوم کیا تو آپ نے مولانا کو خرقہ خلافت عطا فرما کر وہاں
چھوڑا اور خود سفر اختیار کیا[4]

---

[1] چونکہ صاحب سیر العارفین نے آپکا بغداد سے سفر پر روانہ ہو کر بسال وفات شہاب الدین غوری (۶۰۲ھ میں) اجمیر پہنچنا
لکھا ہے اس لیے اس موقعہ پر آپکے ہندوستان سے روانہ ہو کر وارد بغداد ہونا لازمی ہے۔ [2] صاحب سیر العارفین (ص۱۱) نے سبزوار سے بلخ
جاتے ہوئے حصار شادمان تک یادگار محمد کا مع بیس نوکر کے ہمراہ جانا لکھا ہے۔ اگر حصار شادمان سے مراد اس حصار شادمان سے ہے جو ...
بلخ بسمت شمال و مشرق واقع ہے تو ہندوستان کے سفر کے پیش نظر یہ سبزوار سے سیکڑوں میل واپس جانا ہوا۔ علاوہ ازیں سبزوار سے جاتے ہوئے پہلے
آئیگا نہ کہ حصار شادمان (نقشہ میں اسکا نام اسی طرح ہے) اگر یہ مان لیا جائے کہ حصار شادمان سے مراد اس قلعہ شادمان سے ہے جو بلوچستان میں
واقع ہے تو سبزوار سے براہ شادمان بلخ جانا سیکڑوں میل جنوب و مشرق چل کر پھر شمال کیطرف واپس جا کر بلخ پہنچنا ہوگا۔ اسطرح بھی سیکڑوں
میل کی مسافت خواہ مخواہ ہو جاتی ہے۔ پس ہمارے نزدیک بلخ سے پہلے جن مقامات پہ آپکا پہنچنا لکھا ہے وہ سفر ہندوستان بار اول سے متعلق
ہیں۔ مگر یادگار محمد سے ملاقات ہونیکا واقعہ سفر ہند بار دوم سے متعلق ہے۔ اسکی تصدیق بابا فریدالدین گنجشکر کی روایۃ (مندرجہ مسالک السالکین
جلد دوم ص۲۶۱) و خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۲۸۵ جسکی تفصیل پیچھے آ چکی ہے) سے ہوتی ہے۔ ہمارے نزدیک بالحاظ ترتیب سفر مقامات درج
کے نام لکھدیے گئے ہیں۔ [3] گلزار ابرار کے ص۳ پر ضیاء الدین حامد لکھا ہے بعض نے صرف ضیاء الدین لکھا ہے۔ [4] گلزار ابرار ص۳-۲۵
مسالک السالکین جلد دوم ص۲۶۷ وقائع شاہ معین الدین چشتی ص۱۵ احسن السیر ص۱۲۷-۱۲۸ سیر العارفین ص۱۲-۱۳ وغیرہ

Marfat.com

...ھ مطابق ۱۲۰۶ء

...سے براہ غزنین ولاہور و ...دہلی ورود اجمیر بار سوم

اس ورود (ورود اجمیر بار سوم) کے متعلق صاحب سیر العارفین مولانا جمالی نے مندرجہ ذیل روایت لکھی ہے :-

"(بعدہ حضرت خواجہ) خود غزنین کیطرف متوجہ ہوئے۔ حضرت نظام الدین المویدؒ کے مرشد حضرت شمس العارفین شیخ عبدالواحدؒ وہاں موجود تھے ان سے ملاقات کی وہاں سے لاہور[۱] تشریف لائے۔ شیخ المشائخ پیر علی ہجویری[۲] (المعروف بہ داتا گنج بخش) جنکا مقولہ ہے "افقر عندی من لا قلب لہ و لا رب لہ"، کا اس[۳] سال (صحیح زماں ہے) میں انتقال ہو چکا تھا لیکن شیخ حسین زنجانیؒ (یہ وہ حسین زنجانی نہیں ہیں جو پیر علی ہجویری کے پیر بھائی تھے جو سعدالدین حمویہؒ کے پیر ہیں۔ بقید حیات تھے۔ ان سے اور غریب نواز سے بہت دوستی ہو گئی مگر ان ہی دنوں میں معزالدین سام دہلی فتح کرنے کے بعد اپنے خاص غلام قطب الدین ایبک کو دارالخلافت دہلی میں چھوڑ کر غزنین کیطرف روانہ ہوا۔ راستہ میں انتقال ہو گیا[۷]۔ زبدۃ الخلائق معین الحق والدین شیخ حسین زنجانی سے رخصت ہو کر دارالخلافت دہلی کی طرف متوجہ ہوئے۔

---

[۱] بقول تذکرۃ الاولیائے ہند آپ بار دگر وارد بلخ ہو کر براہ کوہستان افاغنہ و غزنین وارد لاہور ہوئے [۲] آپکا وصال ۴۶۴ھ یا ۴۶۵ھ میں ہوا۔ مزار لاہور میں ہے (اردو ترجمہ فقرنامہ معہ سوانحعمری ص ۱۲ و خزینۃ الاصفیا جلد دوم ص ۲۳۴-۲۳۵) [۳] غالباً بوجہ کتابت نجائے زماں کے سال لکھا ہے [۴] (الف) شیخ حسین زنجانی (جن سے غریب نواز کی ملاقات ہوئی) ۵۹۶ھ بقول دیگر ۵۵۷ھ میں حضرت صدر دیوان صاحب (سید یعقوب) کے ہمراہ وارد لاہور ہوئے۔ انکی وفات ۶۰۴ھ میں ہوئی (دیکھو تحقیقات چشتی ص ۲۶۳-۲۶۴-۷۳) (ب) شیخ حسین زنجانی (جو پیر علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش کے پیر بھائی ہیں) کا وصال ۴۳۱ھ میں ہوا۔ (دیکھو فقرنامہ الموسوم بہ کشف الاسرار معہ سوانحعمری ص ۱۶) [۵] شیخ سعدالدین حمویہ کا وصال ۶۵۰ھ میں بعمر ۶۳ سال ہوا۔ دیکھو لٹریری ہسٹری آف پرشیا از ڈاکٹر براؤن ص ۴۹۵) [۶] اس کی ملاقات کی تفصیل کے متعلق ابوالفضل لکھتا ہے "شیخ حسین زنجانی فراواں آگاہی داشت۔ خواجہ ۵۸۹ھ معین الدین در لاہور در صحبت او رسید او در خوابگاہ او آنجاست" (قلمی نسخہ دوازدہ صوبہ ورق ۹۶) [۷] سلطان معزالدین سام بر فتحیاب ہونے کے بعد کئی مرتبہ ہندوستان سے غزنین گیا اور واپس ہندوستان آیا۔ مگر آخری مرتبہ ہندوستان سے غزنین روانہ ہوکر ۶۰۲ھ میں شہید ہوا (دیکھو تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۵۸-۶۰ و تاریخ تراب ص ۱۲۰-۱۲۴) [۸] چونکہ حسب تفصیل مندرجہ بالا شہاب الدین ۶۰۲ھ میں شہید ہوا۔ اس لئے یہی سنہ آپکے ورود اجمیر ہونیکا ہے۔

Marfat.com

جب اس مبارک مقام (دہلی[1]) میں پہنچے چند ماہ قیام فرمایا حضرت خواجہ کا طاق متبرک اس مقام پر تھا جہاں شیخ رشید مکی کی قبر ہے اور آج تک اسکی نشانیوں میں انکی مسجد کی محراب قائم ہے۔ جب دہلی میں ہجوم خاص و عام ہوا تو آپ دہلی سے اجمیر کے خطہ کیطرف متوجہ ہوگئے۔ اگرچہ اس زمانے میں رونق اسلام اجمیر میں شروع ہوگئی تھی، لیکن غلغلہ کفار نگونسار کا ہر جگہ ایک ایک فرسنگ پر تھا۔ قطب الدین ایبک نے سید حسین[2] مشہدی کو وہاں کا (اجمیر کا) داروغہ[3] کر دیا تھا۔

---

[1] جس سال معزالدین سام نے دہلی فتح کرنیکے بعد قطب الدین ایبک کی سپردگی اور بہنگام واپسی غزنین راستہ میں دنیا سے (۶۰۲ھ میں) رخصت ہوا اسی سال خواجہ (غریب نواز) کے قدوم مبارک سے خاک دہلی نے شرف پایا (گلزار ابرار ص۳۹) [2] (الف) سید وجیہ الدین محمد مشہدی سید حسین مشہدی کے عم تھے۔ سید حسین کا مزار تیلی (تاراگڑھ) پر ہے۔ یہ شہید ہوئے ہیں۔ اس خطہ (اجمیر) کے داروغہ تھے (خلاصہ بیان سیر العارفین ص۱۶) بعض حال کے تذکرہ نویسوں نے ۵۹۲ھ یا ۵۹۸ھ میں بموقعہ شب خون آپکا شہید ہونا لکھا ہے۔ اور غریب نواز کا آپکو دفن کرنا لکھا ہے۔ مگر کسی پرانے تذکرہ میں غریب نواز کا آپ کو دفن کرنا نہیں لکھا ہے۔ صاحب احسن السیر نے ص۱۲۲ پر آپکا ۵۹۰ھ میں شہید ہونا لکھا ہے۔ مگر صاحب تذکرۃ العابدین (ص۲۹۹ د خزینۃ الاصفیاء جلد اول ص۲۵۵) موصوف کی شہادت ۶۱۰ھ میں ہوئی اس سنہ وفات سے ہمیں بھی اتفاق ہے۔

(ج) سید حسین از سادات مشہد مقدس بود بہ نیت جہاد ہمراہ سلطان معزالدین سام در ہند تشریف آورد و از پیشگاہ سلطان قطب الدین ایبک بحکومت اجمیر مامور شد فیض کامل از پیشگاہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح حاصل نمود و از دست کفار اجمیر در قلعہ تیلی (تاراگڑھ) شربت شہادت چشید۔ (گنجینۂ سروری ص۱۲۱)

[3] ابوالفضل نے اکبر نامہ جلد ثانی کے ص۲۶۵ پر شقدار لکھا ہے

(حاشیہ بقیہ ص۵۳) اور ممتاز خاں کے لقب سے ملقب تھا۔ ۱۰۲۷ھ میں مزار کے متصل بجانب مغرب سنگ مرمر کا دالان ازراہ عقیدت بنوایا اور بالا راؤ بینکا نے اس دالان کے متصل ایک اور دالان بنوایا۔ اکبر کے صوبہ دار اسمعیل خاں نے ۹۷۶ھ میں یہاں بلند دروازہ تعمیر کرایا۔ احاطہ درگاہ میں اور بھی عمارات ہیں۔ صحن میں روشن علی اور شہداء کے مزارات ہیں۔ شمالی دروازے کے متصل دو آہنی دیگیں ہیں۔ درگاہ کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے۔ [1] سیر العارفین ص۱۲-۱۳

Marfat.com

ان کا مزار تیلی (تاراگڑھ) میں ہے یہ (شب خون میں) شہید ہوئے۔ سید موصوف نے غریب نواز کی صحبت کو غنیمت جانا تھا ۱؎

۱؎ بعض کا خیال ہے کہ تاراگڑھ پر جن حسین کا مزار مرجع خلائق ہے وہ حسین ابن ابراہیم ہیں جو غریب نواز کے ورود اجمیر (۵۸۷ھ) سے قبل (درمیان ۵۱۲ھ و ۵۴۶ھ) اجمیر آکر راجہ سے لڑے اور شہید ہوگئے ان حسین کے متعلق فرشتہ (جلد اول ص ۵۸) کا بیان ہے کہ وہ سلطان بہرام شاہ اپنے عہد حکومت (۵۱۲ھ تا ۵۴۷ھ) میں چند بار ہندوستان میں آیا اور مفسدوں کو سزا دی۔ اول مرتبہ جب وہ ہندوستان میں پہنچا تو اس نے محمد باہلیم باغی کو جو سلطان ارسلان کی جانب سے لاہور کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ بتاریخ ۲۷ رمضان ۵۱۲ھ گرفتار کرکے قید کردیا بعد ازاں اسکا قصور معاف کردیا اور حسب سابق اسے ہندوستان کا سپہ سالار کردیا خود غزنین واپس چلا گیا۔ محمد باہلیم نے سلطان کی غیر موجودگی میں قلعہ ناگور جو ولایت سوالک میں ہے تعمیر کرایا اور اپنے اہل و عیال کو وہیں رکھا عرب و عجم اور افغانستان و خلج سے لشکر جمع کیا سرکش کفاروں کو زیر کیا اس سبب سے وہ مغرور ہوگیا اور سلطنت و ملک گیری کا دعویٰ کرنے لگا جب بہرام شاہ کو یہ خبر ہوئی تو وہ دوبارہ ہندوستان میں آیا اور اس نمک حرام یعنی باہلیم نے مع اپنے دس لڑکوں کے اسکا مقابلہ حوالی ملتان میں کیا آخر محمد باہلیم کو شکست ہوئی اور بہرام شاہ نے ان حدود (جن میں ملتان اور ناگور شامل ہیں) کا حسین ابن ابراہیم علوی کو سپہ سالار کیا اور خود غزنین واپس چلا گیا"۔ اس بیان کے پیش نظر گمان غالب ہے کہ ان حسین ابن ابراہیم علوی نے جب ملتان سے ناگور تک کے علاقہ پر تسلط کیا تو اس موقعہ پر اجمیر پر بھی چڑھائی کی اور شہید ہوئے اجمیر پر فوج کشی کرنے اور شہید ہونیکا پتہ صاحب سیر الاقطاب (ص ۱۲۴ - ۱۲۵) اور مسٹر ہربلاس سارداکے مندرجہ ذیل کے بیانات سے بھی پتہ چلتا ہے (الف) صاحب سیر الاقطاب کا بیان ہے کہ جب غریب نواز آنا ساگر مقیم ہوئے تو کسی نے کہا کہ یا حضرت یہ وہ ہی مقام ہے جہاں سید حسین خنگ سوار نے اس دیار کو فتح کرنیکے لئے آکر قیام کیا تھا۔" (ب) دربار رسالت سے غریب نواز کو بشارت ہوئی کہ اے معین الدین تم اجمیر جاؤ وہاں ہمارا فرزند سید حسین بہ نیت جہاد گیا تھا اور وہ شہید ہوگیا وہ مقام کفار کے قبضہ میں آگیا ہے تمہاری برکت قدم سے وہاں اسلام آشکار ہوگا (ج) القول ہربلاس ساردا۔ اجادیو تقریباً ۱۱۳۰ء مطابق ۵۲۵ھ تک برسر حکومت رہا۔ اجادیو کا جانشین اسکا بیٹا ارنورا ہوا یا انا جی ہوا اسکے عہد (۱۱۳۵ء تا ۱۱۵۰ء، ۵۲۹ھ تا ۵۴۲ھ) میں اسلامی لشکر (میراں حسین خنگ سوار کا لشکر غریب نواز کے ورود اجمیر ہونے سے زیادہ سے زیادہ ۵۲ سال قبل سلطان بہرام شاہ کے عہد میں) نے براہ ریگستان (راجپوتانہ کا ریگستان) اجمیر پر حملہ کیا مگر شکست پائی (اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو ص ۱۴۲-۱۴۴) (د) گمان غالب ہے کہ اسی شکست کے موقعہ پر سید حسین خنگ سوار شہید ہوئے (ہ) ابوالفضل کے بیان مندرجہ اکبر نامہ (جلد ثانی ص ۲۶۵) کے مطابق یہ ان میراں حسین کا مزار ہے جنہیں شہاب الدین غوری نے بزمانہ غریب نواز اجمیر کی شقہ داری پر مامور کیا تھا (و) ۱۰۲۲ھ میں سید حسین کے مزار خام پر اعتبار خان نے عمارت تعمیر کرائی یہ عہد اکبر و جہانگیر میں منصب دار تھا (باقی حاشیہ ص ۵۲ پر)

Marfat.com

غرۃ ذالحجہ ۶۰۷ھ تا ۶۱۰ھ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی دہلی میں تشریف آوری اور غریب نوازؒ کا قدمبوس ہونا

فرشتہ نے بحوالہ تاریخ حاجی قندھاری لکھا ہے کہ (حضرت غریب نوازؒ کے مرشد) خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سلطان شمس الدین کے عہد (۶۰۷ھ تا ۶۳۳ھ) میں دہلی تشریف لائے[۱] بقول مولف صولت افغانی (دہلی میں) آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر سلطان موصوف پیشوائی کیلئے حاضر ہوا اور باخلاص و اعتقاد تمام ملازمت کر کے اعزاز و اکرام کے ساتھ آپکو شہر میں لایا[۲]۔ اس نے آپکی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا[۳]۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی دہلی میں تشریف آوری کے متعلق "گنج اسرار" (مرتبہ غریب نواز) کے بیان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

[۴] "ان ملفوظات گنج اسرار (گنج اسرار) کا مصنف معین الدین سنجری کہتا ہے کہ میں بحالت مسافرت بائیس[۲۲] سال تک بسلسلہ حصول معرفت و اصلاح باطن اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ہمراہ مسافت میں رہا۔ مدت مدید کے بعد (جبکہ غریب نواز شمس الدین التمش کا عہد شروع ہونے سے قبل وارد دہلی ہو چکے تھے) خواجہ عثمان ہارونیؒ شہر دہلی میں تشریف فرما ہو کر بتاریخ غرہ ذالحجہ (۶۰۷ھ) معتکف ہوئے اور فرمایا معین الدین چند روز اور ہماری صحبت میں رہو تاکہ عالم سیر و طیر تک تجھے پہنچا دیں۔ بعدازاں اجمیر میں سکونت پذیر ہونا[۵] اس گفتگو کے موقعہ پر بتاریخ ۲ ماہ ذالحجہ (۶۰۷ھ) طالب صادق سلطان شمس الدین خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔ دوران ملاقات اس نے عرض کیا "اس خدا کیلئے جس نے حضرت کو جان عطا فرمائی ہے۔ مجھکو حقیقت کا راستہ دکھائیے اور بلطف بیعت ارادت سے میری تربیت (تربیت فقر)

---

[۱] فرشتہ (ترجمہ اردو جلد دوم صفحہ ۵۷۴-۵۷۵) [۲] صولت افغانی صفحہ ۶۴ [۳] فرشتہ (ترجمہ اردو جلد دوم صفحہ ۵۷۴-۵۷۵) [۴] غالباً دو سال چند ماہ (تقریباً ڈھائی سال) بیعت اول کے بعد اور تقریباً بیس سال بیعت دوم کے بعد آپ مرشد کے ہمراہ سفر میں رہے۔ ان دونوں مدتوں کا مجموعہ تقریباً بائیس سال ہوتا ہے [۵] ان بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ غریب نواز دہلی میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی تشریف آوری کے موقعہ (۶۰۷ھ میں) موجود تھے۔ چونکہ غریب نواز کا بعہد سلطان شمس الدین اجمیر سے بار اول وارد دہلی ہونیکا زمانہ ۶۱۱ھ ہے (تفصیل آگے آئیگی) لہذا غریب نواز اس مرتبہ عہد سلطان شمس الدین شروع ہونے سے پہلے دہلی میں آ گئے تھے[۶] سلطان شمس الدین حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کا مرید ہے، مگر نسبت اعلیٰ حاصل کرنے کیلئے اس نے حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے بیعت ارادت کی اور تعلیم فقر غریب نواز سے پائی (دیکھو سیر الاقطاب صفحہ ۱۴۰ و گنج اسرار ورق ۴۲)

Marfat.com

فرمانا قبول فرمایئے ؎۱

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے سلطان (شمس الدین) کو طالب صادق اور ان کامل پا کر اپنی صحبت سے فیضیاب کیا اور کلاہ ارادت عطا فرمائی۔ خلیفہ دہلی (سلطان شمس الدین) نے ایک مدت تک حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی صحبت و تربیت سے فیضیاب ہو کر کل استقامت اختیار کر لی اور تا مدت سہ سال (غزہ ذالحجہ ۶۰۷ھ تا ۶۱۰ھ) سے ہماتی سے استفادہ کیا حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ خادم درویشان اضعف العباد معین الدین حسن سنجری سے فرمایا کہ "سلطان شمس الدین کی تربیت کیلئے ملفوظات تصنیف کرو جو سفر و حضر میں بادشاہ (سلطان شمس الدین) کے کام آئیں۔ اور اس کا دل تفرقہ اور خطرات سے باز رہے اور وہ کمالیت کو پہنچے۔ اس مصنف نے بہ تعمیل ارشاد مرشد برائے استفہام سالکان و طالبان یہ ملفوظات بتاریخ ۱۱ محرم ۵۶۱ھ لکھنا شروع کئے اور پچیس ۲۵ معرفتوں پر مشتمل کر کے گنج اسرار (گنج الاسرار) نام رکھا اور سلطان شمس الدین کے پاس پہنچایا ؎۵

تین سال دہلی میں قیام کرنیکے بعد (۶۱۰ھ میں) حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے (رشد و ہدایت کیلئے) ولایت ہند رسول خدا کے اشارۂ باطنی کے بموجب غریب نواز کو عطا فرمائی، پھر آپ سفر پر روانہ ہو گئے ؎۶

؎۱ حسب تفصیل گذشتہ چونکہ بقول گنج اسرار حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا دہلی میں ورود سلطان شمس الدین کے عہد میں ہوا۔ چونکہ موصوف کا عہد ۶۰۷ھ سے شروع ہوتا ہے اور حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کا وصال ۶۱۷ھ میں ہوا لہذا تشریف آوری کا زمانہ ۶۰۷ھ اور ۶۱۷ھ کے درمیان ہے چونکہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے دوران قیام دہلی سلطان شمس الدین تین سال تک بہات پر نہیں گیا اور یہ مسلسل تین سال تک بہات پر نہ جانیکا زمانہ بقول فرشتہ وغیرہ ۶۰۷ھ سے ۶۱۰ھ کا ہے۔ اور چونکہ ۶۱۱ھ میں غریب نواز سفر خراسان (جسکی تفصیل آگے آئے گی) سے واپس آئے اور آپکا دوران قیام خواجہ عثمان ہارونی دہلی سے کہیں جانا ثابت نہیں ہے۔ لہذا خواجہ عثمان ہارونیؒ کے قیام دہلی کا زمانہ غزہ ذی الحجہ ۶۰۷ھ سے آخر ۶۱۰ھ تک کا ہے ؎۳ اس سنہ پر ہجری وغیرہ نہیں لکھا گیا غالباً سنہ ہجری سے مراد ہے مگر اس سنہ ہجری میں سلطان شمس الدین کا عہد نہ تھا۔ ہمارے نزدیک بوجہ سہو کتابت یہ سنہ لکھا گیا۔ بعض قلمی نسخوں میں اسکا نام گنج اسرار (گنج الاسرار) لکھا گیا ہے مگر یہ ترکیب اضافی نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح نام "گنج اسرار" ہے ؎۵ (گنج اسرار) غزہ ذالحجہ ۶۰۷ھ سے تین سال آخر زمانہ ۶۱۰ھ تک ہوتے ہیں۔ ؎۶ مسالک السالکین جلد دوم کے صفحہ ۲۶۸ پر مدینہ منورہ سے رخصت ہونیکے موقعہ (۵۸۶ھ) پر رسول خدا کا غریب نواز کو ولایت ہند عطا فرمانا لکھا ہے مگر گنج اسرار کی اس روایت کے بموجب بعہد سلطان شمس الدین (۶۱۰ھ میں) آپکے مرشد نے رسول خدا کے باطنی اشارے کے مطابق رشد و ہدایت کیلئے آپکو ولایت ہند عطا فرمائی ؎۷ دیکھو (گنج اسرار)

Marfat.com

اغلب گمان ہے کہ اس سفر ہند کے موقعہ پر آپنے بہار، بنگال کی طرف بھی سفر فرمایا کیوں کہ ایک روایت منقول ہے کہ بہار، سیلی شریف میں آپکے قیام کرنیکی ہے اور شہر بہار سے ۷ میل کے فاصلے پر سیلی میں آپکا چلہ بھی ہے اور یہاں آپکے مریدین کے ہونیکی روایت بھی ہے۔ بقول صوفی سردار ساکن ہالینڈ ایک روایتہ یہ بھی ہے کہ آپ نے جس مندر میں اعتکاف فرمایا تھا، وہ کالی کلکتے والی کا مندر تھا۔ مزید تفصیلات ذکر عثمان میں موجود ہیں۔

درمیان ۶۰۸ھ و ۶۱۰ھ / ۱۲۱۱ء و ۱۲۱۴ء شیخ سعدی شیرازی سے ملاقات

خواجہ غریب نواز نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو ایک خط[1] لکھا ہے جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

" بھائی میرے! شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سوائے اہل معرفت کے اور کسی کو رموز عشق سے واقف نہیں کرنا چاہیئے۔ جب شیخ سعدیؒ[2] نے آپ (حضرت خواجہ عثمانؒ) سے دریافت کیا کہ " اہل معرفت کو کیسے پہچان سکتے ہیں؟ " ارشاد فرمایا " اہل معرفت کی پہچان ترک ہے "

اس خط کی عبارت سے ثابت ہے کہ شیخ سعدی کا حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے یہ مکالمہ غریب نواز کی موجودگی میں ہوا۔ چونکہ شیخ سعدی نے (ولادت[3] ۵۶۸ھ) اپنے اس شعر ؎

" چہل سال عمر عزیزت گذشت مزاج تو از حال طفلی نگشت "

کے بموجب چالیس سال کی عمر میں[4] مدرسے سے نکل کر سیاحت شروع کی تو سب سے پہلے ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ اور چھ[5] سال (۶۰۸ھ تا ۶۱۴ھ[6]) تک ہندوستان میں مقیم رہے[7] اور شیخ سعدی نے عرصہ تک دھلی میں قیام کیا[8]۔ ان ہی ایام (۶۰۸ھ تا ۶۱۴ھ) گنج اسرار (کنج الاسرار) مرتب فرمائی گئی اور آپ[9] غریب نواز نے شیخ

---

[1] یہ خط اسرار الواصلین کے ص۵۸ پر ہے [2] بعض نسخوں میں سعدی کے لفظ کے بعد میگوئی لکھا ہے۔ [3] حیات سعدی مرتبہ احمد حسین خاں لاہوری میں بھی یہی سنہ ولادت لکھا ہے۔ مگر مفتاح التواریخ وغیرہ میں جو سنین ولادت لکھے ہیں، ہیں ان سے اتفاق نہیں ہے [4] ص۵ حیات سعدی مرتبہ احمد حسین خاں لاہوری [5] شیخ سعدی کی ولادت کا سال ۵۶۸ھ میں چالیس سال عمر کے ملا دینے سے سیاحت شروع کرنیکا سال ۶۰۸ھ برآمد ہوتا ہے اور اس سنہ میں چھ سال قیام ہندوستان کے ملا دینے سے ہندوستان کے سفر کے خاتمہ کا سال ۶۱۴ھ برآمد ہوتا ہے [6] حیات سعدی مرتبہ احمد حسین لاہوری [7] (الف) انسائی کلو پیڈیا آف برٹینیکا ص۸۰۶ (ب) ڈینس انسائی کلوپیڈیا کی جلد نہم میں اور خواجہ الطاف حسین حالی نے حیات سعدی[8] بحوالہ سرگور اوسلی شیخ سعدی کا ہندوستان آنا لکھا ہے۔

...سے بعض احادیث بھی نقل کیں اور موصوف کے بعض اشعار بھی قلمبند کئے۔ اس زمانہ (آخر ۶۱۰ھ یا سنہ ۶۱۱ھ) ...میان حسب تفصیل گذشتہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ اور غریب نوازؒ دہلی میں موجود تھے لہذا ان ہی ایام میں شیخ سعدی ...ان ہر دو حضرات سے ملاقات رہی اور مندرجہ بالا مکالمہ ہوا۔

...یا شروع ۶۱۱ھ خراسان پر غریب نواز کی روانگی

بعدازاں غریب نواز سفر خراسان پر روانہ ہوگئے۔ اس سفر پر تشریف لے جانیکی صداقت واپسی خراسان کی روایۃ سے ثابت ہے۔

سنہ ۶۱۱ھ مطابق سنہ ۱۲۱۵ء

سفر خراسان سے واپسی اجمیر (ورود ہند بار پنجم ورود اجمیر بار چہارم)

ہندوستان سے خراسان کا سفر غالباً آپنے چشت (جو خراسان میں ہے) میں اپنے بزرگان سلسلہ حضرت ...اجہ ابواسحاق چشتیؒ تا حضرت خواجہ ابواحمد چشتیؒ تا حضرت خواجہ ابومحمد چشتیؒ تا حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ تا حضرت خواجہ ابویوسف چشتیؒ کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہونے کیلئے کیا۔ سفر خراسان سے واپسی ہندوستان ...نے کے متعلق قریب قریب ہر تذکرہ نویس نے باختلاف بالفاظ ذیل کی روایت لکھی ہے۔

جب حضرت جلال الدین تبریزیؒ بار دوم خراسان سے بغداد آئے تو ان کے اور خواجہ قطب صاحبؒ ر ۷

...کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے دورانِ قیام دہلی میں کسی روایت سے ثابت نہیں کہ غریب نواز کہیں تشریف لے گئے لہذا گمان غالب ...حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے تشریف بجا نیکے بعد آپ بھی آخر ۶۱۰ھ یا شروع ۶۱۱ھ میں سفر خراسان پر روانہ ہوئے اور ۶۱۱ھ میں ...گئے تفصیل آگے آئیگی۔ ۷ے چشت کابل اور ایران کے درمیان ہے۔ یہ درمیانی علاقہ حسب تفصیل گذشتہ خراسان کہلاتا ہے۔ ...ان حضرات کے مزارات چشت میں ہیں (احسن السیر ص ۱۲۳ و مسالک السالکین جلد دوم ص ۱۹۶) ۷ے ۵۔ حسب تفصیل گذشتہ قطب صاحب بار دوم ...غریب نواز کے ہمراہ وارد اجمیر ہونیکے بعد بقول صاحب مسالک السالکین (جلد دوم ص ۲۹۶ - ۲۹۸) وغیرہ سلطان شہاب الدین ...(آخر ۶۰۲ھ) یا قطب الدین ایبک کے عہد اوائل (۶۰۳ھ) میں اپنی والدہ کے پاس اوش (تابع موضع بغداد) تشریف لے گئے ...سے وارد بغداد ہوئے اور اپنے پیر و مرشد خواجہ غریب نواز کے اشتیاق ملاقات میں واپس ہندوستان آگئے۔

Marfat.com

کے درمیان بہت محبت واتحاد ہو گیا تھا۔ اس اثنا میں حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی خراسان سے (۶۱۱ھ میں) ہندوستان تشریف لے گئے ہیں اور دہلی میں رونق افروز ہیں۔ خواجہ قطب صاحب اپنے پیر و مرشد کے اشتیاق ملاقات میں بیقرار ہو گئے اور وہاں (بغداد) سے دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ شیخ جلال الدین تبریزیؒ بوجہ فرط محبت قطب صاحب کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ملتان پہونچکر دونوں حضرات شیخ بہاؤالدین ملتانی کی صحبت میں چند روز رہے۔ سلطان ناصر الدین قباچہ حاکم ملتان نے خواجہ قطب صاحب سے ہمت واستعانت (باطنی) چاہی۔ قطب صاحب نے سلطان موصوف کو ایک تیر عنایت کر کے فرمایا "اسکو شام کیوقت کمان کے چلہ میں جوڑ کر غنیم کیطرف پھینکدینا" سلطان موصوف نے ایسا ہی کیا اسی شب مغلوں کا لشکر فرار ہو گیا

۶۱۱ھ مطابق ۱۲۱۵ء

بعہد سلطان شمس الدین التمش اجمیر سے بار اول سفر دہلی

۶۱۱ھ مطابق ۱۲۱۵ء
قطب صاحبؒ کی درخواست حاضری اور آپ کا جواب

قطب صاحب نے بغداد سے براہ ملتان دہلی پہنچ کر آپکی خدمت میں (اجمیر) درخواست لکھکر بھیجی اور حاضر ہونیکی اجازت چاہی مگر آپ نے جواب میں لکھا "دہلی کا کار ولایت تمہارے سپرد ہے تم وہیں سکونت رکھو۔ کچھ دن بعد ہم خود دہلی آئیں گے۔ وصال روحانی تو ہمیشہ میسر ہے" [۱]

---

[۱] (الف) اس روایت سے ظاہر ہے کہ غریب نواز سفر خراسان سے اس زمانے میں دہلی تشریف لائے جب کفار مغلوں نے ملتان کا بزمانہ قباچہ محاصرہ کرلیا تھا چونکہ صاحب منتخب التواریخ کا اس محاصرہ کے متعلق یہ بیان ہے کہ "۶۱۱ھ میں مغلوں نے فوج کشی کی اور چالیس دن تک ملتان محاصرہ کیا ناصر الدین قباچہ بیگ نے خزانے کا موہنہ کھول کر اور آثار جلالت کام میں لا کر ان کے شر کو رفع کیا (منتخب التواریخ ص۱۵۱) لہذا یہی زمانہ سفر خراسان سے واپس آکر آپ کے ہندوستان (دہلی) پہنچنے کا ہے۔ چونکہ آخر وقت محاصرہ (۶۱۱ھ میں) قطب صاحب نے قباچہ بیگ کو تیر دیا اور غریب نواز قطب صاحب سے کچھ پہلے دہلی آچکے تھے۔ اس لئے غریب نواز کے وارد دہلی ہونیکا زمانہ ۶۱۱ھ میں اس واقعہ سے کچھ پہلے کا ہے دہلی چونکہ اس ورود کے موقعہ پر غریب نواز کے ہمراہ قطب صاحب نہیں تھے لہذا ثابت ہوا یہ دہ دورہ نہیں ہے جس میں قطب صاحب ساتھ تھے بلکہ یہ دورہ اسکے علاوہ ہے۔ [۲] سیر العارفین ص۱۹ فرشتہ جلد دوم ص۵۷۶-۵۷۷ سیر الاقطاب ص۱۲۶ خزینۃ الاصفیاء جلد اول ص۲۶۸ گلزار ابرار ص۲ جواہر فریدی ص۱۰۱ مسالک السالکین جلد دوم ص۲۹۶۔ [۳] (الف) سفینۃ الاولیاء ص۱۶۱ مسالک السالکین جلد دوم ص۹۹ خزینۃ الاصفیاء جلد ص۲۶۵ (ب) بقول بعض آپ نے جواب خط میں بجائے آخری فقرہ کے یہ فقرہ لکھا "قرب روحانی میں بعد مکانی مانع نہیں"

Marfat.com

۶۱۲ھ مطابق ۱۲۱۵ء خواجہ صاحب سے ملنے کیلئے بعہد شمس الدین التمش بار اول دہلی میں تشریف آوری

بعہد شمس الدین التمش[۱] آپ خواجہ قطب صاحب سے ملنے کیلئے دو مرتبہ اجمیر سے دہلی تشریف لے گئے[۲] (جواب خط بھیجنے کے چند دن بعد) آپ ۶۱۱ھ میں[۳] اجمیر سے دہلی تشریف لے کر حضرت قطب صاحب کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ قطب صاحب نے چاہا کہ آپ کی تشریف آوری کی اطلاع سلطان شمس الدین کو دیں، مگر غریب نواز نے خلقت کا اژدہام ہونیکی وجہ سے منع فرمایا۔ قطب صاحب خاموش ہوگئے مگر باوجود اس کے سلطان شمس الدین اور خواص و عوام دہلی کو آپکی تشریف آوری کی خبر ہوگئی اور لوگ آپکی زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے[۴]

رمضان ۶۱۱ھ مطابق ۱۲۱۵ء بابا فریدالدین گنجشکر کو آپکا خلعت عطا فرمانا

دوران قیام دہلی حضرت قطب صاحب اور دیگر حضرات نے اپنی اپنی لیاقت کے مطابق نعمت حاصل کی۔ جب حاضرین فیضیاب ہوچکے تو آپ نے قطب صاحب سے دریافت کیا "تمہارے مریدوں میں سے کیا کوئی نعمت پانے سے رہ گیا ہے؟" قطب صاحب نے عرض کیا "مسعودی (بابا فرید گنجشکر) رہ گیا ہے وہ چلہ میں بیٹھا ہے" غریب نواز کھڑے ہوگئے اور فرمایا "آؤ اسے دیکھیں" دونوں بزرگ حجرہ کے دروازہ پر تشریف فرما ہوئے اور دروازہ کھولا۔ حضرت بابا فرید گنجشکر بوجہ ضعف و نقاہت تعظیم کیلئے کھڑے نہ ہوسکے اور چشم پر آب ہوکر زمین پر سر رکھدیا۔ غریب نواز نے یہ حال دیکھ کر فرمایا "اے قطب (قطب الدین) کب تک اس بیچارے کو مجاہدہ میں گھلاؤ گے آؤ اسے کچھ عطا کریں"[۵] داہنا بازو غریب نواز

---

[۱] (الف) سلطان شمس الدین التمش نے ۶۰۷ھ سے ۶۳۳ھ تک تخت دہلی پر حکومت کی (فرشتہ جلد اول صفحہ ۶۴-۶۷) (ب) سلطان شمس الدین التمش کو قطب الدین ایبک نے بطور غلام جنگ نہروالہ کے بعد (۵۹۳ھ یا ۵۹۴ھ میں) دہلی میں خریدا تھا (دیکھو فرشتہ جلد اول صفحہ ۶۵)
[۲] یہ روایت صاحب سیر العارفین نے صفحہ ۱۳ پر لکھی ہے [۳] (الف) چونکہ مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۹۶ کے بیان کے مطابق بابا فرید گنجشکر ملتان میں بیعت (بیعت خلافت) سے مشرف ہوئے۔ جبکہ کفار مغول نے قلعہ ملتان کا محاصرہ کرلیا تھا اور یہ محاصرہ حسب تفصیل گذشتہ ۶۱۱ھ میں ہوا لہذا بابا صاحب کا بیعت خلافت سے مشرف ہونے کا واقعہ ۶۱۱ھ کا ہے۔ چونکہ اس موقعہ پر غریب نواز دہلی میں موجود تھے اور مسالک السالکین وغیرہ آپکے سامنے بابا صاحب کو قطب صاحب نے خلافت عطا کی اس لئے یہی سنہ (بار اول) بعہد سلطان شمس الدین غریب نواز کی تشریف آوری کا ہے (ب) بعہد سلطان شمس الدین بار دوم تشریف لیجانیکا زمانہ زوج ثانی کے بعد ۶۲۱ھ کا ہے [۴] ... مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۹۹ [۵] فوائد السالکین کے صفحہ اول پر ۲ رمضان مسالک السالکین جلد دوم کے صفحہ ۳۱۴ پر رمضان اور انوار العارفین صفحہ ۲۸۵ پر غرہ رمضان مرقوم ہے۔

Marfat.com

نے اور بایاں بازو قطب صاحب نے پکڑ کر بابا فرید کو اٹھایا اور غریب نواز نے آسمان کی طرف منہ کر کے جناب باری میں عرض کیا "خداوندا ہمارے فرید کو قبول فرما اور اکمل درویشوں کے مرتبہ پر پہنچا" آواز آئی "ہم نے فرید کو قبول کیا یہ وحید عصر ہوگا" یہ سنکر بابا فرید کی حالت متغیر ہوگئی۔ ازاں بعد غریب نواز نے قطب صاحب سے فرمایا "اسم اعظم جو سینہ بسینہ خواجگان چشت میں چلا آتا ہے اسے تلقین کرو کہ یہ برکت اسم اعظم بابا فرید کو علم لدنی حاصل ہوگیا۔ بابا فریدالدین اور ذات مطلق کے درمیان سے حجابات اٹھ گئے۔ بعدازاں غریب نواز نے بابا فرید گنجشکرؒ کو خلعت عطا فرمایا اور قطب صاحب نے دستار و شال اور دیگر لوازمات خلافت عطا فرمائے

له (الف) صاحب اقتباس الانوار (ص۱۷۵) و سیر الاولیا (ص۹۱) کے بیانات کے مطابق بابا فریدالدین گنجشکر کی ۹۵ سال کی عمر معتبر ہے چونکہ بقول سیر الاولیا ص۹۱ شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی کی وفات کے تین سال بعد باباؒ کی وفات ہوئی اور شیخ بہاؤالدین کی وفات بروایت خزینۃ الاصفیا ۶۶۴ھ میں ہوئی لہذا بابا صاحبؒ کا وصال ۶۶۷ھ میں ہوا۔ بابا صاحب کا محرم ۶۶۹ھ میں وصال ہونا اس لئے بھی صحیح نہیں ہے کہ بروایت سیر الاولیا (ص۱۲۳) بتاریخ پنجم جمادی الاول ۶۶۹ھ بابا فرید کا نظام الدین اولیا کے دہن مبارک میں لعاب دہن ڈالنا ثابت ہے۔ نیز مسالک السالکین (جلد دوم ص۳۱۲) نے بابا صاحبؒ کا ۶۷۰ھ میں وصال پانا لکھا ہے "یہی سنہ وفات ہمارے نزدیک صحیح ہے۔

پس اس سنہ وفات (۶۷۰ھ) میں سے ۹۵ سال بابا کی عمر شریف کم کر دینے سے سنہ ولادت ۵۷۵ھ برآمد ہوتا ہے۔ چونکہ بابا صاحب بقول اقتباس الانوار (ص۱۶۵) بعمر ۱۵ سال قطب صاحب سے مرید ہوئے لہذا قطب صاحب سے مرید (بیعت اول) ہونے کا زمانہ ۵۹۰ھ ہے۔ یہ سنہ مریدی اقتباس الانوار ص۱۷۵ کی اس روایت سے بھی مطابقت کرتا ہے کہ بابا فرید مرید ہونے کے اسی سال (۵۹۰ھ تا ۶۷۰ھ) بعد تک حیات ظاہری میں رہے۔ اس زمانے میں (۵۹۰ھ میں) بابا صاحب کتاب نافع پڑھتے تھے لیکن حسب [illegible] (جلد دوم ص۲۹۶) بحوالہ سیر العارفین (ص۲۰) فرشتہ جلد دوم بابا فرید اس زمانے میں بیعت (بیعت دوم یعنی بیعت خلافت) سے مشرف ہوئے جبکہ لشکر کفار مغلوں نے بزمانہ قباچہ بیگ قلعہ ملتان کا محاصرہ کر لیا تھا جو حسب تفصیل گذشتہ بحوالہ منتخب التواریخ بہ محاصرہ ۶۱۱ھ میں کیا گیا تھا اس لئے یہی سنہ بابا صاحب کی بیعت خلافت کا ہے۔

(ب) فوائد السالکین کے مختلف نسخے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض میں بابا صاحبؒ کا قطب صاحب سے ۵۸۴ھ میں بیعت (بیعت اول) ہونا لکھا ہے بعض میں کوئی سنہ نہیں ہے۔ چنانچہ ملفوظات خواجگان چشت میں فوائد السالکین مطبوعہ مسلم پریس دہلی کے ص۲ پر مجلس اول میں بابا فرید گنجشکرؒ کے مرید ہونے کا کوئی سنہ نہیں ہے۔ ایسی حالت میں مذکورہ بالا روایات کے پیش نظر بابا صاحب کے بیعت اول ہونے کا مذکورہ بالا سنہ الحاقی ہے یا سہو کتابت سے لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

اس موقعہ پر غریب نواز نے قطب صاحب سے فرمایا " اے قطب بڑے شہباز کو دام میں لائے اسکا آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ ہوگا"۔[1]

اس واقعہ سے متعلق صاحب سیر العارفین نے ذیل کے اشعار لکھے ہیں :۔

" بخشش کونین از چنیں شد در باب تو ؞ بادشاہی یافتہ از بادشاہان جہاں

مملکت دین و دنیا گشتہ مسلم بر ترا ؞ عالم کن گشتہ اقطاع تو اے شاہ جہاں "

۶۲۰ھ مطابق ۱۲۲۳ء
رشتہ زوج بار ثانی

صاحب سیر العارفین لکھتے ہیں :۔

" مولانا احمد جو غریب نواز کے خادم تھے بیان کرتے ہیں کہ جب شیخ (غریب نواز بعہد سلطان شمس الدین) بار اول (۶۱۱ھ میں) دہلی گئے تو واپس آکر (دوبارہ دہلی جانے سے قبل ۶۲۰ھ میں)[2] متاہل ہوئے۔ یہ اسطرح ہے کہ سید وجیہ الدین مشہدی عم سید حسین مشہدی جو شہید ہوئے ہیں اور ان کا مزار بیٹلی (تارا گڑھ) پر ہے منصب مذکور (اجمیر) کے دار وغہ تھے۔ ان کی ایک لڑکی سن بلوغ کو پہنچ چکی تھی۔ اس لئے موصوف چاہتے تھے کہ ان کا نکاح کسی بزرگ زادہ سے کریں۔ اپنے خاندان میں انھیں ایسا کوئی نظر نہیں آیا جس سے رشتہ کرتے اس لئے وہ متفکر رہتے تھے۔ ناگاہ ایک رات انہوں نے (عالم رؤیا میں)[3] حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ " اے فرزند! رسول خدا کا حکم ہے کہ اس لڑکی کا نکاح شیخ معین الدین کے ساتھ کر دو"۔ شیخ وجیہ الدین نے یہ واقعہ حضرت غریب نواز سے کہا آپ نے فرمایا " اگرچہ میں سن رسیدہ ہو گیا ہوں مگر بموجب ارشاد نبوی یہ رشتہ قبول کرتا ہوں "۔ پس آپ سید وجیہ الدین کی لڑکی کو اپنے حبالہ نکاح لے آئے بعد نکاح آپ سات سال تک حیات (حیات ظاہری میں) رہے[4]

---

[1] دیکھو سیر العارفین ص۲۳ سیر الاولیاء ص۴۷ مسالک السالکین جلد دوم ص۲۸۰

[2] حسب روایت مولانا احمد مندرجہ سیر العارفین (ص۱۶) غریب نواز کا نکاح بی بی عصمت اللہ دختر سید وجیہ الدین کے ساتھ آپکے وصال سے تقریباً سات سال قبل ہوا۔ چونکہ بقول " مراۃ الاسرار " غریب نواز کا وصال ۶۲۷ھ میں ہوا۔ ہذا یہ نکاح ۶۲۰ھ میں ہوا [3] سیر الاقطاب ص۱۳۲ [4] یہ روایت سیر العارفین کے ص۱۶ پر ہے۔

Marfat.com

۶۲۱ھ مطابق ۱۲۲۴ء
باردوم بعہد شمس الدین التمش آپ کا اجمیر سے سفر دہلی و قیام

حضرت خواجہ بزرگ کے صاحبزادگان حدود اجمیر کے ایک گاؤں (موضع ناندن یعنی مانڈل) میں زراعت کرتے تھے۔ حاکمان مقررہ حصہ کیلئے مزاحم ہوئے۔ صاحبزادگان نے شیخ کو مجبور کیا کہ شہر (دہلی) میں جاکر بادشاہ سے مقرر داشت لائیں۔ اس ضرورت سے خواجہ بزرگ دہلی آئے [1]

حضرت خواجہ کے اجمیر سے وارد (دہلی) ہونیکے متعلق جب خواجہ قطب صاحب نے سنا تو استقبال کیا اور جسطرح مرید کو پیر کی خدمت میں ہونا چاہیئے اسمیں ذرہ بھر کمی نہیں کی۔ جب خواجہ بزرگ نے مکان میں قدم رنجہ فرمایا تو قطب صاحب نے عرض کیا "خدائے برتر نے کس وجہ سے حضور کو یہاں تشریف فرما کیا ہے؟" غریب نواز نے فرمایا "باباِ بختیار میں نے کھیتی کی ہے وہ تیار ہو چکی ہے حاکم فرمان طلب کرتا ہے لڑکوں نے مجھے معذور نہیں چھوڑا ادھر بھجوا دیا۔ تم یہاں پہلے سے ہو مجھے کوئی تدبیر بتاؤ" [2]

قطب صاحب نے غریب نواز سے عرض کیا "حضور کے تشریف لیجانے کی ضرورت نہیں۔ حضور قیام فرمائیں میں جاتا ہوں"۔ چنانچہ قطب صاحب سلطان شمس الدین کے پاس تشریف لے گئے اور فرمان معافی لے آئے [3] مگر وقائع شاہ معین الدین میں یہ روایت لکھی ہے "ایک کاشتکار نے غریب نواز سے عرض کیا کہ میرے کھیت کی پیداوار حاکم نے ضبط کرلی ہے کہتا ہے کہ جب تک شاہی فرمان نہ لاؤ گے اس میں سے کچھ نہ پا سکو گے۔ لہذا حضرت کی امداد خواہاں ہوں تاکہ اس سال کے خرچ سے

---

[1] حسب تفصیل گذشتہ بعہد سلطان شمس الدین بار اول سفر دہلی سے واپس آکر (باردوم جانے سے قبل) ۶۲۰ھ میں آپ متاہل ہوئے لہذا سفر دہلی باردوم ۶۲۰ھ میں یا اسکے بعد ہوا چونکہ مولف وقائع شاہ معین الدین چشتی (ص ۴۸) نے لکھا ہے کہ آپ خواجہ فخرالدین کیلئے موضع ناندن کا معافی نامہ لینے بعہد سلطان شمس الدین باردوم دہلی تشریف لے گئے نیز موصوف نے اس موقعہ پر ایک کاشتکار کے واسطے معافی نامہ لینے کیلئے آپکا دہلی جانا لکھا ہے۔ اور صاحب سیر الاولیا، (ص ۵۴) نے اس سفر دہلی (باردوم) کے سلسلے میں شیخ نجم الدین صغریٰ سے ملاقات اور گفتگو ہونا لکھا ہے۔ چونکہ شیخ نجم الدین صغریٰ کا وصال بقول تذکرۃ العابدین ص ۱۹ ۶۲۲ھ میں ہوا اس لئے سفر دہلی باردوم بعہد سلطان شمس الدین ۶۲۰ھ اور ۶۲۲ھ کے درمیان ہونا ممکن ہے مگر ہمارے نزدیک ۶۲۱ھ قابل ترجیح ہے۔ [2] سیر الاولیاء ص ۵۳ [3] جامع الکلم مرتبہ سید محمد گیسو دراز ص ۲۰۱ [4] دیکھو سیر الاولیاء ص ۵۳

Marfat.com

نجات ملے کیوں کہ میری روزی کا وسیلہ سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہے" آپ نے فرمایا کہ اگر استمراری فرمان دستیاب ہوجائے تو ہمیشہ کیلئے یہ تکلیف دور ہو جاتے " اس نے عرض کیا " اگر حضور قطب صاحب کو سفارشی خط لکھ دیں تو استمراری یا میعادی فرمان مل جائے گا" آپنے غور و تامل کے بعد فرمایا " اگرچہ سفارش سے تیری مقصد براری آسان ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے کام کیلئے متعین کیا ہے لہذا میرے ساتھ چل"
چنانچہ آپ اسی وقت اسکو ہمراہ لیکر دہلی روانہ ہو گئے"۔ لہ

جامع الکلم اور وقایع شاہ معین الدین کی مندرجہ بالا روایات میں اسطرح مطابقت ہو جاتی ہے کہ جب غریب نواز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے پیش نظر کسان کو ساتھ لیکر دہلی تشریف لیجانے لگے تو آپ کے صاحبزادگان نے بھی اپنی کاشت واگذاشت ہو جانے کیلئے آپسے فرمان شاہی لانے کی درخواست کی۔

۶۲۱ھ مطابق ۱۲۲۴ء
شیخ نجم الدین صغریٰ کی درخواست پر آپکا قطب صاحب کو اجمیر لیجانیکا قصد اور اہل دلی کا بمنت روکنا

قیام دہلی کے زمانے میں غریب نواز سے ملنے اہل دہلی آئے مگر شیخ نجم الدین صغریٰ نہ آئے۔ حالانکہ ان سے خراسان کی ملاقات تھی، لیکن غریب نواز باتباع خلق محمدی دوسرے یا تیسرے دن خود انکے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس وقت شیخ نجم الدین صغریٰ اپنے صحن خانہ میں ایک صفہ تعمیر کرا رہے تھے۔ غریب نواز کے وہاں تشریف فرما ہونے پر انہوں نے نہ آپکا استقبال کیا اور نہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ بیگانگی کا برتاؤ غریب نواز پر گراں گذرا۔ آپنے فرمایا " اے نجم الدین صغریٰ ایسی کیا مجھ پر بلا آئی کہ شیخ الاسلامی کے نشہ میں انسانیت سے در گذرا اور راہ و رسم قدیم کو یکبارگی ترک کیا" یہ سن کر وہ غریب نواز کے قدموں پہ سر رکھ کر معذرت خواہ ہوئے اور کہنے لگے " میں پہلے جیسے آپکا مخلص تھا ویسے ہی اب بھی ہوں۔ مگر قطب الدین کاکی نے میری منزلت برباد کر دی ہے۔ جب سے وہ آپکا مرید یہاں آیا ہے تمام مخلوق اسکی طرف رجوع ہے میں برائے نام شیخ الاسلام ہوں کوئی میری پرسش نہیں کرتا" سن کر غریب نواز نے تبسم فرمایا اور کہا " تو خاطر جمع رکھ میں اس بار گراں کو جو تیرے دل پر ہے اپنے

لہ وقایع شاہ معین الدین ص ۴۹

Marfat.com

ہمراہ لیجاؤں گا یہ فرماکر آپ وہاں سے چلنے لگے ہر چند شیخ نجم الدین صغری نے ماحضر کیلئے اصرار کیا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا اور چلے آئے جب آپ اجمیر شریف لے جانے لگے تو قطب صاحب کو اپنے ہمراہ لیا چونکہ اہل دہلی کو قطب صاحب سے محبت قلبی ہو گئی تھی۔ اس لئے جب قطب صاحب بقصد اجمیر شہر (شہر دہلی) سے باہر تشریف لائے تو کوئی شخص فراق کی تاب نہ لا سکا شہر میں اضطراب پھیل گیا۔ اہل شہر دیوانہ وار آپ کے پیچھے روانہ ہوئے جہاں آپ قدم مبارک رکھتے تھے لوگ تبرکاً اس جگہ کی خاک اٹھا لیتے تھے۔ اور آنکھوں سے لگاتے تھے

جب سلطان شمس الدین حضرت خواجہ قطب صاحب کی روانگی سے مطلع ہوا تو بے اختیار دوڑا آیا اور حضرت غریب نواز سے بمنت و زاری عرض کیا "حضور قطب صاحب کو اجمیر نہ لیجائیں یہیں رہنے دیں"۔ غریب نواز نے جب اہل شہر کو قطب صاحب کا شیفتہ و فریفتہ پایا تو سلطان کی التجا قبول کی اور فرمایا "بابا قطب تم یہیں رہو تمہارے جانے سے اہل شہر پریشان و بیقرار ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اتنے لوگوں کے دلوں کو تمہاری آتش جدائی سے کباب کر دوں میں نے اس شہر کو تمہاری حمایت میں چھوڑا"۔ یہ فرماکر غریب نواز اجمیر تشریف لے گئے اور قطب صاحب رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئے۔ مگر غریب نواز کی زیارت کے لئے اجمیر آتے جاتے رہے[1]۔

۱۴ جمادی الثانی ۶۲۷ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۲۳۰ء آپ کا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو اجمیر میں یاد کرنا

حضرت خواجہ قطب صاحب دلیل العارفین کی بارہویں مجلس میں ارقام فرماتے ہیں:-

"آپ (غریب نواز) نے یہ فوائد تمام کرنیکے بعد چشم پر آب ہو کر جامع مسجد اجمیر (المعروف بہ جامع التمش[2] یا ڈھائی دن کا جھونپڑا) میں فرمایا۔ اے درویش! مجھے اس مقام پر اس لئے لایا گیا ہے کہ میرا

---

[1] دیکھو مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۹۹-۳۰۰ جواہر فریدی ص ۱۵۵ سیر العارفین ص ۲۲-۲۳ و سیر الاولیا ص ۵۶ [2] جامع التمش ڈھائی دن کا جھونپڑا موجودہ شہر اجمیر کے گوشہ شمال و مغرب محلہ اندر کوٹ میں واقع ہے۔ غریب نواز کے زمانے میں یہ جامع مسجد تھی۔ سلطان شہاب الدین غوری نے ۵۹۵ھ میں یہ تعمیر کرائی تھی۔ مزید تفصیلات آگے آئیں گی۔

اس جگہ ہو اب میرے سفر آخرت کے چند روز باقی ہیں۔ پھر خواجہ علی سنجری سے فرمایا " مثال تحریر کرو (خلافت جانشینی)[1] قطب الدین بختیار کاکی کو عطا کی دہلی اس کا مقام ہے"۔ جب یہ فرمان تیار ہوا دعاگو (قطب صاحب) کو عطا فرمایا۔ دعاگو زمین بوس ہوا۔ فرمایا "نزدیک آؤ" نزدیک پہنچا۔ جب نزدیک پہنچا تو دعاگو کو دستار مع کلاہ مبارک رکھ کر سرفراز فرمایا جرقہ پہنایا اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا عصا عنایت فرمایا مصحف، مصلّیٰ[2] اور نعلین عطا فرمائیں۔ پھر ارشاد فرمایا "یہ امانت رسول اللہ علیہ وسلم کی ہے جو ہمارے خواجگان کو سلسلہ بسلسلہ پہنچتی رہی ہے۔ میں اس کو تیرے حوالے کرتا ہوں جیسا اسکا حق ہیں بجالایا تجھکو لازم ہے کہ تو بھی اسی طرح اسکا حق بجالا تاکہ کل قیامت کے دن مجھے خواجگان کے سامنے شرمندگی ہو"۔ بعد ازاں دعاگو کا ہاتھ پکڑا اور روئے مبارک آسمان کی طرف کرکے فرمایا "جاؤ جہاں رہو مرد رہو" بتاریخ ۱۴[3] جمادی الثانی) رخصت ہوکر دہلی آیا اور سکونت پذیر ہوا۔ مجھے آئے چالیس دن گذرے تھے ایک شخص اجمیر سے آیا اور بیان کیا کہ تمہارے (اجمیر سے) جانے کے بیس دن بعد حضرت خواجہ علیہ رحمتہ (غریب نواز) حق تعالیٰ سے واصل ہوگئے[4]۔

۶۲۷ھ مطابق ۱۲۳۰ء

وفات و تدفین شریف

شب وصال چند اولیاء اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم رؤیا میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا "معین الدین اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ آج ہم اسکے استقبال کے لئے آئے ہیں"[5]۔

---

[1] پیر و مرشد جسے سجادہ (مصلّیٰ) عنایت فرماکر اپنا سجادہ نشیں بناتا ہے وہ حقیقی سجادہ نشین اور جانشین ہوتا ہے۔ [2] دالف) کو قطب صاحب کے رخصت ہونیکے بیس دن بعد غریب نواز کا وصال ہوا اور بقول مسالک السالکین (جلد دوم صفحہ ۲۸۵) غریب نواز کا وصال بتاریخ ۶ رجب ہوا اس لئے قطب صاحب بتاریخ ۱۴ جمادی الثانی غریب نواز سے رخصت ہوکر اجمیر سے دہلی روانہ ہوئے (ب) اخبار الاخیار کے صفحہ ۲۶ پر چہار دہم شعبان مرقوم ہے۔ غالباً یہ سہو کتابت ہے۔ [3] دلیل العارفین صفحہ ۵۵-۵۶ [4] راحت القلوب بعض نسخوں میں لکھا ہے "کئی سو مرتبہ رسول خدا کو خواب میں دیکھا"[5] مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۵ ترجمہ راحت القلوب صفحہ ۶۰-۶۱

Marfat.com

شب ششم رجب ۶۲۷ھ[۱] (مطابق ۱۲ مئی ۱۲۳۰ء[۲] بروز دوشنبہ[۳] (شب دوشنبہ) بعد نماز عشا آپ نے حجرہ کا دروازہ بند کرلیا اور خدام کو اندر آنے کی ممانعت فرمائی۔ خدام حجرے کے باہر موجود رہے۔ ان کے کانوں میں تمام شب صدائے وجد آتی رہی۔ آخر شب میں وہ صدا بند ہوگئی، جب نماز صبح کا وقت آیا اور حجرہ کا دروازہ حسب معمول نہیں کھلا تو دروازہ توڑ کر دیکھا گیا کہ آپ واصل بحق ہوچکے ہیں اور جبین مبارک پر بخط قدرت "هذا حبيب الله مات في حب الله" منقوش ہے۔ "إنا لله وإنا إليه راجعون"

مراۃ الاسرار کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی مذکورہ بالا تاریخ و سنہ وفات کی تصدیق ہوتی ہے:۔

عبارت مراۃ الاسرار نسخہ قلمی[۵] جلد اول ص۴۲۲

"پس ازینجا اختلاف برطرف گشت واز کتاب "کلمات الصادقین"، بالتحقیق پیوست کہ نقل خواجہ بزرگ در ششم ماہ رجب سنہ سبعہ وعشرین وستمائۃ در زمان سلطان شمس الدین انار اللہ برہانہ واقع شد و عمر شریفش قریب بہ نود و ہفت سال رسیدہ بود از انجملہ مدت چہل سال در اجمیر سکونت داشت۔ بعد ازاں بحجرۂ خاص خود مدفن گشت مرقد پاک وے قبلہ نما ہندوستان است"

ترجمہ

یہاں سے اختلاف برطرف ہوگیا "کلمات الصادقین" میں تحقیق کے ساتھ ہے کہ خواجہ بزرگ نے بتاریخ ۶ رجب ۶۲۷ھ بعہد سلطان شمس الدین وفات پائی اور عمر شریف قریب ۹۷ سال کی ہوئی۔ ازاں جملہ چالیس[۴] سال (۵۸۷ھ تا ۶۲۷ھ) تک اجمیر میں رہے بعد ازاں آپ اپنے حجرہ خاص میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مرقد پاک تمام ہندوستان کا قبلہ نما ہے

---

[۱] قلمی نسخہ تاریخ محمدیہ (مرتبہ محمد حارثی بدخشی جو رام پور کے کتب خانے میں ہے) میں بھی آپ کا سنہ وصال ۶۲۷ھ مرقوم ہے۔ ہمارے نزدیک بھی یہی سنہ وفات صحیح ہے اسکے خلاف جو روایات ہیں ہمیں ان سے اتفاق نہیں ہے [۲] تقویم ہجری و عیسوی مرتبہ ابوالنصر محمد خالدی [۳] عصر کے بعد شب ششم اور شب دوشنبہ شروع ہوگئی اور رات کے بارہ بجے کے بعد ۱۲ مئی شروع ہوگئی۔

[۴] مسالک السالکین جلد دوم ص۲۸۵ [۵] یہ قلمی نسخہ خلیق احمد صاحب نظامی لکچرار شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے کتب خانے میں ہے۔

Marfat.com

قطب صاحب فرماتے ہیں "جب میں نے اجمیر سے آنیکے بیس دن آپ کی خبر وفات[1] سنی تو حالت رنج وغم رات کو مصلے پر مجھے نیند آگئی۔ عالم رویا میں دیکھا کہ آپ زیر عرش کھڑے ہیں۔ میں نے سر جھکا دیا اور حال دریافت کیا۔ آپنے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے بخشدیا کر دبیان اور ساکنان عرش کے قریب عنایت فرمایا۔ اب اسی مقام میں رہتا ہوں"[2] بعد وصال جب عالم رویا میں موت وگور ومنکر نکیر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ آسان ہوگیا۔ جب مجھے عرش کے نیچے لے گئے تو میں نے سر سجدہ میں رکھا۔ آواز آئی "اے معین الدین! سر اٹھا"، میں نے سر اٹھایا۔ ارشاد ہوا۔ جو شخص ہمارے کام میں مشغول ہے اور جس نے ذی الحجہ کے عشرہ میں سورۂ فجر پڑھی اسے ڈر سے کام نہیں ہے بخشدیا اور تجھے اپنا واصل بنایا[3]

دو چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادہ صنمے کہ بر جمالش دو جہان نثار بادہ "(جامی)

آپکی ازواج واولاد

زوجِ اولے — ۵۹۱ھ مطابق ۱۱۹۵ء

حسب تفصیل گذشتہ پہلے رشتہ بی بی امۃ اللہ کے ساتھ ہوا۔ یہ راجہ کی لڑکی تھیں حسب روایۃ مولانا شمس الدین طاہران کے بطن سے خواجہ فخر الدین ابوالخیر[4] خواجہ حسام الدین ابوسعید[5] اور بی بی حافظ جمال تاج المستورات تولد ہوئیں۔

---

[1] یہ خیال غلط ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کا وصال حضرت قطب صاحب کے بعد ہوا۔ سیر الاولیاء میں جن معین الدین کا قطب صاحب کے زمانہ میں اجمیر کے سفر پر روانہ ہونا اور انکے اجمیر پہنچنے سے قبل قطب صاحب کا وصال پانا لکھا ہے وہ حضرت خواجہ غریب نواز کے خلیفہ معین الدین ہیں۔ ان کا تذکرہ بسلسلہ خلفاء غریب نواز صاحب مسالک السالکین (جلد دوم ص۲۹۱) واقتباس الانوار (ص۳۶۴) وسیر الاقطاب (ص۱۴۰) نے کیا ہے [2] دلیل العارفین ص۵۶ [3] ترجمہ راحت القلوب مطبوعہ مسلم پریس دہلی ص۶۸-۶۹ (مطبوعہ اسٹیم پریس لاہور ص۵۲ مطبوعہ ۱۹۰۵ء) [4] (الف) بعض نے خواجہ فخر الدین کی عرفیت ضیاء الدین لکھی ہے بعض نے خواجہ ابوسعید کا نام ضیاء الدین لکھا ہے، بعض نے خواجہ ابوسعید کا نام ضیاء الدین لکھا ہے بعض نے ضیاء الدین ابوسعید لکھا ہے مگر ہمارے نزدیک مندرجہ بالا اسمائے گرامی اور انکی عرفیت صحیح ہے (ب) صاحب آئینہ ہند نے ص۱۵۹ پر شیخ حسام الدین کو خلف دوئم لکھا ہے۔ اور ص۱۶۰ پر انہی کو انکی عرفیت ابوسعید لکھتے ہوئے خلف اوسط (دوم) لکھا ہے حضرت ابو صالح کو پسر خورد لکھا ہے (ج) مناقب گلزار ابرار نے ص۲۳ پر لکھا ہے کہ خواجہ فخر الدین نے اپنے گمشدہ بھائی کی یاد میں اپنے فرزند کا نام حسام الدین رکھا

Marfat.com

خواجہ فخر الدین ابوالخیر خلف اکبر
۵۹۱ھ — ۶۶۱ھ
۱۱۹۵ء — ۱۲۶۳ء

حسب تفصیل گذشتہ آپ کی ولادت ۵۹۱ھ میں ہوئی۔ غریب نواز
فرزند اکبر ہیں۔ آپنے موضع مانڈل (جواجمیر سے تین منزل پر ہے
بود وباش اختیار فرمائی۔ آپ بزرگ عالی مرتبت اور صاحب
عالیہ تھے۔ علوم ظاہر و باطن اور کمالات صوری و معنوی سے آراستہ تھے۔ آپکا وصال بعمر ۷
۶۶۱ھ میں ہوا۔ تاریخ وصال ۵ رشعبان ہے۔ مزار شریف قصبہ سرواڑ (اجمیر سے تقریباً ۴۴ میل کے فاصلہ
میں ہے۔ سالانہ عرس مبارک ۳ سے ۶ رشعبان تک ہوتا ہے

خواجہ حسام الدین ابو سعید پسر دوم

آپ غریب نواز کے فرزند اوسط ہیں۔ آپکے متع
دو مختلف روایات ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپنے بعمر د
سال وصال کیا بعض کے نزدیک خورد سالی میں ابدالوں کی صحبت میں شامل ہوگئے۔ آپکے ست صاحبزادے
مرتضی علی بیگ صاحب کراچی سے لکھتے ہیں کہ آپکا مزار کراچی میں ناظم آباد سے تقریباً چار میل کے
پر ایک پہاڑی ہے۔ مزار شریف کے کتبہ میں مرقوم ہے "مزار پر انوار خواجہ ابو سعید ابدال چشتی"۔ یہ کتبہ
ہے۔ قدیم کتبہ پہاڑ کے پتھر گرنیکی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا۔ آجکل قاتل شاہ صاحب کے ایک مرید مزار
کی خدمت کرتے ہیں۔ اس سے پہلے بہار کے ایک ملنگ مزار شریف کی خدمت کرتے تھے۔ یہ
چہار دیواری بناکر ٹین کی چادریں بھی ڈالی گئی ہیں۔

(الف) صاحب خزینۃ الاصفیا نے صفحہ ۲۶۲ پر خواجہ ابو سعید کو فرزند اکبر لکھا ہے مگر صاحب احسن السیر نے صفحہ ۱۵۹-۱۶۰ پر خواجہ فخر الدین
خلف اکبر لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک بھی قول آخر صحیح ہے (ب) بعض نے خواجہ محی الدین کا سنہ وفات ۶۶۱ھ لکھا ہے اور خواجہ ضیاء
کو ابوالخیر لکھتے ہوئے ان کا وصال ۶۹۵ھ لکھا ہے مگر ہمیں اس سے اتفاق نہیں ۲؎ خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ ۲۶۲ واحسن
صفحہ ۱۵۹ ۳؎ (الف) مراۃ الانساب صفحہ ۱۶۲ (ب) صاحب اخبار الاخیار وغیرہ غریب نواز کے وصال کے بیس سال بعد ۶۵۲ھ
آپ کا وصال ہونا لکھا ہے۔ مگر ہمیں اس روایۃ سے اتفاق نہیں ۴؎ دیکھو مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۹۱ ۵؎
خلاف جو روایۃ ہے ہمیں اس سے اتفاق نہیں ۶؎ اقتباس الانوار صفحہ ۱۴۴ وخزینۃ الاصفیا صفحہ ۲۶۲ واحسن السیر صفحہ ۱۶۰ ۷؎
اقتباس الانوار صفحہ ۱۴۴ وخزینۃ الاصفیا صفحہ ۲۶۲ واحسن السیر صفحہ ۱۵۹-۱۶۰ آپکا مزار شریف درگاہ غریب نواز میں لب جھالرہ ہے

Marfat.com

ج المستورات بی بی حافظ جمال رح

آپکا نکاح شیخ رضی الدین[۱] عرف عبداللہ بن قاضی حمید الدین ناگوری (ساکن موضع منڈل علاقہ ناگور) کے ساتھ ہوا۔ آپکے دو صاحبزادے ہوئے مگر دونوں کا بحالتِ طفلی انتقال ہو گیا۔[۲] آپکا مزار غریب نواز کے پائیں زیارت گاہ خلائق ہے۔[۳] روضہ غریب نواز کے جاروب کش بی بی کے مزار کی بھی خدمت کرتے ہیں۔ ایک خادم حاضر رہتا ہے بی بی کا عرس شریف بتاریخ ۷ ار رجب بمقام درگاہ شریف ہوتا ہے اور بی بی کے چلہ پر لب نور چشمہ ۹ الرجب سالانہ ہوتا ہے۔ اجمیر شریف میں یہ نال کا میلہ اور بی بی حافظ جمال کے میلے کے نام سے مشہور ہے۔ آپ عابدہ زاہدہ تھیں۔ نور چشمہ پر آپ کی چلہ کشی کا حجرہ موجود ہے۔

۶۲۰ھ مطابق ۱۲۲۳ء زوج ثانی

یہ رشتہ بی بی عصمت اللہ کے ساتھ ہوا انکے بطن سے حضرت خواجہ ضیاء الدین تولد ہوئے۔[۵] مزید تفصیلات پیچھے آ چکی ہیں۔

خواجہ ضیاء الدین ابو صالح پسر سوم

آپ غریب نواز کے فرزند خورد ہیں بعمر شریف پچاس سال کی ہوئی آپکے دو صاحبزادے تھے۔ آپکا مزار شریف درگاہ غریب نواز کے احاطہ میں لب جھالرہ سایہ گھاٹ پر زیارت گاہ خلائق ہے۔[۶] عرس شریف ۱۳ ار ۱۴ ار ذی الحجہ سالانہ ہوتا ہے محی الاوقاف یعنی گدڑی شاہی انجمن (رجسٹرڈ) عرس شریف میں بوقت شب بموقعہ محفل سماع چادر پیش کرنیکی سعادت حاصل کرتی ہے۔ صاحب معین الاولیاء نے صفحہ ۱۲۶ پر لکھا ہے کہ آپکے ہر دو صاحبزادگان کے نام خواجہ احمد و خواجہ حمید تھیں۔ ان کا ذکر فوائد الفوائد میں ہے۔ ہمارے نزدیک بھی ہر دو حضرات بابا فرید الدین گنج شکر کے معصر ہو سکتے ہیں نہ کہ شیخ ابو یزید بن خواجہ نجم الدین کے پسران خواجہ احمد و خواجہ وحید ہو سکتے ہیں۔

ا (الف) دیکھو جواہر فریدی صفحہ ۱۶۹ و اقتباس الانوار صفحہ ۱۴۳-۱۴۴ و سیر الاقطاب صفحہ ۱۳۵ (ب) بعض حال کے تذکروں نے بلا ماخذ بی بی حافظ جمال کو زاہد کی بیٹی لکھا ہے جو غریب نواز کے دست حق پرست پر ایمان لائیں مگر ہمارے نزدیک یہ روایۃ مستند نہیں ہے۔ (ج) بعض حال کے تذکروں میں آپکا مستورات کے درمیان تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دینا لکھا ہے ۲ے آپکا مزار شریف ناگور سے تقریباً ایک کوس کے فاصلے پر گنڈ طولے کے کنارہ ہے (احسن السیر صفحہ ۱۴۱) ۳ے سیر الاقطاب صفحہ ۱۳۵ و اقتباس الانوار صفحہ ۱۴۴ ۴ے احسن السیر صفحہ ۱۴۱ ۵ے وقائع شاہ معین الدین چشتی صفحہ ۵۳ ۶ے دیکھو احسن السیر وغیرہ صفحہ ۱۶۰ –

آپ کے بعض اہل قرابت ہندوستان میں

حضرت خواجہ علی سنجری

آپ حضرت خواجہ کے خواہر زادہ ہیں[1]۔ مزید حال خلفائے غریب نواز میں آئے گا۔

میران ناطمع شاہ

آپ کے والد حضرت میر اسمعان نے کوہ ہرات سے دو منزل پر قصبہ نیلان میں سکونت اختیار فرمائی تھی، یہیں آپ اپنی والدہ بی بی عصمت خاتون کے بطن سے تولد ہوئے۔ سید عبدالرزاق چرخی[2] سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ ہارون میں قاسم جنید کی مسجد کے متصل ایک حجرہ کے اندر حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ جب غریب نواز (برائے بیعت) اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس موقعہ پر حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے آپ سے فرمایا "معین الدین! تمہارے ماموں زاد بھائی سید حمید اللہ (ناطمع شاہ جنھیں عوام ناتواں شاہ کہتے ہیں) موجود ہیں ان سے معانقہ کرو"۔ غریب نواز نے آپ سے معانقہ کیا۔ دربار رسالت سے آپ کو قصور الہند کا خطاب عطا ہوا۔ مزار اجمیر میں اکبری شہر پناہ کے ملحق چلۂ غوث پاک کے نیچے واقع ہے۔ آپ کا عرس بتاریخ ۱۱ ذی الحجہ سالانہ ہوتا ہے۔ راجہ ساونٹ بنواڑ کا پوتا رتن بنواڑ آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا اور آپ سے شرف مریدی حاصل کیا آپ نے طریقت میں اس کا نام ملک شاہ چھپرتی رکھا[3]۔

آپ کے بعض پیر بھائی اور آپ سے خرقہ یافیض یافتہ برادران طریقت

حضرت شیخ محمد ترک نارنولی

آپ کا اصل وطن ترکستان ہے۔ وطن سے ترک سکونت کر کے نارنول (علاقہ پٹیالہ) میں قیام فرمایا۔ آپ مجرد، متوکل اور حضور تھے۔ اپنی زندگی بھر میں کسی کو مرید نہیں کیا[4]۔

خواجہ فخرالدین گردیزی ۵۴۲ھ ۔ ۶۳۷ھ

آپ سادات حسینی سے ہیں، ولادت ۵۴۲ھ میں بمقام گردیز (جو قابل میں متصل قندھار ہے) ہوئی۔ غریب نواز کے پیر بھائی ہیں[5]۔

---

[1] صولت افغانی ص۱۴۱ [2] چرخ ولایت غزنین ایک گاؤں ہے (دیکھو حضرات القدس دفتر اول ص۱۶۳) [3] غیر مطبوعہ پرانے اوراق جو اس سلسلے کے ایک درویش سے دستیاب ہوئے [4] گلزار ابرار ص۹۲۸ [5] بموجب تاریخ سلف آپ کا وصال غریب نواز کے وصال کے دس سال بعد بعمر ۹۳ سال ہوا چونکہ غریب نواز کا وصال ۶۲۷ھ میں ہوا لہذا آپ کا وصال ۶۳۷ھ میں ہوا۔ اس سنہ وصال اور عمر کے پیش نظر آپ کی ولادت ۵۴۴ھ میں ہوئی [6] تاریخ سلف ص۱۳۱ - ۱۴۲

صاحب گلزار ابرار آپ کو بزمرۂ خلفائے غریب نواز لکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

"آپکو پیر کی خدمت گذاری اور پرستاری میں غلامی کا درجہ حاصل تھا - آپ پیر کے ناصحانہ کلام کو عمل کیا کرتے تھے - اپنی تمام زندگی ریاضت وعبادت کیلئے وقف کر رکھی تھی[1] مولانا مسعود حضرت محبوب بہلول اور سید ابراہیم آپکے صاحبزادگان ہیں۔ آپکا سلسلہ نسل اسوقت بھی اجمیر میں بتعداد کثیر موجود ہے[2] یہ حضرات خدام کے گروہ میں صاحبزادگان کے لقب سے مشہور ہوئے - آپ کا وصال بعمر ۹۳ سال بتاریخ ۲۶ رجب ۶۳۷ھ میں ہوا۔ اس تاریخ پر درگاہ غریب نواز میں آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے -

حضرت قاضی قدوۃ الدین رح عرف قاضی قدوہ

آپ دراصل سید ہیں بادشاہ روم نے جو بنی اسرائیل سے تھا اپنی دختر کی شادی حضرت قاضی قدوہ کے والد بزرگوار کیساتھ کی تھی انکے بطن سے دو صاحبزادے قاضی قدوہ اور نصیر الدین تولد ہوئے - آپ روم سے روانہ ہوکر بلاد شام، عراق، بصرہ، بسطام، بخارا اور ماوراء النہر کی سیاحت کرتے ہوئے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح قدس سرہ کے حکم سے بعہد حکومت شہاب الدین غوری ۵۹۰ھ میں وارد ہندوستان ہوئے اور اپنے پیر بھائی خواجہ معین الدین چشتی کے ایما سے اودھ میں سکونت اختیار کی۔ بقول مراۃ الاسرار آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ ہیں ۶۰۲ھ میں اجودھیا تشریف لے گئے اور وہیں ایک محلہ میں قیام فرمایا یہ محلہ تھوڑے عرصہ میں آپکے نام سے موسوم ومشہور ہوگیا یعنی قدوائی محلہ کہلایا[3] کچھ عرصہ کم تین سال قیام کرنیکے بعد وہیں بتاریخ ۱۱ رجب ۶۰۵ھ میں آپکا وصال ہوگیا[4]

سلطان شمس الدین التمش رح[5]

آپ بلاد ترکستان کے قبیلہ البری میں سے تھے آپکے والد کا نام ایلمخاں تھا حسب تفصیل گذشتہ آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید وخلیفہ ہیں مگر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کے ہاتھ پر برائے حصول نسبت علیٰ بعیت ارادت کی اور غریب نواز سے فیض باطنی حاصل کیا[6]

شیخ عبداللہ رازی رح

یہ وہ حضرت عبداللہ رازی (یعنی متوطن شہر رے متصل طہران) ہیں جو حسب تفصیل گذشتہ آتش پرست تھے۔ بعدازاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح سے کرامت جلی

---

[1] گلزار ابرار ص۳۰ [2] تاریخ سلف ص۱۳۱-۱۴۴ [3] قلمی رسالہ مولفہ حبیب الرحمان صاحب قدوائی ساکن بڑا گاؤں ضلع بارہ بنکی
[4] طبقات ناصری ص۱۶۶-۱۶۸ [5] سیر الاقطاب ص۱۵۹ [6] دیکھو قلمی نسخہ گنج الاسرار۔

دیکھکر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آخر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی نظر معرفت سے ولایت اور کمالات کی چاشنی چکھی۔ درجہ حق شناسی پر پہنچے [1] گلزار ابرار نے آپکو خلفائے غریب نوازؒ میں لکھا ہے [2]

شیخ صفی الدین ابراہیم رازی | آپ اپنے پیر حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی تلاش میں ہندوستان آئے تھے جب اجمیر پہنچے تو حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی ملازمت سے شرف حاصل کیا اور خدمت میں کمربستہ رہے۔ آخر کار ولایت اور سعادت حاصل کی۔ وفات کے بعد آپکو حضرت خواجہ (غریب نوازؒ) کے روضہ کی دیوار کے نیچے جگہ ملی [3] صاحب گلزار ابرار نے آپکو خلفائے غریب نوازؒ میں لکھا ہے [4] آپ وہ ہی ہیں جنھیں حسب تفصیل گذشتہ بقول صاحب سیر العارفین حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ قدس سرہ آتشکدہ میں اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ان کا مزار وہیں (رہے ہیں) ہے

حضرت حاجی رومیؒ | آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کے مرید ہیں [5]

حضرت سید محمد عربؒ | ساتویں صدی ہجری کے شروع میں آپ بدایوں میں تشریف لائے۔ بڑے صاحب باطن و معرفت تھے۔ مزار شریف بدایوں میں ہے۔ آپکو حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے شرف بیعت حاصل ہے [6]

حضرت سید معین الدین | آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے مرید ہیں مزار بیانہ (متصل بھرت پور) میں ہے [5]

حضرت قاضی دانیال قطریؒ | آپ نواح قطر سے سکونت ترک کرکے وارد ہندوستان ہوئے پہلے لاہور میں مقیم ہوئے پھر دیوبند میں کچھ دن رہ کر بکثرت لوگوں کو فیضیاب کیا اور بڑی شہرت حاصل کرلی سلطان شمس الدین کے اشتیاق آفریں طلب کی بدولت بدایوں میں بلائے گئے حکومت کیطرف سے آپکو عہدہ قضا پیش کیا گیا اسوقت سے آپ دائرہ حکومت شمسی میں قاضی القضاۃ ہوئے۔ قاضی صاحب ظاہری علوم کے ساتھ باطنی کمال کے بھی دلدادہ تھے حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی عقیدت نے سلسلہ چشتیہ کے زمرہ میں آپکو داخل کر دیا۔ آپکا مزار بدایوں میں بیر حرم مکہ کی خانقاہ کے شرقی دروازہ کے سامنے گوشہ جنوب میں بتایا جاتا ہے۔ آپکی اولاد میں علم و فضل نسلاً بعد نسلاً اب تک چلا آتا ہے [7]

۱و۲ گلزار ابرار ص۳۸-۳۹ ۳ بحوالہ سابق ۴ قلمی نسخہ تذکرہ اولیائے بیجاپور ص۱ کتبخانہ آصفیہ ۵ مرقع خواجگان ص۹۳-۹۴
۶ قلمی نسخہ بحر و خار ۷ اکمل التواریخ جلد اول ص۱۲۱

Marfat.com

آپ کے بعض مقتدر خلفاء و مریدین

(الف) حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل خلفائے کے نام مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۹۱ اقتباس الانوار (صفحہ ۱۴۲) سیر الاقطاب (صفحہ ۱۴۰) سے نقل کئے گئے ہیں۔

صاحب اقتباس الانوار نے بی بی حافظ جمال اور سید سالار مسعود غازی کو غریب نواز کا خلیفہ تسلیم نہیں کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی شیخ ضیاء الدین ابو نجیب کے خلیفہ ہیں[۱]۔ اور شیخ احدالدین کرمانی رکن الدین سنجاسی کے مرید ہیں۔ مگر حسب تفصیل گذشتہ ان دونوں حضرات نے آپ سے بھی خرقہ حاصل کیا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ — ۵۶۹ھ / ۱۱۷۳ء — ۶۳۳ھ / ۱۲۳۴ء

آپ سادات حسینی سے ہیں حسب تفصیل آپکی ولادت ۵۶۹ھ میں ہوئی ۵۸۶ھ میں بعمر ۱۷ سال بغداد میں خلافت سے مشرف ہوئے۔ بار اول ۵۸۷ھ میں غریب نواز کے ہمراہ ہندوستان آئے۔ غریب نواز کا سلسلہ طریقت آپ سے چلا۔ آپکا وصال غریب نواز کے وصال سے پانچ سال آٹھ ماہ آٹھ یوم بعد بتاریخ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ بعہد سلطان شمس الدین التمش ہوا۔[۲]

حضرت خواجہ فخر الدین ابو الخیر خلف خواجہ غریب نوازؒ — آپ کے حالات پیچھے آچکے ہیں

سلطان التارکین صوفی حمید الدین ناگوری — ۵۶۸ھ / ۱۱۷۲ء — ۶۷۲ھ / ۱۲۷۳ء

حضرت سعید بن زید (صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد میں ہیں۔ صاحب کشف و کرامات اور عالی رتبہ شیخ کامل ہیں۔ آپ موضع سوالی (جسکا آجکل نام پھاگلی ہے) میں رہتے تھے۔ آپ کی عمر ۱۰۴ سال کی ہوئی ۶۷۲ھ میں وصال ہوا۔ مدفن ناگور (علاقہ جودھپور) میں ہے۔[۳]

حضرت شیخ معین الدین — یہ معین الدین وہی بزرگ ہیں جنکے متعلق صاحب سیر الاولیاء نے لکھا ہے کہ "ہنوز معین الدین دہلی سے روانہ ہو کر اجمیر نہیں پہنچے تھے کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی

---

[۱] تذکرۃ العابدین صفحہ ۱۶۱ [۲] مفتاح التواریخ صفحہ ۶۲ نفحات الانس صفحہ ۴۱۳-۶۰-۵۲ [۳] صولت افغانی صفحہ ۶۲۹ بحوالہ تذکرۃ الاخوان آپ کو پٹھان لکھا ہے مگر مراۃ الانساب اور بعض دوسری کتابوں میں جو آپکا شجرہ دیا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ سید ہیں۔ ہمیں بھی اس سے اتفاق ہے [۴] سیر الاقطاب صفحہ ۱۶۰ [۵] خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۲۶۳ [۶] افادات حمید مدنیا [۷] صاحب سیر الاقطاب و مسالک السالکین (جلد دوم) اقتباس الانوار، انوار العارفین وغیرہ نے انھیں خلفائے غریب نواز میں لکھا ہے۔ [۸] سیر الاولیاء صفحہ ۵۶ مطبوعہ محب ہند پریس دہلی۔

Marfat.com

کا دہلی میں وصال ہوگیا، مگر یہ روایت سیر الاولیاء کے قلمی نسخہ میں (جو خلیق احمد نظامی کی لائبریری میں ہے) نہیں ہے۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ | آپ مرید و خلیفہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے ہیں، مگر غریب نواز کیطرف سے بھی صاحب اجازت تھے[1] آپکی ولادت ۵۳۶ھ میں ہوئی اور رمضان کی ۹ تاریخ ۶۴۳ھ میں بعمر ۱۸۰ سال قضا کی۔ آپکے تین فرزند اور دو صاحبزادیاں بی بی حمیرا کے بطن سے پیدا ہوئیں[2]۔ آپکی علمی یادگار طوالع الشموس شرح اسمائے حسنیٰ، جامع الوانح، مطالع شرح چہل حدیث ہیں[3]

شیخ وجیہ الدین خراسانیؒ | آپکا وصال بتاریخ ۹ رجمادی الثانی ۶۲۵ھ میں ہوا۔ مزار شریف ہرات میں ہے[4]

شیخ برہان الدین عرف بدّوؒ | آپکا وصال بتاریخ ۱۴ رجب ۶۶۴ھ میں ہوا مزار شریف اجمیر میں ہے[5]

حضرت شیخ احمد | آپ کا وصال بتاریخ ۱۳ محرم الحرام ۶۳۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف اجمیر میں ہے[6]

حضرت شیخ شمس الدین فوقانی | آپکا وصال بتاریخ ۷ صفر ۶۴۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف احمد آباد میں ہے[7]

اجے پال جوگی المعروف بہ عبداللہ بیابانی | آپ بلباس جوگیاں جنگل میں رہا کرتے تھے۔ ریاضت کی بدولت صاحب استدراج تھے۔ عبداللہ (بیابانی) کا وصال ۶۹۴ھ میں ہوا[9] مشہور ہے کہ غریب نواز کی دعاؤں کی برکت سے انہوں نے حیات جاودانی (قیامت تک ان کا نام زندہ رہے گا) پائی۔ روحانی طور پر بھولے بھٹکوں کو راستہ بتاتے ہیں۔ اور جمعہ کی شب میں روضہ خواجہ غریب نواز پر حاضری دیتے ہیں[10]

حضرت شیخ محمد محسن، شیخ سلیمان غازی اور شیخ حسن خیاط بھی خلفائے غریب نواز سے ہیں (سیر الاقطاب ص [illegible])

(ب) مندرجہ ذیل معتقد مریدین اور خلفائے غریب نواز بموجب گلزار ابرار، خزینۃ الاصفیا (جلد اول) تذکرۂ اولیائے ہند وغیرہ۔

---

[1] مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۹۱ و گلزار ابرار ص ۴۸ [2] افاضات حمیدیہ ص ۴۵-۵۱ [3] افاضات حمیدیہ ص ۳۵-۵۰ [4] تا [7] بعض حال کے تذکروں میں یہ تاریخ وصال اور مقامات مدفن بحوالہ تاریخ آئینہ تصوف لکھے ہیں۔ [8] گلزار ابرار ص ۳۵ [9] بہ روایت تذکرة العابدین کے ص ۱۳۱ پر درج ہے۔ [10] سیر الاقطاب ص ۱۳۱ و دیگر کتب

Marfat.com

مولانا حکیم ضیاء الدین بلخیؒ آپ کا مفصل تذکرہ پیچھے آچکا ہے

حضرت سید حسین مشہدی خنگ سوار آپ سادات مشہد مقدس سے ہیں۔ ظاہر و باطن سے آراستہ تھے بہ نیت جہاد شہاب الدین غوری کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔ قطب الدین ایبک نے آپکو اجمیر کا داروغہ کر دیا تھا۔ آپکے اور غریب نواز کے درمیان بہت محبت ہوگئی تھی خواجہ اجمیر کے لوگ آپ کی سعی سے حضرت غریب نواز کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ غریب نواز کے خلیفہ ہیں۔ مزار اجمیر میں ایک پہاڑی کے پشتہ پر ہے[۱]۔ آجکل خنگ سوار کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کی شہادت بتاریخ ۱۷ رجب ۵۹۵ھ[۲] میں ہوئی۔ آپکا عرس شریف ۱۶ رجب لغایتہ ۱۸ رجب سالانہ تارا گڑھ میں ہوتا ہے۔

شیخ نظام الدین ناگوریؒ آپ اپنے مرشد کے آستانے پر ہمیشہ معتکف رہتے تھے۔ جدائی پر ایک لمحہ بھی صبر نہیں کر سکتے تھے۔ اکثر مرشد کی زبان پر یہ کلمات آجاتے تھے کہ ہمارا فخر الدین کے ساتھ ہے اور ہمارا انعام نظام الدین کے ساتھ ہے[۳]۔

شیخ مجد الدین سجزیؒ آپ سفر و حضر میں غریب نواز کے رفیق تھے۔ مرشد کی خدمت و ملازمت سے مراد کو پہنچے۔ جہاں بینائی کے زمانے میں آپنے پیر کی ہمراہی اور کمان برداری سے کسی وقت اپنے آپ کو باز نہیں رکھا۔ بایں سبب آپ کی رسائی کا تیر مراد کے نشانے پر پہنچا[۴]۔

مولانا احمد خادمؒ آپنے مرشد کی خدمتگذاری میں بسر کی۔ راز دو جہانی کے محرم تھے۔ مزار اجمیر میں ہے[۵]۔

حضرت شیخ مہتا یا متاؒ غریب نواز نے آپ پر لطف و کرم ہونیکی دعا فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ مخلوق میں اتنے عزیز ہوئے کہ لوگ آپکا بول و براز تک بطور تبرک لے جاتے تھے[۶]۔

شیخ علی سجزیؒ غریب نواز آپ سے خلافت نامہ لکھوایا کرتے تھے۔ آپکو حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ سے بہت محبت تھی۔ آپکا مزار زیر مسجد قوت الاسلام دہلی میں ہے[۷]۔ آپ حسب تفصیل گذشتہ آپ غریب نواز کے خواہر زادہ ہونے کا شرف رکھتے تھے۔

---

[۱] اقتباس الانوار ص ۱۲۰ [۲] گلزار ابرار ص ۳۸-۳۹ [۲] وآل احسن السیر ص ۱۲۲ [۳] تذکرۃ العابدین ص ۲۹۹ [۴] گلزار ابرار ص ۳۶-۴۸ [۵] بحوالہ سابق [۶] گلزار ابرار ص ۲۵ [۶] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص ۲۶۵ وغیرہ [۷] مسجد قوت الاسلام لاٹ آہنی کے قریب (متصل مہرولی میں) ہے (نقشہ منسلکہ تاریخ آئینہ ہند)

شاہ عبداللہ کرمانی — آپ کے سلسلے کے ہزاروں فقیر ہیں جو کرمانیہ کہلاتے ہیں[1]

پیر کریم سیوتی رحمۃ اللہ علیہ — آپ غریب نواز کے خلیفہ ہیں کامل وقت تھے۔ صاحب گردہ ہیں۔ آپکے سلسلے کے لوگ کریمیہ کہلاتے ہیں۔ وفات ۶۶۳ھ میں ہوئی[2]

حضرت حسن مکی المعروف بہ پیر مکہ بدایونی — آپ بدایوں کے متقدمین اولیائے کرام میں سے ہیں۔ آپ کا مزار (بدایوں) آستانہ عالیہ قادریہ کے گوشہ مغرب وجنوب میں آستانہ سے تھوڑے فاصلے پر ہے۔ سنہ وصال کا قطعہ حسب ذیل ہے:۔

"آں حسن مکی مرید خواجہ ہند الولی! داشتہ شہرت بنام پیر مکہ بالتمام!
چوں سوئے دار النفارت از جہاں ہاتف بگفت نور عرفاں ہست سال وصل آں ذوالاحترام"[3]

حضرت حالا رحمۃ اللہ علیہ — حضرت خواجہ کے ایک خلیفہ ممتاز قمر العرفا شمس الکملا مقبول حق تعالیٰ حضرت مخدوم شاہ حالا تھے۔ آپکو سات شبانہ روز حضرت خواجہ بزرگ نے اپنا مہمان کر کے شرف خلافت سے مشرف فرمایا ہے۔ آپ کو سلسلہ سہروردی میں غوث الوقت حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ رحمتہ سے بھی خلافت پہنچی ہے

آپ کے والد ماجد کو بلا واسطہ جناب غوث پاک سے شرف خلافت حاصل ہے۔ آپ بدرجہ اتم متبع سنت اور مرتاض ومتقی تھے۔ آپ محدث وفقیہہ اور حاجی بھی تھے۔ بصرہ میں علم حدیث کی علی وجہ الکمال سند حاصل کی، اور مدرسہ نظامیہ بغداد میں دو سال درس وتدریس میں مشغول رہے۔ علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن جوزی سے بھی صحبت رہی آپنے دو سال مدینہ منورہ میں مجاورت کی۔ بیت المقدس ودیگر مقامات متبرکہ میں تشریف لے گئے۔ آپنے جاج مئو کی ظلماتی زمین کو نور اسلام سے منور فرمایا اور جاج مئو کے راجہ کو شکست دیکر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

آپ ۵۰۰ھ(?) میں بروز چہار شنبہ زنجان میں پیدا ہوئے اور ۲۶ صفر ۵۸۸ھ(?) کو جاج مئو میں آپ کا وصال ہوا۔ آپکا روضہ مبارک قطب الدین ایبک نے بنوایا۔ آپکے سجادہ باعظمت شاہ محمد عبدالحفیظ ہیں (منقول از قلمی کتاب رستم علی خاں دھولپوری)

---

[1] تذکرہ اولیائے ہند ص ۱۳۶ [2] بحوالہ سابق [3] اکمل التواریخ جلد اول ص ۷۰-۷۱

...حمید دوران قیام دہلی ایک دن حضرت خواجہ تنہا نے کیطرف سے گذر رہے تھے ۔ وہاں سات اشخاص [بت] پرستی میں مشغول تھے ۔ آپ کو دیکھ کر آپ کی روحانی قوت سے متاثر ہوئے ۔ قدموں پر گرے اور آپ [کے] ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے ۔ جب حضرت خواجہ بزرگ نے سب سے بڑے کا اسلامی نام حمید الدین رکھ کر دوسرے [کے نام] رکھنے کا قصد فرمایا تو وہ سب عرض پرواز ہوئے کہ "جسطرح ہم نے کفر و اسلام میں شرکت ہاتھ سے نہ [ج]انے دی اسی طرح مناسب ہے کہ نام میں بھی ہم شریک رہیں"۔ پس یہ ساتوں ایک نام سے موسوم ہوئے[۱] اور [حس]ب ذیل القاب سے ملقب ہوئے :-

(۱) حمید الدین خوئیؒ (۲) کاسیہ برادر حمید الدینؒ (۳) حمید الدین عصاؒ (۴) حمید الدین ریحانیؒ (۵) حمید الدین [ن]بیؒ (۶) حمید الدین خاصہؒ (۷) حمید الدین دہلویؒ[۲]

[خ]واجہ حمید الدین بھوانیؒ آپ حضرت غریب نواز کے مرید اور حضرت خواجہ قطب صاحب کے ہم خرقہ ہیں[۳]

[م]لک خطاب حاکم بٹیلی حسب تفصیل گذشتہ آپ ایک راجہ کی دختر کو جہاد میں گرفتار کر کے لائے تھے اور غریب نواز کی خدمت میں پیش کیا ۔ آپ غریب نواز کے مرید تھے[۴]

[ش]یخ صدر الدین کرمانیؒ مولف خزینۃ الاصفیاء نے آپ کو غریب نواز کا مرید لکھا ہے[۵]

(ج) آپکے بعض مقتدر مریدین وخلفاء بحوالہ تاریخ آئینہ تصوف وغیرہ

بعض نے بحوالہ تاریخ آئینہ تصوف مندرجہ ذیل حضرات کو بھی آپ کا خلیفہ تسلیم کیا ہے اور ان کے سنین و مقامات [خ]لافت تحریر کئے ہیں۔ ہماری رائے میں ان حضرات کا خلفاء اصغر یا مقتدر مرید ہونا قرین قیاس ہے ۔ مگر [س]نین و مقامات حصول خلافت لکھے گئے ہیں ان سے ہمیں اتفاق نہیں کیونکہ ان میں بعض حضرات کے بمقام [ا]جمیر خلافت پانے کے وہ سنین درج ہیں جبکہ بالاتفاق نہ غریب نواز اجمیر تشریف لائے تھے نہ اس وقت

---

[۱] گلزار ابرار ص ۳۷-۳۸ [۲] (الف) حمید الدین دہلوی ان سب حضرات میں مشہور ہیں (اقتباس الانوار ص ۱۲۵) (ب) معہ سلطان التارکین صوفی حمید الدین کے چھ حمید الدین ناگور میں آسودہ ہیں (افاضات حمید ص ۷۰-۷۱) فوائد السالکین ترجمہ اردو ص ۱۹ طبع کردہ [ا]نجمن الدینیہ [۳] دیکھو اقتباس الانوار ص ۱۴۳ [۵] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص ۲۶۵

تک خود مریدو صاحب اجازت ہوئے تھے اس لئے ہم نے انہیں نظرانداز کردیا کہا جاتا ہے کہ ان حضرات
نام کتاب "مواقیت الفواتح" کے قلمی نسخے میں بھی موجود ہیں۔

حضرت شیخ محمد یاد گار سبزہ واریؒ :۔ آپ کا وصال بتاریخ ۵ ۱ ر رجب ۶۴۵ھ میں ہوا۔

حضرت برہان جی سدا سہاگ رحؒ :۔ مبلغ اسلام۔ بتاریخ ۶ ر محرم ۶۰۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار
شریف یہیں ہے۔ حضرت احمد قہار اور حضرت اصغر قندھاریؒ کے ہم عصر ہیں۔

حضرت امام الدین بن نجم الدین دمشقیؒ :۔ آپ غریب نواز کے خلیفہ ہیں۔ اشاعت اسلام میں حصہ لیتے تھے
وطن سے ہندوستان آئے۔ پیر کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا۔

حضرت نیاز اللہ بن شفیق احمد خراسانیؒ :۔ آپ خراسان میں پیدا ہوئے تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دیں
بتاریخ ۱۵ ربیع الاول ۵۸۵ھ میں انتقال ہوا۔

حضرت داؤد بن شیخ سلیمؒ ساکن طائف :۔ آپ کے سپرد اجمیر میں تبلیغ اسلام کا کام تھا آپکے ذریعہ
سے راجپوت غریب نواز کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپکا وصال ۲۸ محرم ۶۰۰ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر میں ہے

حضرت قادر سعید :۔ آپ خدمات تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں قابل قدر ہیں۔ آپ بنارس میں تبلیغ
کرتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۹ ر رجب ۶۰۷ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔

حضرت احمد خاں درانی :۔ آپ حضرت سلطان شاہ متوفی کے ہمعصر تھے۔ آپ کا وصال
۴ ر شعبان ۶۰۲ھ میں ہوا۔

حضرت سلطان شاہؒ :۔ آپ کا وصال ۱۹ ر جمادی الاول ۵۹۳ھ میں ہوا

حضرت غلام ہادی ترک :۔ آپ کا وطن ترکستان تھا۔ جوانی میں ہندوستان آئے۔ مجاہد
جہاد میں حصہ لیا بعد حصول خلافت آپنے اشاعت اسلام کی خدمت بھی انجام دی۔ بتاریخ ۱۱ ر شوال
۵۸۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت اصغر قندھاری :۔ آپ کی وفات ۱۷ ر ذی الحجہ ۶۱۵ھ میں ہوئی۔ مزار شریف دہلی
میں ہے۔

ل گوپامئو (ضلع ہردوئی) سے یہ کتاب منگانے پر معلوم ہوا کہ ایک صاحب مانگ کر لے گئے تھے۔ شاید تلف ہوگئی۔

Marfat.com

…نعیم عرف احمد کابلیؒ :۔ آپنے بنارس کیطرف تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دیں حضرت قاد سعید
…ساتھی ہیں۔ آپکی وفات ۹ محرم ۵۹۶ھ یا ۵۹۷ھ میں ہوئی ۔
…رت اظہر خاں ترک دہلویؒ :۔ آپکی تاریخ وفات ۹ شعبان ۶۰۷ھ ہے مزار شریف دہلی میں ہے ۔
…رت سبحان علیخاں چمنیؒ :۔ آپکا وصال ۱۹ ذی الحجہ ۶۱۹ھ میں ہوا مزار اجمیر شریف میں ہے
…رت فقیر جمرودیؒ :۔ آپکا وصال ۲۷ جمادی الاوّل ۶۱۱ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے
…رت احمد خاں غلزئیؒ :۔ آپنے غریب نواز کا فیض صحبت حاصل کیا تھا۔ قنوج میں تبلیغ اسلام
…آپ کا وصال ۸ ذیقعدہ ۶۰۳ھ میں ہوا۔ مزار شریف قنوج میں ہے ۔
…رت ہادی محمد غفرت قربانیؒ :۔ آپکے وصال ۱۶ ذی الحجہ ۶۰۹ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے
…رت نعام خاں ترکؒ :۔ آپ کا وصال ۲ رجب ۶۲۱ھ میں ہوا۔
…رت سونخی بہادر شاہؒ :۔ آپکے وصال ۱۱ رجب ۶۱۸ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے ۔
…رت مراد بیگ مغلؒ :۔ آپکے وصال ۲۷ شوال ۶۱۴ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے ۔
…رت شعبان خاں ترکؒ :۔ آپکے وصال ۱۴ جمادی الآخر ۶۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے
…رت محمد اصغر بہاریؒ :۔ آپ کا وصال ۱ رجب ۶۵۷ھ میں ہوا۔ مزار دہلی میں ہے ۔
…رت مردعار خاں ترکؒ :۔ آپ کا وصال ۱۶ شعبان ۶۱۹ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے
…رت نعمت احمد صفاؒ :۔ آپ کا وصال ۱۴ جمادی الآخر میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے
…رت محمود احمدؒ :۔ آپ کا وصال ۱۵ محرم ۶۰۷ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے ۔
…رت اکبر شاہؒ :۔ آپ کا وصال ۱۹ رمضان ۶۲۱ھ میں ہوا مزار اجمیر شریف میں ہے
…رت غریب اصغرؒ :۔ آپ کا وصال ۱۲ صفر ۶۰۲ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے
…رت شہاب ولی :۔ آپ کا وصال ۱۶ جمادی الآخر ۶۱۷ھ میں ہوا مزار اجمیر شریف میں ہے
…رت سرور احمدؒ :۔ آپ کا وصال ۱۸ شعبان ۶۱۵ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے
…رت ظہیر الدین بن شمس الدین :۔ آپ کا وصال ۱۸ شوال ۶۰۲ھ میں ہوا ۔ مزار اجمیر شریف میں ہے ۔
…رت سفیان احمدؒ :۔ آپکے وصال ۶ رجب ۶۱۵ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے
…رت معروف شہاب الدین قریشی :۔ آپ کا وصال ۱۹ صفر ۶۳۸ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے

Marfat.com

حضرت عبداللہ اصغرؒ :- آپ کا وصال ۱۱ر شعبان ۶۶۸ھ میں ہوا۔ مزار دہلی میں ہے۔
حضرت عبدالغفارؒ :- آپ کا وصال ۲۵ر رجب ۶۶۱ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔
حضرت عزیز احمد شاہؒ :- آپ کا وصال ۱۶ر صفر ۶۹۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
حضرت موشیوخ عراقیؒ :- آپ کا وصال ۲۳ر محرم ۶۰۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
حضرت کریم شعیب بن محمود شاہ ایرانیؒ :- آپ کا وصال ۲۳ر رجب ۶۷۲ھ میں ہوا۔ مزار دہلی میں ہے۔
حضرت یعقوب خانؒ :- آپ کا وصال ۲۷ر محرم ۶۹۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
حضرت حسن داؤد جیؒ :- آپ کا وصال ۱۹ر رجب ۶۲۱ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔
حضرت کریم احمد شاہؒ :- آپ کا وصال ۱۲ر ذی الحجہ ۶۱۲ھ میں ہوا۔ مزار دہلی میں ہے۔
حضرت ابو الفرح قریشیؒ :- آپ کا وصال ۱۴ر ذیقعدہ ۶۱۱ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
حضرت خواجہ احمد شاہؒ :- آپ کا وصال ۲۲ر صفر ۶۸۱ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
حضرت شیخ محمد زاہد ترکؒ :- آپ کا وصال ۱۱ر محرم ۶۳۴ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
حضرت شیخ محمد فتارؒ :- آپ کا وصال ۹ر رجب ۶۳۳ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔
حضرت خواجہ یادگار خرمؒ :- آپ کا وصال ۱۰ر محرم ۶۴۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف غزنی میں ہے۔
حضرت خواجہ سبز یادگاری :- آپ کا وصال ۲۱ر ذی الحجہ ۶۴۵ھ میں ہوا۔ مزار شریف قندھار میں ہے۔
حضرت شیخ قہر بن فقیر جبارؒ :- آپ کا وصال ۱۶ر شوال ۶۴۱ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
حضرت شیخ وجیہہ الدینؒ :- آپ کا وصال ۱۱ر رجب ۶۶۲ھ میں ہوا۔ مزار شریف ملتان میں ہے۔
حضرت خواجہ محی الدین :- آپ کا مزار اجمیر شریف میں ہے۔
حضرت احمد شہابؒ کوفی :- آپ کا وصال بتاریخ ۱۳ر شعبان ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔

آپؒ کے بعض معاصرین

شیخ وجیہہ الدین ابو حفصؒ آپ سید محمد بلویہ کے خلیفہ ہیں۔ اولیاء کبار میں آپ کا شمار ہے۔ شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ (ساکن سہرورد جو عراق و عجم میں متصل زنجان ایک قصبہ ہے۔) کو آپ ہی سے فیض کا

۱؎ اس سلسلہ کے مریدین اس نسبت مکانی کی وجہ سے سہروردی کہلائے اور سہروردی خاندان مشہور ہے۔

Marfat.com

ہوا شیخ موصوف آپکے برادر زادہ ہیں آپ کی وفات ۴ رمضان المبارک ۵۶۶ھ میں ہوئی [1]۔

شیخ عبدالخالق غجدوانی رح آپ حضرت یوسف ہمدانی کے خلیفہ اعظم ہیں۔ مولد متصل بخارا غجدوان ہے ذکر خفی آپ ہی سے شروع ہوا۔ آپ کی وفات غجدوان میں ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ میں ہوئی [2]

شیخ محمد عارف ریوگیری آپ حضرت عبدالخالق غجدوانی کے خلیفہ و سجادہ نشین ہیں۔ اولیائے کبار میں آپ کا شمار ہے۔ دمشق کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اور شیخ احدالدین کرمانی سے ملاقات ہوئی آپکی وفات ۶۵۰ھ میں ہوئی۔ مزار ریوگیر (بخارا سے اٹھارہ کوس پر ہے) میں ہے [3]

شیخ محی الدین ابن عربی آپکا نام محمد بن علی بن محی ہے۔ ولادت مرسیہ (جو بلاد اندلس میں ہے) میں بتاریخ ۱۷ رمضان ۵۶۱ھ میں ہوئی۔ مزار جبل قاسیون میں متصل دمشق ہے۔ آپ بڑے عارف کامل، محقق مشائخ اور تصانیف کثیرہ ہیں "فتوحات مکی" اور "فصوص الحکم" آپکی مصنفہ ہیں [4]

شیخ فریدالدین عطار رح آپکی ولادت ۵۱۳ھ میں ہوئی۔ قریہ کدگن (متصل نیشاپور) کے باشندہ ہیں۔ ابتدا میں عطاری کرتے تھے۔ حضرت رکن الدین کا فی اور مجدالدین بغدادی کی ملازمت میں رہے۔ خرقہ فقر آخرالذکر سے پہنا۔ مولانا روم بلخ سے روانہ ہوکر جب نیشاپور پہنچے تو آپسے صغرسنی میں ملے تھے۔ آپکی وفات ۶۲۸ھ میں بعمر ایک سو چودہ سال ہوئی۔ مزار نیشاپور میں ہے آپکی تصانیف "منطق الطیر" اور چالیس رسالہ نظم میں ہے۔ [5]

---

[1] تذکرۃ العابدین ص ۱۵۹ [2] تذکرۃ العابدین ص ۱۰۷-۱۰۸ [3] تذکرۃ العابدین ص ۱۱۱ و دلیل العارفین ص ۴۱-۴۲

[4] تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام ص ۴۵۳ و نفحات الانس ص ۴۹۲-۵۰۴

[5] تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام ص ۴۴۸-۴۴۹ ۔ و سوانح مولانا روم از شبلی نعمانی ص ۱۸ و نفحات الانس ص ۵۴۰-۵۴۱ و تذکرۃ العابدین ص ۲۹۹

Marfat.com

حضرت شمس الدین تبریزی المعروف بہ شمس تبریز ابن خاوند علاء الدین

آپ کیا بنوں کی اولاد میں ہیں۔ شیخ رکن الدین سنجاسی کی خدمت میں مدت حاضر رہے۔ ایک دن موصوف نے آپ سے فرمایا۔ روم میں جاؤ اور ایک سوختہ کے آگ لگاؤ۔ حسب الحکم آپ قونیہ پہنچے اور مولانا جلال الدین رومیؒ کو مستفیض کیا۔

آپکا وصال ۶۴۵ھ میں[1] ہوا۔ مزار بغداد شریف میں[2] ہے۔ آپ وہ شمس تبریز نہیں ہیں جن کا مزار ملتان میں ہے۔ ملتانی شمس تبریزی سادات موسوی سے ہیں۔ انکی اولاد لاہور وغیرہ میں سادات شمس کے نام سے مشہور ہے[3]

مولانا جلال الدین رومیؒ

آپ مولانا بہاء الدین ولد کے صاحبزادہ ہیں۔ ولادت ۶۰۴ھ میں ہوئی۔ حضرت شمس الدین تبریزی سے پیوستہ ہوئے۔ آپکی وفات بتاریخ پنجم جمادی الآخر ۶۷۲ھ میں[4] ہوئی۔ مثنوی مولانا روم آپکی مشہور تصنیف ہے۔

---

[1] تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام ص ۴۵۵

[2] (الف) تذکرۃ العابدین ص ۱۷۵

(ب) بقول تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام ص ۴۵۶ آپ کا مزار بہاء الدین ولد کی قبر کے پہلو میں ہے۔

[3] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص ۲۷

[4] مفتاح التواریخ ص ۶۴

Marfat.com

اے مظہرِ حسن لایزالی !

مرآۃ جمال ذوالجلالی !

حصہ دوم

سیرۃ مقدس

Marfat.com

اوصافِ حمیدہ

(الف) فقر و درویشی :-

عبادات آپ فقر و فنا تجرید و تفرید اور زہد و عبادت میں یگانہ روزگار تھے۔ شکر گذار بندوں کی طرح آپنے اپنی تمام عمر عبادات و مجاہدات میں بسر کی۔ ستر برس تک شب میں استراحت نہیں پائی اور پہلوئے مبارک زمین سے نہیں لگا۔ اس عرصہ میں سوائے قضائے حاجات کے برابر باوضو رہے۔ آپ عموماً عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے سفر و حضر تک میں آپ دو قرآن روزانہ ختم کرتے تھے۔ ایک دن میں دو سرا رات میں پڑھ لیتے تھے[۱] اور بمصداق "ومن کمل عرفانه کمل عبادته" یعنی جو عرفان میں کامل ہوتا ہے وہ عبادت میں بھی کامل ہوتا ہے"۔ آپ عبادت و عرفان میں کامل و اکمل تھے

عشقِ خدا روئے مبارک پر غمگینی اور اداسی چھائی رہتی تھی۔ حضرت قطب الاقطاب فرماتے ہیں کہ "میں بیس برس تک حاضرِ خدمت رہا میں نے نہیں سنا کہ کبھی آپنے اپنی صحت کی دعا مانگی ہو"۔ بلکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "خداوندا جہاں کہیں درد ہو اپنے معین الدین کو عطا فرما"۔ میں نے ایک بار از راہِ گستاخی عرض کیا "یا حضرت یہ کیا دعا ہے جو آپ اپنے حق میں کیا کرتے ہیں"؟ ارشاد ہوا "جب کوئی مسلمان درد میں مبتلا ہوتا ہے تو اسکے گناہ عفو ہوتے ہیں۔ اور ابتلا مسلمان کیلئے دلیل صحت ایمان ہے"[۲]

ذوقِ سماع آپکو سماع کا بہت شوق تھا کبھی محفل عالی سماع سے خالی نہ رہتی تھی۔ آپ اکثر حالتِ ذوق میں از خود رفتہ ہو جاتے تھے۔ اکثر علماء و فضلاء و مشائخ کبار آپ کی محفل سماع میں شریک ہوتے تھے جو شخص آپکی محفل عالی میں ایک بار بھی سماع سن لیتا تھا صاحبِ ذوق و شوق ہو جاتا تھا۔ کبھی کوئی آپکے سماع سننے پر معترض نہیں ہوا بلکہ اکثر علما و فضلا کسبِ فیوض کیلئے حاضر مجلس ہوتے تھے اور آپکی حضوری کو سعادت جانتے تھے[۳]

---

[۱] دیکھو مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۸۱ [۲] بحوالہ سابق [۳] دیکھو مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۸۳

Marfat.com

حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ (غریب نواز) کی محفل سماع میں حضرت شیخ قطب الدین عمر سہروردیؒ۔ حضرت شیخ محمد کرمانیؒ۔ شیخ محمد اصفہانی، شیخ جلال الدینؒ تبریزی (مرید شیخ ابوسعید) شیخ علاء الدینؒ کرمانی شیخ احمد واحدؒ شیخ برہان الدین غزنویؒ خواجہ سلیمان شیخ عبدالرحمٰن قدس اللہ اسرارہم اور دیگر مشائخین بغداد اکناف اکثر آپکی پابوسی کیلئے آتے تھے ہر ایک آپ سے فیضیاب ہوتا تھا سب آپ سے عقیدت رکھتے تھے اور حلقہ بگوش تھے[۱]

شان جلال و جمال آپکی حالت کبھی جمال اور کبھی جلال کی تھی جب جمال کا غلبہ ہوتا تو آپ ایسے مستغرق ہوجاتے تھے کہ تمام عالم اور کل ماسوا کی مطلق خبر نہ رہتی تھی، نماز کا وقت آتا تو سیدنا قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہما سامنے آجاتے اور دست بستہ کھڑے ہوکر آواز بلند فرماتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ، مگر آپکو خبر نہ ہوتی پھر گوش مبارک میں باواز بلند یہی کہتے اس پر بھی آپکو آگاہی نہ ہوتی تب ناچار شانہ مبارک کو جنبش دیتے اس وقت آپ چشم مبارک کھولتے اور فرماتے شرع محمدی سے چارہ نہیں۔ سبحان اللہ مجھے کہاں سے کہاں لائے[۲]

جب حالت جلال کا غلبہ ہوتا تو حجرہ کا دروازہ بند کر کے مشغول ہوجاتے۔ حضرت قطب الاقطاب و حضرت شیخ حمید الدین ناگوری قدس سرہم دروازے کے سامنے پتھروں کے ڈھیر کا پردہ کرلیتے اور اسکے عقب میں چھپ کر حاضر رہتے۔ نماز کے وقت جب آپ حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور پتھروں پر آپکی نظر پڑتی تو وہ خاکستر ہوجاتے۔ جب آپ نماز شروع کرتے تو ہر دو حضرات پیچھے پہنچکر اقتدا کرتے اور جیسے ہی آپ سلام پھیرتے ہر دو صاحبان بھاگ کر چھپ جاتے تھے[۳]

استغراق آپ اکثر حالتِ استغراق میں آنکھیں بند رکھتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوجاتا آنکھیں کھولتے اس حالت میں جس پر آپکی نظر مبارک پڑجاتی ولی کامل ہوجاتا[۴]

سلسلہ نوازی آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ معین الدین اس وقت تک جنت میں قدم نہ رکھیگا جب تک اپنے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کو جو قیامت تک سلسلہ میں ہوں گے۔ جنت میں نہ لےجائیگا[۵]

---

[۱] دیکھو سیر الاقطاب صفحہ ۱۰۳ [۲] دیکھو مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲ و اقتباس الانوار صفحہ ۳۴۲ [۳] دیکھو مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۱۰۲
[۴] دیکھو مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۱ [۵] دیکھو سیر الاقطاب صفحہ ۱۰۴

Marfat.com

تعظیم مرشد تعظیم مرشد آپکے دل میں بدرجۂ اتم متمکن تھی۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے سلوک کی نسبت کچھ فرما رہے تھے۔ لیکن جب داہنی طرف نظر پڑتی تھی تو کھڑے ہوجاتے تھے۔ حاضرین متحیر تھے کہ بار بار اٹھ کر آپ کس کی تعظیم کرتے ہیں۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اسطرف میرے پیر و مرشد کا روضہ تھا۔ جب میں اس طرف دیکھتا تھا نظر آجاتا تھا۔ اس لئے تعظیم کے لئے کھڑا ہوجاتا تھا[۱]

پابندیٔ سنّتِ رسول آپ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدرجۂ اتم پابند تھے اور بجان و دل اسکی رعایت بجالاتے تھے[۲]

محبوبیت آپکے مرشد حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ نے بارہا فرمایا "ہمارا معین الدین خدا کا محبوب ہے۔ مجھے اسکی مریدی پر فخر ہے"[۳]

آپ سے لوگوں کی عقیدت اور فتوحات جب آپکی کرامات کی اجمیر اور نواح اجمیر بلکہ تمام ہندوستان میں شہرت ہوئی تو غیر مسلم صاحبان کی جماعتیں بھی آپکی بارگاہ میں عقیدت سے حاضر ہونے لگیں۔ آپ مشرب صوفیاء کے مطابق جو ایمان لاتا اسے مشرف بہ اسلام فرماتے جو نہ لاتا اس سے مزاحم نہ ہوتے۔ آپ ہر فرقہ کے ساتھ تواضع سے پیش آتے۔ بایں وجہ مسلم و غیر مسلم، خویش و بیگانہ سب آپ سے محبت رکھتے تھے اور آپکی زیارت سے فیضیاب ہوتے تھے۔ چنانچہ آج تک یہ سلسلہ جاری ہے کہ ہنود صاحبان اور دیگر اقوام ہندوستان کے مختلف حصوں سے بزمانہ عرس و دیگر اوقات میں آکر روضہ مطہرہ پر نذر و نیاز صدق و خلوص کے ساتھ پیش کرتی ہیں[۴]

بہت سے لوگ جو ایمان نہیں لائے تھے وہ بھی بیحد نذر و فتوحات آپکی خدمت میں بھیجتے تھے۔ آج تک بھی غیر مسلم صاحبان اسی طرح سے معتقد ہیں۔ ہر سال (بموقعہ عرس) آتے ہیں اور آپکے آستانۂ پاک کی خاک سر پر رکھتے ہیں۔ اور آپکے روضہ مطہرہ کے مجاوروں کو زر نذر کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت بجالاتے ہیں[۵]

---

[۱] مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۴ [۲] مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲ [۳] سیر العارفین صفحہ ۸ و ملفوظات خواجگان چشت صفحہ ۶۸ راحت القلوب صفحہ ۳۸ مطبوعہ مسلم پریس دہلی [۴] دیکھو اقتباس الانوار صفحہ ۱۴۱ [۵] سیر العارفین صفحہ ۱۳

خوفِ خدا خوفِ خدا آپ پر اس درجہ غالب تھا کہ آپ ہمیشہ کانپتے اور روتے رہتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ "اے لوگوں اگر تم کو خفتگان زیرِ خاک کا حال ذرہ بھر بھی معلوم ہو جائے تو تم کھڑے کھڑے پگھل جاؤ اور مثل نمک کے پانی ہو جاؤ"[1]

استعانتِ باطنی جو شخص تین روز تک آپکی صحبت بابرکت میں رہتا صاحب کرامات ہو جاتا۔ چنانچہ ایک شخص جو نہایت فاسق و فاجر تھا بنیت امتحان آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپنے اس پہ توجہ کرائی اور وہ اسی روز مراد کو پہنچ گیا[2]

آپکے مریدین سلسلہ (ہندوستان میں) قریب قریب ہر جگہ بطور صاحب ولایت شاہی کرتے ہیں اور یہاں تقریباً کوئی شہر ایسا نہیں جہاں ان حضرات میں سے کوئی آسودہ و متصرف نہ ہو۔ نیز آپکی ولایت معنوی سے دیگر سلاسل کے مشہور اصفیا بھی مستفیض ہیں۔ ایسی سی بعض آپکے سلسلے سے خرقہ پایا ہے بعض نے صرف فیض روحانی حاصل کر کے کمال حاصل کیا ہے اور چہار دانگ ہندوستان میں معناً ان حضرات نے تصرف کیا ہے، درحقیقت میں آپ کا فیض روحانی ان کا ہر زمانے میں مددگار رہا ہے[3]

آپ بکمال استغراق وحدت الوجود بلا امتیاز مذہب و ملت خویش و بیگانہ جو ملنے آتا اس سے کشادہ پیشانی اور تواضع سے پیش آتے تھے۔ اگر کوئی مریض یا حاجت مند ہوتا اور خواستگار ہمت عالی کا ہوتا تو آپ بجوئی کیساتھ اسکا حال پوچھتے اور اسکی حاجت برآری فرماتے اسکے حق میں دعائے خیر کرتے اور جو کچھ اسکی قسمت کا ہوتا مصلے کے نیچے سے نکالکر اسکو عنایت فرماتے[4] چنانچہ حیاتِ ظاہری کی اس عادت کے مطابق بعد وصال اس زمانے میں بھی عیسائی، پارسی، ہنود صاحبان اور دیگر مذاہب کے لوگ بلا تفریق مذہب و ملت آپکی درگاہ میں حاضر ہو کر اسی طرح فیضیاب ہوتے ہیں۔

ایک دن آپ بہت خوش تھے، حاضرین سے فرمایا "مانگو جسکو جو مانگنا ہے قبولیت کا در کھلا ہے"۔ ایک شخص نے دنیا مانگی، دوسرے نے عقبیٰ مانگی دونوں اپنے مقصد کو پہنچے، بعد ازاں آپنے صوفی شیخ حمید الدین کیطرف رخ کر کے فرمایا کہ تو کیا مانگتا ہے؟" شیخ نے عرض کیا کہ "بندہ کی کیا مجال ہے جو سوال کیلئے زبان کھولے مولا کا جو حکم میرا چاہا ہے" فرمایا "میں نے تیرے لئے خدا سے دعا کی ہے کہ تو دنیا و آخرت میں معزز و مکرم رہے۔

---

[1] مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۸۲ [2] دیکھو مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۸۱

[3] دیکھو اقتباس الانوار ص ۱۴۱ وغیرہ [4] دیکھو اقتباس الانوار ص ۱۱۹ و مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۸۳

Marfat.com

بعدازاں آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا " تو بھی جو کچھ چاہے مانگ لے " انہوں نے جواب میں عرض کیا ؎

" ہر چہ تو خواہی بخواہم روئے سر بر آستانم   بندہ را فرماں نباشد ہر چہ فرمائی برانم "

آپ دونوں سے خوش ہوئے اور فرمایا " التارک من الدنیا والفارغ من العقبیٰ " سلطان التارکین حمید الدین صوفی " و قطب الواصلین قطب الاقطاب قطب الدین بختیار اوشی " اس دن سے صوفی حمید الدین سلطان التارکین اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی قطب الاقطاب ہوئے[1] ہر دو حضرات انہیں خطابات سے یاد کئے جاتے ہیں

درویشوں کیساتھ اتحاد اور یگانگت

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قطب صاحب کا بیان ارقام فرماتے ہیں :- کہ " میں (قطب صاحب) حضرت غریب نواز کے ہمراہ خلا ملا بیس[2] سال تک رہا، ایک مرتبہ ہم ایسے جنگل میں پہنچے جہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا، ہم تین دن تک اسی جنگل میں پھرتے رہے - میں نے سنا تھا کہ اس بیاباں کے پاس ایک پہاڑ پر ایک بزرگ رہتے ہیں - حضرت خواجہ نے دو روٹیاں مصلے کے نیچے سے نکال کر مجھ کو دیں اور فرمایا کہ ان بزرگ کی خدمت میں یہ پہنچاؤ اور میرا سلام کہو - میں نے روٹیاں ان بزرگ کے سامنے رکھیں اور سلام عرض کیا انہوں نے ایک روٹی مجھے دی اور دوسری افطار کیلئے رکھ لی پھر مصلے کے نیچے سے چار کھجوریں نکال کر مجھے دیں اور کہا " یہ معین الدین کو دیدینا - جب میں کھجوریں لیکر آیا تو حضرت غریب نواز مجھے دیکھکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ " اے درویش پیر کا فرمان رسول اللہ کا فرمان ہوتا ہے پس جو پیر کا فرمان بجا لاتا ہے وہ گویا رسول اللہ کا فرمان بجا لاتا ہے "[2]

رازداری

حضرت قطب الاقطاب فرماتے ہیں کہ میں کئی سال تک حضرت خواجہ بزرگ کی خدمت میں رہا لیکن یہ کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے کبھی دوست کا بھید ظاہر کیا ہو - آپ اس کا تذکرہ تک نہیں فرماتے تھے نہ ان انوار کو ذرہ بھر ظاہر فرماتے تھے جو آپ پر نازل ہوتے تھے[3]

---

[1] دیکھو اخبار الاخیار ص۳۰ و خزینۃ الاصفیا (جلد اول) ص۳۰۸ [2] دیکھو ترجمہ اسرار الاولیاء ص۱۰ طبع کردہ ملک فضل الدین ملک چنن الدین لاہور - [3] دیکھو ترجمہ فوائد السالکین اردو ص۱۲

Marfat.com

[قرض] لازمی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ رحمت بہت عسرت میں گذارتے تھے اسلئے آپ نے انکو پانچسو درہم تک قرض لینے کی اجازت عطا فرمائی تھی [1] جو بقول بعض آپ ادا فرماتے تھے۔

[فیض] معنوی سجادگی آپ کے وصال کے بعد سے ہر زمانے میں آپ کے مریدین سلسلہ میں سے کوئی ایک آپ کا معنوی سجادہ ہوتا رہا ہے اس کا چار دانگ ہندوستان میں تصرف [ہو]تا تھا یہ سلسلہ تا قیامت یکے بعد دیگرے جاری رہے گا جیسا کہ کسی عارف نے کہا ہے ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد — چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد [2]

[ریا]ضت و مجاہدہ قوت آپکی بقدر لایموت تھی۔ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ مجاہدہ کے زمانہ میں سات [روز کے] بعد ایک ٹکڑا خشک روٹی کا جو وزن میں پانچ مثقال [3] (تقریباً ۲۲½ ماشہ) سے زیادہ نہ ہوتا تھا۔ پانی [م]یں بھگو کر تناول فرماتے تھے [4]

آپ کے مراتب عالیہ آپ تمام مقامات غوثی و قطبی و قطب الاقطابی طے کر کے قطب وحدت مرتبہ محبوبیت پر پہنچ گئے تھے اور استغراق فنائے احدیت میں دوست کیساتھ یکرنگ ہو گئے تھے [5]

پاس و الوں کا پاس آپ اپنے مریدین کا خیال رکھتے تھے انہیں کوئی ستاتا تو حمایت اور مدد فرماتے تھے اور ہمسایوں کا حق ہمسایگی ادا فرماتے تھے۔

"ایک دن آپ کہیں تشریف لیجا رہے تھے آپکے خادم شیخ علی نام آپکے ساتھ تھے۔ اثنائے راہ میں آکر ایک شخص نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور سخت سست کہنا شروع کیا،، آپنے دریافت فرمایا "کیا معاملہ ہے تو کیوں اسکے ساتھ اس طرح پیش آ رہا ہے؟،، اس نے کہا "اس پر میرا قرض ہے یہ ادا نہیں کرتا،، آپنے فرمایا اب ادا کر دے گا اس کو چھوڑ دے جانے دے،، لیکن اس نے نہ مانا۔ اس پر آپکو جلال آگیا اور چادر شریف دوش مبارک سے اتار کر زمین پر ڈال دی وہ درہم و دینار سے پُر ہو گئی فرمایا "جس قدر تیرا قرضہ ہے لے لے مگر خبردار زیادہ کا قصد نہ کرنا،، اسکو طمع دامنگیر ہوئی کچھ زیادہ لینا چاہا جیسے ہی ہاتھ دراز کیا اسکا ہاتھ خشک ہو گیا اور وقوع اس امر کے وہ عذر و معذرت کرنے لگا۔ آخر آپکو رحم آگیا اور اسکی خطا معاف کی اور اس کا ہاتھ اچھا ہو گیا [6]

---

[1] دیکھو اخبار الاخیار میں حالات قطب صاحب [2] دیکھو اقتباس الانوار صفحہ ۱۴۱ [3] ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ چھ رتی کا ہوتا ہے مگر مثقال صیرفی چار ماشہ کا ہوتا ہے دبستان للفردات صفحہ ۴۹-۵۰ [4] مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۱ [5] اقتباس الانوار صفحہ ۱۴۳ [6] مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲-۲۸۳

Marfat.com

پڑوسیوں میں جس کا انتقال ہوجاتا آپ اس کے جنازے کے ہمراہ جاتے۔ نماز جنازہ اور دفن کے بعد سب واپس آجاتے مگر آپ قبر پر بیٹھے رہتے اور وظائف و ادعیات جو ایسے وقت پڑھے جاتے ہیں پڑھتے بعد فراغت تشریف لاتے۔ چنانچہ حسب معمول بعد دفن آپ اپنے ایک ہمسایہ کی قبر پر سب لوگوں کے بعد ٹھہرے رہے حضرت قطب الاقطاب فرماتے ہیں کہ "میں اس وقت ہمراہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا رنگ متغیر ہوا پھر اصلی حالت پر آیا بعد ازاں آپ الحمد للہ فرماتے ہوئے وہاں سے اٹھے اور مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا "بیعت بھی عجیب چیز ہے"۔ میں نے رنگ کے تغیر کا سبب دریافت کیا تو فرمایا، جب وقت اس مردے کو دفن کیا عذاب کے فرشتے آگئے اور اس پر عذاب کرنا چاہا معاً اسی وقت حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ روحانی طور پر تشریف لائے اور فرشتوں سے فرمایا کہ "یہ میرا مرید ہے اس پر عذاب کرو"، فرشتوں نے کہا۔ یہ آپ کا مرید ہے مگر آپ کے طریقے پر نہیں چلا۔" آپ نے فرمایا، یہ سچ ہے۔ مگر اس نے اپنی ذات کو اس فقیر کیساتھ وابستہ کیا تھا، میں نہیں چاہتا کہ اس پر عذاب ہو۔ اسی وقت فرمان ایزدی آیا کہ ہمیں شیخ کی خاطر منظور ہے اس پر عذاب نہ کرو[1]۔

(ب) اخلاق حمیدہ

اخلاق کریمانہ میں آپ تخلقوا باخلاق اللہ کے بدرجہ اتم متبع اور اخلاق محمدیؐ کے مکمل نمونہ تھے اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام پسندیدہ عادات، نیک خصائل اور اخلاق و اوصاف حمیدہ سے مزین فرمایا تھا۔

تحمل و عفو ایک مرتبہ حضرت خواجہ اپنے یاروں کے ہمراہ بیٹھے تھے، ایک شخص نے آکر ارادت ظاہر کی مگر دراصل وہ ہلاک کرنیکی نیت سے آیا تھا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ "درویش جب درویشوں کے پاس آتے ہیں صفائی قلب) کیلئے آتے ہیں نہ کہ ظلم کرنے کیلئے۔ تم جس نیت سے آئے ہو وہ کام اختیار کرو اپنا عقیدہ درست کرو۔ یہ سن کر اس نے اقرار جرم کیا اور کارد آستین سے نکالکر پھینک دی۔ مرید ہوا اور ایسا راسخ الاعتقاد ہوا کہ مشکل امور کی انجام دہی کیلئے اس سے کہا جاتا تھا اور وہ انجام دیتا تھا بعد میں اس نے پنتالیس[۲] (بقول احسن السیر صفحہ ۶۰ پچپن[۵]) حج کئے۔ آخر خانہ کعبہ کے مجاوروں میں اسکا مدفن ہوا[۴]۔

دیکھو راحت القلوب صفحہ ۳ مطبوعہ مسلم پریس دہلی و راحت القلوب صفحہ ۳۱ مطبوعہ اسٹیم پریس لاہور ۲ دیکھو ترجمہ اسرار الاولیاء صفحہ ۵

عطاو بخشش عطاو بخشش کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی سائل یا فقیر آپ کے در سے محروم نہ گیا حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں کہ میں مدت تک آپکی خدمت میں رہا مگر میں نے کسی سائل یا فقیر کو آپ کے در سے محروم جاتے نہ دیکھا [1]

حلم وانکسار آپ بہت حلیم اور منکسر المزاج تھے اور سلام میں ہمیشہ سبقت فرماتے تھے [2]

بذل وسخا آپکے مطبخ میں روزانہ اس قدر کھانا پکتا تھا کہ شہر کے تمام غربار و مساکین سیر ہو کر کھاتے تھے۔ خادم مطبخ خرچ یومیہ کیلئے دست بستہ عرض کرتا۔ آپ مصلے کا گوشہ اٹھا کر فرماتے جس قدر آپکے خرچ کیواسطے درکار ہو لے لے۔ وہ موافق مقدار لے لیتا اور کھانا پکوا کر غربار و مساکین کو تقسیم کرتا۔ علاوہ ازیں آپکے یہاں سے درویشوں کا وظیفہ بھی جاری تھا۔ چنانچہ آج تک آپکی درگاہ میں روزانہ لنگر اور وظائف کا سلسلہ جاری ہے

آداب بزرگان آپ اپنی عمر سے زیادہ عمر والوں کی تعظیم کرتے تھے۔ اور انہیں سلام کیا کرتے تھے [4]

مخلوق نوازی آپ غربار اور محتاجوں کی امداد فرماتے تھے۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اپنے محلے کی بیوگان اور بوڑھی عورتوں کی روزانہ صبح نماز فجر کے بعد خبر گیری فرماتے تھے۔ اور ان کے کاموں میں ان کی مدد فرماتے تھے [5]

معاشرت مقدس

قوت بسری ابتدا میں آپ باغ اور پن چکی کی آمدنی سے قوت بسری فرماتے تھے سفر میں تیر کمان اور چقماق ساتھ رکھتے تھے اور شکار سے گذر اوقات فرماتے تھے [6]

لباس مبارک آپکا لباس جامہ دوتائی تھا یہ بخیہ کی ہوتی تھی جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی نے آپسے بیعت ارادت کی تو آپنے وہ دو ہر حضرات قطب الاقطاب کو عطا فرمائی بعد ازاں دہی دوہر قطب الاقطاب نے حضرت بابا فرید گنجشکر اور بابا فرید نے حضرت شیخ المشائخ نظام الدین والاولیا اور شیخ المشائخ نے

---

۱ مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۸۳ و احسن السیر ص ۱۳۹-۱۴۰ ۲ دیکھو دلیل العارفین ص ۱۵-۱۹ ۳ دیکھو مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۸۳ -
۴ بحوالہ سینٹ آف اجمیر ص ۲۲ ۵ بحوالہ سابق ۶ دیکھو مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۷۷-۲۸۱

Marfat.com

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو عطا فرمائی ہے[1]

جب کوئی کپڑا کہیں سے پھٹ جاتا تو جس قسم کا بھی پاک کپڑا میسر آتا بلا تامل اس کا پیوند لگا لیتے آپ کا لباس اکثر پیوند دار ہوتا تھا ہے[2]

معمولاتِ سفر آپ سفر میں عموماً ایک درویش سے زیادہ کو ساتھ نہیں رکھتے تھے۔ اکثر گورستان یا غیر آباد مقام میں قیام فرماتے تھے جہاں کچھ شہرت ہو جاتی وہاں توقف نہ فرماتے

خوراک آپکی خوراک شکار کا گوشت اور خشک روٹی پانی میں تر کردہ تھی ہے[3]

طرزِ سکونت جب آپ وارد اجمیر ہوئے تو پہلے لب آنا ساگر سدا بہار پہاڑی کی ایک گپھا میں قیام فرمایا

ظہورِ اسلام بملک ہندوستان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نبوت و ولایت دونوں مناصب جلیلہ کی حامل ہے اور تمام کمالات صوری و معنوی سے مزین ہے۔ آپکے ورثے سے علم شریعت علمائے ظاہر کے حصہ میں آیا اور علم لدنی کا گنج مخفی اولیاء اللہ نے پایا۔ علمائے ظاہر نے دلائل اور براہین پیش کر کے تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دی۔ اولیاء اللہ کے فیض صحبت سے بمشاہدہ کشف و کرامات لوگ خود بخود ایمان لائے۔

اگرچہ تبلیغ اسلام کیلئے نہ کبھی آپنے تلوار اٹھائی نہ برسر منبر کوئی وعظ کہا مگر لوگ آپکے فیض صحبت سے خود بخود مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان میں اس گروہ کے افراد بھی تھے جو چھوت چھات کی وجہ سے مسلمانوں کی پرچھائیں تک سے پرہیز کرتے تھے۔ نہ آپکی زبان فارسی جانتے تھے نہ وہ پہلے سے آپکی شخصیت اور آپکے نیک کردار سے واقفیت رکھتے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ نووارد شخص کون ہیں اور کس خصلت کے ہیں تاہم وہ آپکے فیض صحبت سے متاثر ہو کر خود مشرف باسلام ہوئے اور ان خدمات کے پیش نظر آپنے ہند النبی اور نائب رسول فی الہند کے خطابات پائے۔

در جانشین نبی در یں عالم   غبطۂ مرسلان معین الدین، (مولف)

---

[1] فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۸۸ وتذکرۃ الاولیائے ہند صفحہ ۷ [2] دیکھو مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۱ [3] دیکھو مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۷۵ [4] دیکھو مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۷۷ - ۲۸۱ وغیرہ

Marfat.com

صاحب ماثر الکلام دفتر اول کے صفحہ ۱۰۶ پر لکھتے ہیں:۔

ترجمہ :۔ "سب سے پہلے اقلیم ہندوستان میں سلسلہ ولایت جاری کرنے اور شریعت و طریقت کے نشر کرنے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہے۔"

دلیل العارفین کے صفحہ ۵۴-۵۵ پر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ رحمۃ ارقام فرماتے ہیں:۔

ترجمہ :۔ "ہم (میں اور غریب نواز) اجمیر پہنچے ان دنوں اجمیر ہندوؤں کی ملکیت تھا (پرتھوی راج کی حکومت میں تھا) اور ان ہی کی آبادی سے معمور تھا وہاں ایسا اسلام نہ تھا (جیسا اب ہے) جب حضرت خواجہ غریب نواز کے قدم وہاں پہنچے تو اس قدر اسلام پھیلا جسکی حد نہیں۔"

سیر العارفین کے صفحہ ۱۳ پر حضرت مولانا جمالی فرماتے ہیں:۔

ترجمہ :۔ "اس دیار (ہندوستان) کے بہت سے کفار نابدار ببرکت زبدۃ الاسرار (حضرت خواجہ غریب نواز) مشرف با سلام ہوئے۔ بہت سے وہ جو ایمان نہیں لائے وہ بھی بے حد نذر و فتوح آپکی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔"

وقایع شاہ معین الدین کے صفحہ ۲۴ پر بابو لال صاحب لکھتے ہیں:۔

ترجمہ :۔ "فوائد الفوائد" کی مجلس چہارم میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی ہدایت سے سات سو آدمی مشرف باسلام ہوئے اور بعض کے نزدیک اجمیر سے جاتے ہوئے ایک گاؤں میں یہ واقعہ پیش آیا۔"

یہ سلسلہ اشاعت آپکے وصال کے بعد بھی جاری رہا۔ اب تک آپ کے اہل سلسلہ کے فیض صحبت سے لوگ مستفیض ہو رہے ہیں۔ آپکے فیض صحبت سے لوگ نہ صرف مشرف با سلام ہوتے تھے بلکہ علم معرفت سے بھی مالا مال ہو کر خدا رسیدہ اور عارفان کامل ہو جاتے تھے۔ آپ ایسے جلیل القدر مبلغ انسانیت تھے کہ ہزارہا لوگ آپ کے فیض باطنی سے انسان کامل ہو گئے۔

آپکی محافل سماع غیر مانوس لوگوں کو مانوس بنانے میں بڑی حد تک کارفرما تھیں اور آپکے فیض صحبت سے مستفیض کر کے مشرف بہ اسلام اور اہل اللہ بنانے میں اعانت کرتی تھیں۔ اسی مصلحت سے دربار رسالت سے چشتی بزرگ کو ہندوستان بھیجا گیا کہ موسیقی کے دلدادہ اہل ملک قوالی سننے والے درویش کی صحبت سے آسانی مستفیض ہو سکیں

ہندوستان میں اسلام کیسے پھیلا

ہندوستان میں اسلام حقیقی طور پر حضرت خواجہ کے تصرف باطنی اور اخلاق حمیدہ اور فیوض روحانی کی وجہ سے پھیلا نہ کہ تلوار سے۔ اگر یہاں اسلام بزور شمشیر

Marfat.com

پھیلا ہوتا تو بنیئے بقال اور اچھوت اقوام میں سے کوئی آج شاہان اسلام کی تلوار کے زیر اثر اپنے آبائی مذہب پر قائم نہ ہوتا بلکہ یہ سب بہت پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے۔ کیونکہ یہی اقوام سب سے زیادہ امن پسند اور جنگ سے پرہیز کرنے والی مانی گئی ہیں مگر برخلاف اسکے بہادر راجپوت لاکھوں کی تعداد میں مسلمان نظر آتے ہیں۔ ان بہادر جانباز اور تلوار کے دھنی قوم کے افراد کیلئے ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہوئے۔

حضرت خواجہ کے فیض باطنی سے نہ صرف آپکی حیات ظاہری میں لوگ مشرف باسلام ہوتے بلکہ آپکے وصال کے بعد بھی آپکے تصرفات روحانی سے لوگ صرف عارف اور اہل اللہ ہی نہیں ہوئے بلکہ شرف باسلام بھی ہوئے۔ چنانچہ بقول مراۃ الانساب[1] راجہ پرتھوی راج کی تیرہویں پشت میں قصبہ منڈراج (علاقہ الور) کے راجہ بھام کے لپسر راؤ جی چاند بعہد فیروز شاہ سمت ۱۴۹۹ بکرمی میں مشرف باسلام ہوئے۔ بعد کی پشتوں میں راؤ معین الدین خاں ولد راؤ ادھو اور راؤ دولت خاں، راؤ فیروز خاں، راؤ عمر خاں، راؤ مبین خاں، راؤ اجمیر خاں، راؤ یوسف علیخاں مشرف باسلام نظر آتے ہیں۔ راؤ یوسف علیخاں بوجہ خاندانی اعزاز ریاست الور کے تعظیمی سرداروں میں تھے مندرجہ بالا افراد میں معین الدین خاں اور اجمیر خاں ناموں کے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے روحانی اثر کے تحت برشتہ عقیدت یہ نام رکھے گئے۔

ضرورت تبلیغ کے زیر اثر اردو کی ابتدا

غریب نواز کے ہمراہی اور خود حضرت خواجہ فارسی بولتے تھے اجمیر کی زبان مارواڑی تھی اور دیگر مقامات میں ہندوستانی میں بھاشا وغیرہ بولی جاتی تھی اس لئے صدق و معرفت کی تبلیغ اور دوسرے کاموں کی انجام دہی کے کچھ دن بعد فارسی بھاشا اور مارواڑی ملی ہوئی ایک زبان وجود میں آئی۔ اسکے ذریعے سے باشندگان ملک آپکا مقصد سمجھ لیتے تھے اور اپنا معروضہ آپکی خدمت میں پیش کرتے تھے

بعدازاں حضرت امیر خسرو کے زمانے تک میں بھاشا اور فارسی دونوں زبانوں کا رائج ہونا پایا جاتا ہے۔ آپکی شاعری میں یہ دونوں زبانیں موجود ہیں اور بعض عبارات میں مخلوط زبان یعنی اردو کی ابتدا نظر آتی ہے۔ لیکن باہر سے آئے ہوئے فارسی بولنے والے مسلمان اور بھاشا بولنے والے اہل ملک کے پیش نظر یہ قابل تسلیم ہے کہ خرید و فروخت اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے یہی مخلوط زبان کام میں لائی جاتی تھی۔ گو

---

[1] مراۃ الانساب صفحہ ۱۸۲ - ۱۸۳

دو کے نقشِ اوّل کے بعد یہ نقشِ دوم تھا۔ یہی زبان ترقی پذیر ہوکر جہانگیر کے زمانے میں لشکری ضروریات کا ذریعہ بنکر اردو کہلائی۔ پس اردو کے بانی حقیقی یا موجد اعظم حضور خواجہ غریب نواز ہیں اور اردو کا ...ٹا نا زندگی کے منافی ہے

آپ کی بعض تصانیف اور مذاقِ سخن

گنج اسرار :- یہ کتاب بزبان فارسی حضرت خواجہ نے اپنے مرشد کے حکم سے دہلی میں سلطان شمس الدین التمش کی تعلیم و تلقین کیلئے لکھی۔ زمانہ تالیف عہد شمس الدین (۶۰۷ھ تا ۶۳۳ھ) ہے بلکہ بعض روایات کے پیشِ نظر ان سنین کے بعد بھی اسمیں اضافہ کیا ہے۔ اس کتاب میں بزبان فارسی معرفت کی اعلیٰ ترین تعلیم دی گئی ہے۔ قرآن، احادیث اور بزرگان دین کے احوال و اقوال کے مطابق ظاہری و باطنی پاکیزگی کی تفصیل، مجازی اور حقیقی عبادات کی تشریح اور تصوف کے اعلیٰ مدارج کی تعلیم دی گئی ہے۔ کمیاب کتاب ہے۔

الہاماتِ خواجہ معین الدین یہ قلمی کتاب دیوبند کے کتب خانے میں ہے۔ بلند مضامین کی حامل ہے۔ اسکا رنگ نرالا ہے گویا خدا سے کلام کر رہے ہیں۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح نے کتاب کی ابتدا میں تحریر فرمایا ہے کہ جب مجھ سے خواجہ بزرگ نے الہامات لکھنے کا حکم فرمایا تو میں آپ سے رخصت ہوکر اپنی جگہ پہنچا تو رسول خدا (صلعم) کی زیارت ہوئی۔ آنحضرت (صلعم) نے ارشاد فرمایا "جو کچھ معین الدین کہتے ہیں لکھ تامل نہ کر۔" یہ فرمان سنکر دوڑ کر میں حضرت خواجہ کے پاس گیا، دیکھا کہ حضرت خواجہ بزرگ اسی طرح تشریف فرما ہیں۔ مجھے دیکھکر فرمایا "سرکار دوعالم نے حکم دیا تو آئے۔"

انیس الارواح حضرت خواجہ غریب نواز نے اسمیں اپنے پیر و مرشد کی مجالس کا حال لکھا ہے۔ یہ رسالہ بزبان فارسی ہے اردو میں اسکا ترجمہ ہوچکا ہے۔ اسکا تذکرہ پیچھے ہوچکا ہے اسکی بعض روایات میں کہیں کہیں سہو کتابت ہے اسکے مطبوعہ اور قلمی نسخے بکثرت دستیاب ہیں۔ "سراج المجالس" (ترجمہ خیر المجالس ص۳۵-۳۶) نہ صرف انیس الارواح بلکہ تمام ملفوظات خواجگان چشت (یعنی انیس الارواح مشتمل بر حالات مجالس حضرت خواجہ عثمان ہارونی مرتبہ خواجہ معین الدین و دلیل العارفین مشتمل بر حالات خواجہ معین الدین حسن مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و فوائد السالکین مشتمل بر حالات مجالس حضرت قطب الدین بختیار کاکی مرتبہ حضرت بابا فرید الدین گنجشکر و راحت القلوب مشتمل بر حالات مجالس حضرت فرید الدین گنجشکر مرتبہ نظام الدین اولیاء) کے متعلق حمید قلندر نے حضرت

Marfat.com

نصیر الدین چراغ دہلوی کا بیان لکھا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا خواجگان چشت نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ چونکہ ملفوظات خواجگان چشت میں بعض باتیں ان حضرات کے علم وارشاد کے منافی ہیں۔ اس لئے یہ ان حضرات کے ملفوظات نہیں ہیں مگر اس بیان کی تردید حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی ہی کے بعض ان بیانات سے ہوتی ہے جو آپکے مرید محب اللہ نے "مفتاح العاشقین" کے صفحہ ۹ و ۲۸ پر قلم بند کئے ہیں۔ ان بیانات سے ثابت ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ صاحب تصانیف ہیں۔ اور ان حضرات نے رسالے لکھے ہیں۔ چنانچہ موصوف ص۲۸ پر لکھتے ہیں "حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے فرمایا۔

"اے درویش! شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین کے رسالے میں میں نے دیکھا ہے" پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں: "حضرت خواجہ عثمان ہارونی اپنے رسالے میں لکھتے ہیں"

مزید برآں حضرت نظام الدین والاولیا کے بیان (مندرجہ افضل الفوائد مرتبہ امیر خسرو ص۸۸-۸۹) سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ امیر خسروؒ لکھتے ہیں "حضرت نظام الدین والاولیا نے فرمایا" شیخ معین الدین حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے جو فوائد سنتے تھے قلم بند کر لیتے تھے" پھر فرمایا "جب فرید الحق والدینؒ نے سنا کہ میں (نظام الدین) جو کچھ شیخ (بابا فرید گنجشکرؒ) کی زبانی سنتا ہوں قلمبند کر لیتا ہوں۔ پھر یہ حالت ہو گئی کہ آپ (بابا فریدؒ) جو کچھ میری غیر موجودگی میں فرماتے ہیں اسکا اعادہ میرے حاضر ہونے پر فرماتے"

صاحب سیر العارفین مولانا جمالی نے حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے مذکورہ بالا بیانات (مندرجہ خیر المجالس) سے متاثر ہو کر سیر العارفین میں جو کچھ لکھا ہے اسکا خلاصہ ہے کہ ناواقف معتقدین اور مجاورین نے بہت سی باتیں ملفوظات میں بڑھا دی ہیں جو ان حضرات یعنی خواجگان چشت کے اعمال واحوال کے مطابق نہیں ہیں۔ مولانا جمالی کی اس غلط فہمی کی اصلاح ذبیحہ گاؤ والی روایت (مندرجہ انیس الارواح) کی درستی ہو کر یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس قسم کی باتیں سہو کتابت پر مبنی ہیں مولانا جمالیؒ نے اپنے بیان میں خواجگان چشت کے صاحب تصانیف ہونے سے انکار نہیں کیا ہے۔ البتہ انکے مرتبہ رسائل میں بعض الحاقی بیانات ہونیکا خیال ظاہر کیا ہے۔

چنانچہ ذبیحہ گاؤ والی روایت (مندرجہ انیس الارواح مجلس یازدہم) پر بعض کا اعتراض ہے کہ ایسی غیر حدیث کو حدیث کہا گیا ہے۔ اس لئے یہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے علم وارشاد کے مطابق نہیں ہے۔ تحقیق کرنے پر ثابت ہوا کہ اس روایت میں بوجہ نقل در نقل سہو کتابت ہوا ہے۔ درمیانی حدیث لکھنے سے رہ گئی ہے۔ چنانچہ صحیح عبارت اسطرح ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "اول فیصلہ آدمیوں

Marfat.com

درمیان قیامت کے دن خونوں میں ہوگا[۱]۔ پس اہل سلوک کے نزدیک[۲] جو شخص چالیس گابل بسمل کرتا ہے اسکے ذمہ ایک گناہ کبیرہ لکھا جاتا ہے۔ ہر جانور کو نفس کی خواہش کیلئے مار ڈالنا ایسا ہے جیسے خانہ کعبہ ویران کرنے میں مدد کی بسوائے اس جگہ کے جہاں بسمل کرنا جائز ہو۔" آگے پھر الفاظ "اہل سلوک کے نزدیک"[۳] لکھنے سے رہ گئے ہیں۔ پوری عبارت اس طرح صحیح ہے۔ "اہل سلوک کے نزدیک جو شخص جانوروں کو آگ میں ڈالتا ہے وہ گویا اپنی ماں کے ساتھ زنا کرتا ہے۔

صاحب سبع سنابل لکھتے ہیں "خواجہ معین الدین سجزیؒ علم بر کمال داشت تصانیف خواجہ معین الدینؒ در اساس بسیار است"۔ سر العارفین کے ص۱۲۹ پر شیخ محمد ناگوری لکھتے ہیں: "آپ (حضرت خواجہ معین الدین) اعلیٰ درجے کے عالم تھے۔ آپکی تصانیف بڑے پایہ کی ہیں"۔

پس ہمارے نزدیک بھی صحیح ہے نہ کہ صرف حضرت خواجہ بزرگ بلکہ سب خواجگان چشت صاحب تصانیف ہیں۔ چنانچہ نہ صرف رسالہ جات خواجگان چشت بلکہ ہمارے پاس حضرت خواجہ بزرگ کی مصنفہ گنج اسرار رسالہ آفاق و انفس موجود ہیں اور رسالہ خواجہ معین الدین دیوبند کے کتب خانے میں اور رسالہ تصوف منظوم حیدرآباد کے کتب خانہ آصفیہ میں ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا دیوان اور مثنوی نیرنگ بھی کتب خانہ آصفیہ میں ہے۔ اور بابا فرید الدین گنجشکر کا مصنفہ رسالہ "موجود وجود" اور رسالہ "گفتار" بھی کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں موجود ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے اس فرمان (مندرجہ انیس الارواح ص۳) کے مطابق خواجگان جو کچھ اپنے پیران عظام سے سنتے تھے وہ لکھ لیتے تھے اور اپنے شجرہ طریقت کے ساتھ تبرکاً رکھتے۔ بایں وجہ اسکی عام اشاعت اس زمانہ میں نہیں ہوئی۔ نیز خواجگان چشت اسکو اپنی تصنیف نہیں سمجھتے تھے۔

کشف الاسرار المعروف بہ معراج الانوار | یہ رسالہ بھی غریب نواز نے طالبان کیلئے مرتب فرمایا ہے۔ یہ ہندوستان میں تشریف لانے کے بعد لکھا گیا ہے کیونکہ اسمیں بعض اصطلاحات کا ہندی نام بھی درج کیا گیا ہے۔ اسمیں چہار دم، حبس دم، اور ذکر خفی کی تعلیم دی گئی ہے۔

رسالہ تصوف منظوم | یہ بھی غریب نواز کی تصنیف ہے اسکا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔ اس سے آپکی شاعری اور تعلیم تصوف پر کافی روشنی پڑتی ہے

[۱] یہ حدیث مسلم کے حوالے سے مشارق الانوار کے ص۵۴۵ پر مرقوم ہے [۲] اس مقام پر الفاظ اہل سلوک کے نزدیک ہوا لکھنے سے رہ گئے ہیں۔ [۳] اس مقام پر الفاظ اہل سلوک کے نزدیک ہوا لکھنے سے رہ گئے ہیں۔

Marfat.com

رسالہ آفاق و انفس یہ رسالہ بھی حضرت خواجہ کا مصنفہ ہے اسکا ایک قلمی نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہے۔

دیوان معین اس دیوان کے متعلق اہل قلم نے بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ بعض نے اسے صاحب معراج النبوت مولانا معین الدین (جنھیں بعض نے فراہی بعض نے ہروی یا ہراتی بعض نے کاشفی لکھا ہے) کا دیوان بتایا ہے۔ رسالہ "آستانہ" اجمیر کی بھی گذشتہ اشاعتوں میں اسے انھیں معین الدین کا دیوان بتایا گیا ہے۔ مگر پروفیسر محمود شیروانی نے رسالہ "اردو" کی اشاعت جولائی ۱۹۲۲ء میں اس دیوان کو خواجہ بزرگ اجمیری کا دیوان تسلیم نہیں کیا ہے۔ لیکن پروفیسر عبدالغنی نے اپنی کتاب "پری مغل پرشین ان انڈیا" میں اس دیوان کو حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کا دیوان مانا ہے مگر پروفیسر شیروانی مرحوم نے رسالہ "اردو" کی اشاعت جنوری ۱۹۴۲ء میں اسکی مخالفت کی ہے اور پروفیسر عبدالغنی اور پروفیسر شیروانی کے درمیان طویل بحث چھڑی۔ پروفیسر عبدالغنی نے بطور ضمیمہ "معارف" شائع کیا۔ اس رسالہ کا جواب الجواب اورنٹل کالج کے میگزین کی ۱۹۴۹ء و ۱۹۵۰ء کی تین مختلف اشاعتوں میں پروفیسر ابراہیم ڈار اسمٰعیل کالج بمبئی نے دیا اور اگست ۱۹۵۰ء کے رسالہ "اردو" میں بھی ان کا ایک مقابلہ دیوان خواجہ معین الدین چشتی کے عنوان سے شائع ہوا۔ پروفیسر محمود شیروانی مرحوم اور پروفیسر ابراہیم ڈار کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے "چونکہ مولانا معین الدین فراہی کی تصنیف "معارج النبوۃ" میں بہت سی ایسی غزلیں ہیں جو دیوان معین میں موجود ہیں، اس لئے دیوان معین مولانا معین الدین فراہی کے کلام کا انتخاب ہے۔"

مگر نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی کتاب "شمع انجمن" کے صفحہ ۴۲۶ پر لکھتے ہیں:۔

"معین الدین چشتی سنجری زبدۃ الاولیاء قدوۃ الاصفیاء از غایت شہرت محتاج ترجمہ نیست دیوانش بنظر در آمد ایں چند بیت از آنجا است

زبیش خویش برافگن نقاب دعویٰ را ۔۔۔ ببیں بدیدۂ صورت جمال معنی را
اے ترا بر طور دل ہر دم تجلائے دگر ۔۔۔ طالب دیدار تو ہر لحظہ موسائے دگر
من چہ گویم کہ مرا ناطقہ مدہوش آمد ۔۔۔ بردلم ضابطۂ عقل فراموش آمد
نکتہا دوش دلم گفت و شنید از لب یار ۔۔۔ کہ نہ ہرگز بزباں رفت و نہ در گوش آمد

یہ سب اشعار دیوان معین کی غزلیات میں موجود ہیں۔ کتاب گلشن کے صفحہ ۴۲۲ پر مرقوم ہے:۔

Marfat.com

معین مولانا معین الدین ہروی در علم و فضل و زہد و تقوی نادر المثل بود و در دقیقہ رسی و نکتہ یابی معقول و منقول عدیم البدیل کتاب "معارج النبوۃ" از تصنیف اوست . . . . از منظومات اوست"

چو من زبادہ شوق تو مست و بیخبرم   ہمہ جمال تو بینم بہر چہ می نگرم

اس مطلع کی غزل دیوان میں اور معارج النبوۃ میں موجود ہے۔

"معارج النبوۃ" کی ابتدا مولانا معین الدین نے جامع مسجد ہرات میں ۸۹۱ھ[1] میں کی اور محب اللہ مرید حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رسالہ "مفتاح العاشقین" کی مجلس ہفتم میں حسب ذیل بیان ارقام فرماتے ہیں۔

عبارت نسخہ قلمی مفتاح العاشقین مندرجہ مجلس ہفتم

"بندہ روئے بزمین آورد و التماس کرد کہ غزل شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والدین قدس سرہ العزیز یاد آمدہ است اگر فرمان شود بخوانم۔ فرمود "بخواں"، چوں دعا گو ایں غزل بخواند خواجہ بندہ نواز (خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی) ہائے ہائے بگفت دیگریست و فرمود کہ نیکو یاد داری بسیار استحسان فرمود"

ترجمہ مفتاح العاشقین مطبوعہ حجازی پریس لاہور

ص۱۸ مجلس ساتویں میں (محب اللہ مؤلف مفتاح العاشقین) نے آداب بجا لا کر التماس کیا کہ مجھے شیخ الاسلام خواجہ معین الدین قدس سرہ کا قول یاد ہے حکم ہو تو پڑھوں۔ خواجہ صاحب (حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی) نے فرمایا "پڑھو"، جب دعا گو (محب اللہ مولف مفتاح العاشقین) نے یہ (مندرجہ ذیل) نظم پڑھی تو خواجہ صاحب حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی زار زار روئے اور فرمایا "اے درویش تجھے اچھی طرح یاد ہے" اور بہت شاباشی دی۔

بقول مفتاح العاشقین مندرجہ ذیل غزل پڑھی گئی:۔

"از مطلع دل زد علم یک لمحہ از رخسار او   ذرہ ذرہ ایم در پردۂ انوار او ! ! !
بانکہ ذرات تنم ہر یک ہزاراں دیدہ شد   یک ذرہ ہم دیدہ نشد از پرتو رخسار او
حسنش چو آید جلوہ گر طاقت ندارد چشم تر   از دیدۂ دل کن نظر تا بنگری دیدار او
بگذار کوزے آب و گل در آ بقصر جان و دل   با سرے خود بین متصل سرے ہم از اسرار او
اظہار حسن دلبری می بیں ز ہر مہ پیکرے   پیدا ست در ہر مظہرے آں حسن و آں اظہار او
خواجہ کند در خود نظر اندیشہ ساز د از بشر   بازش کند زیر و زبر حیرانم اندر کار او
پر شد جہاں یکسر از و شد نیک و بد اظہار زو   مومن از و کافر از و در قید تو رونا را د

---

[1] دیکھو معارج النبوۃ ص۹

Marfat.com

ترسا ئیو بش تافتہ بوا زچلیپا یافتہ — زلف تو برہم تافتہ آں حلقۂ زنار او

مسکین معین در یک غزل برخواند اسرار ازل

بشنو کلام لم یزل در کسوت گفتار او

یہ غزل دیوان معین (مصنفہ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری) مطبوعہ مجتبائی پریس کانپور کے صفحہ ۶۹ پر موجود ہے۔
چونکہ حسب مسالک السالکین جلد دوم ص ۴۰۹ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کا وصال ۷۵۷ھ میں ہوا اور حسب تفصیل گزشتہ "معارج النبوۃ" کی ابتدا ۸۹۱ھ میں ہوئی یعنی حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی دیوان معین کی مندرجہ بالا غزل "معارج النبوۃ" لکھنے سے تقریباً ۱۳۴ سال پہلے سن چکے تھے۔ بایں وجہ دیوان معین خواجہ غریب نواز اجمیری کا دیوان ہے جو غریب نواز کے سال وفات (۶۲۷ھ) کے پیش نظر "معارج النبوۃ" لکھنے سے تقریباً ۲۶۴ سال قبل مرتب ہو چکا
جہاں آرا بنت شاہجہاں حضرت خواجہ اجمیری سے بہت زیادہ عقیدت رکھتی تھی۔ اسلئے بعض کے نزدیک مولانا معین الدین (ہراتی) کا دیوان حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے نام سے منسوب کرکے جہاں آرا بنت شاہجہاں پہلی بار پیش کیا گیا تاکہ اسکے اس حسن عقیدت سے جو حضرات خواجہ بزرگ سے اسے تھا خراج تحسین بصورت زر حاصل کیا جاتے۔

اس دیوان کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے دوسرا آستانہ عالیہ آگرہ میں ہے تیسرا قلمی نسخہ اودے پور میں نظام الدولہ نواب مردان علی خاں المتخلص بہ نظام سابق دیوان سرکار مارواڑ کے کتبخانہ میں ہے یہ نسخہ بجائے غزلیات مجتبائی پریس کانپور کے چھپے ہوئے دیوان کے مطابق ہے۔ اسمیں ایک مختصر دیباچہ تمہید بھی ہے جسکی نقل حسب ذیل ہے

نقل دیباچہ: "معین العالمین بہ چشت زمین مالک یوم الدین وبہ نستعین معین دین مبین خواجہ اولین وآخرین الحمد انصر انصر ھذا الدین صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

کتاب وفضل را دیباچہ راست

سواد نوک کلک خواجہ ماست

خلاصہ مطلب می آغاز در حالی ضمائر مہر نظائر اولو الالباب عالیجناب می سازد کہ دریں زمان تقدس نشان دیوان معرفت بنیان قطب سمائے عرفان خواجہ معین الملت والدین حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری سرہ العزیز تیمناً و تبرکاً برائے افادہ طالبین و افاضہ راغبین۔

حکیم قاضی حامد علی صاحب فیروزآبادی نے اودے پور جاکر خود دیباچہ تمہید پڑھے اور اپنے مکتوب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹ میں ان کی نقول مولف کے پاس روانہ کی۔

Marfat.com

ل تمہید بطور حاشیہ از قلم نواب مردان علی خاں :-

"آج تک کسی کو نہیں معلوم تھا کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز دیگر کمالات صوری و معنوی کیساتھ
ذوق شعر و سخن بھی رکھتے تھے۔ ایک شب میں نے بمقام لکھنؤ ۱۸۶۵ء میں رویائے صادقہ دیکھا کہ حضرت میرے
مکان پر تشریف لائے ہیں۔ میں نے کمال عجز و نیاز سے عرض کیا کہ حضور ایک نقش مجھکو بھی تبرکاً عنایت ہو۔ چنانچہ
حضرت نے نقش عنایت کیا۔ تعبیر اس خواب کی یہ ہوئی کہ قدیم کتبخانہ کے بکس میں یہ نسخہ کیمیا یعنی دیوان حضرت کا نکلا اس
پر مواہیر فیضی و ابوالفضل ثبت تھیں۔ معلوم ہوا کہ یہ کتب خانہ اکبر بادشاہ کے زمانے میں تھا۔ شہنشاہ ممدوح از بسکہ
معتقد خواجہ غریب نواز کا تھا۔ اس نے اپنے عہد دولت میں یہ بہم پہنچایا"!

دیوان معین کے اس نسخہ پر فیضی اور ابوالفضل کی مہریں ثبت ہونے سے ثابت ہے کہ یہ دیوان جہاں آرا
کے زمانہ سے بہت پہلے اکبر کے کتبخانہ میں پہنچ چکا تھا۔ اس لئے جہاں آرا کے سامنے اوّل مرتبہ اس کا بطور نادر تحفہ
پیش ہونا صحیح نہیں ہے۔

میلان کرنے سے معلوم ہوا کہ اس نسخہ میں وہی غزلیات ہیں جو اس مطبوعہ دیوان معین کے نسخہ میں ہیں
جو باہتمام محمد احمد علی مطبع رزاقی مجیدی کانپور میں ۱۳۲۷ھ میں طبع ہوا مگر جس نسخہ میں حسب تفصیل گذشتہ وہ غزل بھی
جو حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے سماعت فرمائی ہے وہ یقیناً حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کا کلام ہے۔

علاوہ ازیں بعض غزلیات دیوان (مطبوعہ مجتبائی پریس کانپور) میں ایسی موجود ہیں جن پر صاحب معارج النبوۃ نے
بھی لمولف یا قال عبد الضعیف وغیرہ لکھا ہے۔ ان مطلعوں کی غزلیات صاحب معارج النبوۃ کی ہو سکتی ہیں۔

قال العبد الضعیف :- چوں من زبادہ عشق تو مست بجزم
ہم جمال تو بینم بہر چہ در نگرم
(معارج النبوۃ ص۱۷ دیوان معین ص۹)

لمولف :- ہستی طلبا است زنور وجود او
کونین شبنمی است ز دریائے جود او
(معارج النبوۃ ص۲۸ دیوان معین ص...)

لمولف الکتاب :- کسے کہ عاشق و معشوق خویشتن ہمہ اوست
حریف خلوت ساقی انجمن ہمہ دست
(معارج النبوۃ ص۳۱ دیوان معین ص۱۱)

لمولف :- آتشے افروخت عشق و جسم جان من بسوخت
گفتم آہے بر کشم و زبان من بسوخت
(معارج النبوۃ ص۳۵ دیوان معین ...)

Marfat.com

لمولف الکتاب :- حمد یکه ہمچو بحر کرم بیکراں بود !
حمد یکه شکر نعمت ہردو جہاں بود (معارج البنوۃ صـ۳۹ دیوان معین صـ۱۴۰)

مگران کے علاوہ بعض غزلیات دیوان معین اور معارج البنوۃ دونوں میں موجود ہیں لیکن ان پر صاحب معارج البنوۃ نے لمولفہ یا اس قسم کی دوسری عبارت نہیں لکھی بلکہ ان پر صرف غزل لکھی ہے۔ پس ان مطلعوں کی غزلیات حضرت خواجہ اجمیری کی ہیں

غزل :- از مطلع دل ار زد علم یک لمحہ از رخسار او
شد ذرّہ ذرّہ ہستیم در پرتو دیدار او (معارج البنوۃ صـ۱۹ دیوان معین صـ۶۹ و مفتاح العاشقین صـ۱۸۱)

غزل :- گر آہ آتش بار من یک شعلہ بر بیروں زند
خرنیہا ست برابر زنقد علم و ادب (معارج البنوۃ صـ۲۷ دیوان معین صـ۲۲/۳۲)

غزل :- ایں آتش پنہاں علم بر گنبد گردوں زند
کجاست آہ سحر گاہ نالہ دل شب (معارج البنوۃ صـ۵۷ دیوان معین صـ۷)

ان کے علاوہ بعض غزلیات ایسی بھی ہیں جو دیوان میں موجود ہیں مگر معارج البنوۃ میں نہیں ہیں ایسی غزلیات بھی یقیناً حضرت خواجہ اجمیری کی ہیں پس بوجوہات مندرجہ بالا ہمارے نزدیک دیوان معین دراصل حضرت خواجہ اجمیری کے کلام کا مجموعہ ہے مگر اس میں صاحب معارج البنوۃ کی وہ غزلیات الحاقی ہیں جنکو موصوف نے از مولف لکھا ہے۔
صاحب آتشکدہ آذر نے صـ۲۶۴ پر ذیل کی دو رباعیات کو حضرت خواجہ اجمیری سے منسوب کیا ہے۔ مگر یہ دونوں اس نسخہ دیوان معین میں نہیں ہیں جسکی غزل حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے سماعت فرمائی ہے۔ ممکن ہے یہ رباعیات دیوان میں لکھنے سے رہ گئی ہوں بہت سے شاعروں کا بعض کلام انکے دیوان میں نہیں ہے مگر کلیات وغیرہ میں ملتا ہے۔

"عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند | معشوق کرشمہ کہ نیکوست کند
ما جرم و خطا کنیم و او لطف و عطا | ہر کس چیزے کہ لائق اوست کند"

"اے باج نبی بر سر تو تاج نبی | اے داد شہنشاہ ز تیغ تو باج نبی
اے تو کہ معراج تو بالاتر شد | یک قامت احمدی ز معراج نبی"

بعض حضرات ذیل کی رباعیات کو بھی حضرت خواجہ اجمیری سے منسوب کرتے ہیں :-

"شاہ است حسین بادشاہ است حسین | دیں است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید | حقا کہ بنائے لا الہ است حسین"

Marfat.com

"کارے کہ حسین اختیار سے کردی | درگلشنِ مصطفٰے بہار سے کردی
ازہیچ پیمبراں نیاید ایں کار | واللہ اے حسین کار سے کردی"

"اوصاف علی بگفت گو ممکن نیست | گنجائش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی را بواجبی کے دانم | الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

بعض تذکرہ نویسوں نے رسالہ موجودیہ حدیث المعارف، مکتوب نظاب اور طہارت نامہ کو بھی آپکی تصانیف لکھا ہے مگر یہ کتابیں تلاش بسیار اب تک ہمیں کہیں دستیاب ہو سکیں - صاحب سبع سنابل نے خراسان میں آپکی متعدد تصانیف کا ہونا بیان کیا ہے ممکن ہے وہاں مل جائیں -

آپ کی تعلیمات باللسان

تعلیمات بالمکالمہ :-

آپکی مجالس قدسیہ میں تعلیم و تلقین کا کام باتوں باتوں میں نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا جاتا تھا - خوش قسمت تھے وہ لوگ جو آپکی زبان فیض ترجمان سے پاکیزہ جملے اور بابرکت ارشادات اپنے کانوں سے سنتے تھے اور بمصداق "الصحبۃ تاثر" فیض صوری و معنوی حاصل کرتے تھے - اگرچہ وہ بالمشافہ فیض صحبت تو اب کہاں نصیب تاہم آپکے تصرفات باطنی اور فیوض روحانی کے زیر اثر آپ کی بابرکت مجالس کا ذکر بھی برکت سے خالی نہیں ہے -

آپ کی مجالس پاک میں فقیرانہ روش کے مطابق کسی شخص کو دو بدو کسی امر کا حکم یا ممانعت نہیں فرمائی جاتی تھی بلکہ آیات قرآنی، احادیث نبوی اور بزرگان دین کے اقوال و اعمال کا ذکر کر کے لوگوں کی اصلاح کیجاتی تھی جاضرین میں سے ہر شخص اپنے حالات کے مطابق مستفیض ہو جاتا تھا - ان مجالس میں شریعت، طریقت اور معرفت کیطرف لوگوں کو متوجہ کیا جاتا تھا - اوراد ایکی فرائض و سنت، ریاضت و مجاہدہ، پاکیزگی و خلوص، طہارت، صدق و صفا، خوف خدا، خدمت درویشاں اور دیگر اچھے کاموں کی طرف رغبت دلائی جاتی تھی - احادیث اور قرآنی آیات سے ثبوت دیا جاتا تھا - بزرگان دین کے اقوال معہ حوالہ کتب تائید اً بیان کیے جاتے تھے - اس سے آپکی علمیت کی بھی شان سامنے آجاتی تھی - ذیل میں مختصراً آپکے بعض ایسے کلمات نقل کیے جاتے ہیں جو آپنے اپنی زبان مبارک سے برسر مجلس ارشاد فرمائے اور خواجہ قطب صاحبؒ نے ان کو دلیل العارفین میں قلم بند کیا ہے -

Marfat.com

ترغیب خدمت مرشد

بر سر مجلس حضرت قطب الاقطاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ جب میں شیخ الاسلام سلطان المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نور اللہ مرقدہ سے پیوستہ ہوا اور ارادت کے ساتھ بیعت کا شرف پایا۔ آٹھ سال کی مدت تک مرشد کی خدمت گذاری میں ایک لمحہ نفس کو آسودگی نہ دی۔ جہاں حضرت مسافرت فرماتے دعاگو حضرت کا جامۂ خواب اور توشہ سفر سر پر لئے ہمرکاب رہتا۔ پیر و مرشد نے دعاگو کی یہ خدمت دیکھکر وہ نعمت عطا فرمائی جس کی حد نہیں۔ پھر فرمایا "جس نے پایا خدمت سے پایا" مرید کو چاہیئے کہ پیر کے فرمان سے ذرہ بھر تجاوز نہ کرے۔ مرشد جو کچھ نماز و اوراد و وظائف کیلئے فرمائے اس کو گوش و ہوش سے سنے اور اس پر عمل کرے تاکہ اس مقام پر پہنچے جہاں پیر و مرشد کا منشا ہے۔ پیر جس امر کی مرید کو ترغیب دے گا وہ حصول کمال کیلئے ہوگی"۔

بعد ازاں فرمایا "برادرم شیخ شہاب الدین سہروردی کا بھی یہی معاملہ ہے وہ بھی اپنے پیر کا سامان سفر سر پر رکھے ہوئے سفر حج میں جاتے تھے اور واپس آتے تھے۔ آخر انہوں نے وہ نعمت پائی جس کی انتہا نہیں۔ نہ اسکو سمجھ سکتے ہیں"۔

ترغیب ادائیگی فرض و سنت

فرمایا "امام فقیہہ ابو اللیث سمرقندی کی کتاب تبیر میں لکھا دیکھا گیا ہے کہ روزانہ ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے "جو شخص خدا کا فریضہ ادا نہیں کرتا ہے وہ خدا کی بخشش سے دور ہو جاتا ہے۔ دوسرا فرشتہ کہتا ہے جو رسول خدا کی سنت ترک کرتا ہے وہ آپ کی شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے۔

ترغیب طہارت

فرمایا "شرح عارفان میں آیا ہے کہ جو بندہ بہ طہارت سوتا ہے فرشتے اس کی روح کو زیر عرش لیجاتے ہیں حکم ایزدی ہوتا ہے کہ اسے نور کا خلعت پہناؤ۔ مگر جو بے طہارت سوتا ہے اس کی روح کو فرشتے آسمان اول سے گرا دیتے ہیں"[1]۔

ترغیب نشست بر مصلی بعد نماز فجر

لوح محفوظ پر لکھا ہے جو شخص صبح کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک جاء نماز پر بیٹھا رہے گا، ذکر حق میں مشغول رہے گا اور اشراق کی نماز ادا کرے گا اس کے سبب آدمی اگر ستر ہزار بھی ہوں گے بخشدیے جائیں گے۔ چنانچہ ایک کفن چور اسی نیکی کی وجہ سے بخشا گیا"۔

---

[1] دیکھو دلیل العارفین

Marfat.com

نماز

فرمایا ہ لوگ نماز میں منزل گاہ عزت کے قریب ہوتے ہیں کیوں کہ نماز مومن کی معراج ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "الصلوٰۃ معراج المومنین"۔ یعنی نماز مومن معراج ہے پھر فرمایا، نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے "المصلی ... ربہ" اس موقعہ پر بندہ علی قدر حضوری قلب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔"

اس موقعہ پر یہ بھی فرمایا " بخارا میں میں نے دستار بندوں سے یہ حکایت سنی ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے سرور عالم ... عالم رویا میں) دیکھا کہ آپ ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور وہ رکوع اور سجدے کا حق پورا نہیں کرتا۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا، کہ تو کتنے روز سے اسطرح نماز پڑھتا ہے؟" اس نے عرض کیا، چالیس سال سے۔" آنحضرت نے ارشاد فرمایا،" اس چالیس سال کے عرصہ میں تمہاری کوئی نماز نہیں ہوئی۔ اس درمیان میں اگر تم مرجاتے تو میری سنت پر نہ ہوتے۔"

پھر فرمایا، میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے سنا ہے کہ کل قیامت کے دن انبیاء، اولیاء اور مسلمانوں سے نماز کا حساب ہوگا۔ پس جو نماز سے عہدہ برآ ہوگا خلاصی پائے گا جو اسکے جواب سے قاصر رہے گا عذاب دوزخ میں مبتلا ہوگا[1]۔"

وقت پر اور صحیح طور سے نماز ادا کرنیکی ترغیب

ارشاد فرمایا کہ، کیسے ہیں وہ مسلمان جو وقت پر نماز ادا نہیں کرتے اور اسقدر دیر کرتے ہیں کہ وقت گذر جاتا ہے" پھر فرمایا کہ " میرا گذر ایک ایسے شہر میں ہوا جہاں یہ رسم تھی کہ وقت سے پہلے لوگ نماز کیلئے تیار ہو جاتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اسمیں کیا حکمت ہے کہ تم وقت سے پہلے ہی تیار ہو جاتے ہو؟" کہنے لگے " مطلب یہ ہے کہ جب وقت ہو جائے تو فوراً نماز ادا کرلیں۔ اگر تیار نہ ہوں گے تو شاید وقت گذر جائے پھر یہ منہ رسول خدا کو کس طرح دکھا سکیں گے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے "عجلوا بالتوبۃ قبل الموت وعجلوا بالصلوٰۃ قبل الفوت" یعنی موت سے پہلے توبہ کیلئے جلدی کرو اور نماز فوت ہونے سے پہلے نماز کیلئے جلدی کرو۔"

پھر فرمایا کہ، مولانا حسام محمد بخاری سے (جو میرے استاد تھے) سنا ہے کہ رسول خدا فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ نماز فریضہ میں اس قدر دیر کیجئے کہ وقت گذر جائے اور پھر وہ نمازیں اکٹھی ادا کی جائیں۔"

... بوجہ کتابت بریکٹ کے اندر کی عبارت نہیں لکھی گئی۔ [1] دلیل العارفین ص۹ [2] ترجمہ دلیل العارفین ص ...

پھر فرمایا کہ "میں نے فقہ ہدایہ میں شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی حدیث دیکھی ہے:۔

" اسفروا بالفجر فانہ اعظم الاجر" یعنی صبح کی نماز سپیدی میں ادا کرو کہ ثواب زیادہ ہو۔" ظہر کی نماز میں سنت طریقہ یہ ہے کہ اس قدر تاخیر کیجائے کہ ہوا سرد ہو جائے اور موسم سرما میں جب سایہ ڈھل جائے تو ادا کی جائے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے " فابردوا بالظھر فان شدۃ الحر من فیح جھنم" یعنی گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت ادا کرو۔"

ترغیب صدقہ

فرمایا کہ "جو بھوکوں کو سیر کرتا ہے اسکے اور دوزخ کے درمیان سات حجاب پیدا ہو جاتے ہیں۔" فرمایا کہ "جو بھوکے کو کھانا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہزار حاجتیں پوری کرتا ہے اس کو دوزخ سے خلاصی ملتی ہے۔ بہشت میں اس کے لئے ایک محل تیار ہوتا ہے۔"

ترغیب شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت

فرمایا" راستہ چلنے والوں کیلئے اول راہ شریعت ہے جب طالبان راہ شریعت میں ثابت قدم رہیں اور فرمان شریعت بجالائیں اور ذرہ بھر تجاوز و تفاوت نہ کریں تب طریقت تک پہنچتے ہیں۔ جب اس مرتبہ پر قائم رہتے ہیں اور فرمان طریقت مطابق سنت سابقین بجالاتے ہیں اور کسی وقت اس سے تجاوز نہیں کرتے تب وہ مرتبہ معرفت تک پہنچتے ہیں اور اس مقام کی شناخت اور جگہ سے خبردار ہوتے ہیں روشنائی پیدا ہو جاتی ہے جب اس مقام پر ثابت قدم رہتے ہیں تو مرتبہ چہارم میں گذرتا ہے اور وہ مرتبہ حقیقت ہے اس مقام پر پہنچنے کے بعد جو کچھ مانگا جاتا ہے وہ حاصل ہوتا ہے۔"

ترغیب صدق و ترک دروغ گوئی

فرمایا "جس نے جھوٹی قسم کھائی اس نے گویا اپنے گھر کو ویران کیا۔ اسکے یہاں سے خیر و برکت اٹھ جاتی ہے۔"

ترغیب عشق صادق

ایک دن مجلس عالیہ میں شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ اجل شیرازی شیخ سیف الدین باخرزی موجود تھے۔ صدق محبت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے جسپر دوست بلا نازل کرے اور وہ اس کو بعزت قبول کرے۔ پھر شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے جس پر شوق و اشتیاق اسقدر غالب ہو کہ اگر سو ہزار تلواریں بھی اسکے سر پر پڑیں تب بھی اسے خبر نہ ہو۔ بعد ازاں خواجہ اجل شیرازیؒ

۱؎ ترجمہ دلیل العارفین صلا

Marfat.com

فرمایا کہ ”مولا کی دوستی میں صادق وہ ہے جس کو ذرہ ذرہ کر کے آگ میں جلائیں تب بھی وہ دم نہ مارے۔“ شاہ
سیف الدین باخرزیؒ نے فرمایا کہ (عشق میں) ”صادق وہ ہے جس پر ہمیشہ ضربیں لگائی جائیں مگر وہ مشاہدہ
دوست کو فراموش نہ کرے اور ضربوں سے متاثر نہ ہو۔“

قہقہہ سے باز رہنے کی ترغیب

مجلس میں ہنسنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی فرمایا کہ ”اہل سلوک میں قہقہہ ایک گناہ کبیرہ ہے۔“ پھر فرمایا کہ ”خندہ قہقہہ (شرعاً)
جائز تو ہے لیکن قبرستان میں نہ چاہیئے کیونکہ وہ عبرت کا مقام ہے نہ کہ کھیل کود کا۔

ترغیب خوف

فرمایا کہ ”بزرگان طریقت میں سے ایک خواجہ فتح موصلی تھے وہ آٹھ سال تک روتے رہے
چنانچہ ان کے رخساروں پر گوشت و پوست نہ رہا۔ جب ان کی وفات کے بعد ان کو خواب
میں دیکھا گیا تو ان سے دریافت کیا کہ ”اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟“ جواب دیا کہ ”بخشدیا“، جب
مجھے اوپر لے گئے اور عرش کے نیچے پہنچے تو میں نے سجدہ کیا، لیکن ڈرتا تھا اور کانپتا تھا آواز آئی کہ ”اے
فتح تو اسقدر کیوں روتا ہے کیا میرا غفار رہنا تجھے معلوم نہیں“، انہوں نے عرض کیا کہ ”پروردگار مجھے تو معلوم تھا
لیکن عذاب قبر اور ملک الموت کی سختی سے ڈر کر روتا تھا کہ اس تنگ لحد میں میری کیا حالت ہو گی۔“ بعد ازاں حکم ہوا
چونکہ یہ اس سے ڈرتا تھا واپس لیجاؤ میں نے اسے خوف سے رہائی دی اور بخشدیا۔“

مسلمانوں کو نہ ستانے کی ترغیب

اہل سلوک کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے اور اس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں کہ کسی مسلمان کو کوئی بلا وجہ ستائے اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے ”الذین یؤذون المومنین بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا“، یہ عمل اللہ اور رسول کی ناراضگی کا
باعث ہے اس موقعہ پر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ”کسی زمانے میں ایک بادشاہ نے ظلم پر کمر باندھی اور بلا وجہ بندگان خدا کو
تنگ کرنا اور ستانا اختیار کیا ایک مدت کے بعد لوگوں نے اسے بغداد کی مسجد کنکری میں کھڑا دیکھا اس کے سر اور ریش کے بال
پراگندہ اور خاک آلود تھے تمام شان و شوکت ختم ہو گئی تھی۔ جسم پر خاک تھی ایک شخص نے اسے پہچان کر دریافت کیا کہ ”تو وہی
بادشاہ ہے جو مکہ میں لوگوں پر ظلم کیا کرتا تھا؟“، وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا ”تو مجھ کو کہاں سے پہچانتا ہے اور میرا
تعلق کیا جانتا ہے؟“، اس نے کہا ”میں نے تجھے نعمت اور دولت کی حالت میں دیکھا ہے۔ خدا کے بندوں کو تو
معاف نہیں کرتا تھا ظلم و تعدی کا ہاتھ تو نے دراز کیا تھا اس نے کہا ”ہاں ان ایام میں میں نے بلا وجہ لوگوں کو
رنج پہنچایا تھا۔ مخلوق پر جو ستم کئے تھے ان کی یہ سزا دیکھی۔“

ترکِ دنیا و مافیہا کی ترغیب

مشائخ طبقات و اولیائے صفات طریقت اماماں دین اور خواجگان معرفت دنیا و مافیہا سے بیزار ہیں۔ انھیں حیرت و ہیبت کا عذاب دکھائی دیتا ہے۔

لوگوں کو برائی سے روکنے کی ترغیب

فرمایا "ایک وقت میں نے بغداد میں دجلہ کے کنارے ایک صومعہ دیکھا ایمیں ایک بزرگ رہا کرتے تھے میں نے صومعہ میں داخل ہو کر انھیں سلام کیا ان بزرگ نے اشارہ سے سلام کا جواب دیا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر میری طرف منہ کر کے کہنے لگے "اے درویش! پچاس برس ہوئے مخلوق سے کنارہ کر کے اس جگہ عزلت گزیں ہوا ہوں۔ جس طرح تم مسافرت پر ہو اسی طرح میں بھی سیاحت کرتا ہوا ایک شہر میں پہنچا وہاں میں نے دیکھا ایک دنیادار لوگوں کو بہت ستا رہا تھا میں نے اس سے کچھ نہ کہا اور نہ اس کو اس فعل سے باز رکھا بلکہ چشم پوشی کی۔ غیب سے آواز آئی کہ "اے درویش! اگر تو خدا کیلئے اس دنیادار سے یہ کہہ دیتا کہ ظلم و زیادتی سے باز آ۔ تو تیرا کیا بگڑ جاتا؟" لیکن تو اس بات سے ڈرا کہ دنیادار تیرے ساتھ سلوک ہونا بند کر دے گا" وہ بزرگ کہنے لگے کہ "جب سے آواز نی ہے غایت شرمندگی سے اس صومعہ میں معتکف ہوں۔ یہاں سے پاؤں باہر نہیں نکالا اس اندیشہ میں مبتلا ہوں کہ کل قیامت کے دن اگر اس معاملہ کی پرسش کیگی تو کیا جواب دوں گا۔ پس اے درویش اس دن سے میں نے قسم کھائی ہے کہ کہیں نہ جاؤں گا تاکہ نہ کچھ دیکھوں نہ قیامت کے دن گواہ بننا پڑے" بعد ازاں مغرب کی نماز کا وقت آگیا اور ایک کاسہ آشام دو جو کی روٹیاں اور ایک کوزہ پانی کا ہوا سے پیدا ہوا اور ان بزرگ اور دعا گو (حضرت خواجہ) نے افطار کیا"

ترغیب ذوق و شوق

فرمایا کہ "ابراہیم خواص کا گذر ایک جماعت میں ہوا یہ لوگ ذکر خدا میں مشغول تھے جب حضرت ابراہیم نے خدائے عز و جل کا نام سنا ایسا شوق و ذوق پیدا ہوا کہ بیہوش و مستغرق ہو کر رقص کرنے لگے۔ ہر بار جب ہوش میں آتے خدا کا نام لیتے پھر عالم بیہوشی میں مستغرق ہو جاتے۔ سات شبانہ روز اسی حالت میں رہے پھر جب ہوش آیا تجدید وضو کر کے دوگانہ ادا کیا اور سجدہ میں سر رکھ کر یا اللہ کہا پھر سر نہ اٹھایا اور واصل بحق ہوئے

والدین اور اولاد کیساتھ نیک سلوک کی ترغیب

فرمایا کہ "اہل سلوک کے نزدیک پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے اوّل اپنے ماں باپ کا اور فرزندوں کا دیکھنا عبادت ہے۔ چونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو اولاد اپنے ماں باپ کی زیارت خدا کی خوشنودی کیلئے کرتی ہے۔

Marfat.com

کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور جو فرزند اپنے والدین کے پاؤں چومے حق تعالیٰ اسکے نامۂ اعمال میں ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور اسے بخشدیتا ہے۔" بعد ازاں فرمایا کہ "ایک فاسق جوان کا فوت ہوا اسے خواب میں دیکھا گیا کہ حاجیوں کے ساتھ بہشت میں ٹہل رہا ہے لوگوں کو اس پر تعجب ہوا جب دریافت کیا تو جوان نے کہا کہ "میری بڑھیا ماں تھی جب میں گھر سے نکلتا تو اسکے قدموں پہ سر رکھدیتا اور وہ دعا دیتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے بخشے اور حج کا ثواب عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول کی اور مجھے بخشدیا۔ اب میں حاجیوں کے ساتھ بہشت میں ٹہل رہا ہوں۔"

احترام وتلاوتِ قرآن کی ترغیب

پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ "میں نے شرح اولیا میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص کلام اللہ کیطرف دیکھتا ہے اور پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دو ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایک قرآن شریف پڑھنے کا دوسرا دیکھنے کا۔" اسے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں اور دس بدیاں مٹائی جاتی ہیں۔ اس موقعہ پر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے عرض کیا کہ "کلام مجید لشکر یا سفر میں ہمراہ لیجا سکتے ہیں یا نہیں؟" فرمایا "شروع اسلام میں چونکہ کفار کا غلبہ تھا اسلئے رسول خدا کلام مجید ہمراہ نہیں لیجایا کرتے تھے کہ مبادا کفار کے ہاتھ آجائے اور وہ اسکی بےحرمتی کریں لیکن جب اسلام کا غلبہ ہوا تو آنحضرت ساتھ لیجایا کرتے تھے"

ترغیبِ احترام ودوستی علماء ومشائخین

فرمایا "تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص علماء کی طرف (عزت کی نظر سے) دیکھے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اس کیلئے بخشش مانگتا رہتا ہے۔ جس شخص کے دل میں علماء ومشائخین کی محبت ہو اس کے نامۂ اعمال میں ہزار سالہ عبادت لکھی جاتی ہے۔ اگر اس حالت میں مرجاتے تو اسے علماء کا درجہ ملتا ہے اور اس کا مقام علیین ہوتا ہے۔"

پھر فرمایا "فتاویٰ ظہیریہ میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ رسول خدا فرماتے ہیں کہ جو شخص علماء کے پاس آمد ورفت رکھے اور سات دن ان کی خدمت کرے اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ بخشدیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکیاں اسکے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے۔ اور ایسی نیکی لکھی جاتی ہے کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کھڑے ہو کر عبادت میں گذارے۔

۱؎ دلیل العارفین فارسی ص۲۱

Marfat.com

ترغیبِ زیارتِ کعبہ

فرمایا "چوتھا مرتبہ خانہ کعبہ کا دیکھنا ہے۔ رسول خدا نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کا دیکھنا عبادت ہے، زیارت کریگا عبادت میں داخل ہوگا۔ اس کی زیارت سے ہزار سال کی عبادت اور حج کا ثواب دیکھنے والے کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور اسے اولیاء کا درجہ نصیب ہوگا۔"

ترغیبِ زیارت و خدمت اور اطاعتِ مرشد

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ "پانچواں مرتبہ اپنے پیر کو دیکھنا اور انکی خدمت کرنا ہے۔ میں نے معرفۃ المریدین میں لکھا دیکھا ہے کہ شیخ عثمان ہارونی فرماتے ہیں "جو شخص اپنے پیر کی خدمت کماحقہ ایک روز بجالاتے اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں ہزار مروارید کی محل عطا فرمائے گا اور ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائیگا
بعد ازاں فرمایا کہ "مرید کو لازم ہے کہ جو کچھ پیر کی زبان سے سنے اس پر بہ کوشش عمل کرے اور پیر کی خدمت بجالائے حاضر خدمت رہے اگر متواتر خدمت بجا نہ لا سکے تو کم از کم کوشش ہی کرے۔"

اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ "ایک مرتبہ کسی زاہد نے سو سال تک اسطرح خدا کی عبادت کی کہ دن کو روزہ رکھا اور رات کو کھڑا رہا کسی وقت یاد الٰہی سے غافل نہ رہتا جو اس کے پاس آتا اسے نصیحت کرتا کہتا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" یعنی بندوں کو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ کھانا پینے اور غافل رہنے کیلئے پس اے مسلمانو! ہمیں لازم ہے کہ عبادت وطاعتِ الٰہی میں مشغول رہیں۔ الغرض جب زاہد فوت ہوا تو اسے کسی نے خواب میں دیکھکر پوچھا کہ "اللہ تعالیٰ نے تم سے کیسا برتاؤ کیا؟" کہا "بخشدیا" پوچھا "کس فعل کے سبب" کہا "میں دن رات بیدار رہتا تھا کسی وقت آرام نہیں لیتا تھا مگر یہ عمل اللہ نے پسند نہ فرمایا بلکہ میری بخشش کا سبب یہ ہوا کہ میں اپنے پیر کی خدمت کیا کرتا تھا اسلئے یہ حکم باری تعالیٰ ہوا "چونکہ تم نے اپنے پیر کی خدمت میں کوتاہی نہیں کی اسلئے ہم نے بخشدیا۔"

ترغیبِ بیعت

اس موقعہ پر حضرت خواجہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ "صدیق، اولیا، اور مشائخین وغیرہ کو ایسی حالت میں مبعوث کیا جائیگا کہ انکے کاندھوں پر گدڑیاں ہوں گی اور ہر گدڑی میں لاکھوں دھاگے ہوں گے ان کے مرید اور فرزندان آکر دھاگوں میں لٹک جائیں گے۔ اور ایک ایک دھاگہ مضبوط پکڑ لیں گے۔ جب خلق خدا حشر قیامت سے فارغ ہو جائیگی تو اللہ تعالیٰ انھیں قوت عطا فرمائیگا وہ پل صراط پر پہنچ جائیں گے۔ اس گدڑی کے وسیلہ سے مریدین اور فرزندان تیس ہزار سالہ راہ اور

Marfat.com

قیامت کے عذابوں سے گذر کر بہ آسانی بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ مجال نہیں جوان پر سختی لاحق ہو۔"

خدمتِ خلق کی ترغیب

فرمایا "خدا کے نزدیک اس سے بہتر کوئی طاعت نہیں ہے" قطب الاقطاب نے عرض کیا "وہ کون سی طاعت ہے؟" فرمایا "عاجزوں کی فریاد رسی، حاجت مندوں کی حاجت برآری اور بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ ان سے بڑھ کر اور کوئی نیک کام نہیں"

اوراد و وظائف ناغہ نہ کرنیکی ترغیب

فرمایا "جو شخص کوئی ورد مقرر کرے اسے روزانہ پڑھتا رہے اگر دن میں نہ پڑھ سکے تو رات کو پڑھ لے لیکن پڑھنا ضرور چاہیئے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ ورد کا تارک لعنتی ہے، پھر اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی:-

ایک مرتبہ مولانا رضی الدین گھوڑے پر سے گر پڑے اور پاؤں میں چوٹ آ گئی جب گھر آئے تو سوچا کہ یہ بلا مجھ پر کیسے آئی یاد آگیا کہ صبح کی نماز کے فرضوں کے بعد سورہ یٰسین پڑھا کرتا تھا وہ آج نہیں پڑھی" پھر اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ خواجہ عبداللہ مبارک سے ایک مرتبہ وظیفہ ناغہ ہو گیا اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ "اے عبداللہ جو عہد تو نے ہم سے کیا تھا وہ شاید تو بھول گیا یعنی آج وظیفہ نہیں پڑھا"

پھر فرمایا انبیاء، اولیاء، مشائخین، اور مردان خدا کا جو وظیفہ ہوتا ہے وہ برابر پڑھتے رہتے ہیں اور جو کچھ پیران عظام سے سنتے ہیں بجا لاتے ہیں پھر فرمایا جو اوراد ہمارے خواجگان سے منقول ہیں وہ ہم پڑھتے ہیں تم بھی پڑھو

عشق و سلوک و معرفت کی ترغیب

فرمایا "بعض مشائخ نے سلوک کے سو درجے مقرر کئے ہیں سترواں درجہ کشف و کرامات کا ہے جو شخص اپنے آپکو سترویں درجہ میں ظاہر کر دے گا وہ بقیہ تراسی کس طرح حاصل کرے گا؟ سالک کو چاہیئے کہ جب تک پورے سو درجے طے نہ کرلے اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے"

پھر فرمایا کہ "خواجگان چشت میں سے بعض نے پندرہ درجے مقرر کئے ہیں ان میں پانچواں کشف و کرامات کا ہے۔ ہمارے خواجگان فرماتے ہیں کہ جب تک پندرہویں درجہ تک نہ پہنچے اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے"

پھر فرمایا کہ "سلوک کی بابت لکھا ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ جنید بغدادی سے پوچھا گیا کہ آپ دیدار کیوں نہیں چاہتے؟ اگر آپ چاہیں تو ضرور میسر آئے" فرمایا کہ "میں یہ نہیں چاہتا کہ موسیٰ علیہ السلام کیطرح مانگوں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح بے مانگے ملے۔ پس بندہ کو خواہش سے کیا واسطہ۔ اگر وہ اس کے لائق

Marfat.com

ہوگا تو خود ہی حجاب اٹھا دیے جائیں گے اور تجلی ہوگی۔ پس کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہش کریں۔

بعدازاں فرمایا کہ "ایک مرتبہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ مقام قرب میں پہنچے تو غیب سے آواز آئی کہ "اے بایزید! آج تیری درخواست اور ہماری بخشش کا وقت ہے جو چاہے مانگ ہم عطا کریں گے"۔ حضرت بایزید نے سربسجدہ ہوکر عرض کیا کہ بندہ کو خواہش سے کیا واسطہ جو بادشاہ سے عطا ہوگا اس پر بندہ راضی ہے"۔ آواز آئی "اے بایزید! ہم نے تجھے آخرت دی"۔ عرض کیا "وہ دوستان الٰہی کا قید خانہ ہے"۔ پھر آواز آئی "اے بایزید! ہم نے بہشت ودوزخ، عرش وکرسی اور جو کچھ ہماری ملک ہے وہ سب تجھے دیا"۔ عرض کیا "نہیں"۔ آواز آئی "پھر تیرا مطلب کیا ہے"؟ عرض کیا "اے پروردگار تجھے خود معلوم ہے"۔ آواز آئی کہ "اے بایزید کیا تو ہمیں طلب کرتا ہے؟ اگر میں تیری طلب کروں تو پھر تو کیا کرے"؟ یہ آواز سن کر عرض کیا "مجھے تیری قسم اگر تو مجھے طلب کرے تو قیامت کے دن جب میرا حشر ہو تو دوزخ کے پاس کھڑے ہوکر ایک ہی آہ سے دوزخ کی آگ کو نابود کردوں کیوں کہ محبت کی آگ کے مقابلے میں دوزخ کی آگ کچھ حقیقت نہیں رکھتی"۔ جب یہ قسم کھائی تو آواز آئی کہ "اے بایزید! جو کچھ تو چاہتا تھا وہ تجھے مل گیا۔

پھر اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ "رابعہ بصری ایک رات عشق کے شوق اشتیاق میں "الحریق الحریق" پکارتی تھیں۔ اہل بصرہ یہ فریاد سن کر باہر نکل آئے تاکہ آگ بجھائیں۔ ان میں ایک شخص برگزیدہ تھا اس نے کہا "کیسے بیوقوف ہیں جو رابعہ کی آگ بجھانے آئے ہیں۔ اسکے تو سینے میں عشق کی آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ یہ وصال دوست کے سوا نہیں بجھے گی"۔

پھر فرمایا "منصور حلاج سے پوچھا گیا کہ "دوست کے عشق میں کمالیت کس امر کو کہتے ہیں"۔ فرمایا "حب معشوق سیاست کرنا چاہے اور عاشق کا سر کاٹنا چاہے تو چون وچرا نہ کرے اور رضائے دوست میں کمربستہ رہے اور اسکے مشاہدہ میں ایسا مستغرق رہے کہ اسے بندھنے کھلنے کی ذرہ بھر بھی خبر نہ ہو"۔ پھر غریب نواز نے آبدیدہ ہوکر یہ شعر پڑھا:۔

"خوبردیاں چوں بندہ گیرند   عاشقاں پیش شاں چنیں میرند"

بعدازاں اہل سلوک اور عارفوں کے احوال کے متعلق گفتگو شروع ہوئی حضرت خواجہ نے فرمایا کہ "ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامیؒ نے مناجات کے وقت یہ الفاظ ادا کئے:۔ "کیف السلوک علیک"، آواز آئی "اے بایزید طلاق نفسک ثلث وقل ھو اللہ"۔ یعنی پہلے اپنے آپ کو طلاق دے پھر ہماری

Marfat.com

کر۔"

پھر فرمایا۔ ایک بزرگ طریقت نے جو اہل عشق تھا ایک مرتبہ مناجات میں کہا کہ "تو تو مجھ سے ستر سال کا حساب پوچھے گا لیکن میں ستر ہزار سال کا پوچھوں گا کیوں کہ ستر۔ اسی ہزار سال کا عرصہ ہوا ہے تو نے الست بربکم کہہ کر تمام جہاں میں شور برپا کر دیا۔ یہ شور جو زمین و آسمان میں برپا ہے سب الست کے شوق کی وجہ سے ہے۔ جونہی اس بزرگ نے یہ بات کہی آواز آئی کہ "جواب سن۔ تیری آرزو تجھے مل جائیگی یعنی میں تیرے وجود کو ذرہ ذرہ کر کے ہر ذرہ کو دکھاؤں گا اور کہوں گا یہ ہیں ستر ہزار سال باقی الگ رکھ دوں گا۔"

اس موقعہ کے مناسب فرمایا کہ "ایک عارف روزانہ کہا کرتا تھا کہ ہر شخص کسی نہ کسی چیز کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن میں کسی چیز کیطرف مائل نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ بھی میں نے اپنے آپ کو خدا نہیں کہا۔ میں کبھی اپنے لئے کچھ طلب نہیں کرونگا خواہ ساتوں طبقات زمین درہم برہم ہو جائیں۔ پھر غلبات شوق میں کہا کہ اس نے مجھے دیکھنا چاہا لیکن میں نے اسے دیکھنا نہیں چاہا یعنی بندہ کو مراد اور خواہش سے کیا کام؟"

ایک مرتبہ ایک بزرگ نے بیان کیا کہ ہمنے سہل سے منہ پھیر لیا اور جب بارگاہ میں باریابی ہوئی تو انہیں اپنے سے پہلے موجود پایا۔ جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ اللہ تعالٰی نے اپنی عنایت کاملہ سے پہلے ہی ہمیں پہنچا دیا۔"

فرمایا کہ "ایک بزرگ کہتے تھے کہ سانپ کیطرح کینچلی سے باہر نکلا اور نگاہ کی تو عاشق و معشوق اور عشق تینوں کو ایک ہی پایا۔ یعنی عالم توحید سب ایک ہیں اور ایک ہی نے تجھے دیکھا۔"

پھر فرمایا کہ "خواجہ بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ میں تیس سال سے حق میں تھا۔ اب میں نے اپنا آئینہ دیکھا یعنی جو کچھ میں تھا وہ نہ رہا۔ شرکت۔ اسکے جذبات اور دامن درمیان سے اٹھ گئے لیکن چونکہ میں نہیں رہا ہوں اسلئے حق تعالٰی ہی اپنا آئینہ ہے اور جو کچھ میں کہتا ہوں وہ اپنا ہی آئینہ ہے یعنی حق تعالٰی میری زبان سے کہتا ہے اور میرا درمیان میں کچھ دخل نہیں ہے۔"

بعد ازاں فرمایا کہ بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ میں درگاہ اقدس میں کئی سال مجاور رہا۔ آخر سوائے حسرت کے کچھ نصیب نہ ہوا۔ جب میں بارگاہ میں پہنچا تو کوئی تکلیف نہ تھی۔ اہل دنیا دنیا میں، اہل آخرت آخرت میں تھے۔ مدعی دعوی میں اور اہل تقوی تقوی میں بعض نے کھانے پینے میں اور بعض سماع و رقص میں مشغول تھے اور بعض بادشاہ کے پاس تھے جو دریائے تحیر میں غرق تھے۔" پھر کہنے لگے عرصہ کا ذکر ہے کہ میں خانہ کعبہ کے گرد پھرتا تھا اب خانہ کعبہ میرے گرد پھرتا ہے۔ جب میں خدا رسیدہ ہو اتو ایک رات عشق میں اپنے دل کو طلب کر رہا تھا۔

Marfat.com

صبح کے وقت آواز آئی "اے بایزید! کیا تو ہمارے سوا کچھ اور طلب کرتا ہے۔ تجھے دل سے کیا سروکار؟"
بعدازاں اس موقعہ پر فرمایا کہ "جب حضرت بایزید سے دریافت کیا گیا کہ آپنے طریقت میں کہاں تک ترقی کی ہے؟ تو فرمایا "یہاں تک کہ جب میں اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں تو ان میں تمام دنیا و مافیہا نظر آتے ہیں"

فرمایا "مرید کو طاعت میں اس وقت حلاوت پیدا ہوتی ہے جب خوشی و خرمی حاصل ہوتی ہے" پھر فرمایا کہ "ایک مرتبہ رابعہ بصری نے شوق کے غلبہ میں کہا" اے پروردگار! اگر خلقت کے بدلے مجھے آگ میں جلایا جائے اور میں صبر کروں تو یہ فعل میرا کچھ نہیں کیوں کہ مجھے محبت کا دعویٰ ہے اور اگر تو میرے گناہ تمام خلقت کے عوض بخشدے تو تو نے بھی کوئی بڑا کام نہیں کیا کیوں کہ تو رحمت والا ہے۔ پھر فرمایا کہ "اہل سلوک کے نزدیک کسی پر تعجب کرنا بھی ایک گناہ ہے بلکہ گناہ سے بھی بدتر ہے۔ یعنی خود پسندی بڑا گناہ ہے"
پھر فرمایا کہ "ایک بزرگ کہا کرتے تھے کہ جب میں نے دنیا کو دشمن قرار دیا ہے خلقت کے نزدیک نہیں گیا۔ خدا کو خلقت پر ترجیح دی۔ مجھ پر محبت نے اس قدر غلبہ کیا کہ میں اپنے وجود کو بھی دشمن سمجھنے لگا۔ اور زندگی و موت کو درمیان سے اٹھا دیا صرف انس بقا اور لطف حق میں مشغول رہا"
بعدازاں فرمایا کہ "سلوک کے بارے میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن جب خاص قسم کے عاشقوں کو بہشت میں لیجانے کا حکم ہو گا تو وہ کہیں گے کہ ہم کا کیا کریں گے بہشت اسے دے جس نے بہشت کے لالچ سے تیری پرستش کی ہے"

بعدازاں فرمایا کہ "ایک درویش بجید بزرگ تھے وہ کہا کرتے تھے کہ اہل دنیا دنیا کی راہ میں معذور ہیں اور اہل حق حق کی دوستی کے سرور میں خوش ہیں۔ اور اہل معرفت نور علیٰ نور ہیں یہ ایک بھید ہے جسے اہل سلوک ہی جان سکتے ہیں۔ اہل معرفت کی عبادت پاس انفاس ہے"
پھر فرمایا کہ "خواجہ ذوالنون مصری فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ کی معرفت کی علامت یہ ہے کہ خاموش رہے اور خلقت سے دور بھاگے" پھر اس موقعہ کے مناسب فرمایا کہ "ایک مرتبہ شاہ شجاع کرمانی سے پوچھا گیا کہ کتنے سال سے معرفت حاصل ہوئی؟ فرمایا "جب سے معرفت حاصل ہوئی خلقت سے بھاگنے لگا"

بعدازاں فرمایا کہ "میں نے حضرت شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ کی زبانی سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

دوست بھی دوست ہیں کہ اگر دنیا میں وہ ان سے دم بھر کیلئے حجاب میں رہے تو وہ نابود ہو جائیں اور ست نہ کرسکیں ۔

بعدازاں فرمایا کہ ”ایک مرتبہ خواجہ عبداللہ حنیف بھول کر دنیا کے کاموں میں مشغول ہوئے یاد آیا کہ یہ دوست کے خلاف ہے ۔ قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہوں گا دنیا کے کام میں مشغول نہ ہوں گا چنانچہ ں بعد پچاس سال تک زندہ رہے لیکن آپ کو کسی دنیاوی کام میں مشغول نہ پایا“۔

بعدازاں حضرت بایزید بسطامیؒ کے ولولۂ عشق کے متعلق فرمایا کہ آپ ہر صبح نماز سے فارغ ہو کر ایک ں سے کھڑے ہو کر فریاد کیا کرتے تھے ایک روز یہ آواز سنی :۔

”یوم تبدل الارض“ یعنی اس وقت وصال ہو گا جب یہ زمین لپیٹ دی جائیگی اور دوسری ین پیدا کیجائیں گی ۔

پھر اس موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ”ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامیؒ بسطام کے جنگل میں نکل گئے ۔ شوق و اشتیاق میں وہ فریاد کیا کرتے تھے اور کہتے تھے جنگل میں جہاں تک دیکھتا ہوں عشق برسا ہوا نظر ہے ۔ یہاں سے باہر پاؤں نکالنا چاہتا ہوں مگر نہیں نکال سکتا“۔

فرمایا ”میں نے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی زبانی سنا ہے کہ اگر کسی شخص میں یہ خصلتیں ہوں تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے ۔ شفقت آفتاب کی سی سخاوت دریا کی طرح تواضع مثل زمین کے ۔

پھر فرمایا کہ ”میں نے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی زبانی سنا ہے کہ لوگ اس وقت اسم نقر تے ہوتے ہیں جب ان کے بائیں ہاتھ کی طرف کا فرشتہ آٹھ سال تک کچھ نہ لکھے“۔

پھر فرمایا کہ ایک دن خواجہ جنید بغدادیؒ سے طریقت، محبت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ محبت کا ثمرہ کیا ہے ۔ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اسکو سرداری عطا فرماتا ہے ۔ اور اسمیں اشتیاق ظاہر ہے ۔ نیز وہ بندہ راندۂ درگاہ ہونے اور دور ہو جانے سے ڈرتا ہے جو حق کو دوست رکھتا ہے جنت لقا کی مشتاق ہوتی ہے ۔

یب نواز نے فرمایا کہ ”میں نے کتاب محبت میں اپنے استاد مولانا شرف الدینؒ کے قلم سے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ باوجود اس قدر عبادت و ریاضت

Marfat.com

کے اس قدر کیوں ڈرتے ہیں؟" جواب دیا " دو چیزوں کے خوف سے اوّل یہ کہ وہ کہیں یہ نہ کہدے کہ تو میرے لائق نہیں اور مجھے اپنی درگاہ سے دور نہ کر دے۔ دوسرے اگر موت کے وقت ایمان سلامت لیجاؤں گا تو سمجھوں گا کہ میں نے کچھ کام کیا ورنہ سمجھوں گا کہ تمام طاعت ضائع ہوگئی"

ارشاد ہوا حضرت سمنون محبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اولیاء کے دل خود مطلع ہیں جو محبت و معرفت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے وہ عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں پس وہ جو خاص بار گراں ہے نہیں اٹھا سکتے۔ ملال مجاہدات و ریاضت پاتے ہیں"

فرمایا کہ ایک مرتبہ محبت کے بارے میں خواجہ شبلیؒ سے کسی نے سوال کیا کہ بدبختی کی کیا علامت ہے؟ فرمایا " یہ کہ نافرمانی کرے اور قبولیت کی امید کرے" پھر پوچھا کہ " عارفوں میں اصل چیز کیا ہے؟" فرمایا کہ " ہمیشہ خاموش رہنا اور غم و اندوہ میں رہنا کیوں کہ یہ عارفوں کی فضیلت ہے"

فرمایا " ایک دن ذوالنون مصریؒ بکری کی مسجد میں مع اصحاب طریقت بیٹھے تھے اور محبت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک صوفی نے سوال کیا کہ صوفی اور عارف کسے کہتے ہیں؟" جواب دیا کہ " صوفی اور عارف وہ ہیں جن کے دل کدورت بشریت سے آزاد ہوں اور ہوا و حب دنیا سے پاک ہوں پس جب وہ ایسے ہو جائیں گے تو اعلیٰ درجہ پائیں گے اور اللہ کی تمام مخلوق کے برگزیدہ ہو جائیں گے اور غیر دوست سے دور بھاگیں گے۔ پھر وہ مالک ہو جائیں گے نہ کہ مملوک"

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ داؤد طائی آنکھیں بند کئے ہوئے حجرہ سے باہر آئے ایک درویش حاضر تھا اس نے اسکی وجہ دریافت کی جواب دیا کہ میں نے پینتالیس سال سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھوں کیوں کہ یہ حق دوستی نہیں کہ دوستی تو اللہ تعالیٰ سے کروں اور دیکھوں غیر کی طرف"

بعد ازاں فرمایا کہ " ایک بزرگ سے میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اولیاء اللہ کے اعمال کا مطالعہ کرو کہ کس سبب سے انہوں نے سوائے ہمارے غیر کی محبت اختیار نہ کی اور کس وجہ سے یہ ہماری دوستی کا دم بھرتے تھے جبکہ غیر کی محبت میں راحت پاتے تھے"

پھر فرمایا کہ " خواجہ ابوسعید ابوالخیر فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا دوست بنانا چاہتا ہے تو اس پر اپنی محبت غالب کرتا ہے۔ جب یہ ہو جاتا ہے تو پھر تو دوست اسے فراموش کر

Marfat.com

سرائیں لاتا ہے تاکہ باقی رہے۔

پھر فرمایا کہ "جب عارف حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے تعلق ہوجاتا ہے تو منزل قرب میں ساکن ہوجاتا ہے۔ بعدازاں جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو کہاں تھا اور کیا چاہتا ہے تو اس کے سوا کوئی جواب نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ"۔

پھر فرمایا کہ "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا فرمایا" نماز ادا کر" جب قیام کیا تو دل سے محبت میں مشغول ہوا۔ جان نے قرب حاصل کیا اور سر نے وصلت پائی"۔

فرمایا کہ "ایک بزرگ صاحب طریقت جب سر سجدہ میں رکھتا تو یہ دعا کرتا کہ قیامت کے دن مجھے نابینا اٹھا۔ سبب پوچھا تو کہا کہ جو شخص دوست کو دیکھتا ہے اسے مناسب نہیں کہ قیامت کے دن غیر کو دیکھے"۔
بعدازاں درویشی کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔

فرمایا کہ "خواجہ جنید سے پوچھا گیا کہ عارف کون ہے؟" کہنے لگے جو علم و عمل و خلوت سے قطع تعلق کر لے۔ جو ان تین چیزوں سے قطع تعلق نہ کرے گا اس کا توکل ثابت نہیں۔

فرمایا "ایک بزرگ سے عارف کی علامت دریافت کی گئی"۔ فرمایا کہ "عارف وہ ہے جو راہ عشق میں سوائے خدا کے کسی کو نہ دیکھے"۔

پھر فرمایا کہ "میں نے ایک بزرگ سے سُنا ہے کہ جب تک کسی میں یہ صفات نہ ہوں عارف نہیں "موت کو دوست رکھے۔ مولیٰ کے ذکر سے راحت وانس حاصل کرے۔ دوست کی آمد کے وقت بیقرار ہوجاتے اور تفکر خاص کے وقت اس کی نظر مولیٰ پر رہے"۔

فرمایا کہ "ایک مرتبہ خواجہ جنید سے پوچھا گیا کہ "محبت کی رضا کیا ہے؟" فرمایا "اگر ساتوں دوزخ معہ عظمت و ہیبت کے محب کے داہنے ہاتھ پر رکھ دئے جائیں تو وہ یہ نہ کہے کہ بائیں ہاتھ پر رکھ دو"۔

پھر فرمایا "سب سے پہلی چیز جو انسان پر فرض ہوئی وہ معرفت ہے" "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ط" یعنی جنوں اور انسانوں کو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے"۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بعض چیزوں کو بعض چیزوں میں پوشیدہ کیا ہے
بعدازاں فرمایا کہ اسرار الاولیاء میں محبت کے متعلق لکھا ہے کہ جب حق تعالیٰ اپنے محبوں کو اپنے انوار سے زندہ کریگا تو انہیں حق سے حق کو دیکھنے کی وہ رویت نصیب ہوگی جو حضرت رسالت پناہ کو ہوئی۔

Marfat.com

چونکہ اللہ تعالیٰ بے زبان ، بے کام اور بے مکان ہے ۔ سرورِ عالم حق تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہوئے ۔"

پھر فرمایا کہ "قیامت کے دن "منا صدقنا عاشقوں کو صادق محب بنا دیگا ۔ ان سے پوچھا جائیگا ان محبت کے مدعیوں سے جو صادق ثابت نہ ہو گا وہ اپنا منہ عاشقوں میں نہیں دکھا سکے گا پھر آواز آئے گی کہ یہ عاشق صادق نہ تھا اس کو صفِ عشاق سے نکال دو ۔"

پھر فرمایا کہ "ایک درویش کو جنگل میں دیکھا کہ مر گیا ہے اور ہنس رہا ہے ۔" پوچھا گیا کہ "تو مر گیا ہے پھر ہنستا کیوں ہے ؟" کہا "محبت خدا کی مرضی ہی ایسی تھی ۔"

فرمایا کہ "رابعہ بصریؒ سے سوال کیا گیا کہ سب سے اعلیٰ عمل کون سا ہے ؟" فرمایا کہ "اوقات کو یادِ الٰہی میں بسر کرنا ۔ جو شخص بزرگی کا دعویٰ کرے اور اس میں مراد پائی جائے تو سمجھو کہ وہ جھوٹا ہے ۔ محبت کے دعوے میں مرد وہ ہے جو اپنی مراد سے درگذرے اور مرادِ حق اختیار کرے ۔ اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کا دوست کہلائے جانے کا مستحق ہوتا ہے ۔ اگر اس وقت اسے دوست کہے تو جواب میں بندگی اختیار کرے کیوں کہ اہلِ محبت کا نہ نام ہوتا ہے نہ رسم نہ جواب ۔"

پھر فرمایا کہ "میں نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سُنا ہے کہ اہلِ عشق دوست کے سوا غیر کی طرف توجہ نہیں کرتے کیونکہ جو بغیر دوست کے خوش ہوتا ہے اسے ہر قسم کا اندوہ لاحق ہوتا ہے جیسے دوست کی خدمت سے انس نہیں ہوتا اسے سب سے وحشت ہوتی ہے ۔ جو دوست کی طرف متوجہ نہیں وہ ہیچ در ہیچ ہے ۔

فرمایا کہ "عارفوں کا مقولہ ہے کہ یقین وہ نور ہے جس سے بندہ منور ہو جاتا ہے ۔"

پھر فرمایا کہ آدمی کی اصل پانی اور خاک سے ہے جس میں پانی غالب ہے اگر وہ لطف و ریاضت سے جمال دیکھنے میں خود پسندی سے کام لے تو وہ مقصد حاصل نہیں کر سکتا اور جس میں خاک غالب ہوتی ہے وہ سختی کے وقت نیک پایا جاتا ہے تاکہ کسی لائق ہو جائے ۔"

ایک مرتبہ ایک درویش نے جو حاضرِ خدمت تھا دریافت کیا کہ مجنوں (مجنونِ محبت) کون ہے ؟
غریب نواز نے ارشاد فرمایا "وہ جو آغازِ عشق میں ناچیز ہو جائے اور دوسرا اور تیسرے درجے میں گم ہو جائے ۔

Marfat.com

فرمایا۔ توبہ نصوح تین چیزیں ہیں اول کم کھانا برائے روزہ ۔ دوسرے کم سونا طاعت کے لئے تیسرے کم بولنا دعا کیلئے۔ پہلے سے خوف اور دوسرے تیسرے سے محبت پیدا ہو جاتی ہے ۔ پس خوف کے ضمن میں گناہ کا ترک ہے تاکہ آگ سے نجات حاصل ہو اور رجائے کے ضمن میں طاعت کرنا ہے تاکہ بہشت میں مقام حاصل ہو اور ابدی زندگی ملے اور محبت کے ضمن میں فکر و اجتہاد کرنا ہے تاکہ رضائے حق حاصل ہو"

پھر فرمایا کہ "بغیر ملک الموت کے دنیا کی قیمت جو بھر بھی نہیں" پوچھا گیا کیوں ؟ فرمایا، چونکہ حدیث میں ہے ۔ (الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب) یعنی موت ایک پل ہے جس پر سے گذر کر دوست دوست سے ملاقات کرتا ہے"

ترغیب نیک صحبت

بر سر مجلس ارشاد فرمایا کہ "حدیث میں آیا ہے الصحبۃ تاثیر ۔ یعنی صحبت میں اثر ہے ۔ اگر کوئی برا شخص نیکوں کی صحبت اختیار کرے تو امید ہے وہ نیک ہو جائے اور نیک شخص اگر بدوں کی صحبت میں بیٹھے تو بد ہو جائیگا ۔ جس نے جو کچھ حاصل کیا ہے اور جو نعمت حاصل ہوئی وہ نیکوں سے حاصل ہوئی ۔

ترغیب تواضع

فرمایا کہ "ایک درویش از حد فقیر تھا لیکن اس کی یہ عادت تھی کہ اگر کوئی چیز اسکے پاس بطور فتوح کے آجاتی تو وہ درویشوں میں تقسیم کر دیتا تھا ۔ ایک مرتبہ درویش صاحب ولایت اس کے پاس آئے اور اس سے پانی مانگا درویش اندر سے دو جو کی روٹیاں اور پانی کا کوزہ لے آیا کیونکہ وہ بھوکے تھے ۔ روٹی کھا کر پانی پیا اور ایک دوسرے کیطرف دیکھ کر کہنے لگے اس درویش نے تو اپنا کام کر دیا ہمیں بھی اپنا کام کرنا چاہئے ایک نے کہا اسے دنیا دینا چاہئے دوسرے نے کہا یہ دنیا کے سبب گمراہی میں پڑ جائے گا ۔ جواب دیا کہ درویش بخشنے والے ہوتے ہیں ۔ دنیا آخرت کے ساتھ دے دی ۔ دعا کر کے وہ چلے گئے ۔

بعد ازاں وہ درویش ایسا کامل ہوا کہ ہر روز اس کے باورچی خانے میں تین ہزار من طعام موجود ہوتا تھا اور وہ خلق خدا کو کھلایا کرتا تھا"

ترغیبِ توکل

فرمایا کہ "مہتر جبرئیل نے مہتر ابراہیم خلیل اللہ سے پوچھا، "کیا آپ کو کچھ ضرورت ہے؟" فرمایا تجھ سے نہیں (بلکہ خدا سے ہے) کیونکہ آپ اپنے نفس سے غائب تھے اور حق تعالیٰ سے باطنی طور پر حضوری حاصل تھی۔"

صحبتِ فقراء و حرمتِ اولیاء کی ترغیب

فرمایا "میں نے اپنے بھائی شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ سے سنا ہے کہ دنیا میں دو چیزیں بہت خوشتر ہیں اوّل صحبت فقراء دوم حرمت اولیاء۔"

راسخ القول ہونے کی ترغیب

فرمایا "رسول خدا کا ارشاد ہے کہ وہ ضعیف ترین ہے جو اپنی بات پر قائم نہ رہے۔"

دوست کے معتوب سے دوستی نہ رکھنے کی ترغیب

فرمایا "جب اعصیٰ آدم کی آواز آئی تو سونے چاندی کے علاوہ باقی سب چیزیں آدم علیہ السلام کی حالت پر روئیں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تم کیوں نہیں روتے؟ عرض کیا جو تیرا فرمانبردار نہیں اس کی حالت پر ہم نہیں روئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ تمہاری قیمت اور جو کچھ تم میں ہے اس پر ظاہر کروں گا اور اس کے فرزندوں کو تمہارا خادم بناؤں گا"

ملازمتِ اہل اللہ کی ترغیب

فرمایا "ایک دن مالک دینارؒ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ملازمت کرنا کیسا ہے؟" فرمایا "جو شخص اللہ کے دوستوں کی ملازمت کرتا ہو وہ ضرور واصل ہوتا ہے"

مرید کو راسخ الاعتقاد ہونے کی ترغیب

حضرت بابا فریدالدین گنجشکر کا بیان ہے کہ حضرت قطب صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نماز نفل میں مشغول تھا کہ شیخ الاسلام خواجہ معین الدین قدس سرہ نے مجھے آواز دی میں نے فوراً نماز ترک کر کے کہا "حاضر"، ارشاد ہوا "آؤ"، جب میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا دریافت فرمایا "کیا کر رہے تھے؟" عرض کیا، نماز میں مشغول تھا۔ جب حضور کی آواز سنی نماز ترک کر کے حاضر خدمت ہو گیا"۔ فرمایا "بہت اچھا کیا یہ امر نماز نفل سے فاضل تر تھا کیونکہ کار دین میں اپنے پیر سے عقیدت رکھنا بڑا کام ہے"۔

پھر اس باب میں حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام خواجہ معین الدین کی

Marfat.com

...میں حاضر تھا۔ اولیاء اللہ کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا اور اہل صفا بھی موجود تھے۔ اس درمیان میں ...شخص مرید ہونے کیلئے حاضر ہوا اور آپ کے قدموں پر سر رکھا۔ غریب نوازؒ نے فرمایا "بیٹھ جاؤ" ...گیا اور عرض کیا "میں مرید ہونے کیلئے حاضر ہوا ہوں" آپ اس وقت اپنی خاص حالت میں تھے ...کہ "تم مرید ہو سکتے ہو بشرطیکہ کہو۔ لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ" وہ شخص راسخ ...تقاد تھا فوراً اسی طرح کہا۔ غریب نوازؒ نے اسے مرید کرنے کیلئے ہاتھ بڑھا دیا اور خلعت خاص سے ...سرفراز فرمایا پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ "یہ صرف تیرا عقیدہ آزمانے کیلئے تھا ورنہ میں کون ہوں ...ایک ادنیٰ غلام حضرت محمد رسول اللہ کا ہوں کلمہ اصل میں وہی ہے"[ب]

...تعلیمات بالا اقوال

کون نہیں جانتا کہ اقوال عمر بھر کے تجربات کا خلاصہ ہوا کرتے ہیں اور عارفوں کے اقوال ان کی مختلف ...منازل کا پتہ ہوتے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ حضرات جو آپ کے اقوال کی رہنمائی سے استفادہ ...کرتے ہیں۔

۱۔ عاشق کا دل آتشکدۂ محبت ہے جو اس میں آئے اسے جلا کر ناچیز کر دیتا ہے کیوں کہ عشق کی آگ سے تیز کوئی آگ نہیں۔

۲۔ عشق کی راہ ایسی ہے جو اس راہ پر پڑ جاتا ہے اس کا نام و نشان نہیں ملتا۔

۳۔ اہل عرفان یاد الٰہی کے سوا اور کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے۔

۴۔ عارف سے ادنیٰ بات یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ملک و مال سے بیزار ہو جاتا ہے۔

(الف) دیکھو ترجمہ اردو فوائد السالکین ص ۱۹

(ب) سلسلہ چشتیہ کے بزرگ میر عبدالواحد بلگرامی نے یہ روایت نقل کر کے لکھا ہے:۔

"پس صدق با پیر آنست کہ ظاہراً و باطناً ذرہ اعتراض نکند آں سبب معارفتِ حقیقی است تا از برکت صحبت و خدمتے نعمتے ...گیرد چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اعتراض پیش آمد "ہذا فراق بینی و بینک" شنید" (سبع سنابل ص ۱۴۳)

(ج) صاحب سبع سنابل نے ص ۱۴۳ پر بحوالہ فوائد السالکین بروایت حضرت شیخ یوسف سے منسوب کی ہے۔

Marfat.com

۵ - اگر دوست کی دوستی میں دونوں جہان بھی بخش دیے جائیں تب بھی کم ہیں۔

۶ - اہل محبت اگرچہ محبت میں مجبور رہیں مگر کام ایسے لوگوں کا اختیار کرتے ہیں جو سوتے اور جاگتے میں مطلوب کے طالب ہیں اور اپنی دوست داری سے فارغ ہو کر مشاہدۂ دوست میں مشغول ہیں۔

۷ - معشوق خود عاشق کی طلبگاری کو دیکھتا ہے محبت کی راہ مطیعیان کا کام ہے۔

۸ - عارف وہ ہے جو اس بات کی جد وجہد کرے کہ ایک دم نصیب ہو جائے اور عارف دم وہ ہے جو ذکر خدا کرے اور اپنی تمام عمر اس ایک دم پر فدا کر دے۔ اگر ایسا دم نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ کیونکہ ایسا دم زمین و آسمان میں سالہا سال تلاش کرنے پر بھی میسر نہیں آتا۔

۹ - حاجی لوگ جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں پھر بھی انہیں مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا مگر عشاق دل سے حجاب عظمت کا طواف کرتے ہیں۔ اگر اس کے سوا اور چیز کو دیکھ لیتے ہیں تو فریاد کرتے ہیں اور بقا (مشاہدہ) چاہتے ہیں۔

۱۰ - اہل سلوک میں محبت ایک ایسا علم ہے کہ لاکھوں علماء اس کو سمجھنا چاہتے ہیں مگر ذرّہ بھر بھی ا کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔ اور زہد میں ایک ایسی طاعت ہے جس کی زاہدوں کو بھی خبر نہیں۔ وہ اس سے غافل ہیں۔ وہ ایک بھید ہے جو دونوں جہان سے باہر ہے اور اسے اہل محبت اور اہل عشق کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جو دونوں جہاں میں ثابت ہوتا ہے وہ اس بھید کو جانتا ہے بعد ازاں وہ دعویٰ نہیں کرتا کہ دعویٰ اسے رنج پہنچائے (دلیل العارفین)

۱۱ - دوست کے اسرار خوبصورت ہیں اور خوبصورت عاشق کے دل ہی میں جاگزیں ہوتے ہیں (اسرار الاولیاء)

۱۲ - اگر ہوسکے تو بقا حاصل کرو صلاحیت اور زہد تو ایک ہوا کی طرح ہیں جو تم پر چلتی ہے۔

۱۳ - جب اللہ تعالیٰ اپنی رضا کسی شخص کو دیدے تو وہ بہشت کا کیا کرے۔

۱۴ - اس راہ (راہ سلوک) میں بہت سے مرد عاجز اور عاجز مرد ہو گئے ہیں۔

۱۵ - گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا مسلمان بھائی کو خوار و ذلیل کرنا۔

۱۶ - نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت بد کام سے بدتر ہے۔

۱۷ - عشق و محبت میں گفتگو، حرکت و مشغلہ اس وقت تک ہیں جب تک عشاق باہر ہیں جب اندر پہنچے ہیں۔ خاموشی، سکوت اور آرام میسر آتا ہے اور فریاد و شور ہرگز نہیں رہتا۔

Marfat.com

۱۸۔ فریاد کی دلیری اس وقت تک رہتی ہے جب تک دوست سے غائب اور اپنا عاشق بنا ہوا ہے۔ جب حضوری حاصل ہوتی ہے تو فریاد اور گفت گو نہیں رہتی۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ کے عارف ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ نہیں لیتے۔

۲۰۔ ہر وہ عارف جسمیں تقوٰی ہو وہ گداگری کرے تو لقمہ حرام کھاتا ہے۔

۲۱۔ اہل سلوک اور اہل محبت میں محبت یہ ہے کہ دوست کے مطیع رہیں اور ڈرتے رہیں کہ کہیں رد نہ کردئے جائیں۔

۲۲۔ عارف دنیا کا دشمن اور خدا کا دوست ہوتا ہے وہ دنیا سے متنفر ہوتا ہے اور اسے غل وغش اور حسدات کی خبر تک نہیں ہوتی۔

۲۳۔ عارف اس وقت تک روتا ہے جب تک راہ میں ہوتا ہے۔ لیکن جب حقائق قرب میں پہنچ جاتا ہے اور وصال حاصل ہو جاتا ہے تو گریہ نہیں رہتا۔

۲۴۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے عاشق بھی ہوتے ہیں جنہیں اس کی دوستی نے خاموش کر رکھا ہے۔ انھیں عالم موجودات کی کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی۔

۲۵۔ جس دل میں اللہ تعالیٰ کی دوستی ہوتی ہے اس کی جان کو قرار حاصل ہوتا ہے پس اس کو چاہیئے کہ دونوں جہان کو بیگانہ دیکھے اگر ایسا نہیں کرے گا تو عاشق صادق نہیں۔

۲۶۔ درویشی اس کا نام ہے کہ جو آئے اسے محروم نہ جانے دے۔ اگر بھوکا ہے کھانا کھلائے ننگا ہے تو نفیس کپڑا پہنائے۔ بہرحال اسے خالی نہ جانے دے اس کا حال پوچھ کر دل جوئی کرنا چاہیئے۔

۲۷۔ راہ محبت میں عاشق وہ ہے جو دونوں جہان سے دل اٹھالے۔

۲۸۔ محبت چار معنی رکھتی ہے اول ذکر خدا میں دل وجان سے خوش رہنا۔ دوم ذکر خدا کو بزرگ تر جاننا سوم اسکے ساتھ مشغلہ رہے دوسروں سے قطع تعلق کرلے۔ چہارم اپنے آپ پر روئے اور اس پر دل کو اس سے غیرت ہے۔

۲۹۔ محبت میں صادق وہ ہے جو ماں، باپ فرزندان وبرادران سے خدا ورسول کیلئے قطع تعلق کرے اور سب سے بیزار ہو۔

Marfat.com

۳۰ - محب وہ ہے جو نفس کلام اللہ کے مطابق حق کی دوستی میں صادق رہے۔

۳۱ - عارفوں کا ایثار عاشقی بے نیازی ہے اور محبوں کا ایثار آرزو ہے[1]

۳۲ عارفوں کا توکل سوائے خدا کے کسی اور پر نہیں ہوتا نہ وہ کسی اور کی طرف التفات کرتے ہیں۔

۳۳ - عارفوں میں صادق وہ ہے جس کی ملکیت میں کچھ نہ ہو نہ وہ کسی کی ملک ہو۔

۳۴ - عارفوں کی خصلت محبت میں اخلاص ہے۔

۳۵ - جہاں میں عزیز ترین یہ ہے کہ درویش درویشوں سے ملیں اور جو کچھ دل میں ہو صاف صاف بیان کریں اور بدترین چیز یہ ہے کہ درویش درویشوں سے جدا رہیں۔

۳۶ - اللہ تعالیٰ سے دوستی اس طرح ہوتی ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے ان سے دشمنی رکھے یعنی دنیا و نفس سے

۳۷ - عارف محبت میں کامل اس وقت ہوتا ہے جب درمیان سے گفتگو اٹھ جائے ایسا ہو کہ یا دوست رہے یا خود۔

۳۸ - حقیقتاً متوکل وہ ہے جو خلقت کے آزار و رنج پہنچانے پر نہ کسی سے شکایت کرے نہ حکایت۔

۳۹ - اہل توکل پر غلبات شوق میں ایسا وقت آتا ہے کہ اس وقت اگر انہیں ذرہ ذرہ کر دیا جائے اور ان کو تلوار سے زخمی کر دیا جائے یا کوئی تکلیف اور پہنچائی جائے تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی۔

۴۰ - عارف کا توکل حق کے ساتھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ وہ عالم سکر میں متحیر ہوتا ہے۔

۴۱ - عارف وہ ہے جو راہ عشق میں سوائے خدا کے کسی کو نہ دیکھے

۴۲ - توبہ کے چند مقامات ہیں۔ جاہلوں سے دور رہنا، باطل کو ترک کرنا، منکروں سے روگردانی کرنا، محبوب سے محبت رکھنا۔ خیرات کرنا۔ توبہ کو درست کرنا۔ اور مظالم کو رد کرنا۔

---

[1] نسخہ فارسی دلیل العارفین صفحہ ۵ (ب) ترجمہ میں "وہ محبوب کا ایثار آرزو نہ کرنا" لکھا ہے۔

Marfat.com

۴۳ ۔ جب محب مملکت کا دعویٰ کرتا ہے ۔ محبت کے درجے سے گر جاتا ہے ۔

۴۴ ۔ محبت وفا کا دعویٰ وصال اور حرمت باطل کے ساتھ ہے ۔

۴۵ ۔ اہل محبت وہ لوگ ہیں جو صرف حق تعالیٰ کی بات سنتے ہیں ۔

۴۶ ۔ جب اہل محبت مرتا ہے علانیہ بخشدیا جاتا ہے ۔

۴۷ ۔ دل وہ ہے جو اپنے حال سے خالی ہو اور مشاہدۂ دوست میں باقی ہو ۔

۴۸ ۔ عارف وہ ہے کہ جو صبح کو اٹھے تو اسے رات کی بابت کچھ یاد نہ ہو ۔

۴۹ ۔ اے غافل اسی سفر کا توشہ تیار کر جو تجھے درپیش ہے ۔ یعنی سفر آخرت کا

۵۰ ۔ اہل محبت کے گروہ اور حق کے درمیان کوئی حجاب نہیں ۔

۵۱ ۔ محبت میں عارف وہ ہے جسے کوئی شے عجیب نہ معلوم ہو کیوں کہ تسلیم و دعویٰ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ۔

۵۲ ۔ سب سے اچھا وقت وہ ہے جبکہ وسواس نفس نہ ہوں اور خلقت سے رہائی حاصل ہو ۔

۵۳ ۔ جس کو محبت و فقر عطا کئے جاتے ہیں اسے وحشت نہیں دی جاتی ہے کہ وہ اس پر فریفتہ ہو جائے ۔

۵۴ ۔ یقین ایک نور ہے جس سے انسان منور ہو جاتا ہے ۔ بعد ازاں وہ محبان و متقیان میں شامل ہو جاتا ہے ۔

۵۵ ۔ بقا عین حق ہے ۔

۵۶ تجرید یہ ہے کہ صفات محبوب محب کے دل اور صفات میں جاگزیں ہو جائیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ جو مجھ سے محبت کرتا ہے میں اس کے لئے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں ۔

۵۷ ۔ علم محیط ہے اور معرفت اس کا جزو ہے ۔ پس خدا کہاں اور بندہ کہاں ۔ علم خدا ہی کو ہے مگر معرفت ہر دو کو ہے ۔

۵۸ ۔ جب تک عارف کو سر خالص نصیب نہیں ہوتا اس کا کوئی فعل خالص نہیں ہوتا ۔

۵۹ ۔ جس کو خدا دوست رکھتا ہے اس پر بلا نازل کرتا ہے ۔

۶۰ ۔ عارف وہ ہے جو سوائے ذکر حق کے کسی کو دوست نہیں رکھتا ۔

Marfat.com

۶۱ - دوستی اس کا نام ہے کہ اس کا ذکر دل سے کرے کیوں کہ دل یاد کے لئے بنایا گیا ہے ۔

۶۲ - کتاب محبت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ " اے بندے جب میرا ذکر تجھ پر غالب ہو جاتا ہے میں تیرا عاشق ہو جاتا ہوں ۔

۶۳ - عارف آفتاب صفت ہوتے ہیں ان سے تمام عالم منور ہو جاتا ہے ۔

۶۴ - چار چیزیں گوہر نفس ہیں ۔ اول درویشی جو تونگر کر دے ۔ دوسرے بھوک جو سیر کر دے تیسرے اندوہ جو شادی دکھائے ۔ چوتھے دشمن کے ساتھ ایسی مردمی جو دوستی دکھائے ۔

۶۵ - اہل محبت کا یہ مرتبہ ہے کہ اگر ان سے پوچھیں کہ شب کی نماز پڑھ لی تو کہیں اس سے فراغت نہیں ہم ملک الموت کے گرد پھرتے ہیں جب درماندہ ہو جاتے ہیں اسکا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں ۔

۶۶ - عارف وہ ہے جو جملگی عالم سے خبردار ہو اور لاکھوں معنی بیان کرے اور ہر وقت بحر معانی میں شناوری کرتا رہے ۔ تاکہ گوہر اسرار الٰہی اس سے نکالے اور جوہریان مصر کو دکھائے کہ وہ اسے پسند کریں اور جانیں کہ عارف ہے ۔

۶۷ - عارف وہ ہے جو ہر وقت ولولۂ عشق اور قدرت آفرینش میں متحیر رہے ۔ اگر کھڑا ہے تو دوست کے وہم میں ہے ۔ اگر بیٹھا ہے تو دوست کے ذکر میں ہے ۔ اگر خواب میں ہے تو دوست کے خیال میں ہے اگر بیدار ہے تو دوست کے حجاب عظمت کے گرد طواف میں ہے ۔

۶۸ - عارف اسکو کہتے ہیں جس پر عالم غیب سے صد ہزار تجلیات نازل ہوں اور ایک وقت میں چند ہزار حال و تجلیات اس میں دم بدم پیدا ہوں ۔

۶۹ - عارف کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ ہر وقت متبسم رہتا ہے ۔ جس وقت عارف مسکراتا ہے اس وقت عالم ملکوت میں مقربان اسکے سامنے ہوتے ہیں ۔ جو کچھ ان سے ظاہر ہوتا ہے وہ اسے دیکھ کر مسکراتا ہے ۔

۷۰ - عارف پر ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ اس وقت ہزار ایسے ملک اسکو پیش کئے جائیں جن میں ہزار قسم کے عجائبات ہوں تو وہ ان کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ۔ مگر اس چیز کو جو اس پر طاری کی گئی ہے ۔

۷۱ - عارفوں پر ایک حالت طاری ہوتی ہے کہ اس وقت وہ ایک قدم میں عرش سے

Marfat.com

حجاب عظمت تک کا فاصلہ طے کر لیتے ہیں اور وہاں سے حجاب کبریا تک پہنچ جاتے ہیں پھر دوسرے قدم میں اپنے مقام تک آجاتے ہیں، مگر یہ ادنیٰ درجہ عارفوں کا ہے، لیکن جو کامل ہیں ان کا درجہ خدا ہی جانتا ہے کہ وہ کہاں سے کہاں پہنچے ہیں۔ اور کب واپس آجاتے ہیں۔

۷۲۔ عارف وہ ہے جو کہیں بھی ہو اور کچھ بھی طلب کرے وہ اس کے سامنے آئے جس سے بات کرے جواب پائے اس راہ میں وہ عاشق نہیں جو خدا کے سوا کسی اور چیز کے درپے ہو۔

۷۳۔ عارفوں کا ایک درجہ اس قسم کا ہوتا ہے کہ اس درجہ پر دنیا و مافیہا اپنی دو انگلیوں میں دیکھتے ہیں۔

۷۴۔ عارف کا کمتر درجہ یہ ہے کہ صفات حق اس میں پائی جائیں۔

۷۵۔ مرید کو طاعت میں اس وقت لطف آتا ہے جب طاعت میں خوشی و خرمی حاصل ہوتی ہے۔ اس خوشی میں وہ حجاب سے قریب ہو جاتا ہے۔

۷۶۔ عارف کا کمال درجہ یہ ہے کہ پہلے دلی نور دکھائے پھر کوئی دعویٰ کے ساتھ سامنے آئے تو اسے بقوت کرامت ملزم بنا دے۔

۷۷۔ جب عارف خاموش ہوتا ہے تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے۔ جب آنکھیں بند کرتا ہے تو اس لئے نہیں کھولتا کہ شاید اسرافیل صور نہ پھونک دے۔

۷۸۔ جس نے خدا کو پہچان لیا۔ اگر وہ خلق سے دور نہ بھاگے سمجھ لو اس میں کوئی نعمت نہیں۔

۷۹۔ عارف کا کمال یہ ہے کہ اپنے آپ کو راہ خدا میں جلا دے۔

۸۰۔ قیامت کے دن بہشت میں اگر کوئی چیز پہنچائے گی تو وہ زہد ہے نہ کہ (صرف) علم و عمل۔

۸۱۔ عارف خواہ معرفت کے متعلق کتنا ہی بیان کرے اور دوست کی گلی میں پھرے مگر جب تک معارف یاد نہ کرے معرفت کو نہیں پہنچتا۔

۸۲۔ اہل محبت کی فریاد بوجہ شوق و اشتیاق اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ دوست سے نہ مل جائے کیوں کہ عاشق اسی وقت واویلا کرتا ہے جب تک دولت مشاہدہ حاصل نہیں ہوتی۔ جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے گفتگو نہیں رہتی۔

Marfat.com

۸۳۔ دریاؤں کا بہتا پانی شور کرتا ہے، لیکن جب سمندر سے مل جاتا ہے آواز نہیں رہتی، اسی طرح جب عاشق معشوق سے واصل ہو جاتا ہے تو واویلا نہیں کرتا۔

۸۴۔ جب عارف کا حال کامل ہو جاتا ہے تو لاکھوں مقام سے باہر نکلتا ہے اور اپنا کام ترقی پذیر پاتا ہے۔ اگر اس مقام سے نہ نکلے تو اسی مقام میں حیران رہ جاتا ہے یعنی ابھی کنارہ پر ہے اسے راہ معلوم ہی نہیں، اسلئے زیادہ تر ضائع ہی رہتا ہے۔

۸۵۔ جب تک آدمی راہ سلوک میں دنیا ومافیہا ترک نہ کردے وہ اہل سلوک میں داخل نہیں ہو سکتا نہ ان میں کا ہوتا ہے۔ پس اگر اسکی یہ حالت نہ ہو تو سمجھو کہ جھوٹا ہے [۱]

۸۶۔ ترجمہ:۔

مقام جمع الجمع یہ ہے کہ مخلوقات کو ظہور اسمائے صفات جانے مصنوعات سے صانع تک پہنچے۔ مشاہدۂ چشم کو تجلیات سے پرنور کرے۔ اضافات ماسوا کو دور کرے۔ کفر کو ظہور جلال جانے اور اسلام کو نور جمال ظہور اسم ہادی کا کہ ہدایت ہے پیرو ہو جائے اور پر توفعل سے کہ ضلالت ہے دور رہے [۲]

۸۷۔ درویش میں اتنی قوت باطنی ہونا چاہیئے کہ اگر سننے والا حکایت اولیاء اللہ میں شک کرے تو اسے مشاہدہ کرا کر قائل کردے [۳]

۸۸۔ جو دوست سے محبت کرتا ہے وہ برغبت دوست کیطرف سے مصیبت کا خواہشمند ہوتا ہے [۴]

۸۹ اگر کافر سو برس تک لا الٰہ الا اللہ کہے مسلمان نہیں ہوتا لیکن ایک مرتبہ محمد رسول اللہ کہنے سے صد سالہ کفر دور ہو جاتا ہے [۵]

۹۰۔ خود پرستی اور نفس پرستی بت پرستی ہے جب تک خود پرستی نہ چھوڑے گا خدا پرستی حاصل نہ ہو گی [۶]

۹۱۔ جب تک مرشد کی تربیت حاصل نہ ہو گی منزل پر نہ پہنچے گا [۷]

---

[۱] ترجمہ اردو دلیل العارفین ص۳۶ [۲] یہ قول نواب رستم علی خاں مرحوم دھوبپوری کے کتب خانے کے پرانے کاغذات سے لیا گیا ہے۔ اصل عبارت فارسی کی ہے۔ [۳] دلیل العارفین ترجمہ اردو ص۲۵ [۴] ترجمہ فوائد السالکین ص۹ [۵] گنج اسرار ص۳۱ [۶] گنج اسرار ص۲۵ [۷] گنج اسرار ص۲۰

Marfat.com

۹۲ - عادت پرست ہرگز حق پرست نہیں ہوتا ترک عادت کر کے تربیت مرشد حاصل کرنا مردوں کا کام ہے [1]

۹۳ - عبادت قابل افعال ہے [2]

۹۴ - دنیا فانی ہے اور کارہائے دنیا لایعنی ہیں [3]

تعلیمات بالقلم

تعلیمات بالمکتوبات :-

حضرت غریب نواز نے اپنے خلیفہ اعظم و جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو معرفت کی اعلیٰ ترین تعلیم بذریعہ مکتوبات فرمائی وہ اہل معرفت کیلئے فوائد سے خالی نہیں - احمد اختر نے اپنی سیاحت کے دوران میں کسی قدیم قلمی کتاب سے بسند صحیح نقل کئے ہیں - یہاں تبرکاً صرف فارسی کا ایک مکتوب مع ترجمہ درج کرتے ہیں - اور بقیہ خطوط کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں -

مکتوب اوّل :- حقائق و معارف آگاہ عاشق رب العلمین برادرم خواجہ قطب الدین بداند کہ عاقل ترین در مردمان فقرا اند کہ اختیار درویشی و نامرادی اختیار کردہ اند - زیرا کہ این مرادی نامرادی ہست و نامرادی مرادی ہست بخلاف اہل غفلت کہ ایشاں غلط فہمیدہ صحت را زحمت و زحمت را صحت دانستہ اند دانا آں باشد کہ مراد دنیا ترک کند

ترجمہ :- حقائق و معارف سے واقف رب العلمین کے عاشق - برادرم خواجہ قطب الدین کو معلوم ہو کہ لوگوں میں عاقل ترین وہ فقرا ہیں جنہوں نے درویشی اور نامرادی اختیار کر لی ہے کیوں کہ ایسی مراد نامرادی ہے اور نامرادی مراد ہے - برخلاف اسکے کہ اہل غفلت نے صحت کو زحمت اور زحمت کو صحت خیال کر رکھا ہے - پس دانا وہی ہے جو دنیا وی مراد ترک کر کے

---

[1] گنج اسرار ص۹۵ [2] گنج اسرار ص۱۰۴ [3] گنج اسرار ص۱۱۱

Marfat.com

ونامرادی ونقرا ختیار و از مراد خود گذشتہ با نامراد یہاں زد ع

"نامرادی تانگردی بامرادے کے رسی"

پس مرد باید کہ دلبستگی باحق دارد کہ ہمیشہ بود وہمیشہ باشد۔ اگر حق تعالیٰ دیدہ بخشد در ہر راہ از ذات جز وجہ باقی نہ بیند و در ہر دو جہاں بر ہر چہ نظر کند در حقیقت ہموار بیند کہ ذرہ خاک جالست جہاں نما اگر در نگری۔ بجز شوق مواصلت صورتی چہ نویسد[1]۔

فقر و نامرادی اختیار کرے اور اپنی مراد چھوڑ کر نامرادی سے موافقت کرے۔ ع

"نامرادی تانگردی بامرادی کے رسی"

پس مرد کو حق تعالیٰ سے دل بستگی لازم ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اگر خدا آنکھ دے تو ہر راہ میں سوا اسکے کچھ نہ دیکھے اور دو جہاں میں جسے دیکھے آئیں اسکی حقیقت دیکھے کیونکہ ہر ذرہ خاک جہاں نما ہے اگر دیکھا جائے بجز شوق مواصلت ظاہر اور کیا لکھوں[1]

ترجمہ مکتوب دوم:- میرے دلی محب، میرے قلبی دوست برادرم خواجہ قطب الدین دہلوی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہاں کی سعادت عطا فرمائے۔

بندہ مسکین معین الدین کی طرف سے سلام مسنونہ کے بعد واضح ہو کر اسرار الٰہی کے چند نکات لکھ رہا ہوں۔ یہ اپنے مریدین صادق اور طالبان حق کو سمجھا دینا تاکہ وہ غلطی میں نہ پڑیں۔

عزیز من! جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا وہ کبھی سوال یا خواہش یا آرزو نہیں کرتا۔ جس نے نہ پہچانا ہے وہ ان کی بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ دوسرے حرص وہوا کو ترک کرنا چاہئے جس نے حرص وہوا ترک کیا اس نے مقصود حاصل کر لیا۔ چنانچہ ایسے شخص کیلئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ"۔ جس نے اپنی خواہشات نفسانی کو روکا اس کا ٹھکانہ بہشت ہے۔

جس دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے پھیر دیا ہے اسے کثرت شہوات کے کفن میں لپیٹ کر زمین ندامت میں دفن کر دیا جائے۔

ایک روز خواجہ بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ وہ ایک شب اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، مجھ

---

[1] دیکھو ذکر خواجہ صفحہ ۲۴ و ترجمہ اسرار الواصلین صفحہ ۸۹

Marfat.com

"یا بایزید کیا چاہتے ہو" میں نے عرض کیا "جو تو چاہتا ہے" خطاب ہوا "اچھا جسطرح تو میرا ہے
اسی طرح میں تیرا ہوں"

ہر کہ گردن نہند رضا اورا
مر مرا حق نگاہبان باشد

جو تصوف کی ماہیت سے واقف ہونا چاہے وہ اپنے اوپر آسائش کا دروازہ بند کر دے - پھر
اپنے محبت کے بل بیٹھ جاتے - اگر یہ کام کر لیا تو سمجھو کہ اہل تصوف ہو گیا - طالب حق کو یہ امر جان و
دل سے بجالانا چاہیئے - انشاء اللہ تعالیٰ وسوسۂ شیطانی سے نجات پائیگا - اور دونوں جہاں کی
مرادیں حاصل کرے گا -

ایک روز میرے شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا "معین الدین! کیا تجھے معلوم ہے کہ صاحب حضور کسے کہتے
ہیں؟ صاحب حضور وہ ہے کہ ہر وقت مقام عبودیت میں ہو اور ہر ایک واقعہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے
خیال کرے اور جانے اور اس پر راضی رہے بلکہ اسے رحمت ہی خیال کرے اور تمام عبادتوں کا مقصد
یہی ہے - جسے یہ حاصل ہے وہ جہاں کا بادشاہ ہے - بلکہ جہاں کا بادشاہ اس کا محتاج ہے -

ایک روز میرے شیخ نے مجھے خطاب کر کے فرمایا "بعض درویش کہتے ہیں کہ جب طالب کمال
حاصل کر لیتا ہے تو اسے گھبراہٹ نہیں رہتی - یہ غلط ہے - دوسرے جو یہ کہتے ہیں کہ عبادت کرنا بھی
اسے ضروری نہیں ہوتا یہ بھی غلط ہے کیونکہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عبادت،
بندگی اور عبودیت میں سر بسجود رہے - باوجود کمال بندگی کے آخر یہ فرمایا کرتے تھے :-
"ما عبدناک حق عبادتک" (یعنی تیری ایسی عبادت نہیں کی جیسا کہ حق تھا یعنی کما حقہ
عبادت نہیں کر سکتے اور نہایت عاجزی سے وردِ زبان تھا) اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان
محمدا عبدہ ورسولہ (میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ
اور بھیجا ہوا ہے)

یقین جانو کہ جب عارف کمالیت کا درجہ حاصل کرتا ہے تو اس وقت کمال درجہ کی ریاضت جس سے
وہ کرتا ہے - نہایت صدق دل سے ادا کرتا ہے - اسی سے حضوری و آگاہی زیادہ حاصل ہوتی ہے
خاص الخاص معراج یہی نماز ہے - جب کوئی شخص یہ معلوم کر کے صدق سے کام لیتا ہے تو اس

Marfat.com

اتنی پیاس محسوس ہوتی ہے گویا اس نے آگ کے کئی پیالے پی رکھے ہوں۔ جوں جوں ایسے پیالے پیتا ہے پیاس غلبہ کرتی ہے۔ اس واسطے کہ جمال لامتناہی کی انتہا نہیں۔ اس وقت اس کا سکون بے سکون اور آرام بے آرامی ہو جاتی ہے۔ تاوقتیکہ لقائے الٰہی سے مشرف نہ ہو جائے۔ والسلام ۱

ترجمہ مکتوب سوم:- درد مند طالب شوق دیدار الٰہی کے آرزو مند درویش جفاکش میرے بھائی خواجہ قطب الدین اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں آپ کو سعادت نصیب کرے۔

سلام مسنونہ کے بعد مقصود یہ ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں یہ خاکسار، خواجہ نجم الدین صغریٰ، خواجہ محمد تارک حاضر تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر خواجہ صاحب سے پوچھا "یہ کیوں کر معلوم ہو کہ کسی شخص کو قرب الٰہی حاصل ہو گیا ہے؟ خواجہ صاحب نے فرمایا "نیک عملوں کی توفیق بڑی اچھی شناخت ہے۔ یقین جانو جس شخص کو نیک کاموں کی توفیق دی گئی ہے اس کے قرب کا دروازہ کھل گیا ہے"!

پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ "ایک شخص کے یہاں ایک صاحب وقت لونڈی تھی جو آدھی رات کے وقت اٹھ کر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتی اور شکر حق بجا لاتی اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتی کہ "پروردگار میں تیرا قرب حاصل کر چکی ہوں مجھے اب اپنے سے دور نہ رکھنا" اس لونڈی کے آقا نے یہ ماجرا سن کر اس سے پوچھا "تمہیں کیوں کر معلوم ہوا کہ تمہیں قرب الٰہی حاصل ہے؟" کہا "مجھے یوں معلوم ہے کہ اس نے مجھے آدھی رات کے وقت جاگ کر دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق دے رکھی ہے اس واسطے میں جانتی ہوں کہ مجھے قرب حاصل ہے" آقا نے کہا "لونڈی جا میں نے تجھے للہ آزاد کیا"

پس انسان کو دن رات عبادت الٰہی میں مصروف رہنا چاہئے تاکہ اس کا نام نیک لوگوں کے دفتر میں درج ہو جائے۔ اور نفس و شیطان کی قید سے بچ جائے۔ ۲

ترجمہ مکتوب چہارم:- اللہ الصمد کے اسرار سے واقف لم یلد ولم یولد کے انوار کے ماہر میرے بھائی قطب الدین اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج کو زیادہ کرے

---

۱ اسرار الواصلین ص ۸۵–۸۷ ۲ اسرار الواصلین ص ۸۷–۸۸

Marfat.com

فقیر بے تقصیر معین الدین سنجری کی طرف سے خوشی و خرمی آمیز اور انس و محبت بھرا اسلام پہنچے۔ مقصود یہ ہے کہ تا دم تحریر صحت ظاہری کے سبب مشکور ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب دارین عطا فرمائے۔

بھائی! میرے شیخ خواجہ عثمان ہارونی فرماتے ہیں کہ "سوائے اہل معرفت کے کسی اور کو عشق کے رموزات سے واقف نہیں کرنا چاہیئے"، جب خواجہ شیخ سعدی میکوٹی[1] کے آنجناب سے پوچھا کہ اہل معرفت کو کیوں کر پہچان سکتے ہیں؟" تو فرمایا کہ اہل معرفت کی علامت ترک ہے جس میں ترک ہے یقین جانو کہ وہ اہل معرفت ہے اور اسے خداشناسی حاصل ہے اور جس میں ترک نہیں اس میں معرفت حق کی بو بھی نہیں۔ یہ بھی طرح یقین کر لو کہ کلمۂ شہادت اور نفی اثبات حق تعالیٰ کی معرفت ہے، مال و مرتبہ بڑے بھاری بت ہیں انہوں نے بہت لوگوں کو سیدھی راہ سے گمراہ کیا اور کر رہے ہیں۔ یہ معبود خلائق بن رہے ہیں۔ بہت لوگ جاہ و مال کی پرستش کرتے ہیں۔ پس جس نے جاہ و مال کی محبت کو دل سے نکال دیا اس نے گویا پوری نفی کر دی اور جسے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو گئی اس نے پورا اور اثبات کر لیا اور یہ بات لا الٰہ الا اللہ کے کہنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ پس جس نے کلمۂ شہادت نہیں پڑھا اسے خداشناسی حاصل نہیں ہوئی۔ والسلام[2]

ترجمہ مکتوب پنجم:- واصلوں کے برگزیدہ رب العالمین کے عاشق میرے بھائی خواجہ قطب الدین دہلوی معبود حقیقی کی پناہ میں رہ کر شاد و کام رہو۔

ایک روز یہ دعا گو خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا "میں نے مختلف علوم حاصل کئے بہت زہد کیا، لیکن مقصد نہیں پایا"۔ خواجہ عثمان ہارونی نے فرمایا "تمہیں صرف ایک بات پر عمل کرنا چاہیئے۔ عالم بھی ہو جاؤ گے اور زاہد بھی۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

تارك الدنيا راس كل عبادة وحب الدنيا راس كل خطيئة، "دنیا کا ترک کرنا تمام عبادتوں کی جڑ ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔

اگر تم اس حدیث پر عمل کرو گے تو پھر تمہیں کسی اور علم کی ضرورت نہ رہے گی یعنی العلم نکتہ گو علم

---

[1] بعض نسخوں میں لفظ میکوٹی نہیں ہے [2] اسرار الواصلین ص ۸۸ - ۸۹

Marfat.com

ایک ہی نکتہ ہے، لیکن اسکا لینا آسان ہے مگر اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔
یقین جانو کہ ترک اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک محبت بدرجہ کمال نہ ہو اور محبت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ ہدایت کرے حق تعالیٰ کی ہدایت بغیر مقصود حاصل نہیں ہو سکتا "من یھد اللہ فھو المھتد" (جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہ ہی ہدایت پا سکتا ہے)
پس انسان کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہی لحاظ کر کے اپنے وقت عزیز شریف کو دنیاوی خواہشات کے پورا کرنے میں ضائع نہ کرے بلکہ وقت کو غنیمت سمجھ کر فقر و فاقہ میں عمر بسر کرے۔ عجز و زاری سے پیش آئے۔ گناہوں کی شرمندگی کے مارے سر نہ اٹھائے ہر حالت میں عاجزی و تضرع سے پیش آئے کیونکہ انس بندگی اور عبادت میں سب سے اچھا کام عجز و نیاز ہے۔
بعد ازاں اس موقعہ کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ خواجہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و مرید تھے، ایک روز شیخ نے پوچھا " کتنے عرصے سے تم میری محبت و خدمت میں سرگرم ہو اور میری باتیں سنتے آئے ہو؟ عرض کیا "تیس سال سے" پوچھا پھر اس عرصہ میں کیا حاصل کیا اور کیا فائدہ اٹھایا؟ "عرض کیا" آٹھ فائدے حاصل کئے "پوچھا" وہ کیا ہیں کیا پہلے یہ فائدے حاصل نہ تھے عرض کیا "نہیں" پھر کہا "شیخ تو یہ ہے کہ ان سے زیادہ کی آپ مجھے ضرورت ہی نہیں" فرمایا "اناللہ و انا الیہ راجعون" حاتم نے ساری عمر تیرے کام میں صرف کر دی میں بھی نہیں چاہتا تو اس سے زیادہ حاصل کرے"
عرض کیا میرے لئے اتنا ہی علم کافی ہے کیوں کہ دونوں جہاں کی نجات ان آٹھ فائدوں میں آجاتی ہے" فرمایا "اچھا انہیں بیان کرو۔ عرض کیا:۔
"پہلا یہ کہ جب میں نے خلقت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص نے کسی نہ کسی کو اپنا محبوب و معشوق قرار دے رکھا ہے۔ وہ محبوب و معشوق اس قسم کے ہیں کہ بعض مرض موت تک ان کے ساتھ رہتے ہیں بعض مرنے تک، بعض لب گور تک اسکے بعد کوئی بھی ساتھ نہیں جاتا کوئی ایسا نہیں کہ انسان کے ساتھ قبر میں جا کر اس کا غمخوار اور اسکی قبر کا چراغ ہو سکے۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ محبوب تو وہی اچھا ہے جو انسان کے ساتھ قبر میں جائے اور وہاں اس کا غمخوار اور چراغ ہو۔ قیامت کی منزلیں طے کرائے۔ مجھے معلوم ہوا کہ ان صفات سے متصف محبوب صرف

Marfat.com

اعمال صالح ہیں۔ پس میں نے انہیں اپنا محبوب بنایا اور انہیں اپنے لئے جمت کیا تاکہ قبر میں بھی میری غم خواری کریں اور میرے لئے چراغ ہوں اور ہر ایک منزل میں میرے ساتھ رہیں اور مجھے چھوڑ نہ جائیں"
خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا "حاتم تونے بہت اچھا کیا"
دوسرا یہ کہ جب میں نے لوگوں کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سب کے سب حرص وہوا کے پیرو بنے ہوئے ہیں اور نفس کے کہنے پر چلتے ہیں پھر میں نے اس آیۃ پر غور کیا۔
"وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى" (جس نے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نفس کو خواہشات سے روکا اسکا ٹھکانہ بہشت ہے) تو یقین ہوگیا کہ قرآن شریف سچا ہے۔ اسلئے میں نفس کی مخالفت پر کمربستہ ہوگیا اور اسے مجاہدہ کی بھٹی میں رکھدیا اسکی ایک آرزو بھی پوری نہ کی صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے مجھے آرام حاصل ہوتا رہا" خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تجھے اسمیں برکت دے تونے خوب کیا اور اچھا کیا"
تیسرا فائدہ یہ کہ جب میں نے لوگوں کے حالات پر مشاہدہ غور سے کیا تو دیکھا ہر شخص دنیا کیلئے کوشش کرتا ہے۔ رنج ومصیبت برداشت کرتا ہے تب کہیں دنیاوی حکام سے کچھ حاصل کرتا ہے۔ اور اس پر بڑا خوش وخرم رہتا ہے۔ بعد ازاں میں نے اس آیت پر غور کیا "مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ" (پ ۱۴ ع ۱۹) (جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے اور جو اللہ کے یہاں ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔) تو جو کچھ میں نے جمع کیا تھا سب راہ خدا میں صرف کر دیا اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا تاکہ بارگاہِ الٰہی میں باقی رہے اور آخرت میں میرا توشہ اور بدرقہ بنے"
خواجہ بلخی نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے تونے بہت اچھا کیا"
چوتھا یہ کہ جب میں نے خلقت کے حالات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا بعض لوگوں نے آدمی کا عزو شرف اور اسکی بزرگی کثرت اقوام کو سمجھ رکھا ہے۔ اور اس پر وہ فخر کرتے ہیں بعض نے سمجھ رکھا ہے کہ مال اور اولاد پر عزت کا انحصار ہے اور اسکو مایہ فخر
بعد ازاں میں نے اس آیۃ کریمہ پر خیال کیا " ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" تم میں

Marfat.com

سے اللہ کے نزدیک وہ ہی سب سے زیادہ معزز سمجھا جائیگا جو سب سے زیادہ متقی ہوگا، تو معلوم ہوا کہ یہی ٹھیک اور حق ہے اور جو کچھ لوگوں نے خیال کر رکھا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ پس میں نے تقویٰ اختیار کیا تاکہ بارگاہِ الٰہی کا مکرم بنجاؤں۔" خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا "تو نے بہت اچھا کیا۔"

پانچواں یہ کہ جب میں نے لوگوں کی حالت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا ایک دوسرے کو محض حسد کی وجہ سے برائی سے یاد کرتے ہیں اور حسد بھی مال و مرتبے اور علم کا کرتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیت پر غور کیا "نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیات الدنیا" (ہم نے ان میں دنیاوی زندگی کیلئے روزی تقسیم کی) کہ جب روز ازل ان کے حصہ میں یہ چیز آچکی ہے، اور کسی کا اس میں اختیار نہیں تو پھر حسد بے فائدہ ہے تب سے میں نے حسد کرنا چھوڑ دیا اور ہر ایک سے صلح اختیار کی۔" خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا "تو نے بہت اچھا کیا۔"

چھٹا یہ کہ جب دنیا کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا بعض آپس میں دشمنی رکھتے ہیں اور کسی خاص کام کیلئے ایک دوسرے سے پرخاش رکھتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیت کو غور سے دیکھا "ان الشیطان لکما عدو مبین" (شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔) تو مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام بالکل سچا ہے واقعی ہمارا دشمن تو شیطان ہے پس نہ میں شیطان کی پیروی کرتا ہوں نہ فرمانبرداری بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاتا ہوں، اسکی بندگی کرتا ہوں اور ٹھیک یہی ہے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "الم اعھد الیکم یا بنی ادم ان لا تعبدوا الشیطن ج انہ لکم عدو مبین و ان اعبدونی ھذا صراط مستقیم" (اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں کیا؟ کہ تم شیطان کی پیروی و پرستش نہ کرنا کیوں کہ وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ اگر تم میری پرستش کرو تو یہ سیدھی راہ ہے) خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا "بہت خوب کیا"۔

ساتواں یہ کہ جب میں نے خلقت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص اپنی روزی اور معاش کے لئے سر توڑ کوشش کرتا ہے اور اسی وجہ سے حرام و شبہ میں پڑ جاتا ہے اور اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے پھر میں نے اس آیت کو غور سے دیکھا "وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا" — (روئے زمین پر کوئی ایسا حیوان نہیں جسکا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو") تو میں سمجھ گیا کہ اس کا فرمان حق ہے۔ میں بھی ایک حیوان ہوں، تب سے میں اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مشغول ہو گیا اور

Marfat.com

یقین ہو گیا کہ میری روزی وہ بالضرور پہنچائے گا کیوں کہ وہ خود اس بات کا ضامن ہے۔ خواجہ شقیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا "تو نے بہت اچھا کیا اب آٹھواں فائدہ بیان کر" عرض کیا:
آٹھواں یہ ہے کہ جب میں نے خلق خدا کو غور سے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز پر غرور ہے، بعض کو سونے چاندی پر، بعض کو ملک و مال پر۔ پھر میں نے اس آیت کو غور سے دیکھا من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے") تب اس وقت سے میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا وہ مجھے کافی ہے اور میرا عمدہ وکیل ہے"

خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا "حاتم! تمہیں اللہ تعالیٰ ان باتوں کی توفیق دے۔ میں نے توریت انجیل، زبور اور فرقان کا غور سے مطالعہ کیا تو ان چاروں کتابوں سے یہی آٹھ باتیں حاصل ہیں۔ جو ان پر عمل کرتا ہے گویا وہ ان چاروں کتابوں پر عمل کرتا ہے۔ اس حکایت سے تجھے معلوم ہو گیا کہ تجھے زیادہ علم کی ضرورت نہیں۔ عمل کی ضرورت ہے۔ والسلام [1]

ترجمہ مکتوب ششم: - مخزن اسرار یزدانی، معدن فیوضات سبحانی میرے بھائی خواجہ قطب الدین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔

ایک روز میرے شیخ نے نفی اثبات کے کلمے کی بابت خوب فرمایا کہ نفی اپنے آپ کو نہ دیکھنا اور اثبات حق جل جلالہ کو دیکھنا ہے کیوں کہ کوئی خود بین خدا بین نہیں ہو سکتا پس نفی کی نفی کرنے والا ہونا چاہیئے ورنہ نفی کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اگر یہ خیال کریں کہ ہستی صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے تو مطلب حاصل ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ کلمہ شہادت، نماز، روزہ، وغیرہ کی صورت بھی اور حقیقت بھی ان کے تعلق چھوڑ کر صرف ظاہر صورتوں پر قناعت کرنا فضول ہے۔ وہ شخص بڑا ہی احمق ہے جو ان کے حقائق تک نہیں پہنچتا۔ پھر فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا ... بلکہ ابتدار سے بینا ہوتا ہے۔ حب حق کی طرف سے اسے بینائی حاصل ہو جاتی ہے تو پھر اس سے دیکھتا سنتا ہے۔

---

[1] اسرار الواصلین ص ۸۶ تا ص ۹۴

اپنے آپکو فراموش کر دیتا ہے۔ جب ایسی صورت ہو جائے تو واصل اور ہمیشہ کیلئے زندہ ہو جاتا ہے۔ زیادہ۔ والسلام ع۱

ترجمہ مکتوب ہفتم :۔ عارف معارف، حق آگاہ، عاشق اللہ بھائی خواجہ قطب الدین اوشی اللہ تعالیٰ آپکے نفر کو زیادہ کرے۔ دعاگو کیطرف سے انس آمیز سلام کے بعد مکتوف رائے معرفت پیدا ہو۔

عزیز من اپنے مریدوں کو ضرور بتا دینا کہ فقیر مرشد کامل سے کیا مراد ہے اور اسکی علامت کیا ہے؟ اور کیوں کر پہچانا جاتا ہے؟

مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارہم نے فرمایا ہے " **الفقیر ما لاحتاج الی کل شئ** " فقیر اس شخص کو کہتے ہیں جو تمام ضروریات سے فارغ ہو اور اسکے باقی رہنے والے جمال کے سوا اور کسی چیز کا طالب ہو کیوں کہ تمام موجودات اسکے باقی رہنے والے جمال کا آئینہ اور مظہر ہیں اس واسطے وہ ان سب میں اپنا مقصود دیکھتا ہے"

بعض بزرگوں نے اس کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ "کامل فقیر اسے کہتے ہیں کہ جسکے دل سے سوائے حق تعالیٰ کے سب کچھ دور ہو اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی اس کا مقصود مطلوب نہ ہو جب ماسوائے اللہ تعالیٰ دل سے دور ہو جاتا ہے، مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

پس طالب کو ہمیشہ مقصود و مطلوب کے درپے رہنا چاہیئے۔ اب یہ معلوم کر لینا چاہیئے کہ مطلوب و مقصود کیا ہے؟ پس معلوم ہونا چاہیئے کہ مقصود ہی درد و سوز ہے۔ خواہ حقیقی ہو یا مجازی۔ یہاں سوز مجازی سے ابتدائے احکام شریعت ہے۔ والسلام ع۲

خلاصہ مکتوب ہشتم :۔ محب ہمراز اہل یقین برادرم خواجہ قطب الدین دہلوی رب العلمین ہر کام میں تمہاری رہنمائی فرمائے۔ از فقیر معین الدین من عرف اللہ لا یقول اللہ ومن یقول اللہ ما عرف اللہ یعنی جسے معرفت حق تعالیٰ حاصل ہو جاتی ہے وہ اللہ اللہ نہیں پھرتا جو کہتا پھرتا ہے اسے ابھی معرفت میسر نہیں۔ بمصداق من عرفہ به فقل لسانه وقف

ع۱ اسرار الواصلین ص۹۴ ع۲ اسرار الواصلین ص۹۵

Marfat.com

جسکو اپنے رب کی معرفت حاصل ہو گئی وہ گونگا اور لنگڑا ہو گیا۔ عارف کامل کی حالت مقام یاد بھی گذر جاتی ہے کیوں کہ یاد بھی ایک قسم کی دوئی ہے۔ اور دوئی عارفوں کے نزدیک نقص ہے۔ ارشاد اوندی ہے وھو معکم اینما کنتم یعنی تم جہاں بھی ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔

عارف صحیح معنوں میں شہنشاہ ہو جاتا ہے اسے بجز ذات ایزدی نہ کسی سے امید ہوتی ہے نہ کسی سے ڈر، لوگوں کے حق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم و لا ھم یحزنون لط اولیاء اللہ کو نہ کسی کا خوف ہوتا ہے نہ کسی کا ڈر، اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں ہے اور دل انسان میں مگر دل دو قسم کا ہے ایک دل مجازی دوسرا حقیقی۔

حقیقی دل وہ دل ہے جو نہ داہنی جانب ہے نہ بائیں جانب نہ اوپر کی طرف نہ نیچے کی جانب نہ دور ہے نزدیک مگر اس حقیقی دل کی شناخت آسان نہیں صرف مقربان خدا اسے جانتے ہیں۔ مومن کامل کا دل درحقیقت عرش خدا ہوتا ہے۔ قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ۔

قرب حضوری بغیر صحبت مرشد کامل حاصل نہیں ہو سکتی۔ کامل اور طالبان صادق سوال و جواب نہیں کیا کرتے بلکہ وہ خاموش اور باادب رہتے ہیں۔

مومن کے دل میں ہر وقت ذکر خفی موجود رہتا ہے لہٰذا اسے حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے عوام مسلم کا دل ذکر خفی سے غافل رہتا ہے۔ اس لئے وہ مردہ ہیں۔

لوگ لا الہ الا اللہ تو کہتے ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ نیست اور ہست سے کیا مراد ہے؟

...ہ: نفی کسکی ہو اور اثبات کسکا ہو کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ سوائے ذات وحدہ لا شریک کے دنیا میں کوئی موجود نہیں ہے اور محمد مظہر خدا ہیں پس طالب کو چاہیئے کہ خیال غیر نہ آنے دے ذات مطلق کو ہر جگہ موجود سمجھے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ جدھر دیکھو ظہور ایزدی ہے۔

...از: نماز دو قسم کی ہوتی ہے ایک نماز علماء فقہاء اور زاہدان کی ہوتی ہے جو صرف قول و فعل تک محدود ہوتی ہے مگر اس سے وصال الہیٰ میسر نہیں ہوتا۔ اس کی صرف عالم ملکوت نفسانی تک ہوتی ہے۔ دوسری نماز انبیاء اولیاء اور خلفاء کی ہے جو حضوری قلب ادا کی جاتی ہے۔ اس کا ثمرہ وصال الہیٰ ہے اور اسکی رسائی عالم جبروت رحمانی تک ہے

Marfat.com

چنانچہ حدیث میں آیا ہے "الانبیاء والاولیاء یصلون فی قلوبھم دایما" انبیاء اور اولیاء ہمیشہ حضور قلب سے نماز پڑھتے ہیں۔

انبیاء اولیاء ہمیشہ ذکر خفی میں رہتے ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے ہ ذکر اللسان تعلقہ وذکر قلب وسوسہ وذکر الروح مشاہدہ وذکر الخفی دایما یعنی زبانی ذکر تعلقہ ہے۔ دلی ذکر ایک قسم کا وسوسہ ہے، روحی ذکر مشاہدہ الٰہی کا موجب ہے اور ذکر خفی ہمیشہ ہوا کرتا ہے" ذکر خفی اور نماز حقیقی ترک وجود ہے"

روزہ کی حقیقت :-

حقیقی روزہ کی تعریف یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو تمام دینی و دنیاوی خواہشات سے مبرا رکھے یعنی خواہش جنت اور دنیاوی جاہ ومال وغیرہ سے مبرا رہے۔

غیر اللہ کی طرف خیال کرنا، بہشت کی ہوس وغیرہ حقیقی روزہ کو توڑنے والی چیزیں ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا کہ "بجز غیبت عباد ونسے اللہ یعنی اللہ کے سوا کسی چیز کا دیدار مطلوب نہیں۔ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ "الصوم بروئیتہ وافطروا برویتہ" یعنی روزہ کی حقیقی ابتدا بھی دیدار سے ہے اور انتہا بھی دیدار الٰہی پر ہو گی یعنی روزہ کی ابتدا معرفت حق تعالیٰ ہے اور افطار اور انتہا قیامت میں دیدار الٰہی ہے۔ بموجب حدیث نبوی روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت دوسری دیدار الٰہی کے وقت۔ عوام کے روزہ میں پہلے روزہ ہے اور آخر میں افطار لیکن حقیقی روزہ میں پہلے افطار ہے اور آخر میں روزہ ہے۔ حقیقی روزہ کیلئے افطار کی شرط نہیں لیکن افطار کیلئے روزہ شرط ہے۔

تمام لوگ جو روزہ رکھتے ہیں ایسی کھانے پینے وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں مگر یہ حقیقی روزہ نہیں ہے بلکہ مجازی ہے۔ اس روزہ میں غیر اللہ کا ترک نہیں ہوتا یعنی خطرات نفسانی دل انسان حائل رہتے ہیں ایسے روزے سے یہ منفعت حاصل ہوتی ہے کہ انسان ناداروں کی بھوک پیاس کا احساس کر سکے اور ان کی امداد کر سکے۔

اولیاء :-

حدیث میں آیا ہے اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری یعنی میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں ان کے مرتبے کو میں ہی جانتا ہوں، اور کوئی نہیں جان سکتا۔

Marfat.com

سالکان غیر مجذوب بجز صحبت مرشد کامل معرفت الٰہی حاصل نہیں کر سکتے نہ بلا
سالکان:- اصلاح باطن ان کی عالم جبروت تک رسائی ہوتی ہے وہ عالم ناسوت وملکوت
میں ہی بھٹکے رہتے ہیں۔ یہ لوگ شہوت پرست اور طالب شہرت ہیں۔

جو علماء و فقہا اور سالکین غیر مجذوب ہیں اور کسی مرشد کے فیض صحبت سے مستفیض نہیں
بے بہرا:- ہوئے وہ جذبۂ اسرار الٰہی سے بے بہرہ ہیں۔ گو وہ جبۂ و دستار اور جامۂ صوفیا
میں ملبوس ہوتے ہیں لیکن بباطن وہ حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی میں گرفتار ہوتے ہیں
ان کا مقصد اس جامۂ فقیری سے خدا پرستی نہیں ہوتا بلکہ سراسر وہ طالب جاہ و مال ہوتے ہیں۔ ان
کے کلمے روزہ اور نماز کی کیا حقیقت ہے۔

جو شخص سالکوں کے زمرہ میں داخل ہو جاتے اس پر لازم ہے کہ اپنی ہستی اور
منزل عرفان:- خودی کو مٹا دے۔ جو لوگ اپنی خودی کو نہیں مٹاتے وہ خواہ صوفیانہ جامے
سے ہی ملبوس کیوں نہ ہوں، لیکن وہ منزل عرفان میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

از روئے شریعت دو سو دینار میں سے پانچ دینار زکوٰۃ کے ادا کرنا فرض
زکوٰۃ کی حقیقت:- ہے مگر اہل طریقت کے نزدیک دو سو میں پانچ رکھنا بقیہ سب زکوٰۃ
میں دینا لازم ہیں۔ زکوٰۃ آزاد پر فرض ہے غلام پر نہیں جب تک بندہ نفس کی بندگی سے نجات نہ
پائے اس وقت تک آزادوں کے زمرہ میں داخل نہیں۔ جب آزاد نہ ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ بندہ
نفس کو سب سے پہلے نفس کی بندگی سے آزادی حاصل کرنا چاہیے تاکہ وہ حقیقی زکوٰۃ ادا کرنے
کے قابل ہو جائے۔ زکوٰۃ عاقل بالغ پر فرض ہے۔ دیوانہ اور نابالغ پر فرض
نہیں۔ پس جو شخص غفلت اور نفسانیت میں مبتلا ہو عارفوں کے نزدیک وہ عاقل بالغ
نہیں۔ پس لازم ہے کہ پہلے اس سے نجات حاصل کرے تاکہ حقیقی زکوٰۃ ادا کرنے کے قابل
ہو جائے۔

گنج حقیقی سر ربوبیت ہے۔ عارفوں کے دل اسکے خزانے ہوتے ہیں۔ ایسے عارفوں پر
ہے کہ وہ اپنے گنجینۂ حقیقی میں سے اسرار الٰہی کی زکوٰۃ گمراہوں اور نادانوں کو عطا فرمائیں
کی حقیقت:- انسان کا دل خانہ کعبہ ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے قلب الانسان

Marfat.com

بیت الرحمان (یعنی انسان کا دل خدا کا گھر ہے) بلکہ دوسری جگہ ارشاد ہے قلب المومنین عرش اللہ تعالیٰ (یعنی انسان کا دل عرش الٰہی ہے)

انسان کا وجود بمنزلہ ایک چار دیواری کے ہے اگر اسمیں سے شک وشبہ اور غیر اللہ کا پردہ دور کر دیا جائے تو دل کے صحن میں ذات حق تعالیٰ کا جلوہ نظر آئیگا یہی حقیقی حج کعبہ ہے۔ حقیقی حج سے مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی خودی کو اسطرح مٹا دے کہ ظاہر و باطن یکساں پاکیزہ ہو جائے اور دل صفات الٰہی سے متصف ہو جائے۔

فنا عشق سے حاصل ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کا عاشق ہو گیا وہ فنا فی اللہ ہو گیا اور جو فنا فی اللہ ہو گیا وہ ذات حق کا مظہر ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وفی انفسکم افلا تبصرون" (یعنی اے لوگو! میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے کیوں نہیں دیکھتے) چونکہ خدائے تعالیٰ دل میں رہتا ہے اس لئے دل عرش اور بیت اللہ ہے۔ خاک کے پتلے میں وہی بولنے والا وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے اور وہی راہنما ہے وہی راہ گیر۔

پیغمبروں کی مثال اطبا کی سی ہے جو طرح طرح کی مریضوں کو مرض کے مطابق دوا دیتے ہیں اسی طرح پیغمبران بھی روحانی استعداد و باطنی امراض کے مطابق دوا دیتے ہیں معرفت عطا فرماتے ہیں تاکہ مریض روحانی شفائے کلی حاصل کر کے عارف خدا ہو جائے۔

پہلا گروہ عوام عالم کا ہے۔ یہ لوگ ارباب ظاہر کہلاتے ہیں۔ اور راہ شریعت پر چلنے والے ہیں عشق الٰہی کی چار سیڑھیوں میں سے پہلی سیڑھی پر یہ گامزن ہوتے ہیں۔ اگر اس حالت میں مر جائیں تو ظاہر پرستی میں مرے۔ دوسرا گروہ عوام الخاص کا ہے۔ یہ گروہ روحانیت کیطرف متوجہ تو ہوتا ہے لیکن چونکہ اس گروہ کے لوگ رموز باطنی سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اس لئے کبھی دنیا کے طالب ہوتے ہیں کبھی دین کے۔ انکی باطنی آنکھیں پورے طور پر نور باطنی سے منور نہیں ہوتیں۔ اس گروہ کو اہل طریقت کہتے ہیں۔ تیسرا گروہ خواص کا ہے یہ اہل حقیقت کہلاتے ہیں چوتھا گروہ خاص الخاص کا ہے انھیں اہل معرفت کہتے ہیں۔ اسرار الٰہی کی نعمت عظمیٰ نااہل عوام الناس کو نہیں دی جاتی۔

Marfat.com

تمام اشیاء مظہر الٰہی ہیں ۔ دراصل سب ایک ہی ہیں ۔ البتہ ظہور کی صفات مختلف ہیں ۔ جیسا کہ مطلب ایک ہے مگر مختلف عبارتوں سے ظاہر کیا جاتا ہے ۔ اسکی ذات صرف ایک ہی ہے لیکن اسکے مظہر مختلف ہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہے ان اللہ علےٰ کل شیٔ محیط (یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر محیط ہے) لیکن انسان کو تمام مخلوقات پر شرف بزرگی حاصل ہے ۔ ان اللہ خلق آدم علےٰ صورتہ[1] یعنی آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اور "فضلنا بعضکم علیٰ بعض" کے بموجب ان میں بھی آپس میں امتیاز رکھا ہے[2]

تعلیمات بالکتب :- یہاں حضرت خواجہ کی بعض وہ تعلیمات مختصراً لکھی جاتی ہیں جو آپ نے گنج اسرار کشف الاسرار میں ارقام فرمائی ہیں ۔

اقتباس تعلیمات منذرجہ کشف الاسرار :- جب حق سبحانہ تعالیٰ نے چاہا کہ خود کو خود سے دیکھے اور خود سے ایک ایک نور جدا کر کے خود میں خود کا تماشہ کرے تو خود کا تماشہ خود میں ظاہر کیا ۔ یہ عاشق عشق و معشوق تھے پس حق جل و علیٰ نے اپنے نور سے جو مثل نقطہ کے تھا بلکہ نقطہ در نقطہ تھا نور محمدی کو جدا کیا ۔ یہ نور مبارک مثل نقطہ و دائرہ تھا ۔ اس مقام پر سیر عظیم ہے جو بغیر مرشد کامل میسر نہیں ہوتی ۔ پس جو کچھ کیا حرکت کی جنبش نے کیا یہ جنبش باد قدرت سے تھی جو باد دمِ اسرافیل میں ہے وہ اسی باد قدرت کا پرتو ہے

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے کرۂ نور محمدی جدا کیا تو تمام کائنات اس کرہ میں اسی صفت کے ساتھ موجود تھی جیسی کہ ظاہر ہوئی پھر اس کرۂ نور محمدی کو بصورت ستارہ کر کے اس کو ہزار برس تک بہ نظر محبت دیکھا بعدہ ستر سال تک بہ نظر جلال دیکھا پس اس نور سے تمام نار ہو گیا نار سے باد ہوا باد سے آب ہوا آب سے خاک ہوا ۔

خلاصہ کشف الاسرار باب دوم :- اللہ تعالیٰ نے ہمہ عدم کو اسطرح وجود بخشا کہ اربعہ عناصر سے چار وجود پیدا کئے ۔ نیز چار نفس تخلیق فرمائے جب خدائے تعالیٰ نے چاہا کہ خود کو خود سے دیکھے اور اپنی خدائی کو ظاہر کرے تو ذات مطلق نے

---

[1] ایک حدیث میں اس طرح بھی ہے "خلق الانسان علےٰ صورتہ" ۔ [2] دیکھو اسرار حقیقی (ترجمہ) ملفوظات ۲۳

یہ چار مراتب گوہر پیدا کیے جو اسطرح چار رکن ہوئے۔

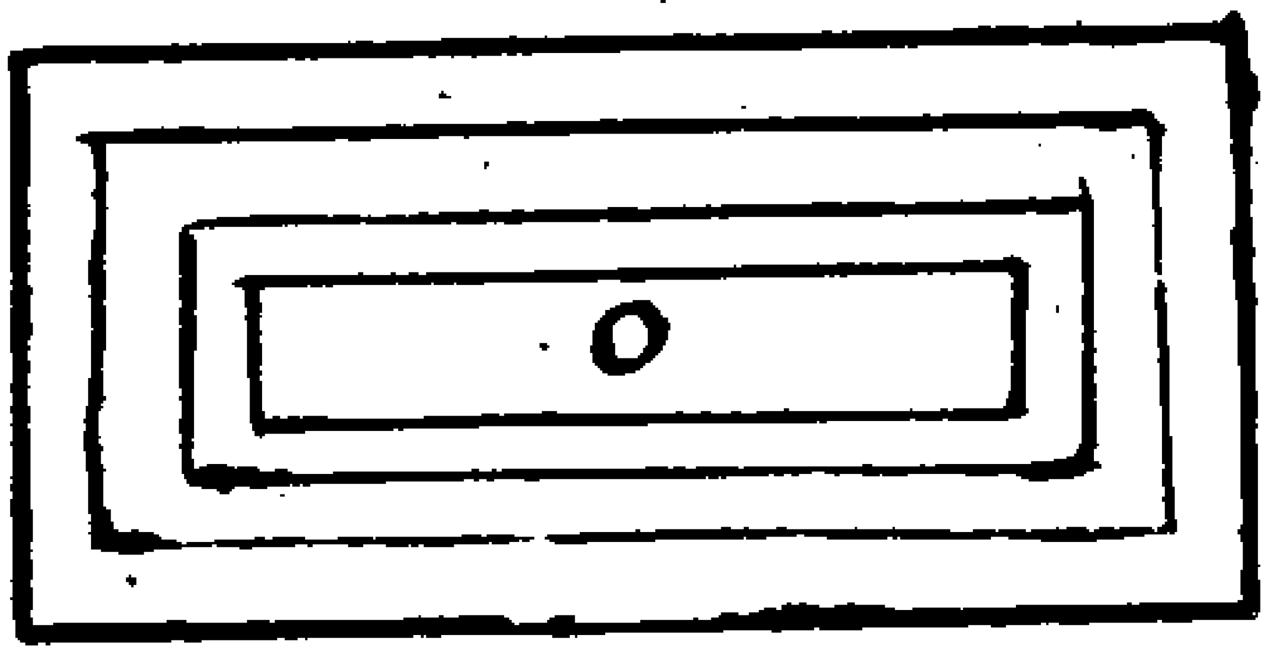

یہ ذات سے جدا کرنیکے بعد اس سہ پایا شکل " M " کے ہو گئے تھے اور چہار طبع یعنی آتش جسکا عشق سے۔ باد جس کا روح سے، پانی جس کا فعل سے اور خاک جس کا نفس سے تعلق ہے اسی طرح کے حضرت محمد مصطفے کے چار یار اور چار حق تعالیٰ کے مقرب فرشتے ہیں۔ نفس امارہ کا آگ سے نفس لوامہ کا تعلق آب سے، ملہمہ کا پانی سے اور نفس مطمئنہ کا خاک سے ہے پس اس آیۃ:-
"سنریھم ایتنا فی الآفاق وفی انفسکم افلا تبصرون" کے مطابق جو کچھ آفاق میں ہے وہ سب انسانوں کے وجود میں پیدا کیا گیا۔

جسطرح تخلیق عالم میں چار فصلیں ہیں اسی طرح وجود انسان میں طفلی تابستانی، ربیع جوانی، خزاں کاہلی اور خریف پیری ہے۔

زبان دل سے پانی لیتی ہے جو شیریں ہے۔ ناک پھیپھڑے سے پانی لیتی ہے یہ ترش ہے کان پتہ سے پانی لیتا ہے یہ آب تلخ ہے اور آنکھ جگر سے پانی لیتی ہے یہ پانی شور ہے۔

عقل دماغ میں ہے، حیا آنکھ میں، فہم کان میں، علم سینہ میں، اور فکر دل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار کرہ پیدا کیے ہیں۔ اول آتش، دوم باد، سوم آب، چہارم خاک ہے۔ فلک پر زبدہ عقد میں ہے اور زیر عقدہ عقدہ نشیں ہے۔ زیر زبدہ آتش باد ہے زیر زبدہ باد آب ہے، اور زیر زبدہ آب خاک ہے اور انہیں سے نزول و عروج ہیں۔ زبدہ خاک سے نباتات ہیں اور زبدہ نباتات سے زبدہ حیوانات ہیں اور زبدہ حیوانات سے انسان ہے اور انسان کا اخلاص نور محمدی ہے اور کل وجہ حق ہے۔ اس کی تفصیلات بہت ہیں مگر طالب کے کام کے لئے جو ضروری ہیں وہ یہاں بیان کر دی گئی ہیں۔

اقتباس تعلیمات مندرجہ گنج اسرار:- آپ فرماتے ہیں کہ سمجھنا معانی رموزات معرفت

قت ، اطاعت باطن ، استقامت راہ عشق و محبت اور یاسبانی عنایت قرب حضرت ہر ایک کا
ہیں۔ ہزاروں سالکوں میں سے ایک اور بہت سے زاہدوں میں کوئی مرشد کامل کی تلقین سے
لک مجذوب ہوتا ہے اور علم معرفت عالم جبروت و قرب حضرت کی استقامت حاصل کرتا ہے ؎

"از راہ عقل بگذر اے زاہد ریائی   در کوئے عشق بنشیں گر طالب خدائی"

اگرچہ اس کتاب (گنج الاسرار یا گنج اسرار) میں روحانی راہیں پچیس معرفتوں پر لکھ دی گئی ہیں لیکن
بھی برائے استقامت تربیت اور جذبہ با صلاح باطن کے لئے مرشد کامل سے رابطہ کی ضرورت ہے ؎

"تا نیفتد بر تو مردے را نظر
کئے بیابی راہ دل از جاں خبر"

رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے "اول ما خلق اللہ نور محیط" یعنی اللہ تعالیٰ نے بکمال
وار و تجلیات جلالت پہلے اپنے نور کا اظہار فرمایا نور لا محدود بے پایاں ہے اور اسکی کوئی ابتدا و انتہا
ہیں ہے۔ اور مثل نور آفتاب وہ ہر شئے پر محیط ہے پھر اس نور لا محدود و نا متناہی نے اپنی قدرت
سے نور محمدی پیدا کیا اور یہ دونوں نور مثل آفتاب۔ ماہتاب کے نور کے آسمان پر تاباں ہیں اسی ایک نور
سے دو نور ہیں اور دونوں انوار کی اصل ایک ہے بعد ازاں نور محمدی سے کل مخلوقات اور موجودات
ارواح کا اظہار فرمایا مگر اول کامل انسانوں کی ارواح پیدا کیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-
"الانسان سری وانا سرہ صفتی" (یعنی انسان میرا بھید ہے یعنی انسان کامل میری معرفت
صل کرتے ہیں اور مجھکو دل میں پہچان لیتے ہیں اور مجھ تک پہنچتے ہیں۔ اگر انسان کامل پیدا نہ ہوتے
ہژدہ ہزار عالم میں سے کسی کو دنیا میں میری معرفت حاصل نہ ہوتی کامل انسانوں کو پیدا کرنے
میرا یہ مقصد ہے کہ حق شناسی اور حق پرستی ہو اور لوگ مجھے پہچانیں اسلئے انسانوں کی روح سے
انسان کامل حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

علم و عمل و اخلاص :- علم شریعت عالم ناسوت کی استقامت میں تعلیم تحصیل کسب
حاصل کرنا ہے۔ پہلے مبتدیان کیلئے بہ وسن علم شریعت کلی فرض ہے
متقی کیلئے تین چیزیں علم، عمل و اخلاص ضروری ہیں۔ عمل بلا اخلاص جو خلق کو دکھانے کے لئے ہو
شرک ہے۔ دل نظر گاہ حق ہے۔ علم شریعت حاصل کرنا سب پر فرض ہے۔ یعنی صلوٰۃ

Marfat.com

وصوم، زکوٰۃ وحج وطہارت حاصل کرنا کمالیت اسلام ہے۔ جو لوگ علم ظاہر رکھتے ہیں، لیکن عمل خلوص نہیں رکھتے وہ مومن نہیں ہیں بلا اخلاص عمل سے کچھ فائدہ نہیں۔ علم حقیقت بلا مرشد کامل کی تلقین کے حاصل نہیں ہوتا۔

طہارت ونظافت کا ظاہر وباطن:۔ بنائے دین نظافت پر ہے۔ لیکن نظافت صرف ظاہر پاکی پر منحصر نہیں ہے۔ وضو وغسل تمام تر ہیں خاص وعام کیلئے۔ اعضاء اربعہ کی پاکی اسلام اور نظر گاہ خلائق ہے اور نفس کیلئے رغبت ونصیحت لیکن نظافت باطنی طہارت دل وجان کی طہارت ہے۔ اس کا مقام عالی ہے۔ نظافت سے مراد ظاہر پاکی نہیں ہے بلکہ عمل میں خلوص کا ہونا ہے۔ معرفت حق تعالیٰ کے لئے کمالیت طہارت باطن یعنی دل کی پاکی ضروری ہے۔ یہ طہارت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب جذبہ اصلاح باطن سے خالص نیت دل کے ساتھ شہوات، حرص وہوا، دروغ اور دیگر مذمومات سے پاک ہوجائے۔ شکم کو لقمہ حرام وشبہ، طمع، ریا، دزدی وغصبی سے محفوظ رکھے۔ وجہ حرام وشبہ سے پرہیز کرے اعضا اس طرح دھونے چاہئیں کہ آنکھ سے نادیدنی اور کان سے ناشنیدنی، ہاتھ کو حرام چھونے اور پاؤں کو بے محل جانے سے باز رکھے۔

جب عبادات روحانی سے روح غالب آجاتی ہے تو اقوال وافعال سے کارہائے رحمانی حاصل ہوتے ہیں۔ مگر جب غیر یاد سے نفس سرکش ہوجاتا ہے تو اقوال وافعال سے نفسانی اور شیطانی سرزد ہوتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ شیطان سے کنارہ کرے اور کلمہ تمجید اور تسبیح کو اختیار کرے اور کم کھائے کم بولے، کم سوئے اور خلقت سے کم صحبت رکھے تاکہ سرکشی وگمراہی میں نہ پڑجائے۔

علم شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت:۔ عالم ناسوت کی معرفت شریعت، عالم ملکوت نفسانی کی طریقت، عالم جبروت روحانی کی حقیقت اور عالم لاہوت رحمانی کی معرفت حق تعالیٰ کی معرفت ہے۔

عالم ناسوت یہ جہان ہے۔ عالم ملکوت وہ جہان ہے۔ عالم جبروت قرب حق تعالیٰ ہے۔ اور عالم لاہوت نہ یہ جہان ہے نہ وہ جہان بلکہ اتصال مع اللہ ہے۔

معرفت عالم ملکوت کلمہ لا الٰہ الا اللہ زبان سے اس طرح کہنے سے حاصل ہوتی ہے کہ

Marfat.com

کو چھوڑ کر حقیقت الا اللہ تک پہنچے - حدیث میں آیا ہے رَ اَیتُ رَبّی بعین اَنی فی قلبی
احسن صورتہ اول نور لا الٰہ الا اللہ کو نور محمد الرسول کے پردہ میں اسطرح دیکھے کہ نور ماہتاب
درمیان نور آفتاب کے ہے - دویم نور محمد کو نور اللہ میں اسطرح دیکھے جیسے کہ نور آفتاب درمیان نور ماہتاب
ہے اور نور محمد کو نور اللہ میں اسطرح دیکھے کہ نور کواکب نور ماہتاب میں ہے - پس لا الٰہ الا اللہ سے گذر
کر اللہ پر پہنچے - جب اس جگہ پر پہنچے گا مومن ہو جائے گا -

اے عزیز لا الٰہ کو ترک نفی سمجھ اور الا اللہ کو معرفت حق جان - حضرت بایزید فرماتے ہیں کہ خلق
گناہ سے توبہ کرتی ہے اور میں لا الٰہ کہنے سے تائب ہوتا ہوں - درویش ہرگز شریعت کے
خلاف نہیں کیا کرتا -

مشغول ہونے سے پہلے اور بعد سالک کو تمام کلمہ پڑھنا واجب ہے لیکن استقامت عالم
حقیقت جذبہ اصلاح باطن کی تربیت اور اطاعت عالم جبروت کیلئے سوائے اسم ذات اللہ کے اور
کچھ مناسب نہیں فرماتے ہیں -

بیان کردہ ام با تو من لا الٰہ | زغیرش بپرہیز و بنگر اللہ
بنفی چہ حاجت کہ نفی کن | فنا با بقا چند و ہم زنی
الا است جملہ حقیقت بدان | من و تو طلسم است اندر میان
بگویم ترا بگذر از علم قال | سخن بشنوائے عاشق علم حال
کے در شریعت بود کور دل | بعقباش ہمچو بماند خجل

اکابر صدر نشین ہیں جو اس کا دم بھرتے ہیں اور اسکی راہ میں قدم رکھتے ہیں تاکہ دنیا و دوں سے
مبرا ہو جائیں ؎

کدامے می کہ آترا عشق نام است | دو عالم پیش وے ہمچو غلام است

شکم پرستی :- جب نویں صدی گذر جائے گی اس وقت آخر زمانہ میں عالمان، زاہدان، اور
صوفیان بے مرشد یعنی بے مرشد سالک غیر مجذوب بجائے عبادت کے اپنی
خواہشات میں مبتلا ہوں گے اور جبہ و دستار پہننے سے صرف ظاہراً دکھاوٹ مقصود ہوگی - بکثرت
شکم پرستی میں مبتلا ہو جائیں گے اور بعض علماء و زہاد حرص دنیا و نفس پرستی میں مبتلا ہو جائیں گے

Marfat.com

اور معرفت حق پرستی کی کوئی عبادت ان میں نہ ہو گی بلکہ حق تعالیٰ کی معرفت سے دور ہوں گے۔ اس گر
کی حقیقت حال اولیاء اللہ جانتے ہیں۔ یہ حضرات خلوت میں ہمیشہ یاد الٰہی کرتے ہیں۔

علم و عمل:- وصال حق کیلئے دل وجان سے عمل باطنی میں مشغول رہنا چاہئے جس علم کی تعلیم سے
ازراہ اخلاص اصلاح باطن حاصل ہوتی ہے وہ علم لدنی ہے۔ یہ علم خدا ہے۔ اس کے
تقدس ہر ایک پر ظاہر کرنیکی اجازت نہیں ہے۔ وہ رموز کثیر اگر کوئی سنے تو اسے طاقت سماعت نہ
کم ہمت والے اہل شریعت علماء وزاہدان جب سر اللہ یعنی اسرار حقیقت عارفان کامل سے کچھ
سنتے ہیں تو باور نہیں کرتے، کہتے ہیں یہ ممکن نہیں، اسلئے تعلیم معرفت، صلاح باطن، اطاعت و
پاسبانی عالم جبروت کی تربیت سوائے طالب صادق وانسان کامل کے اور کسی کو نہ دینا چاہئے
آدمی کا مجموعہ معرفت نفس و دل و روح ہے۔ نفس جائے شیطانی ہے۔ دل مجموعہ فرشتگان ہے او
روح نظر گاہ رحمانی ہے یعنی صفت نفس اس جہاں کی۔ صفت دل بہشت جاویداں کی اور صفت روح
اسرار نہانی کی طلب ہے۔ بندہ مومن دل میں خدا کو بہت یاد کرتا ہے اور زیادہ یاد دوست کو محبوب رکھنے
کی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔

اے عزیز زبان سے یاد کرنا یا ذکر کرنا علم قال ہے۔ جب تک سالک صادق عقل سے فارغ
نہیں ہوتا استقامت، محویت حاصل نہیں ہوتی اور جب تک کثرت سے اطاعت باطن میں مستغرق
اور محو نہیں ہوتا کمالیت قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتی۔ حس وعقل دو مقام ہیں۔ دونوں کا خدا کیطرف
راستہ نہیں ہے یہ دونوں مقامات قال کے ہیں۔ عالم ناسوت و ملکوت قال ہیں اور عشق و عل
وعلم لدنی) حال ہیں۔ قرب حق کا قال سے تعلق نہیں۔ خزانہ اسرار حقیقت کا دل سے تعلق ہے نہ کہ زبان سے
مومن کا دل مونس اور محب ہوتا ہے اور اسرار دوست کا مقام ہے۔ مومن کا پاک دل عرش
اللہ تعالیٰ، بیت الاقصیٰ اور بیت الکعبہ ہے۔ جب تک خدا کی راہ میں دل سے نہ آئیگا خدا کی بارگاہ
میں مقبول نہ ہوگا۔ مرشد کے سوا اور کسی سے زبان دل کے ساتھ سوال نہ کر۔ یہ بھی علم قال ہے کہ
کوئی کہے کہ "میں نے فلاں بزرگ سے فلاں سلسلے کا خرقہ حاصل کیا۔ اے عزیز درویشی اختیار کر۔ عاقل
ترین انسان اہل معرفت و درویش ہیں۔ سالک مجذوب اور مجذوب سالک صحبت، تربیت، بیعت او
ارادت کے لائق ہوتے ہیں۔ ایک جماعت مشائخ کی لا دین لمن لا شیخ لہ کو فرض جانتی ہے

Marfat.com

علم لدنی:۔ حضرت احمد غزالیؒ کے ملفوظات میں منقول ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ سید المرسلین نے معراج کی شب میں مقام منزلت سدرۃ المنتہیٰ میں تشریف فرما ہوکر ہر چہار طرف صورت عظمت جلالت حجاب بہائے نور اور تجلی آفتاب سے زیادہ روشن و منور دیکھی۔ شب معراج اللہ تعالیٰ نے نوے ہزار باتیں رسول اللہ کو تلقین فرمائیں۔ ندا آئی ان میں سے تیس ہزار اپنی امت کو تلقین کیجیے جو کہ ظاہر، عبادات تجلیات عالم ناسوت اور استقامت علم شریعت سے متعلق ہیں۔ اور تیس ہزار سخنائے عبادات تکلیمات اسمار صفات عمارات عالم ملکوت اور استقامت عالم طریقت سے متعلق ہیں اور بقیہ تیس ہزار برسیدہ وناپرسیدہ کو ظاہر نہ کرو۔ علم حقیقت اسرار الٰہی کا خزانہ ہے۔ یہ علما زاہدان سے نہ پوچھنا چاہیئے اسکی تعلیم مرشد دیتا ہے۔ جب سالک یہ تعلیم حاصل کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ پر عشق و محبت کے ساتھ نظر رحمت کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اے محمد! میں نے تیری محبت سے ہژدہ ہزار عالم پیدا کیے۔ لیکن اپنی عنایت کے اسرار، جذبۂ عشق و محبت کا حصول، ہدایت باطن اور راہِ حقیقت میرے خزانے کے اسرار ہیں۔ میرا بھید انسان ہے اور انسان کامل میری معرفت حاصل کرتا ہے اور مجھ کو دل میں پہچان لیتا ہے اور راہ عشق میں، میں ہی ہوں اور وجود ظاہر و باطن کی ہستی میری ہستی ہے۔

ان علمار و زہاد پر تعجب ہے جو تیری امت میں نہ مجھے درمیان میں لاتے ہیں نہ میرا خیال کرتے ہیں طاعت باطن سے مجھے پہچانتے ہیں اور اپنی ہستی میں گرفتار رہیں۔ یہ مثل بہایم کے ہیں اور ان کا مقام مجازی دوزخ کیلئے ہے۔ اے محمد! جو بندہ تیرا اور میرا مشتاق ہوتا ہے خلقت اس کی مشتاق ہوتی ہے۔ اے محمد! میں اسکا دوست ہوں جو مجھے دل سے دوست رکھتا ہے اور مجھے دل سے یاد کرتا ہے۔ اور نہیں بھولتا۔

قرآن:۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین ط، حضرت محمد مصطفےٰ نور ہیں اور کلام مجید بھی نور ہے، مگر یہ نور تلاوت حفظ قلوب میں معرفت جذبہ اصلاح سے تلاش کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید تین طرح پر ہے اول یہ کہ وہ کلام جسکی ابتدا و انتہا سیاہی کے نقطہ پر لکھنے سے ہوئی یہ مخلوق ہے۔ اس کی تلاوت زبانی عالموں، زاہدوں اور عام مخلوق عامیت اسلام کے واسطے لازم ہے۔

Marfat.com

دویم وہ قرآن ہے جسمیں تعریف کلام ربّانی ، اسمائے حروف لدنی ہیں اور تفسیر علم لدنی غیر مخلوق ہے تیسرا قرآن وہ ہے جسمیں وہ تعریفات کلام ربانی ہے سخنہائے معانی رموز کلمات قدسی ہیں جن سے کہ اہلیت استغراق و مستی میں حق تعالیٰ کی ذات میں محو ہو کرا دیا ، اور عاشقان خدا زبان دل سے معرفت اور عشق و محبت تلقین کرتے ہیں ۔

کلمات قدسی کی تفسیرات مرشد کی تلقین کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتیں ۔ جب طالب صادق مدت تک مرشد کامل کی صحبت میں رہ کر علم حال کا کمال حاصل کر لیتا ہے تو بعنایت ایزدی کشف و کرامات کے اظہار سے استقامت حاصل ہوتی ہے ۔

تربیت حضرت رسالت و فہم پیوستن اطاعت :-

امیرالمومنین حضرت عثمان غنیؓ سے روایت ہے کہ ایک دن سید المرسلین مقام خلوت میں حضرت ابو بکرؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حسنین علیہم السلام ، ابو ہریرہؓ اور حضرت بلالؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور طالبان راہ حقیقت اور جویندگان قرب حق کے لئے تعریفات معانی ، رموزات اور تلقین معرفت فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت عمرؓ حاضر خدمت ہوئے سید المرسلین نے خاموشی اختیار فرمائی ، یاروں کو خیال ہوا کہ رسول اللہ نے حضرت عمرؓ سے یہ راز چھپائے سرور عالم نے ارشاد فرمایا کہ شیرخوار بچے کو حلوۂ شیریں اور گوشت کھلانے سے بدہضمی ہو جاتی ہے مگر جب بڑا ہو جائے تو نہیں ہوتی ۔

حضرت عمرؓ نے رسول خدا سے پوچھا کہ " خدا کہاں ہے ؟" سرور عالم نے فرمایا کہ " بندوں کے دلوں میں " پھر دریافت کیا " دل کی معرفت کس طرح ہے ؟" آنحضرت نے ارشاد فرمایا " مومن کا قلب آئینہ خدا ہے " یہ خدا کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے اور رات دن اس کی نظر مومن اور مسلم کے قلب پر ہے "

پھر حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ " مومن اور مسلم میں کیا فرق ہے " ، فرمایا کہ " مومن دل سے ذکر خفی کرتا ہے مسلم کا دل ذکر خفی نہیں کرتا ۔ یعنی عبادات میں مومن اور مسلم میں یہ فرق ہے کہ زاہد مسلم اور عارف مومن ہے "

ایک دن سرور عالم نے اپنے یاران سے فرمایا ، خدا کا حکم آیا ہے کہ خدا کی رضامندی کے لئے

Marfat.com

سخاوت کرنا چاہئے اور میری راہ میں وہ چیز دینا چاہئے جو دل وجان سے عزیز ہو۔

اقسام کفر و توبہ :- اہل سلوک کے نزدیک کفر و ضلالت کی پہچان یہ ہے کہ آدمی نجات و مغفرت کیلئے عبادت کرے۔ یعنی حرص بہشت حصول حور و قصور بخوف دوزخ و تلخی جاں کنی و سوال منکر نکیر و حساب روز قیامت اور پل صراط طے کرنیکے لئے جو عبادات کیجاتی ہیں وہ اپنے وجود کی آسائش کیلئے ہوتی ہیں۔ خدا کیلئے نہیں ہوتیں اس لئے ایسی عبادات اعمال نفسانی ہیں اور ہر عبادت نفسانی بت پرستی ہے اور بت پرستی کفر و ضلالت ہے۔ اسلئے مخلص اہل معرفت ایسے تفرقہ باطنی اور خطرات کو کفر ضلالت کہتے ہیں۔

"یکے زاہد و صدبت می پرستد   من مسکیں یکے رامی پرستم"

جو لوگ اسلئے عبادت کرتے ہیں کہ مجالس میں وہ صدر نشیں ہوں، لوگ ان کے مرید ہو جائیں، مخلوق ان کی اطاعت کرے وغیرہ وغیرہ۔ ایسی عبادت بھی خود پرستی ہے چونکہ ان کے دل میں اخلاص حق پرستی نہیں ہوتا اس لئے یہ بت پرستی ہے اور بت پرستی کار شیطانی ہے۔ مخلصان صادق اہل معرفت اس قسم کے تفرقہ باطنی کو بھی کفر ضلالت کہتے ہیں۔

"کجا ماند مسلمانی چو کفر از زہد برخیزد   مسلماں کئے شود مومن چو کفر از عرش برخیزد"

جو عبادات دنیاوی اور رفاہ کی نیازمندی اور حظ کونین کے لئے کی جاتی ہیں۔ یعنی جس عبادت میں حرص و ہوا اور دو جہاں میں امید عیش و خوشی حاصل کرنیکا خطرہ دل میں آجائے وہ بت باطنی ہے اور سالکوں کے نزدیک بت پرستی ہے حق پرستی نہیں ہے۔ ایسی عبادت سے ہرگز خدا تک رسائی نہیں ہوتی مخلصان کرام اہل معرفت ایسے خطرات نفسانی کو کفر دیری کہتے ہیں۔

دل یکے منظر یست ربانی   خانہ دیوار را چہ دل خوانی
دل حقیقی است کعبہ مقصود   از برائے صلوۃ رحمانی
تو درون نماز دل بیروں   کشتہا می کند ہمانی!
ایں چنیں حالت پریشاں را   شرم ناید نماز می خوانی

جس عبادت میں یہ خیال ہو کہ لوگ اسکی وجہ سے دنیاوی تحائف پیش کریں گے۔ ایسی عبادت سے وصال حق میسر نہیں ہوتا۔ مخلص اہل معرفت اسکو کفر زناری کہتے ہیں۔

Marfat.com

بت بود در راہ حق چوں غیر اوست در رہِ حق بت شکن باید شدن

عبادت میں اس قسم کے خطرات آنا کہ خدا دل میں کہاں ہے وغیرہ وغیرہ۔ مخلص اہل معرفت کے نزدیک یہ کفر مذموم ہے ؎

گر فقیر است یک شور انگیز دو خیرد بر روز رستاخیز
در بود ز ہدا ز پے البصار ہیزم دوزخ است لیکن تیز

اگر نماز میں امام کو تکبیر اول کے بعد یہ خیال آئے کہ قرات دراز کروں یا مختصر وغیرہ وغیرہ اور اگر سنتوں میں مصطفےٰ کی طرف اور فرضوں میں خدا کیطرف دل متوجہ نہ ہو ایسے خطرات کو غیر اللہ کہتے ہیں۔ مخلصان اہل سلوک اسے کفر معصوم کہتے ہیں۔

کلید در دوزخ است آں نماز کہ در چشم خلق گذاری دراز

کفر مجازی یہ ہے کہ کثرت اعمال اور دوام عادات سے مخلوق میں شہرت اور تعریف کا خواستگار ہو یعنی مخلوق کو بلا در میان خدا کے اپنی حاجات براری کا ذریعہ جانے اور ان سے فتوحات کی امید رکھے چونکہ یہ امر غیر اللہ ہے اسلئے ایسے خطرات کا دل میں آنا بُت ہے۔ مخلص اہل سلوک اس کو کفر مجازی کہتے ہیں۔

جب سالک مجذوب عبادات خفیات میں عالم جبروت میں مشغول ہوا اور ناگاہ مقام اخلاص عشق و محبت میں تلون پیدا ہو جائے اور متوقف ہو جائے یا دل مشغول بحق ہوا اور روح قوالوں کی خوش الحانی یا کلام کے مطالب وغیرہ کیطرف متوجہ ہو جائے۔ مخلصان اہل معرفت ایسے خطرات قدسی کو کفر حقیقی کہتے ہیں۔ جب سالک مجذوب کفر حقیقی کی منزل طے کر لیتا ہے اسوقت اتصال مع اللہ کی کمایت کو پہنچتا ہے ؎

"عشق را با کافری خویشی بود کافری خود عین درویشی بود"

چاہیئے کہ علم شریعت حاصل کرے اور حرام و حلال کو پہچانے یعنی اس فرق کو جانے کہ فلاں کام شرعاً روا نہیں ہے اور فلاں روا ہے۔ اگر کوئی راہزنی، چوری، قماربازی وغیرہ میں اس خیال سے مصروف ہے کہ آخر عمر میں توبہ کر لوں گا۔ ایسی توبہ کو توبہ اختیاری کہتے ہیں۔ لیکن توبہ نصوحا اس کو کہتے ہیں کہ ہر گناہ اور خطا کو یاد کر کے عذر خواہ ہو اور توبہ کرے یعنی پھر اسکو اختیار نہ کرے۔

Marfat.com

جو بعد توبہ اپنی حاجت کیلئے غفلت اور کارہائے نفسانی اختیار کرے یعنی اس مقصد کے حصول کیلئے جھوٹ اور غیبت وغیرہ اختیار کرے اور اپنے گناہ کو بھول کر دوسروں کی عیب جوئی کرے اور گناہ کو گناہ نہ جانے اور ہر روز توبہ کرے پھر گناہ کرے یعنی فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے تو حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرتا۔ اہل معرفت ایسی توبہ کو مجازی توبہ کہتے ہیں۔

معرفت توبہ حقیقی یہ ہے کہ عبادات خفیات میں جب سالک کے دل میں تفرقہ خطرات دنیاوی و عقبائی آئے تو فوراً دل میں استغفر اللہ کہے۔ مگر یہ چیز بغیر تربیت مرشد کامل حاصل نہیں ہوتی اور اس کی شرح معرفت جذبہ اصلاح باطن کے ممکن نہیں۔

بہ ہردم توبہ باید کرد عادت	نخستین توبہ باید پس عبادت
بہر یک فرض آمد توبہ کردن	بہر دم توبہ کن تا وقت مردن

بیان مذہب حقیقی:۔ مذہب حقیقی یہ ہے کہ مرشد کی مطابعت اور پیروی کرے کیوں کہ اطاعت باطن میں پیر و مرشد مثل راہ کے ہے اور رہنما خدا ہوتا ہے۔ لیکن مذہب خالص ہوتا ہے نہ کہ مختلط۔ اختلاط توقف ہے اور اخلاص ترقی ہے۔ اخلاص متقیان طالب معرفت حق تعالیٰ میں مشغول رہتا ہے۔

اے عزیز! مذہب مجازی دور کی آواز ہے۔ مذہب اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ طالب کو مطلوب تک پہنچا دے۔ کوئی مذہب اس سے بہتر نہیں ہے۔ کہ ابتدائی حالت میں طالب ترک عادت کرے کیوں عادت پرستی مذہب حقیقی سے دور ہے۔ جب طالب صادق منتہیٰ ہو جاتا ہے تو سوائے مذہب محبوب کے اور کسی سے مطلب نہیں رکھتا۔ یعنی اس کا مذہب محبوب ہوتا ہے۔

اگر مذہب آدمی کو خدا تک پہنچائے اسلام ہے اور اگر اس بارہ میں رہبری نہ کرے تو کفر سے بدتر ہے۔ اہل حقیقت کے نزدیک اسلام وہ ہے جو خدا تک پہنچا دے۔ اور کفر وہ ہے جو اس سے دور کرے طالب صادق کو نہ مذہب سے کام ہوتا ہے نہ نہفتۂ مذہب سے۔ نہ کسی دوسرے کے مذہب اہل معرفت سوائے حق تعالیٰ کے کسی دوسرے مذہب کو نہیں جانتے۔

Marfat.com

"آتش بزنم سوزم ایں مذہب و کیش　　عشقت بنہم بجائے آں مذہب خویش
تا کے دارم عشق نہاں در دل خویش!　　مقصود بحق است نہ دین است و نہ کیش

جس مرید نے فنا در فنا کا مزہ نہ چکھا ہو بلکہ ابھی قائم شریعت و قدم طریقت میں ہو۔ تجوہ سے وصال سے محروم ہے۔ خواجہ جنید بغدادیؒ سے مریدوں نے پوچھا "آپ کا کیا مذہب ہے؟" فرمایا "میں خدا کے مذہب پر ہوں"۔ مذہب دو طرح پر ہے۔ ایک مذہب شریعت ہے۔ دوسرا مذہب حقیقت ہے۔

دریافت جمعہ:۔ قلب المومن بیت الجمعہ قلب مومن مقام جمعہ ہے، جمعہ قلوب میں مکرم کا حج ہے، دل میں جمعہ حقیقی حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ جب معراج قلبی (جمعہ الہٰی) دل میں حاصل ہو جاتی ہے تو کثرت تلاوت حفظ، قلوب اور اطاعت باطن سے طالب صادق جمع الجمع تک پہنچتا ہے۔ اس جمیل کا جمال جمعیت ابدی میں حاصل ہوتا ہے۔ اور جمال حقیقی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

اے عزیز! وہ نماز رحمانی نہیں جس میں قیام، قعود، رکوع اور سجود کی حرکت میں من و تو درمیان میں رہے ہے

من مست خرابات نمازے کہ گذارم　　در وے نہ قیام نہ رکوع نہ سجودے
در خلوت دل تا بنود الفت توحید　　حق را نتواں یافت ازیں قیام قعودے

وہ نماز رحمانی نہیں ہے جس میں ظاہر حق پرستی ہو مگر علا الف (انی ہو۔

"نماز عاشقاں سر الیست پنہاں　　ہمو داند کہ دائم در نماز است
چہ داند متقی نادان ایں سر　　ہمیشہ جان عاشق در نماز است"

در خلوتے کہ بیند عاشق جمال جاناں　　باید کہ در میانہ غیرے نظر نباشد

اعتکاف تین طرح پر ہے یعنی اعتکاف ناسوتی، ملکوتی، جبروتی۔ حضرت عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں کہ طالب صادق مرشد کی تربیت سے دس سال میں قرب حق حاصل کر لیتا ہے۔ شیخ شہاب علیہ رحمۃ فرماتے ہیں کہ تین سال میں حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ تیسرے چلے میں قرب الٰہی

...ل ہو جاتا ہے۔

توحید وغیرہ :- حضرت امام غزالیؒ سے پوچھا گیا کہ "توحید کیا ہے؟" جواب دیا کہ " سب کو ایک کرنا، ایک دیکھنا، ایک جاننا، اور ایک شمار کرنا۔"

...ئے عزیز! یہ خیال کرنا کہ میں ہوں اور میری ہستی ہے اور خدائے تعالیٰ کی بھی ہستی ہے، گمراہی ہے دو وجود نہیں ہیں بلکہ صرف ایک وجود موجود ہے اور وہ حق تعالیٰ کا وجود ہے۔

...ا کے وجود کے سوا اور کوئی وجود نہیں ہے۔ جب تک تو اپنے آپ کو دیکھتا رہے گا خدا کو نہ دیکھے گا ...خود کو درمیان میں نہ دیکھے گا خدا کو دیکھے گا۔ ایک کے سوا کسی دوسرے کا وجود نہیں یعنی دو نہیں ...ں، خواہ سب کو حق کہے یا سب کو روح کہے۔

مذہب شریعت مطابقت علمائے اسفلی ہے جو اعمال کے ساتھ شہرت پذیر ہے۔ اور مذہب ...حقیقت اطاعت پاسبانی عالم جبروت ہے۔ روندگانی راہ قلوب میں رہنمائی خدا کی ہے۔ پس ان کا ...ہب خدا ہے۔

خواجہ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک خدا کے ساتھ رہا۔ خدا کے ساتھ ہم کلام رہا اور خدا ہی ...کی بات سنتا رہا مگر خلق نے گمان کیا کہ ان کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ ان سے کلام کر رہا ہوں اور ان کی بات سن رہا ہوں۔

جب عارف دوست کے دیکھنے اور نہ دیکھنے سے پاک ہو جاتا ہے تو تمام بلاؤں اور آفتوں ...سے خلاصی پاتا ہے۔ یعنی عین ذات میں یکرنگ ہو جاتا ہے۔ کوئی بلا عادت پرستی سے ...بدتر تیرے وجود میں نہیں اور اس سے زیادہ کوئی زہر قاتل نہیں کہ مریدوں کی تمنا کرے ...سالک مریدوں کی تمنا کرتا ہے مقام اعلیٰ تک نہیں پہنچتا

اے عزیز! ہوا پرستی چھوڑ مذہب حقیقی اختیار کر۔ حقیقت مذہب تخلقوا باخلاق اللّٰہ ہے۔ ...بہتر اور فاضل تر مذہب مذہب حقیقی ہے۔ یعنی معرفت جبروت کے ساتھ استقامت قرب حق ...کعبہ مجازی کی زیارت زر و سیم خرچ کرنے سے ہو جاتی ہے مگر کعبہ حقیقی کی زیارت دل و جان ...کے صرف کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کعبہ حقیقی کو سوائے اہل معرفت صاحب تصوف کے اور لوگ نہیں ...دیکھ سکتے۔ افسوس ہے اس پر جسے اپنی عمر میں کعبہ حقیقی کی زیارت نہیں ہوئی جو کعبہ دل میں داخل

Marfat.com

ہوتا ہے وہ خدا کو دیکھتا ہے جو قبلہ جمال معشوق حقیقی میں داخل ہوتا ہے۔ وہ اس کو قبلہ حقیقی جانتا ہے اس وقت وہ تلاوت حفظ قلوب کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے۔ اگر اس حالت میں باختیار خود وہ قبلہ مجازی کی طرف رخ کرلے تو مشرک ہوجاتا ہے۔ عاشقان سبک رو کے یہاں سوائے معشوق کے اور سب کچھ حجاب راہ ہے۔

قبلہ و محراب حجاب اندر بس   روئے دم سوئے رُخ یاد بس

اصحاب حقیقت کا دل جب مقصد حقیقی کی طرف متوجہ ہوا سے اہل معرفت محراب کہتے ہیں۔ مگر جو مشغول خدا کیلئے نہ ہو بلکہ برائے حصول درجات و حور و قصور ہو وہ کار دوزخ ہے۔ اے عزیز! معرفت جذبۂ اصلاح تلقین یا سبانی عالم جبروت حاصل کر تا کہ محراب حقیقی مل جائے۔

مسافرت چار قسم کی ہے۔ مسافرت مصلحی، مسافرت قناعتی، مسافرت طریقی، اور مسافرت حقیقی۔ مسافرت مصلحی اپنے کاموں کے لئے جانا ہے۔ مثلاً تجارت وغیرہ کی غرض سے کہیں جانا مسافرت مصلحی ہے۔ مسافرت قناعتی یہ ہے کہ خدا کی رضا کیلئے مسافرت اختیار کرلے۔ مسافرت قناعتی کو بے زبان و بے فرزند سیاح، ابرو تراشاں حیدریان، قلندریان، عریان اور کہنہ پوشان فقر و قناعت کے ساتھ اختیار کرتے ہیں۔ اور مسافرت طریقی وہ ہے جو حاجی حج کیلئے اختیار کرتے ہیں مگر طالبان صادق اس میں خدا کی معرفت کی بو نہیں پاتے۔ مسافرت حقیقی بغیر تربیت مرشد کامل کے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ تربیت مرشد کامل اور مطابعت حضرت رسالت اور ہمیشہ پاسبانی قرب حق میں رہنے سے حاصل ہوتی ہے۔

مسافر باش دائم راہ میرد   قدم از ہوش دار از چاہ و از کوہ
سفر از بر دل خود باید ش کرد   نہ در دنیا زمیں پیمودنش کرد

دانستن معرفت:- سب انسان ماں باپ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں بعض مومن بعض مسلم اور بعض کافر ہوتے ہیں۔ ازاں جملہ ایک گروہ خفی ہے ایک جلی ہے۔ اور ایک بدی سے منسوب ہے، انسان چار انواع اجناس پر پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض اعمال روحانی میں مصروف حق پرستی ہیں، بعض اعمال نفسانی میں مصروف خود پرستی ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو غفلت معصیت، خود بینی اور شکم پرستی میں مصروف ہیں۔

Marfat.com

اے عزیز! ہوشیار ہو اور عمر گراں مایا کو ضائع نہ کر۔ خدا نے تجھے اپنی یاد کیلئے پیدا کیا ہے۔ بس مشغول بخدا رہ اور دنیا کی محبت پس پشت ڈال دے۔ وہ علماء اور زاہدان عاقل ہیں جو عالم ناسوت و ملکوت میں مقیم نہیں ہوتے بلکہ اس سے گذر کر عالم جبروت میں مرشد کی تربیت سے پہنچتے ہیں۔

عاشقان دائم الحال عند الوصال ہمیشہ خدا سے معاملہ رکھتے ہیں اور قرب حق کی پاسبانی میں رہتے ہیں۔ انبیاء کو مقام نبوت میں قرب حق حاصل ہوتا ہے اور اولیاء اور خلفاء کشف و کرامات میں مقام کمالیت ولایت رکھتے ہیں۔

مقام عینیت میں عاشق معشوق بن جاتا ہے یہاں صورت محبوب کو محبت کے ساتھ اضافت کرنا یعنی نور ماہ کو ماہ سے نسبت کرنا درست نہیں۔

عاشق اپنے آئینہ دل میں جو محبوب کی صورت دیکھتا ہے وہ دراصل خود محبوب ہوتا ہے جو اپنے آئینہ میں اپنی صورت دیکھتا ہے۔ یعنی جو کچھ عاشق دیکھتا ہے سنتا ہے اور رکھتا ہے۔ وہ عین محبوب ہوتا ہے ۔

ہر جا کہ بدیدیم بدیدیم مگر دوست
معلوم نہیں گشت کسے نیست مگر دوست

جب سالک محیط میں غوطہ زن ہوتا ہے تو وہ عذاب، نعیم، بیم خوف اور رجاء سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ جو اس بحر میں غرق ہیں انہیں خوف و رجاء سے کیا تعلق، وہاں ماضی اور مستقبل نہیں ہے۔ صرف حال ہی حال ہے۔ اور حال میں وہ خود ہی وقت ہیں۔

اے عزیز! یہ فقیر کہتا ہے کہ کمال عشق یہ ہے کہ اپنی ہستی کو معشوق کی ہستی دیکھے یعنی اپنی ہستی کا حجاب از رہ عشق عاشق کے دل سے دور ہو جائے۔ جسطرح ایک شمع کو ہزار آئینوں میں دیکھنے سے ہزار شمعیں نظر آتی ہیں۔ مگر دراصل ایک ہی شمع سب میں ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک ہی نور کا جلوہ دو آنکھوں میں ہے۔

سالہا سال سے یہ فقیر حضرت خواجہ یار کی کمند زلف میں اسیر ہے اور جان و تن ہدف ناوک ہیں۔ اگرچہ بعض سالکان راہ حقیقت فراق میں جلا کرتے ہیں۔ لیکن یہ فقیر عین وصال میں ہلاک ہے عاشق معشوق دو نام ہیں۔ عاشق کا مقام تلوین ہے، معشوق کا تمکین۔ جب عاشق درمیان میں خود کو نہیں دیکھتا تو اسے اپنی ہستی معشوق نظر آتی ہے اور معشوق کو درمیان میں نہیں دیکھتا تو اسے اپنی

Marfat.com

ہستی عاشق نظر آتی ہے یعنی خدا از تو بتو نزدیک تر است ،،

یہ مقام انتہائے اتحاد محبت ہے۔ اسی مقام پر منصور نے ،، انا الحق اور حضرت بایزید نے سبحانی ما اعظم شانی ،، فرمایا پس عارف خود کو خود سے دیکھتا ہے خود سے کلام کرتا ہے خود سے خود سنتا ہے اور خود سے خود کی طلب کرتا ہے جب طالب لا وجود الا اللہ کا مقام از رہ عشق طے کر لیتا ہے تو سوائے ذات مطلق کے اور کچھ بھی نہیں رہتا مگر جو محبت کا دعویٰ کرے اور اپنے آپ کو درمیان میں دیکھے وہ اہل سلوک میں کافر ہے۔ جاننا چاہئے کہ دل دریچہ راہ عشق ہے اور وہ خدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔

خدائے تعالیٰ نے آدم کا طلسم بنایا اور اپنی رویت اس میں آشکار کی۔ وجود آدم میں غیر خدا کچھ نہ تھا۔ یعنی ایک وجود میں دو وجود نہیں ہیں بلکہ ایک وجود موجود ہے اور وہ وجود خدائے تعالیٰ کا وجود ہے۔

اتصال مع اللہ: تاج اولیا شیخ سعدی شیرازی لکھتے ہیں کہ جب خواجہ خضر سے ملاقات کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تو میں نے دریافت کیا درد معاصی، ہوا پرستی، تفرقہ خطرات غیر اللہ نفسانی سے بہت دردمند و حیران ہوں دعائے نجات و مغفرت کا امیدوار ہوں، خواجہ خضر نے فرمایا ،، اے عزیز طالب ہلاکت آخرت سے اسطرح فارغ ہو سکتا ہے کہ نجات و مغفرت کیلئے کوشاں رہے۔ دل سے شوق دیدار اطاعت دوست میں مصروف رہے۔ اور ہمیشہ عبادات میں مشغول رہے ،،

اہل ظاہر از راہ عقل یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہے وہ از جا در جا و ہمہ جا حاضر ہے اور ہر حال میں موجود ہے مگر صرف اس سے اتصال مع اللہ اور قرب خدا حاصل نہیں ہوتا بلکہ مخلص دل و جان سے جس راہ کو اختیار کرتے ہیں وہ بلا تلقین مرشد حاصل نہیں ہو سکتی۔ بغیر مرشد کامل کی صحبت، تربیت اور ربط کے راہ عشق و محبت میں کمالیت و استغراق و مستی و محویت کے ساتھ قرب خدا حاصل کرنے کا دو راستہ نہیں ہے۔

ذکر خفی: شیخ الامام الہادی خواجہ ذوالنون مصری مریدین کی ہدایت کیلئے فرماتے ہیں کہ ابتدا حالت عالم ملکوت میں میں نے مناجات کی وہ خداوندا تو کہاں ہے کہ تجھے کہاں ڈھونڈوں

Marfat.com

ندا آئی کہ "میں ذکر فی القلب میں طلیس ہوں"۔
امام المعظم خواجہ بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ ابتدائی حالت میں میں نے مناجات کی کہ "خداوندا راستہ کدھر سے، میں کسطرح خلاصی پاؤں؟" ندا آئی "ارفع من الطریق الی طریق القلب" سب راستوں میں قلب کا راستہ ارفع و اعلیٰ ہے۔
شیخ الامام المرشد خواجہ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ ابتدائی حال میں میں نے مناجات کی کہ "خداوندا تو جمعیت میں کہاں ہے؟ میں تجھے کہاں پاؤں۔" ندا آئی "انا مصقلہ القلب من ذکر خفی فی قلوب الاجلی" میں صاف قلب کے ذکر خفی میں ہوں نہ کہ ذکر جلی میں۔

بیعت لازمی ہے:۔ امام المعظم قاضی احمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ "جس شخص کا شیخ نہیں اسکا دین نہیں جسکا دین نہیں اسکا عرفان نہیں جسمیں عرفان نہیں ایمان جذبہ نہیں جس میں جذبہ نہیں اس میں انس نہیں اس کا شیخ نہیں۔ ارشاد ربانی ہے اولیا میری قبا کے اندر ہیں انہیں غیر نہیں پہچان سکتا۔
اگر مرید نے پیر کی صحبت پائی مگر خرقہ کلاہ نہ ملا تو اس کی ارادت درست نہیں ہے۔ کیوں کہ مقصود ارادت جامہ کلاہ ہے۔ اگر مرید کو شیخ کا پہنا ہوا جامہ ملے تو اسے بغیر دھوئے پہننا چاہیئے اور کسی دوسرے کو نہ دینا چاہیئے۔ مرید جب شیخ سے دور ہو تو چاہیئے کہ شیخ کی کلاہ سامنے رکھکر دوگانہ ادا کرے تاکہ مجلہ ہوجائے۔

ترک:۔ درویشوں کے دو طبقے ہیں بعض ترک مال و جاہ کرکے شیخی و پیشوائی سے بھی فارغ ہوتے ہیں اور قناعت اختیار کرتے ہیں۔ دوسرا گروہ بعد ترک رضا و تسلیم اختیار کرتا ہے۔ یہ طائفہ لائق سجادہ لائق بیعت ارادت و لائق تربیت اور دوسروں کی پرورش کیلئے مستند ہے لیکن ایک طائفہ بعد ترک بھی بایں خیال عزلت و قناعت اختیار کر لیتا ہے کہ اہل دنیا کے ساتھ صحبت رکھنے میں تفرقہ و غفلت ساتھ ہے۔ جب اہل دنیا ان حضرات کے پاس آکر کچھ پیش کرتے ہیں اگرچہ وہ حلال ہے مگر پھر بھی یہ حضرات قبول نہیں کرتے اور اہل دنیا سے اسطرح گریز کرتے ہیں جیسے لوگ شیر سے بھاگتے ہیں۔

ظاہری باطنی افعال:۔ شیخ الامام خواجہ عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں کہ اقوال و افعال عالم ملکوت سے

میں رسائی ہو جاتی ہے مگر عندالوصال عالم جبروت میں قلبی اعمال سے رسائی ہوتی ہے۔
درویش کے پاس جب مال زیادہ ہوتا ہے خطرات زیادہ ہوتے ہیں زیادہ خطرات ہوتے ہیں تو دوڑ دھوپ زیادہ ہوتی ہے، حرکات زیادہ ہوتی ہیں تو تشویش ہوتی ہے۔ زیادہ تشویش ہوتی ہے تو زیادہ معصیت ہوتی ہے۔ زیادہ معصیت ہوتی ہے تو زیادہ حساب ہوتا ہے، زیادہ حساب ہوتا ہے تو زیادہ عذاب ہوتا ہے۔ مگر متعلقین کیلئے بقدر ضرورت مال مناسب ہے نہ کہ اتنا جس سے خطرات پیدا ہوں، سالک مجذوب کو قوت و لباس و مسکن کے بقدر مال فرض ہے کیوں کہ اگر سب کو ترک کر دیگا تو دوسروں کا محتاج ہو جائیگا اور طمع لاحق ہوگی اور طمع ام الخبائث ہے۔ جو مال دار مال ابد رکھتا ہے بڑی نعمت رکھتا ہے اور جو مال ابد نہیں رکھتا محنت عظیم اور تفرقہ خطرات میں مبتلا ہو جاتا ہے اور خدا سے بعید ہو جاتا ہے۔ بقدر ضرورت انبیا و اولیاء نے بھی یہ اختیار کیا ہے تاکہ کوئی خطرہ دل میں نہ آئے۔

بیعت و ارادت: شیخ سعدی سے کسی نے پوچھا کہ "بیعت و ارادت و پیری مریدی کس کو کہتے ہیں؟" فرمایا "بیعت یہ ہے کہ پیر کا ہاتھ پکڑے اور پیر جو ہدایت کرے اس پر عمل کرے۔ ارادت ترک عادات کو کہتے ہیں یعنی سابقہ عادات سے اجتناب کرے اور پیر کی نصیحت کو قبول کرے اور ہمیشہ خدا کی یاد میں رہے۔ مریدی یہ ہے کہ حاضر و غائب پیر و مرشد کی اطاعت و ادب ملحوظ رہیں اور پیر کی صحبت میں دل و جان سے حاضر ہو۔ ریائی اعمال سے پرہیز کرے۔ عندالوصال رات دن خدا کی یاد میں بفرمان مرشد مشغول رہے۔ ادب مرشد یہ ہے کہ جس طرح نماز نفل میں والدین کے آواز دینے پر بولنا درست ہے اسی طرح پیر کے آواز دینے پر لبیک کہنا چاہئے۔ پیر کی مطابعت کو خدا اور رسول کی اطاعت سمجھے۔"

حضرت عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ "ارادت عطا کرنا ہر مرید کے سر پر مقراض چلانا اور مرید کرنا تلقین کرنا اور مرید کو خدا تک پہنچانا بڑا کام ہے۔ بغیر تربیت مرشد کامل مرید مبتدی قرب حق حاصل نہیں کر سکتا۔"

طاعتِ جلی و خفی: شیخ الامام المرشد قاضی عین القضات حضرت فضیل ہمدانی سے روایت ہے علماء فقہا اور زاہدوں کی طاعت زبان کے ساتھ ہے۔ اور یہ جلی ہے۔

Marfat.com

راولیار اور خلفار کی عبادت دل کے ساتھ ہے اور یہ خفی ہے۔ جب پردۂ غفلت درمیان میں ہنیں
اور جمال لایزالی نظر آجاتا ہے اور سرمہ "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" دیدۂ دل کو نصیب ہو جاتا ہے
ت "ربی بعین ربی" کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے اور "لون المحب لون محبوبہ" کا اظہار
تا ہے اس وقت تمام اعمال فضولات تکلیفات ریائی خود بینی معلوم ہو جاتے ہیں۔

خواجہ شبلی اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ "ریاضت دو طرح پر ہے۔ ایک
ریاضت:- حقیقی دوسری مجازی۔ ریاضت مجازی کم کھانا کم بولنا اور مخلوق سے کم
ہے۔ مگر ریاضت حقیقی دل کے آئینہ کو ذکر خفی سے صیقل کرنا ہے۔ حفظ قرآن دو طرح پر ہے ایک مجازی
سرا حقیقی ہے۔ بلا معانی کلام قرآن حفظ کرنا حفظ مجازی ہے اور حفظ حقیقی تلاوت حفظ قلوب دل
ساتھ ہے۔ اتصال بھی دو طرح پر ہے ایک مجازی دوسرا حقیقی۔ اتصال مجازی یہ ہے کہ بعالم
روت ولاہوت ذکر خفی کے ساتھ سالک صادق کو ملازمت حفظ قلوب میں دل وجان سے سکر محبت حاصل
جب اتصال مجازی میں کمالیت حاصل ہو جاتی ہے تب اتصال حقیقی حاصل ہوتا ہے۔ اتصال
حقیقی یہ ہے کہ سالک اصادق، خود پرستی، خود بینی اور اپنی ہستی سے فارغ ہو کر مقام اتصال مع اللہ
پہنچے۔ جب تک سالک خود کو دیکھے گا خدا کو نہ دیکھے گا۔ جب سالک خود کو درمیان میں نہ دیکھے گا
کمالیت اتصال مع اللہ حاصل ہوگی۔

ربط حقیقی:- حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اگر دل وجان سے ربط حقیقی میں حاضر نہ پائے
گا خدا سے بعید رہے گا اور استقامت مقام کمالیت حاصل نہ ہوگی کیونکہ
تعالیٰ نے شب معراج میں جو نوے ہزار سخنہائے معانی رسول خدا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تلقین
ئے ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مطابعت حضرت رسالت میں حضرت رسالت میں کمالیت رکھتے تھے۔ پس
سالک صادق حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مطابعت نہیں کرتا اور ان سے دل وجان کیساتھ
حقیقی نہیں رکھتا وہ اگر ہزار سال بھی ریاضت ومجاہدہ میں مصروف رہے تب بھی بوئے معرفت
تعالیٰ سے محروم رہے گا الا ما شاء اللہ

شیخ الامام المعظم مقتدائے خلفار سلطان ابراہیم ادہمؒ فرماتے ہیں کہ میں سالہا سال
نفس مرشد:- ترک اعمال فضولات، رسوم عادات، تلاوت وتسبیحات میں مصروف رہا اور علما
ان وسالکان غیر مجذوب میں اپنی عمر صرف کی مگر معرفت حق تعالیٰ کی بو تک بھی نصیب نہ ہوئی لیکن

Marfat.com

جب حضرت خواجہ فضیل عیاض رح کی خدمت میں حاضر ہوا مقصود کمال حاصل ہوا۔
قاضی احمد غزالی رح کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو بارہ سال تک کو سفر حضر میں مرشد کامل سالک مجذوب حضرت شیخ سعد اللہ کرباتی رح کی صحبت رہی۔
منقول ہے کہ شیخ فرید عطار رح (فرید الدین عطار نے) خواجہ ثناء اللہ کی صحبت میں رہ کر اتصال مع اللہ کی کمالیت حاصل کی۔
منقول ہے کہ ملک العلماء قطب الاصفیاء مرید شمس تبریز رح مولانا جلال الدین رومی رح کے کتب خانہ میں دو ۱ سو پچانوے ۲۹۵ کتابیں تھیں اور ان کے نوسو چھیتر ۹۷۶ شاگرد تھے۔ علماء سے مباحثہ کرتے تھے۔ خود بینی و تکبر میں مبتلا تھے اور اپنے آپ کو واصلان حق میں سے سمجھتے تھے مگر جب قطب الاولیا خواجہ شمس تبریز رح سے وابستہ ہوئے کتب، کاغذ اور اسباق ترک کر دیے اور صحبت و تربیت شیخ سے قرب الہی حاصل کر کے واصلان حق میں سے ہو گئے۔ [۲]

فیض صحبت:- جب حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو سلطان شمس الدین نے آپ سے مرید ہونیکی درخواست کی حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے سلطان موصوف کو طالب صادق پاکر کلاہ ارادت عطا فرمائی یعنی مرید کیا۔ بعد سلطان شمس الدین التمش (التمش) نے تین سال تک مہمات سے اعراض کر کے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی صحبت تربیت سے خلوت خمولت اختیار کی اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے تھوڑے ہی عرصہ میں خلعت خلافت حقایق اسکے دل پر نازل ہوا اور بعد حصول کشف و کرامات مقصود کی کمالیت کو پہنچا۔

حال و مقامات:- سکر مہابت و حمیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن رسول خدا کا دامن پکڑ لیا تھا سکر محبت کا عوام پر ظاہر کرنا درست نہیں ہو یہ ہے کہ مشغول بحق ہو نیکے باوجود جو آواز کان میں آئے اسے تمیز کرے جب عاشق کے وجود میں مستی عشق دوست اتنا غالب ہوجائے کہ اسے اپنے وجود کی خبر نہ رہے تو اس مقام کو عالم تحیر و محویت کہتے ہیں یہ مقام حال ہے اسے قال سے تعلق نہیں۔

---

[۱] قریب قریب باالاتفاق مولانا جلال الدین رومی کی ولادت ۶۰۴ھ میں ہوئی۔

[۲] مولانا شبلی نعمانی نے (سوانح مولانا روم ص۹ میں) مولانا روم کی مسند نشینی فقر کا آغاز ۶۴۲ھ میں ہونا لکھا ہے

Marfat.com

مقام زلف و زلفین بھی زلف دل میں ہوتی ہے و معانی زلفین یعنی جذبہ اصلاح باطن مومن کے دل میں ہوتا ہے مگر بلا تربیت مرشد اس کا استفہام نہیں ہو سکتا۔

زنار حقیقی یہ ہے کہ رات دن خدا سے دل بستگی رہے اور زنار مجازی یہ ہے کہ دنیا اور اہل دنیا سے دل بستگی رہے یعنی اگر عبادت میں ان سے دلبستگی ہے تو یہ بت مذموم کی پرستش ہے۔ بت کے معانی محبت ہے، شراب حقیقی معرفت دل میں ایسی سیر فی اللہ کو کہتے ہیں جس میں غفلت نہ ہو۔ شراب طہور یہ ہے کہ فیض الوہیت صدیقوں کے دل پر نازل ہو۔ میخانۂ حقیقی دل میں ہے مگر یہ بلا تربیت مرشد سالک مجذوب فہم میں نہیں آسکتا۔ خرابات یہ ہے کہ مال و جاہ و باغ جو کچھ کونین میں اور دارین میں ہے وہ سب قمارخانہ محبت میں ہار جائے۔ دیر و کنشت اور بتخانۂ باطنی یہ ہیں کہ ہوس دارین ذرہ بھر بھی باقی رہے اور بت پرستی یہ ہے کہ سالک کسی مقام پر پہنچ کر مغرور و مشہور ہو جانے کو کمال تصور کرے۔ سالک اپنے آپ کو اہل تمکین سمجھے وہ بت پرست ہے اور ناموس ناقوس عبادات یہ ہیں کہ طلب شہرت و جاہ ہوس و نیک نامی اور نامداری میں خودنمائی و خودستائی اور صورت پرستی میں مبتلا ہو جائے۔

ہوشتن مستی سماع:۔ جب عالم جبروت میں سالک کے دل پر سکر محبت طاری ہوتا ہے تو وہ سماع میں بہ غلبۂ شوق عشق کھڑے ہو کر رقص کرنے لگتا ہے یہ چیز درست ہے۔ ہر چند عاشق قوال سے صرف آواز خوش سنتا ہے اور فہم کرتا ہے۔ تاہم عالم ناسوت میں (از راہ سلوک) حرام ہے، عالم ملکوت میں مکروہ ہے۔ بعض سالکوں کے لئے سماع حلال ہے بعض کیلئے مباح ہے اگرچہ معرفت، اطاعت علم ناسوت و ملکوت سے سالک صادق کے دل میں حالت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ سماع میں کھڑے ہو کر رقص کرنے لگتا ہے مگر سوائے استقامت عالم جبروت و لاہوت کے یہ جائز نہیں۔

انجیل میں ہے کہ "ہم تمہارے لئے سرود کہتے ہیں مگر تم طرب (خوشی) میں نہیں آتے اور تمہارے مزامیر بجاتے ہیں مگر تم رقص نہیں کرتے"۔ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ "قرآن پڑھنے میں اپنی آواز سنوارو"۔ اہل تصوف کا قول ہے کہ "سرود (نغمہ) بغیر باجہ کے مناسب نہیں"۔ یہ صحیح ہے کیونکہ (باجہ) لازمہ سرود (نغمہ) ہے)

قوت القلوب (مرتبہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی) میں لکھا ہے کہ راگ زبان خواب سے ایک

Marfat.com

عبادت ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے بہت اسرار پوشیدہ کئے ہیں یعنی ہر آدمی میں راز ہر صورت موت، ہر نوا میں دوا، ہر تار میں کار اور ہر رود میں سرود ہے۔

سماع کی دو قسمیں ہیں۔ ہاجم اور غیر ہاجم۔ صوفی کو چاہئے کہ سماع میں جو بتغیر نقصان ہو اسے اپنی طرف منسوب کرے اور جو معنی حقیقت کمالیت جلالت ہو اسے حق سے نسبت کرے۔

سماع کیلئے زماں، مکاں، اخوان کی شرط ہے۔ زماں سے مراد یہ ہے کہ جب دل کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو یعنی غسل وطعام وغیرہ کی خلش نہ ہو۔ مکاں سے مراد یہ ہے ناخوش و تاریک مقام رہگذر اور ظالم یا مغضوب تارک الصلوۃ یا اسلام سے بے خبر شخص کا گھر نہ ہو۔ اخوان یہ ہے کہ محفل سماع میں اہل سماع ایک پیر کے مرید یا ایک خاندان کے عقیدتمند ہوں۔ یا درویشاں یک صفت یا ہمجیاں صوفی یا قلندر، حیدریاں وغیرہ ہوں، مگر زاہدان متکبر مستورات اور کودکان سماع میں ہوں۔ اہل غفلت کیلئے سماع حرام ہے اہل سماع کیلئے سماع میں بات کرنا حرام ہے۔ اہل سماع کو چاہئے سماع میں سر نہ ہلائیں اور نہ اپنے ارادہ اختیار سے کوئی حرکت کریں بلکہ دل پر الطاف باری تعالیٰ ہونیکے منتظر رہیں۔ اگر کوئی غلبات وجد میں کھڑا ہو جائے تو اہل سماع اس کی موافقت کریں اور اگر کسی کی دستار گر جائے تو اٹھا کر سر پر رکھدیں اور اس کی نگہبانی کریں۔ اگر یہ بدعت ہے تو بدعت نیک ہے۔ کیوں کہ بدعت مذموم وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو۔ لیکن حسن خلق کے ساتھ لوگوں کا دل شاد کرنا مطابق شریعت ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ "سماع وارد حق ہے۔ جو دل کو حق کیطرف متوجہ کرتا ہے اور طلب حق میں حریص بناتا ہے جو اسے حق کیلئے سنتا ہے حق کی طرف راہ حاصل کرتا ہے مگر جو نفسانیت کے ساتھ سنتا ہے وہ زندقہ میں پڑ جاتا ہے۔ جب مستمع حق کیلئے سماع سنتا ہے تو سماع میں حق کی وصلت ہوتی ہے۔ ظاہر میں سماع فتنہ ہے مگر باطن میں عبرت ہے۔ ایسا سماع ہے۔ مگر جو سماع حق کیلئے نہ ہو وہ فتنہ ہے"۔

بعض کہتے ہیں کہ سماع ذریعہ حضوری ہے کہ "اس سے کلفت محبت حاصل ہو کر محب محبوب میں مستغرق ہو جاتا ہے"۔ مگر اصلیت یہ ہے کہ سماع سے دوگونہ انفعال ہوتا ہے کیوں کہ اس میں دل کو اخلاص میں محبت، سر کو مشاہدہ، روح کو وصلت، تن کو خدمت، آنکھ کو رویت اور کان کو آواز نصیب ہوتی ہے۔ سماع دو طرح پر ہے ایک بواسطہ دوسرے بے واسطہ جب قوال سے سنے غیب ہے۔ جب

حق ہے سنے حضوری ہے، سماع شمول فنا کیے ہے۔ اس سے ہر ایک کو مطابق مقدار مراتب د ذوق و مشرب فیض حاصل ہوتا ہے اور کوئی محروم نہیں رہتا۔ سماع وارد حق ہے مگر اسکے جزیات ہزل دھویں کوئی مبتدی حدیث حق سننے کے قابل نہیں۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں "میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ سماع میں آ کے بیٹھا اور حال بھی تسلیم ہوا۔ یہ سماع حقیقی ہے حقیقی سماع میں اگر جامہ قوال کو دیدیا جائے روا ہے کیوں کہ مقتول کا جامہ قاتل کا ہوتا ہے اور اگر جامہ قوال کو نہ دیا جائے تو شرط طریقت کے خلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ امام جامہ مقتول قاتل کو دینا چاہیئے۔ لہذا بلا فرمائش پیر جامہ قوال کو نہ دینا چاہیئے۔

سماع میں کپڑے پھاڑنا، فریاد کرنا، نعرہ لگانا، آہ اور واہ کہنا، رونا، دستک دینا، ٹہلنا، باتیں کرنا، پانی پینا، قوال کا عیب بیان کرنا اور ہر ایک کی طرف دیکھنا روا نہیں ہے۔ مگر جب مستمع کو غلبہ ہو اور حجاب درمیان سے اٹھ جاتے اور عجز و معذور ہو جائے تو ایسے شخص کی موافقت میں اگر جماعت بھی کپڑے پھاڑ ڈالے تو روا ہے۔ سماع کو عادت بنانا چاہیئے

ابلیس کا مکالمہ:- ایک دن ابلیس دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ رسول خدا نے اسے پہچان کر دریافت فرمایا کہ "تو کس لئے آیا ہے"؟ وہ کہنے لگا کہ "خدا نے مجھے بھیجا ہے اور فرمایا ہے جو کچھ محمد دریافت کریں صحیح صحیح اس کا جواب دینا"۔ رسول خدا نے دریافت کیا کہ "تیرا دشمن کون ہے"؟ کہنے لگا "آپ میرے دشمن ہیں"۔ سرور عالم نے فرمایا "تجھے مجھ سے کیوں دشمنی ہے"؟ کہنے لگا کہ "آپ نے دین اسلام ظاہر کیا ہے"۔ سرور عالم نے فرمایا کہ "جو تیرا دشمن ہے وہ خدا کا دوست ہے"۔ پھر پوچھا کہ "تو میرے دوستوں کے ساتھ کیسے پیش آتا ہے"؟ کہنے لگا کہ "حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمر خطابؓ زمانہ جاہلیت میں میری اطاعت کرتے تھے مگر جب سے اسلام لائے ہیں میں ان کے قریب نہیں جا سکتا۔ حضرت عثمانؓ سے مجھے شرم آتی ہے۔ وہ جوانی میں صالح تھے اور بچپن میں بھی انہوں نے میری اطاعت نہیں کی۔ مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے میں ایسا بھاگتا ہوں جیسے آدمی شیر سے بھاگتا ہے۔ ایک مرتبہ میں نے ان کے ساتھ گستاخی کی تھی۔ اس وقت سے میں ان سے بھاگتا ہوں۔ اگر میں ان کے ہاتھ آجاؤں گا وہ مجھے ہلاک کر دیں گے رسول خدا نے فرمایا کہ "تو میری امت کے علماء، فقہا، حکما، اور زاہد کے ساتھ کیسے پیش آتا ہے"؟ کہنے لگا کہ "ان سے میری عداوت قدیم ہے۔ سبب زہد و مجذوب عبادت کا

قصد کرتے ہیں تو میں ان کو وضو اور رکوع و سجود کے وقت پیشاب سے نجس کر دیتا ہوں اور انھیں اس کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔ جب وہ بے وضو نماز پڑھتے ہیں کافر ہو جاتے ہیں یعنی وہ ظاہر میں مسلمان ہوتے ہیں مگر دراصل ان کی موت کفر پر ہوتی ہے۔" سرورِ عالم نے فرمایا کہ "تو نے اپنے قصور سے توبہ کیوں نہیں کی"؟ کہنے لگا، "یا رسول اللہ بہت کچھ جانتا ہوں۔ یہ خدا کو منظور نہ تھا۔ اس نے میری قسمت ایسی ہی بنائی ہے۔"

منقول ہے ایک بزرگ نے بی بی رابعہ بصری سے دریافت کیا کہ "آپ نے شیطان کے طلسمات سے کس طرح خلاصی پائی"؟ فرمایا، "اے عزیز! میں دوست کے ساتھ ایسی مشغول ہوں کہ شر دشمن ملعون کی مجھے خبر ہی نہیں ہوتی۔"

مقامات :- ہمارے خواجگان چشت نے پندرہ مقامات اصلی اختیار کیے ہیں اور ان کو اپنا دستور العمل بنایا ہے۔ اول مقام تائبان کہ اشارہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف ہے۔ دوسرا مقام زاہدان کہ مقام ادریس علیہ السلام کا ہے۔ تیسرا مقام عابدان کہ اشارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے۔ چوتھا مقام صابران کہ اشارہ مہتر ایوب علیہ السلام کیطرف ہے۔ پانچواں مقام راضیان کہ اشارہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے۔ چھٹا مقام قانیان کہ اشارہ مہتر یعقوب علیہ السلام کی طرف ہے۔ ساتواں مقام مجاہدان کہ اشارہ حضرت یونس علیہ السلام کیطرف ہے۔ آٹھواں مقام متفکران کہ اشارہ مہتر یوسف علیہ السلام کی طرف ہے۔ نواں مقام شکستگان کہ اشارہ شعیب علیہ السلام کی طرف ہے۔ دسواں مقام مرشدان کہ اشارہ حضرت شیث علیہ السلام کی طرف ہے۔ گیارہواں مقام صالحان کہ اشارہ مہتر نوح علیہ السلام کیطرف ہے۔ بارہواں مقام مخلصان کہ اشارہ حضرت داؤد علیہ السلام کیطرف ہے۔ تیرہواں مقام عارفان کہ اشارہ خضر علیہ السلام کی طرف ہے۔ چودھواں مقام شاکران کہ اشارہ مہتر ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہے۔ پندرہواں مقام محبان کہ اشارہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے[1]۔

اگر درویش تعلیم مرشدان مقامات سے باخبر نہیں ہے تو وہ مبتدی ہے۔

---

[1] صاحب مسالک السالکین جلد دوم (ص ۲۹) نے سہواً چودہ مقامات لکھے ہیں جو غالباً گنج اسرار سے نقل کئے گئے ہیں مگر اصل نسخہ گنج اسرار میں مذکورہ بالا پندرہ مقامات مرقوم ہیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ حسن بصریؒ و خواجہ معروف کرخیؒ و خواجہ شفیق بلخیؒ و خواجہ

صدقِ محبت :- ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہم السلام ایک جگہ بیٹھے ہوئے صدق و اعتقاد کے متعلق بات کر رہے تھے۔ خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ "دعویٰ (یعنی محبت کے دعوے) میں وہ صادق نہیں ہے جو ضربِ مولا پر صبر نہ کرے۔ خواجہ معروف کرخیؒ نے فرمایا کہ اس میں خودی کی بو آتی ہے بلکہ دعوئے عشق میں وہ صادق نہیں ہے جو دوست کے عطا کئے ہوئے الم سے لذت حاصل نہ کرے" خواجہ شفیق بلخیؒ نے فرمایا کہ دعویٰ میں وہ صادق نہیں ہے۔ جو دوست کی ضرب پر شکر نہ کرے" حضرت ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا کہ "مولا کی دوستی میں وہ صادق نہیں ہے جو مشاہدہ دوست میں ضرب کو فراموش نہ کرے۔ یعنی جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے مشاہدہ میں زنانِ مصر کو اپنے ہاتھوں کے زخموں کی خبر نہ ہوئی۔ اسی طرح مشاہدہ مولا میں عاشقِ صادق کو محو ہونا چاہئے۔

علومِ معرفت :- خدائے تعالیٰ کے پہچاننے کے لئے دنیا میں چودہ علم مشہور ہیں۔ اول علم شریعت یعنی کلامِ ربانی کی تفسیر۔ دوم علم فقہ یعنی اعمال تجلیات کا جاننا سوم علم افضل یعنی اشعار کے مطالب سمجھنا، چہارم علم حکمت یعنی حکما کے متقدمین کی تصانیف۔ پنجم علم یقین یعنی اسمائے صفات کا جاننا ششم علم تحریرات۔ ہفتم علم نجوم یعنی شمار کواکب و سیارات ہشتم علم مناقضہ۔ نہم علم موسیقی۔ دہم علم طب یعنی معالجہ جسمانی۔ یازدہم توحید حق تعالیٰ دوازدہم علم طریقت یعنی معرفت عالم ملکوت سیزدہم علم حقیقت یعنی معرفت عالم جبروت چہاردہم علم لدنی یعنی عشق و محبت۔

تعلیمِ معرفت :- ایک دن حضرت عبداللہ انصاریؒ نے جناب باری میں عرض کیا "خداوندا! اول کیا کام ہے اور اسکا آخر کیا ہے اور اسکا ثمرہ کیا ہے" ندا آئی "اول کا فنا ہے اور اسکا آخر وفا ہے اور اسکا ثمرہ بقا ہے" پھر آپ نے پوچھا کہ فنا۔ وفا اور بقا کیا ہیں؟ ندا آئی کہ "فنا خودی، خود پرستی اور ہستی سے فارغ ہونا ہے، وفا دل و جان کے ساتھ دوست سے عہد نبھانا۔ بقا ہر حال میں دل کو حقیقت میں مشغول رکھنا" پھر عقوبت و مصیبت و کفارت کے متعلق دریافت کیا۔ ندا آئی کہ

Marfat.com

نہ عقوبت اپنے گناہوں کو بھول جانا ہے۔ صبر یہ ہے کہ توبہ نصوح کرے اور کفارت یہ ہے کہ یاد خدا پر قناعت کرے۔ نعمت بے شکر اس جہاں میں غرور ہے اور بے صبری دونوں جہاں میں بلا ہے۔ طاعت بے اخلاص زندگی برباد کرنا ہے"۔ پھر عرض کیا "الہی تیرا کرم قدیم ہے معصیت نفس غیر ہے نفس بت پرستی ہے اور قبول خلق زنار ہے۔ دوست کیطرف سے بلا آنا عطا ہے اور دوست کی عطا سے نالہ کرنا خطا ہے"۔ الہی یہ ظلم ہے کہ تجھ سے کہوں بخشدے اور نہ تجھ پر حق ہے کہ تجھ سے کہوں عطا فرما۔ خداوندا تو حاضر ہے تو ناظر ہے اسلئے تجھ سے کہنے کی کیا ضرورت۔ الہی یہ تیرا کیسا بڑا فضل ہے جو تو نے عاشقوں پر کیا ہے کہ وہ مرشد کی تربیت سے تیری معرفت حاصل کر لیتے ہیں اور تیرے قرب کی کمالیت سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ الہی اگر میں دوست ہوں تو درمیان سے حجاب دور کر اور اگر مہمان ہوں تو مہمان کے ساتھ نیک سلوک کر"۔

فیضانِ معراج:- خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں مرقوم ہے کہ معراج میں رسول خدا (باشائے باطنی) کو خرقہ و کلاہ و کاسہ کچکول (نوری) حضرت رب العزت سے عطا ہوا اور آپ سے فرمایا کہ "کچھ عرصہ بعد اپنے یاروں سے دریافت کرنا جو بندگان کی ستر پوشی اختیار کرے اسے یہ عطا کرنا۔ جس انسان کامل کے نصیب میں یہ تبرکات ہوں گے اسے پہنچ جائیں گے۔

رسول خدا نے معراج سے دنیا میں آنے کے ایک عرصہ بعد امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رض سے دریافت کیا کہ "اے ابوبکر صدیق اگر جامہ خلافت ربانی یعنی خرقہ و کلاہ و کچکول تمہیں دیدوں تو تم کیا کام کرو گے؟" حضرت ابوبکر رض نے عرض کیا کہ "بسیار زہد و تقویٰ و عبادت اختیار کروں اور عبادات ظاہر و باطن میں آپ کی اطاعت کروں"۔ پھر آنحضرت نے حضرت عمر رض سے بھی دریافت کیا۔ حضرت عمر نے عرض کیا "خدا کی رضامندی کیلئے انصاف اختیار کروں اور حقدار کو حق پہنچاؤں"۔ پھر سرور عالم نے حضرت عثمان غنی رض سے یہی دریافت فرمایا۔ حضرت عثمان غنی رض نے عرض کیا۔ یارسول اللہ خدا کی رضامندی کیلئے غریبوں اور درماندوں میں سخاوت کروں۔ بعدہ سرور عالم نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت فرمایا "اے علی اگر تمہیں خرقہ خلافت دوں تو تم کیا کرو گے؟" عرض کیا "یارسول اللہ لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی کروں اور ان کی معصیت کو چھپاؤں۔ رسول خدا نے فرمایا کہ "مجھے حکم ربی ہے کہ تیرے یاروں میں سے جو یہ جواب دے اسکو خرقہ و کلاہ و جامۂ خلافت ربانی عطا کرنا۔

Marfat.com

تلقین اوراد و وظائف واذکار واشغال

فی زمانہ لوگ اللہ کا نام پڑھنے دم کرنے اور تعویذ بنا کر دینے کو نہ صرف ایک فضول اور بے اثر خیال کرتے ہیں، بلکہ توہم پرستی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایک ایسے منکر کو ایک درویش نے ماں کی گالی کا تعویذ بنا کر دیا اور اس سے کہہ دیا کہ اسے یہاں سے باہر جا کر کھول کر پڑھنا۔ منکر نے گالی پڑھی تو غصہ میں دیوانہ وار ہو کر واپس آیا۔ شاہ صاحب نے کہا "تمہاری ماں کی گالی میں تو اثر ہے کہ تم ذرا سی دیر میں وارفتہ ہو گئے"، کیا خدا کے نام میں اس گالی سے بھی کم اثر ہے؟ اس سے منکر کا انکار اقرار سے بدل گیا۔ یہاں ہم بعض ان وظائف کا ذکر کرتے ہیں جو حضرت خواجہ وقتاً فوقتاً تلقین فرمائے ہیں۔

ظفر و منصور ہونے کے لئے:۔ ہمیشہ اذا جاء نصر اللہ پڑھنا چاہیئے [۱]

فرمایا کہ حاجت براری کیلئے سورۃ فاتحہ بکثرت پڑھنا چاہیئے۔

برائے حاجت براری:۔ جسے کوئی مشکل کام پیش آئے وہ اس طرح سورہ فاتحہ پڑھے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم کو الحمد کے لام سے ملائے اور آمین کے موقعہ پر (یعنی ولا الضالین کے بعد) آمین تین آمین کہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل کرے گا [۲]

بیماروں کی شفایابی کیلئے:۔ غریب نواز نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ تمام دردوں اور بیماریوں کے لئے شفا ہے جس بیمار کو کسی علاج سے شفا نہ ہو اس کو صبح کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ (ترکیب مندرجہ ۲ کے مطابق پڑھ کر بیمار پر دم کرنے سے شفا ہو جاتی ہے۔

۱؎ دیکھو گنج اسرار قلمی صفحہ ۲۸

۲؎ (الف) دیکھو ترجمہ اردو دلیل العارفین صفحہ ۲۶

(ب) حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مہم کیلئے سورہ فاتحہ پڑھے اور حاجت پوری نہ ہو تو بے شک میرا دامن پکڑے (دیکھو اردو ترجمہ دلیل العارفین صفحہ ۲۹)

Marfat.com

برائے طالبان حق :- غریب نواز فرماتے ہیں۔ وظیفہ میں ناغہ نہ کرنا چاہیئے۔ صبح جب اٹھے تو داہنی پہلو سے اٹھے اور بسم اللہ پڑھ کر با شرائط وضو کرے پھر دوگانہ ادا کر کے مصلے پر بیٹھے اور سورہ بقر کی چند آیتیں نیز دیگر ستر آیتیں پڑھ کر سو مرتبہ ورد کرے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر صبح کی نماز کی سنتیں اسطرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الم نشرح اور دوسری میں سورہ فاتحہ کے بعد الم ترکیف پڑھے۔

بعد ازاں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ من کل ذنب و اتوب الیہ پڑھے۔ جب صبح کی نماز ادا کر چکے تو قبلہ رخ بیٹھ کر دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت ابدا ابدا ذو الجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر پڑھے پھر تین مرتبہ اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہے پھر تین مرتبہ اللھم صل علی محمد ما اختلف الملوان وتعاقب العصران وتکرر الجدیدان واستقبل الفرقدان والقران بلغ عنا روح محمد منا التحیة والسلام پڑھے پھر تین مرتبہ یا عزیز یا غفور پڑھے پھر تین مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے پھر تین مرتبہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھے

بعد ازاں یہ پڑھے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم غفار الذنوب ستار العیوب علام الغیوب کشاف الکروب مقلب القلوب واتوب الیہ

بعد ازاں تین مرتبہ کہے یا حی یا قیوم یا حنان یا منان یا دیان یا سبحان یا سلطان یا بدیع السموت والارض یا ذا الجلال والاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین

بعد ازاں تین مرتبہ کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم یا قدیم یا دائم یا حی یا قیوم یا احد یا صمد یا حلیم یا عظیم یا علی یا نور یا فرد یا وتر یا باقی یا حی یا قیوم یا حی اقض حاجتی بحق محمد وآلہ اجمعین

بعد ازاں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام پڑھے بعد ازاں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ننانوے نام پڑھے جو یہ ہیں :- بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد ، احمد ، حامد ، محمود ، قاسم ، عاقب ، خاتم

Marfat.com

حی، ماحی، داعی، سراج منیر، بشیر، نذیر، ہادی، مہدی، رسول الرحمۃ
طٰہٰ، یٰسین، مزمل، مدثر، صفی، خلیل، کریم، حبیب، مجید، احید، وحید، قلیم،
مع، مقفی، مقتفی، رسول الملاحم، رسول الرحمۃ، کامل، اکلیل، مصطفیٰ، مرتضیٰ،
ناصر، قائم، حافظ، شہید، عادل، حکیم، نور، حجۃ، بیان، برہان، مومن، مطیع،
واعظ، واحد، امین، صادق، ناطق، صاحب، مکی، مدنی، ابطحی، عربی، ہاشمی، مصطفیٰ
عزیز، حریص، یتیم، رؤف، طیب، طاہر، مطہر، فصیح، سید، متقی، امام، بار، حق، مبین، اول
ظاہر، باطن، شفیع، محرم، امر، ناہی، حلیم، قریب، منیب، ولی، کرامت، اللہ و محمد آیۃ اللہ
وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین

بعدازاں تین مرتبہ یہ پڑھے اللھم صل علی محمد حتی لا یبقی من الصلوۃ شئی وارحم علی محمد
حتی لا یبقی من الرحمۃ شئی و بارک علی محمد حتی لا یبقی من البرکات شئی

بعدازاں ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے:۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ
ما فی السموت وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما
خلفھم ولا یحیطون بشئی من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموت والارض ولا یؤدہ حفظھما
وھو العلی العظیم۔

بعدازاں تین مرتبہ پڑھے اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن
تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئی قدیر

بعدازاں تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے بعدازاں سات مرتبہ یہ پڑھے فان تولوا فقل حسبی اللہ
لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔

پھر تین مرتبہ یہ پڑھے۔ ربنا لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت
مولنا فانصرنا علی القوم الکافرین برحمتک یا ارحم الراحمین

بعدازاں تین مرتبہ پڑھے اللھم اغفر لی ولوالدی ولجمیع المومنین والمومنات والمسلمین
والمسلمات الاحیاء منھم والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین

بعدازاں تین مرتبہ کہے۔ سبحان الاول المبدی سبحان الباقی المعید اللہ الصمد لم یلد ولم

Marfat.com

یولد ولم یکن لہ کفواً احد

پھر تین مرتبہ کہے:۔ ان اللہ علی کل شیٔ قدیر وان اللہ احاط بکل شی علما

پھر تین مرتبہ کہے:۔ الوب توبۃ عبد ظالم لا یملک لنفسہ ضراً ولا نفعا ولا موتا ولا حیوٰۃ ولا نشورا۔

بعد ازاں تین مرتبہ کہئے اللھم یا حی یا قیوم یا اللہ یا لا الٰہ الا انت اسئلک ان تحی قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ

بعد ازاں تین مرتبہ کہئے یا مسبب الاسباب یا مفتح الابواب یا مقلب القلوب والابصار یا دلیل المتحیرین یا غیاث المستغیثین اغثنی توکلت علیک یا رب وفوضت امری الیک یا رب لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن بحق ایاک نعبد وایاک نستعین

بعد ازاں ایک مرتبہ کہئے اللھم انی اسئلک یا من یعلم حوائج السائلین ویعلم ضمیر الصامتین فان لک من کل مسئلۃ منک سمعا حاضرا جوابا عتیدا و ان لک من کل ما متحملا نا فاعطنا مواعیدک الصادقۃ وایادیک الشاملۃ ورحمتک الواسعۃ ونعمتک السابقۃ الی نظرۃ برحمتک یا ارحم الراحمین

بعد ازاں ایک مرتبہ کہے:۔ یا حنان، یا منان، یا دیان، یا برھان، یا سبحان، یا غفران، یا ذوالجلال والاکرام

پھر تین مرتبہ کہے:۔ اللھم اصلح امۃ محمد اللھم ارحم امۃ محمد اللھم فرج عن امۃ محمد

پھر تین مرتبہ کہے اللھم اسئلک باسمائک واسمک الاعظم ان تعطی ماشاء انک بفضلک ذکر یا ارحم الراحمین۔ الحمد للہ الذی فی السموٰت عرشہ والحمد للہ الذی فی القبور قضاءہ والحمد للہ الذی فی البر والبحر سبیلہ والحمد للہ الذی لا ملاذ ولا ملجا الا الیہ لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین

بعد ازاں تین مرتبہ پڑھے:۔ سبحان اللہ ملاء المیزان ومنتہی العلم وزینۃ العرش ومبلغ الرضا ولا الٰہ الا اللہ ولاء المیزان ومنتہی العلم وزینۃ العرش ومبلغ الرضا برحمتک یا ارحم الراحمین

پھر ایک مرتبہ پڑھے رضیت باللہ ربا کہیا وبمحمد نبیا وبالاسلام دینا و بالقرآن

نبیاً و بالکعبۃ قبلۃً و بالمومنین اخواناً
پھر تین مرتبہ کہے:۔ بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم
بعد ازاں چند مرتبہ کہے:۔ اللھم اجرنا من النار یا مجیر بعد ازاں دس مرتبہ کہے لا الٰہ الا اللہ
دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے
پھر ایک مرتبہ کہے اشھد ان الجنۃ حق والنار حق والمیزان حق والموت حق والسوال حق والصراط حق والشفاعۃ حق وکرامت الاولیاء حق ومعجزۃ الانبیاء حق فی دار الدنیا وان الساعۃ اتیہ لاریب فیھا وان اللہ بعث من فی القبور۔
پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے:۔ اللھم زد نورنا وزد حضورنا وزد مغفرتنا وزد رضاعتنا وزد نعمتنا وزد محبتنا وزد عشقنا وزد قبولنا برحمتک یا ارحم الراحمین

بعد ازاں مسبحات عشرہ اور سورۂ یٰسین پڑھے پھر سورہ ملک پھر سورۂ جمعہ پھر سورج بلند ہو تو اشراق کی نماز دس رکعت پانچ سلام سے اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ زلزال دوسری میں سورۂ کوثر ایک ایک مرتبہ نماز کے بعد دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر تلاوت قرآن میں مشغول ہو پھر چاشت کی نماز بارہ رکعت چھ سلاموں سے اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک سورہ والضحیٰ ایک بار سلام کے بعد سو مرتبہ کلمہ سبحان اللہ آخر تک پڑھے اور سو مرتبہ درود شریف پڑھے پھر دیر تک تلاوت قرآن میں مشغول رہے۔ البتہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگی۔
پچھلی دس سورتیں پڑھے یعنی الم ترکیف سے لیکر قل اعوذ برب الناس تک سلام کے بعد دس مرتبہ درود پڑھے پھر سورۂ نوح پڑھے اور یاد الٰہی میں دوسری نماز تک مشغول رہے پھر سو مرتبہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے پھر سورہ فتح پھر سورہ ملک پانچ مرتبہ پڑھے پھر سورہ عم یتساءلون اور سورہ والنازعات پڑھے تو اللہ تعالیٰ قبر میں اس پر نگاہ رکھے گا۔ پھر یاد الٰہی میں مشغول ہو۔
شرح مشائخ میں لکھا ہے کہ جو شخص سورہ والنازعات پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے قبر میں نہ

Marfat.com

چھوڑے گا۔ بعدازاں شام کی نماز ادا کرے سنتوں کے بعد دو رکعت نماز حفظ ایمان ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق ایک مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور قل اعوذ برب الناس ایک مرتبہ۔ نماز کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر کہے یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان پھر نماز اوابین ادا کرے لیکن چھ رکعت تین سلام سے ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اذا زلزلت الارض دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد الھکم التکاثر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ واقعہ پڑھے پھر نماز عشا تک یاد الہی میں مشغول رہے۔ پھر عشاء کی نماز سے پہلے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اعنی علی شکرک وحسن عبادتک پھر عشاء کی نماز کے بعد چار رکعت ادا کرے اس طرح کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیۃ الکرسی اور باقی تین رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد تینوں قل ان شاء اللہ حاجت روا ہوگی پھر چار رکعت نماز صلوٰۃ السعادت ادا کرے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ انا انزلنا اور پندرہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر سجدہ میں سر رکھ کر تین مرتبہ کہے یا حی یا قیوم ثبتنا علی الایمان

بعدازاں رات کے تین حصے کرے پہلا حصہ نمازیں گذارے دوسرا حصہ نماز تہجد میں جس کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ نماز ہمارے لئے فرض ہے یہ چار سلام سے ادا کرے اور جس قدر قرآن شریف یاد ہو پڑھے پھر تھوڑی دیر سو جائے بعدازاں اٹھ کر تازہ وضو کرے اور صبح کاذب تک یاد الہی میں مشغول رہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ سے نماز تہجد فوت ہو گئی تو گھوڑے سے گر کر اسکا پاؤں ٹوٹ گیا۔ سوچنے لگا کہ یہ مصیبت کیوں نازل ہوئی۔ غیب سے آواز آئی تہجد کی نماز تجھ سے فوت ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ صبح کاذب تک مشغول رہا ہے اسی طرح ہر روز کرے لیکن اس میں کمی بیشی نہ کیا کرے تاکہ مشائخ کی سنت ادا ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذالک [1]

برائے خلاصی از دوزخ:۔ جو شخص ذی الحجہ کے ایام عشرہ میں سورۃ فجر پڑھے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھتا ہے [2]

---

[1] ترجمہ اردو دلیل العارفین صفحہ ۲۹ لغایۃ ۳۴ [2] ترجمہ اردو راحت القلوب صفحہ ۵۲ مطبوعہ انقلاب سٹیم پریس لاہور

Marfat.com

برائے حصول بہشت و دافع بلیات:۔ جو شخص ماہ محرم کی پہلی رات میں چھ رکعت نماز اسطرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص دس بار یا دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ یٰسین ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں یاقوت اور زبرجد سے بنے ہوئے محلات عطا فرمائے گا۔ اس نماز کے پڑھنے والے کی چھ ہزار بلائیں دور ہوتی ہیں۔ اور چھ ہزار نیکیاں اسکے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔[۱]

دافع بلیات:۔ ماہ صفر میں تین لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں آخر چہار شنبہ بہت بھاری ہوتا ہے۔ اس روز چار رکعت نماز ادا کرے اور پھر یہ دعا پڑھے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا شدید القوی یا شدید المحال یا معضل یا مکروہ یا لا الٰہ الا انت بو حنفیؒ یا ارحم الراحمین۔[۲]

حبس دم:۔ جاننا چاہیئے کہ چہار دم کہاں سے آتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں۔ جب نطفہ رحم میں آتا ہے سہ قسم ہو جاتا ہے اور سکھنا ہو جاتا ہے اور دوسری قسم میں آنکلا پنگلا ہو جاتا ہے بعد ازاں سہ نو تک ہو جاتا ہے پھر تین سو ساٹھ میں منتقل ہو جاتا ہے مگر اصل مقصد سہ رگ ہے اور اس سے بھی زیادہ یک رگ ہے جسے سکھنا کہتے ہیں اور رگ چہارم وہ ہے کہ صورت ذکر میں اندر آئے۔ ہند والے اسے اندری کہتے ہیں۔ سکھنا ناف سے دل تک ہے۔ آنکلا پنگلا سکھنا کے چپ و راست میں ہیں کہ اسے نلہا کہتے ہیں، اور سکھنا میں دم ناف سے دل تک آتا ہے پھر اس مقام سے دم درمیان دونوں ابروؤں کے آتا ہے اس مقام پر سہ قسم ہو جاتا ہے ایک ناف کی طرف چلا جاتا ہے دوسرا درمیان ہر دو ابرو اور دونوں آنکھوں کے پھر کر گوشت و پوست اور استخوان میں چلا جاتا ہے۔ یہاں یہ سہ پایا ہے جسے ہندو ترکش کہتے ہیں، اور صورت اس فعل کی اسطرح M ہے۔[۳]

---

[۱] ترجمہ راحت القلوب ص ۷۶-۷۷ [۲] ترجمہ اردو راحت القلوب ص ۴۲

[۳] غالباً ایڑا پنگلا سے مراد ہے (دیکھو گورکشید تھی رسالہ کلیان گورکھپور جنوری ۱۹۵۰ء ص ۴۲۶ بندا سینکرتا انک)

[۴] ناک کے بائیں حصہ میں ایڑا اور داہنے حصہ میں پنگلا اور سوشنا دونوں کے درمیان ہے ان تینوں کی جڑ کا مولا دھار چکر کا ترکون بناتی ہیں (دیکھو گورکشید ہتی)

بعد ازاں طالب ذکرِ خفی میں آجاتا ہے اس کی تعلیم مرشد کامل سے ملتی ہے ۔ ذکرِ خفی میں دم اندر کھینچا جاتا ہے پھر دم سکھنا سے انگلا پنگلا میں پہنچتا ہے یہاں سے گوشت و پوست سے ہو کر دونوں ابرو تک پہنچتا ہے اور سر میں تین مرتبہ طواف کرتا ہے پھر دونوں ابروؤں میں ہوتا ہوا ناف تک پہنچتا ہے یہاں بھی تین چکر لگاتا ہے اس کو حبسِ دم کہتے ہیں اور ہندی میں بھوکم[۲] کہلاتا ہے ۔ اس کا ایک چلہ ایک بند ہوتا ہے اور تین بند کرنے سے جب کہ دم منہ سے بقدر بیس[۲] انگشت برآمد ہو اور بقدر نو انگشت معمولاً باہر آیا کرے تو دو سو پچاس سال کی عمر ہو جاتی ہے[۳]

نقطہ :- جاننا چاہیئے کہ یہ ابواب حق کے ساتھ متعین ہیں ۔ جب طالب چہار دم سے قوت حاصل کرلے اس وقت اس مقام سے اس حرز کے کسب کو فرض عین جان کر اس حدیث دریحسب لحلال فریضہ علے کل مسلم ومسلمہ کے بموجب ان اشارات کے نقطوں کو مرشد سے دریافت کرے جن کی یہ صورت ہے ۔

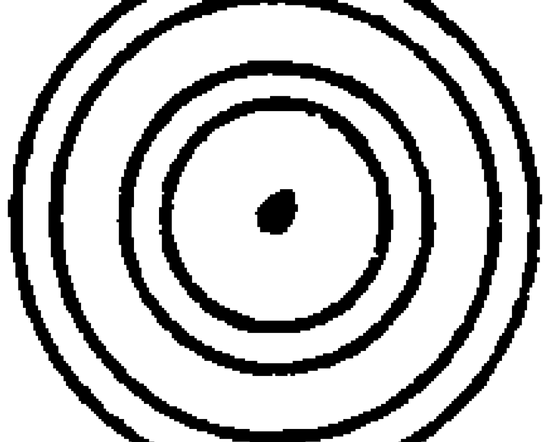

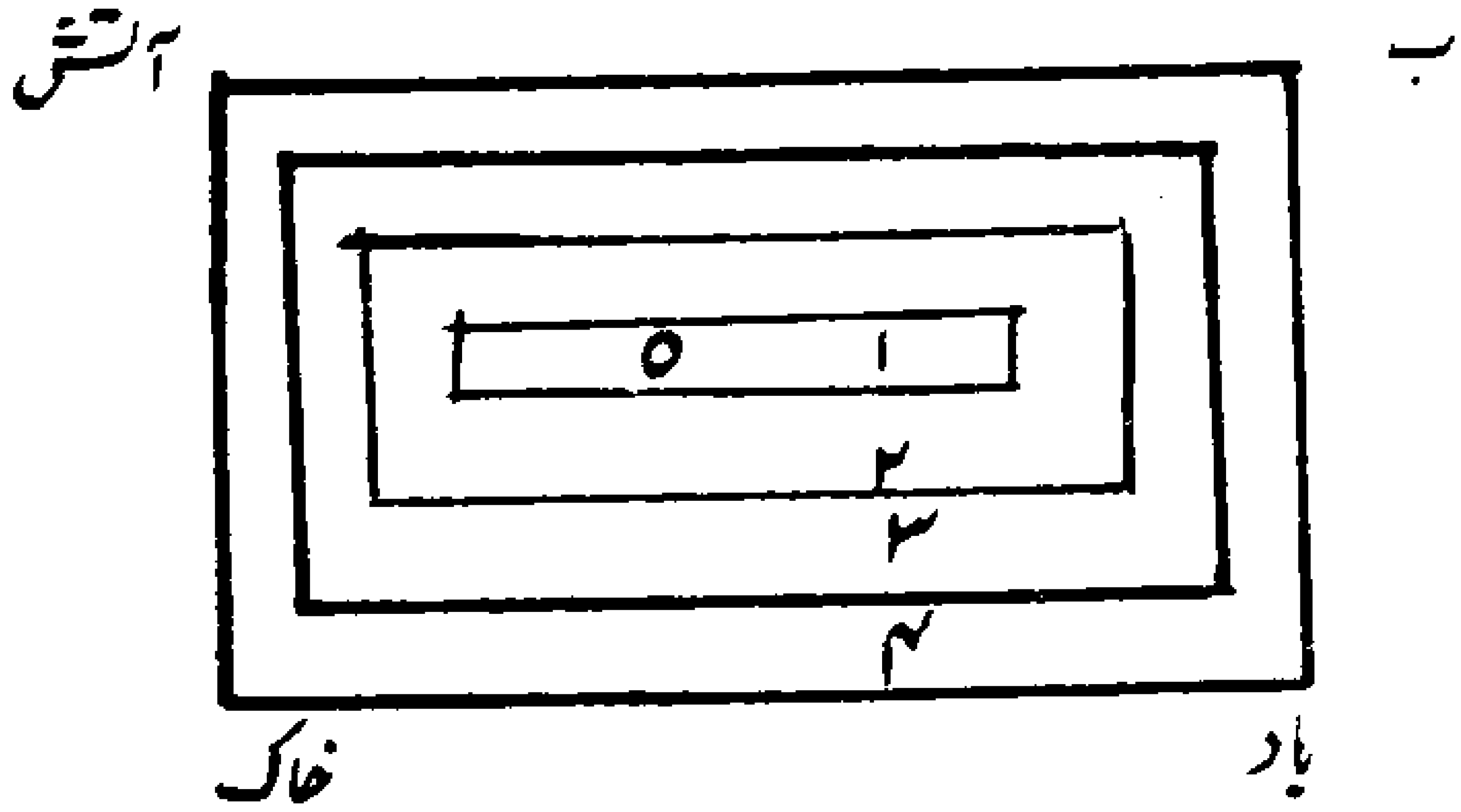

یہ نکتے چار رکن ہیں اور ہر رکن کیلئے کلمہ ہے ہر کلمہ کیلئے عناصر و منازل اور ہر مراتب اس طرح ہیں:-

---

[۱] پڑا یا نام بکھنک [۲] (الف) بھوکم زلزلے کو کہتے ہیں (ب) حبس دم کا طریقہ ہے جس سے ذاکر بن جاتا ہے ۔ تحریک پیدا ہوتی ہے چربی پگھلتی ہے قلب جاضر ہوتا ہے فقراء کامل اس ترتیب کو کام میں لاتے ہیں (رسالہ حبس دم قلمی کتب خانہ معراج الدین صاحب معراج دھو لپور میں موجود ہے) [۳] مزید تفصیلات کتاب کشف الاسرار المعروف بہ معراج الاولیاء میں ہیں ۔

Marfat.com

یعنی خدائے تعالیٰ نے اپنے نور سے نور محمدی پیدا کر کے چہار عناصر سے مرکب کیا اول رکن نار ہے رکن دوم باد۔ رکن سوم آب رکن چہارم خاک ہے۔ پس ان چار دل کے مجموعے سے اجسام پیدا کئے اور ہر جسد میں اٹھائیس منازل رکھیں۔ ہر منزل میں ایک حرف رکھا ہر حرف پر ایک موکل رکھا اور ہر موکل کو ایک کرسی پر رکھا یہی اٹھائیس کرسیاں صلب میں ہیں ہر کرسی چہار ارکان سے نامزد ہے۔ ہر رکن منزل ہے۔ منزل نفس ہے۔

اول منزل ناسوت ہے تمام عالم ناسوت کے جامہ میں ہے اور تمام ناسوت زبان میں ہے اور روح القدس ہے اس کی خبر جبرئیل کو ہے اور مقام جبرئیل مقام محمود ہے یہ دونوں ابرؤں کے درمیان اور خاکی ہے۔ جب منھ کیطرف سے دم بقدر بیس انگشت باہر آئے اور سیدھی طرف جائے تو ہندی اسے کمل کہتے ہیں۔

دوسری منزل ملکوتی ناک میں ہے اس کی خبر اسرافیل کو ہے اسرافیل باد ہے اور اسکا مقام ناف اسکا رنگ سبز ہے لذت ترش ہے اور جائے اسرافیل مقام نصیرہ ہے اور مسکن بینی ہے لیکن ناک دم ہشت انگشت باہر آتا ہے اور بائیں جانب جاتا ہے اسکو ہندی میں بر کمل کہتے ہیں۔

تیسری منزل جبروت ہے اسکا مقام آنکھ ہے اس کی خبر میکائیل کو ہے میکائیل آبی ہے۔ اسکا تارک ہے رنگ اس کا سرخ ہے اور صورت مثل ماہ نو کے ہے لذت شیریں ہے لیکن دم تن براہ چشم چہارہ انگشت باہر آتا ہے اور اندر چلا جاتا ہے اسکو ہندی میں سور کمل کہتے ہیں۔

چوتھی منزل لاہوت ہے اس کا مقام کان ہیں اس کی خبر عزرائیل کو ہے عزرائیل آتشی ہے کان نشین ہیں رنگ اس کا سیاہ ہے اور صورت سہ کنج ہے اور لذت تلخ ہے لیکن دم کان راستہ سے چہار انگشت باہر آتا ہے اور اوپر کی جانب جاتا ہے ہندی میں اسے سن کمل کہتے ہیں اصل ہے۔ یہ ذکر دو یار بھی کرنا سب پر غالب ہے ؏

تفصیلات کتاب کشف الاسرار المعروف بمعراج الانوار میں ہیں۔

Marfat.com

مگر طالب کو چاہئیے کہ اسے چار بار کرے۔ مقام محمود وہ انوار جلال و نور جمال و نور محمد و انوار ایک ہیں اور محمود۔ محمد، احمد واحد ایک ہیں۔ یہ چار تن کیف ولطف وفنا و بقا ہیں اور چار روحیں علوی سفلی، قدسی، ایمانی۔ یہ سب کچھ مرشد سے حاصل ہوتا ہے۔ پس طالب کو چاہئیے کہ چار دم ایک بار کھینچے اور ہر دم کو جا بجا پہنچائے۔ یہ چاروں وجود انسانی ہیں۔ بادشاہی کرتے ہیں[۱]

اہل تصوف اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اصل تصوف جاننا نہیں ہے بلکہ بھگتنا ہے۔ تصوف کا جاننا بے سود اور بھگتان سود مند ہے۔ بعض تعلیمات کو عملی جامہ پہنانا بلا مرشد ممکن نہیں چنانچہ خود غریب نواز نے بھی بار بار یہی فرمایا ہے۔ آپ نے علاوہ تعلیمات بالقلم و باللسان کے جو باالقلب روحانی بھگتان کرایا ہے وہ مرشد ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

آپکی تعلیمات وہدایات کے ہندوستان پر اثرات

قدرت کا قانون ہے کہ جب انسانیت سوز تاریکی بڑھ جاتی ہے تو رہنمائی کیلئے کوئی مصلح بھیجا جاتا ہے۔ اس قانون کے تحت ہیں تخلیق عالم حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سے ابنیا اور رہنما اس دنیا میں آتے رہے بعد ازاں اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے رہنما بن کر تشریف فرما ہوئے۔

چھٹی صدی ہجری کے دور میں جب مختلف ایشیائی ممالک صحیح راستہ سے بھٹک کر گمراہی میں مبتلا ہو گئے تھے اس وقت ان ممالک میں متعدد اہل اللہ ظاہری و باطنی اصلاح کیلئے بھیجے گئے۔ عراق میں حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی۔ مصر میں سلطان المشائخ احمد البدویؒ۔ خیوا میں شیخ نجم الدین کبریٰ اور ایشیائے کوچک میں حضرت شمس الدین تبریزی اور بعض دیگر اولیائے نے ملک کے دوسرے حصوں میں اس منشائے قدرت کو پورا کیا۔ مگر ہندوستان میں اب تک پنجاب سے آگے کسی اہل اللہ نے تبلیغ صدق و فقر و درویشی کیلئے قدم نہیں رکھا تھا۔ سب سے پہلے روحانی تاجدار ہند یعنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے

---

[۱] دیکھو قلمی نسخہ کشف الاسرار المعروف بمعراج الانوار

Marfat.com

ے گذر کر سرزمین راجپوتانہ کو شرف قدمبوسی عطا فرمایا اور اجمیر میں تشریف فرما ہو کر ہندوستان کو اپنے روحانی فیوض، پر اخلاص طرز عمل۔ صلح کن رویہ، دل نشیں درس ہدایت سے تاریک ہندوستان کو نور توحید اور ضیائے معرفت سے منور فرمایا۔

دراصل ہندوستان میں اسلام کسی بادشاہ کی تلوار سے نہیں بلکہ روحانی شہنشاہ ہندوستان حضرت خواجہ کے خلق محمدی اور دلوں کو تسخیر کرنے والی ہدایات سے پھیلا۔ حضرت نے یہاں تشریف فرما ہو کر نہ صرف تبلیغ اسلام کی بلکہ دیگر لحاظ سے بھی ہندوستان میں ایک ایسا عظیم انقلاب برپا کر دیا جس کی مثال بر نازر سالت عرب کے سوا کسی دوسرے مقام پر مشکل سے ملے گی۔

آپ کے تشریف لانے کے بعد ہندوستان وہ ہندوستان نہ رہا جو آپ کے تشریف لانے سے پہلے تھا۔ آپ کے فیض صحبت سے اس کی بد قسمتی خوش قسمتی سے بدل گئی۔ بت پرست خدا پرست ہو گئے۔ بکثرت افراد بطیب خاطر آغوش اسلام نظر آنے لگے۔ مساجد تعمیر ہوئیں بتکدوں میں جانے والے مسجدوں میں آنے لگے۔ ناقوس کے بجائے اذان دینے لگے، بجائے صنعت کے صانع کو یاد کرنے لگے۔ بتوں کا کلمہ چھوڑ کر خدا کا کلمہ پڑھنے لگے۔ گمراہ شریعت محمدی کی راہ پر آگئے۔ بتوں کے سامنے سر جھکانے والے خدا کے سامنے سربسجود ہوئے۔

حضرت خواجہ کی برکات یہیں تک ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ آپ کی ہدایت کے زیر اثر ہندوستان کے تمدن و معاشرت میں بھی کایا پلٹ ہو گئی۔ لوگوں کی ذہنیت میں تبدیلی واقع ہوئی۔ قانون اسلام کے تحت بیوہ کی دوسری شادی جائز قرار پائی دختر فروشی بری سمجھی جانے لگی مستورات نے پردہ اختیار کیا۔ پرتکلف زندگیاں سادگی میں تبدیل ہو گئیں۔ تخت نشیں مائل بہ فقر ہوئے۔ مرغن غذائیں سادگی میں بدل گئیں۔ زریں لباس پر پیونددار کی سادگی غالب آ گئی۔ لوگ کسب حلال سے روزی حاصل کرنے لگے۔ پاک و ناپاک میں امتیاز ہوا۔ کثافت لطافت سے بدل گئی۔ دست ظلم تسبیح کا حامل ہوا۔ سرکشوں کے سر اہل اللہ کی چوکھٹ پر جھکنے لگے۔ وحشی جامہ انسانیت میں آئے۔ علوم اسلامیہ کا چرچا ہوا علوم باطنی کی گرم بازاری ہوئی۔ اخلاقیات کا منتشر شیرازہ مجتمع ہو گیا۔ لوگوں میں رواداری۔ حلم، تواضع، انکسار، ملنساری، نرمی، خلوص، پاکبازی، غمگساری، اور دلدہی کے جذبات ترقی پذیر ہوئے۔ سنگدلی، ظلم، تعدی، خودکشی، غیبت،

Marfat.com

قمار بازی، شراب خوری اور زنا کاری کی سرد بازاری ہوئی۔

اب اہل ہندوستان نہ صرف صدق، اخلاقیات، نیک اعمال سے مزین نظر آتے تھے بلکہ روحانیت میں بھی ممتاز ہو گئے تھے ان کو تعلیم دی گئی تھی کہ ہر مذہب کے مقلدین میں سے صرف خدا کی معرفت، محبت اور قربت حق حاصل کرنے والا گروہ مذہب حقیقی کا حامل ہے ہر وہ عمل جو خدا سے دور کرے کفر ہے اور ہر وہ مذہب جو خدا سے نزدیک کرے مذہب حقیقی ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ بلا تفریق مذہب ہر ایک سے بلا تعصب روادارانہ سلوک کرتے تھے اور غیر مسلم بھی آپ کے روحانی تصرفات سے مستفیض ہوتے تھے۔

آپ کی تشریف آوری کے بعد توہم پرست ہندوستان حقیقت پرست ہو گیا۔ لوگ اپنے اعمال و افعال کا محاسبہ کرنے لگے۔ نماز کے علاوہ اطاعت باطنی کی طرف راغب ہوئے۔ علم تصوف کی تعلیم جاری ہوئی، اطراف و جوانب میں آپ کے مریدین نے تصفیہ نفس و تزکیہ قلب کی تعلیم دینا شروع کی خانقاہیں تعمیر ہوئیں۔ فقر و درویشی کا چرچا ہوا۔ طریقت، سلوک، معرفت اور عشق حقیقی کے راز کھل گئے۔ خود بیں خدا بیں ہو گئے، ناقص کامل ہو گئے۔ جاہل عارف ہو گئے۔ اہل دنیا اہل اللہ ہو گئے۔ بدمعاش نیک معاش ہو گئے۔ بدکار نیک کردار ہو گئے۔ نفس پرست حق پرست ہو گئے۔ نفس پرور رب پرور ہو گئے۔ درویشی نصیب ہوئی اعلیٰ مراتب ملے، اولیا بنے۔ مشائخ بنے صوفیا بنے، سالک بنے، زاہد بنے، عابد بنے، خدا رسیدہ ہوئے، برگزیدہ ہوئے، اعلیٰ مدارج پائے، نیک و صالح کہلائے۔

خوش قسمت ہے ہندوستان کہ اس ملک میں آپ کی ہمہ صفت موصوف ذات گوناگوں رنگ سے کارفرما ہوئی۔ کہیں آپ بطور مصلح اعظم انسانیت سوز اعمال و افعال کی مخالفت کرتے ہوئے اور بر اخلاق طرز عمل کی ترغیب دیتے ہوئے نظر آتے ہیں تو کہیں آپ ناقصوں کو ایسا کامل و اکمل بنا دیتے ہیں کہ وہ دوسروں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ کسی جگہ آپ بطور مبلغ صدہا افراد کو سچائی کی دولت سے مشرف فرماتے ہیں۔ تو کسی مقام پر آپ غافل لوگوں کو بتعداد کثیر دولت عرفان و توحید سے مالا مال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی آپ بطور مدرس انسانیت رواداری، بے تعصبی، یکانگت، ہمدردی، اعلیٰ ظرفی، بلند حوصلگی روشن خیالی کا درس دیتے ہوئے جلوہ گر ہیں تو کبھی آپ بطور مشفق اعظم۔

Marfat.com

تفریق مذہب لوگوں کی دستگیری کرنے میں رونما ہیں۔ کبھی آپ بطور درویش اکمل ملک السلاطین کی طرح بادشاہوں پر حکمرانی کرتے ہیں تو کبھی آپ فقر و فاقہ کی زندگی میں جلوہ ریز ہیں۔

آپ کے تصرفات معنوی آپ کی حیات ظاہر کے ساتھ ختم نہیں ہوئے بلکہ آج بھی آپ کا مزار مبارک استفادہ گاہ روحانیت ہے۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ آتے ہیں اور دنیاوی فلاح و روحانی برکات سے مستفیض ہوتے ہیں، ہندو، مسلم، پارسی، عیسائی ہند کے گوشہ گوشہ سے آ کر اپنی پرخلوص عقیدت اور لافانی محبت کے پھول آنسوؤں کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے ہونٹ اس پاک چوکھٹ کو بوسہ گاہ بناتے ہیں۔ ان کا جسم مزار اقدس کا طواف کرتا نظر آتا ہے۔ اور ان کا دل نہ صرف خود قربان ہوتا ہے بلکہ دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کے لئے آمادہ نظر آتا ہے۔

اہل ہند کی آپ کے ساتھ عقیدتمندانہ وابستگی

جس طرح حق تعالیٰ کی ذاتِ واحد کے ساتھ مختلف مذاہب کے لوگ ہزاروں قسم کے مختلف عقائد رکھتے ہیں اسی طرح آپ کی ذات گرامی کے ساتھ مختلف جماعتوں کے مختلف عقائد ہیں۔ ان میں سے بعض کی تفصیلات حسب ذیل ہیں :-

(الف) **بعض مخصوص عارفانہ عقائد :-** جس طرح آپ نے اپنی حیات ظاہری میں سلطان شہاب الدین اور سلطان شمس الدین کو اپنی سلطنت باطنی سے ہندوستان کا بادشاہ بنایا اور سلطان محمود خلجی، اکبر، شیر شاہ صوری کو فتوحات دیں اسی طرح روحانی طور پر آج کل بھی ہندوستان کی سلطنت آپ کے تصرف میں ہے۔ اسی سبب آپ سلطان الہند کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

بموقع عرس اچھے سے اچھا انتظام کرنے کے باوجود ایک دن دوران عرس ضرور ایسا آتا ہے

Marfat.com

کہ آپ کی درگاہ میں پانی کی قلت ہو جاتی ہے۔ اہل نظر کہتے ہیں کہ اس سے آپ کی اس گہری نسبت کا پتہ چلتا ہے جو آپ کو سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہے۔

ہندوستان کے تمام اہم معاملات اولیاء اللہ باطنی طور پہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور آپ کے دربار سے جو آپ کا فیصلہ ہوتا ہے وہی ظہور میں آتا ہے۔

آپ ہندوستان کے روحانی شہنشاہ ہیں اور تمام قطب وابدال، اولیاء اہل خدمت اور دیگر منتظمین باطنی آپ کے زیر حکم ہیں۔ آپ کی درگاہ شریف کے معاملات ہندوستان کے معاملات سے ایسے وابستہ ہیں کہ اگر درگاہ میں روپیہ کی کمی ہوگی تو سرکار ہند کے خزانے میں بھی کمی آئیگی اگر درگاہ کے انتظام میں فرق آئیگا تو سرکار ہند کے انتظام میں بھی ضرور فتور آئے گا وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ آپ حیات ظاہری میں مسکین پرور، بیمار و خادم نواز تھے۔ اس وجہ سے آج بھی آپکی درگاہ میں روزانہ غرباء کو دلیہ بیماروں کو طبی امداد اور خدام کو حق الخدمت برابر ملتا رہتا ہے۔ نیز چونکہ آپ کو علم شریعت، علم معرفت اور سماع سے ذوق تھا اس لئے آج بھی آپ کی درگاہ میں دار العلوم، مساجد، دار الافتاء وغیرہ موجود ہیں۔ اور فقراء، علماء، مشائخین و درویش آپ کی درگاہ میں حاضر رہتے ہیں۔

جس طرح مکہ معظمہ پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اسی طرح اجمیر کے گرد بھی پہاڑیاں ہیں اور یہاں کی سرزمین ریگستانی مثل مکہ معظمہ کے ہے نیز اجمیر کی گلیاں مدینہ منورہ کی گلیوں کے مشابہ ہیں اس سے اس گہری نسبت کا پتہ چلتا ہے جو آپ کو دربار ایزدی اور رسالت سے ہے۔

آپ نائب رسول فی الہند ہیں اور آپ کی نسبت محمدی کے پیش نظر اجمیر مدینۃ الہند، دار الخیر اور دار السلام ہے۔

(ب) بعض جماعتی عقائد:-

عرس پر بعض حاضر ہونیوالوں کا عقیدہ:- اگر ہم عرس پر حاضر نہ ہوں گے تو اس فیض عام سے محروم رہ جائیں گے جو

Marfat.com

ہوا کرتا ہے اور ہمارا سال بہ آسائش نہیں گذرے گا۔

اہل سندھ کا عقیدہ - اہل سندھ کا عقیدہ ہے کہ آپکے روضہ پر ستّا مرتبہ حاضری دینا ایک حج کے برابر ہے چنانچہ حج کے موقعہ پر اہل سندھ حاضر ہوتے ہیں۔

میواتیوں کا عقیدہ میواتی صاحبان عرس میں آپکے قل سے ایک دن پہلے چلے جاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ قل موتی کا ہوا کرتا ہے مگر آپ زندہ جاوید ہیں۔ اسلئے قل کیسا اور اسمیں شرکت کیسی۔

میمنوں کا عقیدہ جتنا ہم دربار خواجہ میں خرچ کریں گے اس سے بدرجہا زیادہ پائیں گے اسلئے بمبئی وغیرہ کے اکثر تاجر یہاں بے دریغ امور خیر میں صرف کرتے ہیں

اہل اجمیر کا عقیدہ شادی کے موقعہ پر دولھا کو اوّل آپ کی درگاہ میں سلام کراتے ہیں پھر بارات دلہن کے گھر لے جاتے ہیں۔ تاکہ یہ رشتہ مبارک ثابت ہو۔ نیز جنازہ کی نماز بہ خیال مغفرت موتی درگاہ میں پڑھواتے ہیں

بعض عام عقائد آپکے دربار سے کوئی محروم نہیں جاتا۔ ہر شخص کچھ نہ کچھ لے کر جاتا ہے ترقی عمر کیلئے اپنے بچوں کو آپ کی درگاہ میں علی قدر حیثیت شکری و شیرینی وغیرہ میں وزن کرا کر تقسیم کرتے ہیں۔ نیز اسی عقیدہ کے تحت یہاں اپنے بچوں کے سر کے بال اترواتے ہیں۔ اپنے بچوں کی درازی عمر کے لئے بعض مقامی و بیرونی تمام اپنے بچوں کو غریب نواز کے نام پر کچھ عرصہ کے لئے گروی کر دیتے ہیں۔ مدت ختم ہونے وکیل درگاہ کے ذریعہ چھڑا لیتے ہیں۔

لوگوں کا عقیدہ ہے کہ غریب نواز کے دربار میں معاملات طے کئے جاتے ہیں، اس لئے حاجت مند اپنی حاجات بطور عرضی لکھ کر آپکے روضہ کے کٹہرہ سے بذریعہ اپنے وکیل درگاہ بندھواتے ہیں اگر کوئی منت مان لی جاتے اور مراد بر آنے پر وہ پوری نہ کیجائے تو کسی قسم کا نقصان ضرور

٭ وہ خدام جن کے ذریعہ سے لوگ مزار شریف کی زیارت کرتے ہیں۔

Marfat.com

ہوتا ہے۔ درگاہ کے درختوں سے اگر کسی پر پھل یا پھول گر جائے تو اسکو مبارک تصور کیا جاتا ہے

بعض ہندو صاحبان کا عقیدہ بعض ہنود صبح کے وقت درگاہ کی سیڑھیوں سے اپنی دوکان کی کنجیاں مس کر کے دوکانات کھولتے ہیں تاکہ کاروبار میں منفعت ہو اسی عقیدہ کے پیش نظر بعض ہنود صبح کو درگاہ کی سیڑھی دھو کر دھوون کا پانی اپنی ترازو اور باٹوں پر چھڑکتے ہیں۔

(ج) بعض عقیدتمندانہ منّتیں مرادیں۔

اہل حاجت آپکے دربار میں حاضر ہو کر منتیں مانتے ہیں اور جب مراد بر آتی ہے تو منتیں بڑھانے آتے ہیں۔ بعض امراء منتیں مانتے ہیں کہ اگر ہماری فلاں مراد بر آئے گی تو ہم آپکے یہاں کی چھوٹی یا بڑی دیگ پکوائیں گے یا فلاں عمارت تیار کرائیں گے یا کارچوبی چادر وغیرہ قوالی کے ساتھ پیش کریں گے۔ بعض منت مانتے ہیں کہ اگر ہماری فلاں مراد بر آئے گی تو کپڑے یا پھولوں کی چادر پیش کریں گے درگاہ میں محفل میلاد منعقد کریں گے، قوالی کرائیں گے۔ سبیل یا حوض میں مشکیں بھروائیں گے اگر ہمارا بچہ اتنی عمر کا ہو جائیگا تو ہم اسے آپکی درگاہ میں پیسوں میں تول کر فقراء کو پیسے تقسیم کریں گے۔ بعض لوگ منت مانتے ہیں کہ اگر ہمارے اولاد ہوگی تو ہم پہلا بچہ درگاہ میں چڑھائیں گے۔ ایسے حضرات بچہ ہونے پر پہلا بچہ اپنے وکیل درگاہ کی معرفت میں پیش کر دیتے ہیں۔ ایسے بچے ہمیشہ اجمیر میں ہی رہتے ہیں۔ اور درگاہ چڑھے کہلاتے ہیں۔

Marfat.com

ہر کجا بوئے خدا می آید
خلق بیں بے سر و پا می آید (حضرت شمس تبریزیؒ)

حصہ سوئم

بعض حاضریاں اور خدمات

Marfat.com

بعض مُہاجرین

جس نسبت محبت کے زیر اثر زمانہ رسالت لوگوں نے وطن کی سکونت ترک کر کے سرورِ عالم صلعم کے آغوشِ رحمت میں زندگی بسر کی اسی نسبت محمدی کے فیض جاریہ ہے جو حضرت خواجہ کو حاصل تھا لوگ آج تک وطن سے ہجرت کر کے آپ کے زیر سایہ آکر بستے ہیں۔ اور آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔ ان خوش قسمت حضرات میں بعض حسب ذیل ہیں۔

تاج المہاجرین حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ بابا خنجر والے

مرشدی و مولائی سلطان رندان حضرت سید ملک محمد عالم کی ولادت تقریباً ۱۲۰۷ھ میں ہوئی آپ کا آبائی وطن اور جائے ولادت قصبہ کیکلی ضلع شاہ پور پنجاب ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت شیر محمد کو سکھوں کی عملداری میں جاگیر ملی تھی۔ آپ ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے آپ بجائے کھیل تماشوں میں حصہ لینے کے جنگلوں میں عزلت گزیں رہا کرتے تھے۔ ابتدائے سلوک میں آپ معظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ (جنکا مزار راولپنڈی میں ہے) کے پاس رہے۔ ازاں بعد آپ تقریباً ساٹھ سال تک دربار غریب نواز میں حاضر رہے۔ آپ نے سیر و سیاحت بہت کی تھی۔ زیارت حرمین، نجف اشرف کربلائے معلیٰ وغیرہ سے مشرف ہوئے تھے جب بغداد شریف حاضر ہوئے تو پیر مصطفےٰ کے قدموں کے نیچے لیٹ کر اظہار عجز کیا، آپ کی بود و باش نہایت سادہ تھی معمولی خوراک تناول فرماتے تھے، اکثر ٹاٹ کا کرتہ زیب تن فرماتے تھے، تہ بند باندھتے تھے، گدڑی اوڑھے رہتے تھے اس وجہ سے آپ گدڑی شاہ بابا مشہور ہوئے اکثر برہنہ سر رہتے ہاتھ میں ایک عصا رکھتے تھے۔ اجمیر شریف سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک باغ میں عمر تک مقیم رہے یہ باغ نصیر آباد جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ یہاں ایک پختہ مسقف مسجد اور ایک بلند چبوترہ پر ایک شہید کا مزار ہے، آپ دن کے وقت شہر اجمیر میں رہا کرتے تھے گھر گھر پھر کر لوگوں کو فیض پہنچاتے تھے بیماروں کو دم کر کے پانی دیتے تھے اور اہل حاجت کیلئے دعا فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ بزرگ کی درگاہ میں روزانہ پائیں شریف کیجانب متصل ارکاٹی ڈالان آکر بیٹھا کرتے تھے، کبھی کبھی عالم راز و نیاز میں کئی کئی دن تک سر بسجدہ رہا کرتے تھے۔

Marfat.com

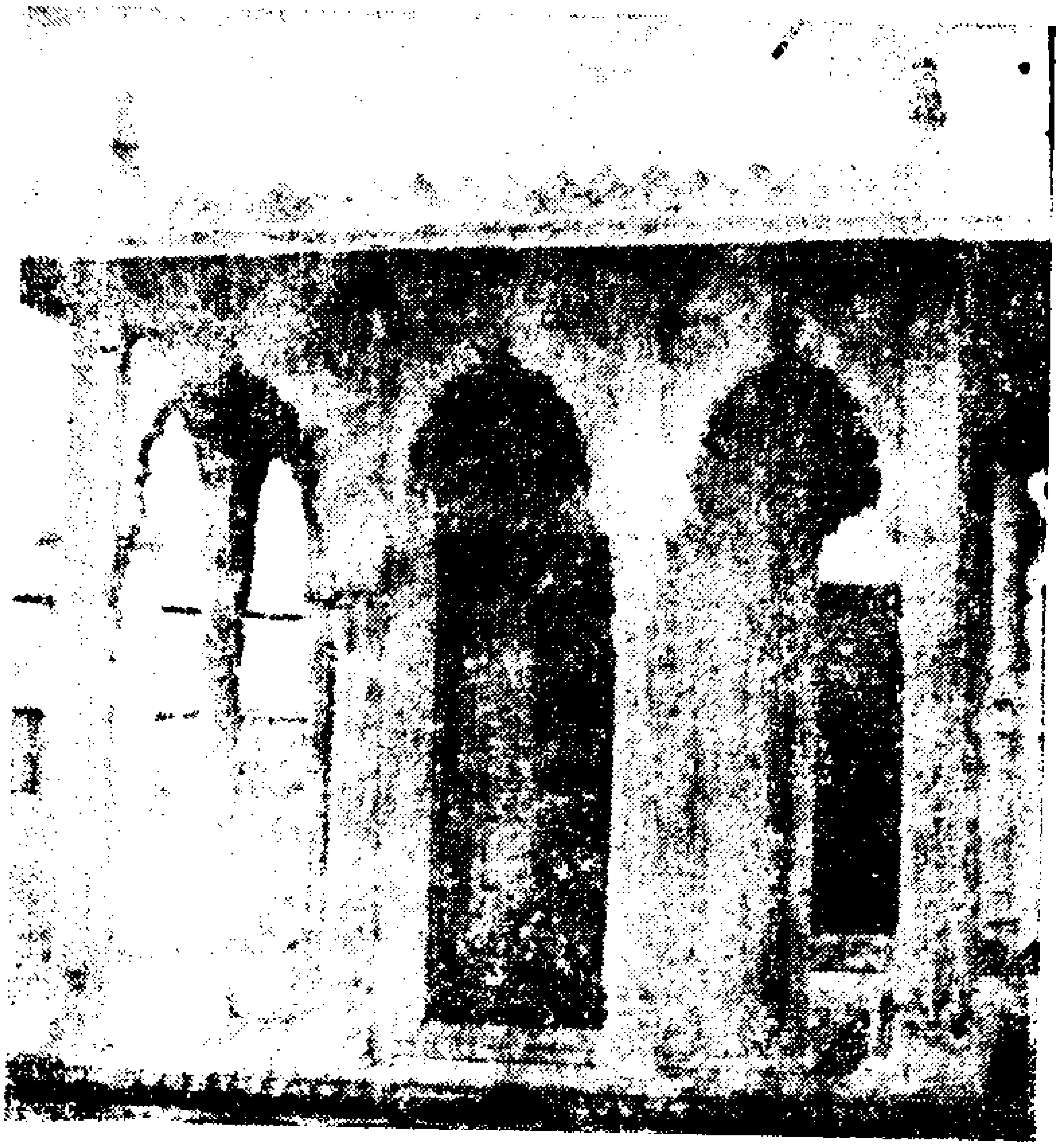

آستانہ حضرت سید ملک محمد عالم
المعروف بہ گدڑی شاہ بابا
بمقام محلہ غریب نواز
اناساگر اجمیر

Marfat.com

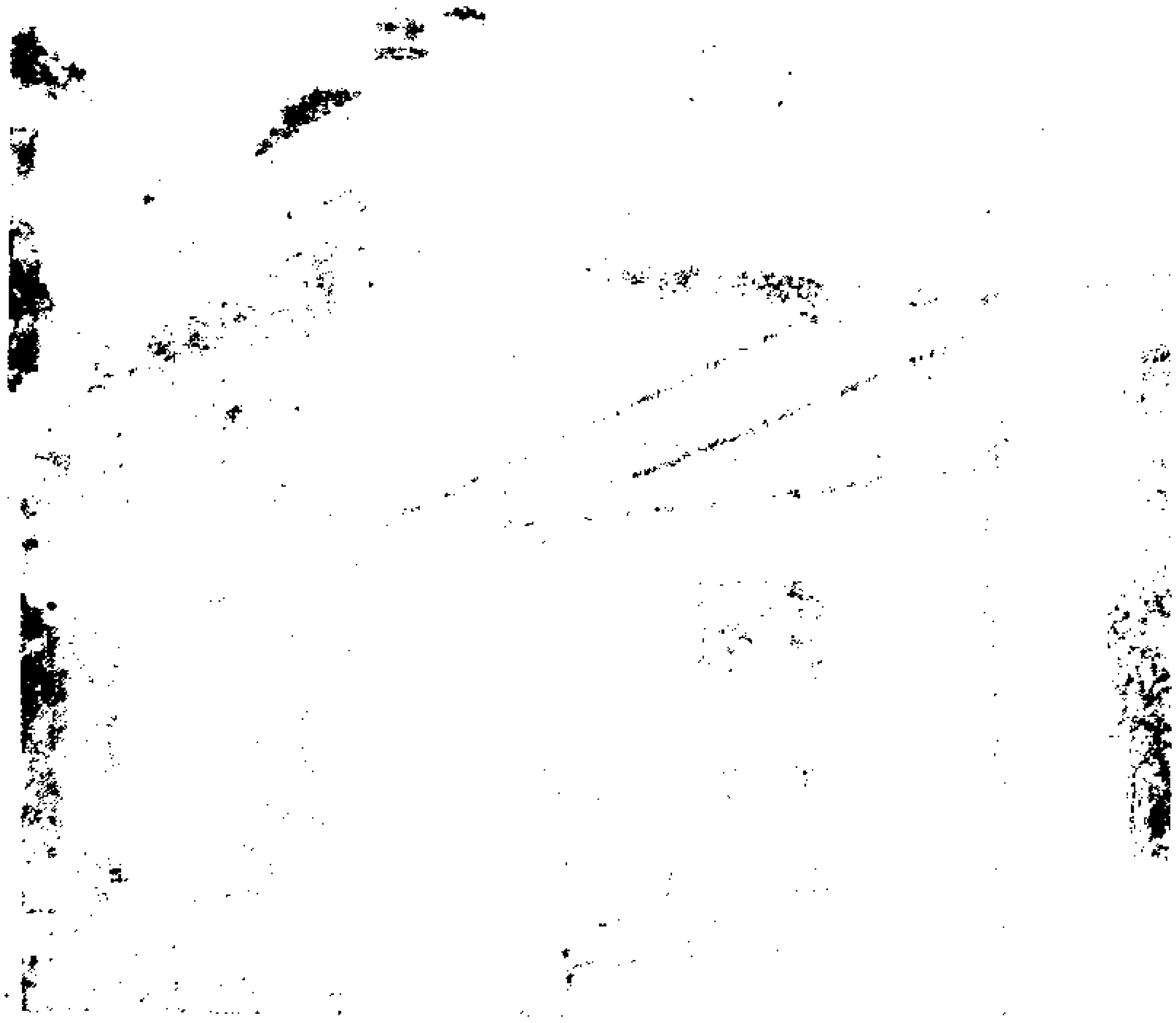

آستانۂ حضرت عبدالرحیم شاہ
معروف بہ قاضی گدڑی شاہ باباؒ
بمقام چلّہ غریب نواز
اناساگر اجمیر

Marfat.com

آپ نہایت خوش خلق نرم مزاج تھے کسی سے قصور ہو جاتا تو فرماتے بھول ہو گئی مگر غصہ نہ فرماتے۔ ماہ رمضان میں روزے رکھتے، ماہ محرم کی یکم تاریخ سے دس تاریخ تک بھی روزہ دار رہتے خوراک بقدر لایموت تھی، اکثر کھانا تناول فرمانے سے قبل گرم پانی پی لیا کرتے تھے۔ آپ کو سماع سے بہت رغبت تھی، روزانہ درگاہ میں بوقت شب سماع سنتے تھے، جمعرات چھٹی اور عرس شریف کی محافل سماع میں اکثر موجود رہتے تھے۔ اہل اجمیر اور بیرونی صاحبان نے آپ سے بہت فیض حاصل کیئے۔

فیض رسانی کے پیش نظر لوگ آپ کو رحمت اجمیر کہتے ہیں۔ آپ سے بکثرت کرامات کا ظہور ہوا۔ لاعلاج بیماروں نے شفا پائی، مردے زندہ ہو گئے، درد مندوں نے سکون حاصل کیا، اہل حاجت کی حاجت برآری ہوئی، درماندوں کی عقدہ کشائی، لاچاروں کی مشکل کشائی ہوئی۔ طالبان حق خدا رسیدہ ہوئے۔

آپ کا وصال بعمر ۱۲۰ سال بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ بروز یکشنبہ دن کے ڈیڑھ بجے محلہ پرانی منڈی میں ہوا۔ تاریخ وفات ہے فنا فی اللہ شد خلیل اللہ

۱۳ ھ ۲۷

مزار شریف غریب نواز کے چلہ شریف پر سنگ مرمر کی بارہ دری میں ہے۔ مخلوق آج تک آپ کے مزار پر حاضر ہوتی ہے اور فیض پاتی ہے آپ کا سالانہ عرس ۸ رمضان سے ۱۰ رمضان تک ہوتا ہے۔ خادمی وقف میں آپ کے عرس کے مصارف کیلئے رقم وقف ہے۔ غریب نواز کی درگاہ کا عملہ خدمات عرس بجا لاتا ہے۔ دیوان صاحب محافل سماع میں موجود رہتے ہیں۔

حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ کاشی پوری ابراہیم خاں صاحب مرحوم حافظ محمد یوسف صاحب مرحوم، داروغہ عبدالعزیز خاں صاحب مرحوم اور بعض دیگر حضرات آپ سے نسبت رکھتے تھے۔

حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہؒ

آپ کا نام عبدالرحیم ہے مگر آپ قاضی بابا بھولے شاہ اور قاضی گدڑی شاہ کے القاب سے یاد کیئے جاتے ہیں۔ حضرت گدڑی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے جانشین ہیں آپ کا وطن کاشی پور (ضلع نینی تال) ہے آپ کے والد بزرگوار شیخ نبی بخش صاحب مرحوم میلہ نور جہاں نامی محلہ میں جوتہ کی دوکان کیا کرتے تھے آپ کی ولادت ۱۲۷۶ھ میں ہوئی ابتدائی زمانہ میں آپ بونگے شاہ صاحب کاشی پوری (جنکا مزار ایک باغ میں ہے) کی صحبت میں رہے۔ شادی کے بعد آپ کے یہاں ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں تولد

ہوئیں بعدازاں آپ ترک وطن کرکے اجمیر شریف آگئے۔ کچھ دن دربار غریب نواز میں حاضر رہے ایک دن عالم رویا میں غریب نواز نے حضرت گدڑی شاہ بابا کی طرف اشارہ کرکے آپ سے فرمایا کہ وہ ان کے حلقہ بگوش ہو جاؤ "مگر آپ موصوف کو اس وقت تک نہیں جانتے تھے کئی دن تک تلاش میں رہے کہ جو صورت دکھائی گئی وہ کس کی ہے۔ آخر جوئندہ یابندہ ایک دن آنحضرت گدڑی شاہ لوگوں کو روٹیاں تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ نے انھیں دیکھ کر پہچانا، قدم بوس ہوئے، خدمت میں مصروف ہوئے۔ فیض روحانی سے مستفیض ہوئے، دولت فقر سے مالا مال ہوئے۔

آپ زیارت حرمین سے مشرف ہوئے، بغداد شریف عرصہ تک حاضر رہے، آپ زیادہ تر عالم سکر میں رہا کرتے تھے۔ روزانہ سہ پہر کے وقت آستانۂ غریب نواز پر حاضری دیا کرتے تھے۔ چھٹی پنجشنبہ اور عرس کی محافل سماع میں اکثر موجود رہتے تھے۔ حضرت گدڑی شاہ کے عرس میں بلاناغہ حاضر رہتے تھے۔

آپکا وصال بعمر اڑسٹھ سال بتاریخ ۵ رشوال المکرم ۱۳۴۴ھ میں بروز یکشنبہ ڈیڑھ بجے دن کے وقت محلہ پرانی منڈی میں ہوا۔ "یابد مقام قرب حق ایں سالک دین متین" آپکے وصال کی تاریخ ہے۔

۱۳ ہجری ۴۴

مزار شریف غریب نواز کے چلہ پر ایک مسقف حجرہ میں ہے، حجرہ میں سنگ مرمر اور رنگ موسیٰ کا فرش ہے۔ لوگ یہاں حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں۔

آپکا سالانہ عرس ۳ رشوال سے ۵ رشوال تک ہوتا ہے عملہ درگاہ غریب نواز عرس کی خدمت بجالاتا ہے۔ محافل سماع کے وقت دیوان درگاہ موجود رہتے ہیں۔ عرس کے مصارف کے لئے خادمی وقف سے رقم وقف ہے۔

حضرت احمد علی شاہ بناری

آپ نے تقریباً پچاس سال اجمیر میں رہ کر مخلوق خدا کو فیض پہنچایا آپکے مریدین کی تعداد خاصی ہے۔ آپکا وصال ۵ رجادی الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹۲۷ء ہوا مزار غریب نواز کے چلہ پر ہے آپکے مریدین آپکا سالانہ عرس کرتے ہیں۔

حضرت محمد علی شاہ قادری

آپکا کاٹھیاواڑ کے رہنے والے تھے وطن سے ہجرت کرکے تقریباً ساٹھ سال اجمیر میں مقیم رہے، آپ جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں پڑھا کرتے تھے مگر راستہ میں کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔ با فیض، تنہائی پسند اور مستغنی درویش تھے پیر مصطفےٰ صاحب بغدادی سے شرف بیعت۔

Marfat.com

۔۔۔اصل کیا تھا۔ آپ کا وصال بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ میں ہوا۔ دالنش کی ریتی میں مزار ہے۔ آپکے مریدین آپکا سالانہ عرس کرتے تھے مگر وہ لوگ پاکستان چلے گئے۔ مؤلف پر عنایت فرماتے تھے۔

حضرت یعقوب شاہؒ آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس سال درگاہ کے ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ بڑے متواضع بافیض درویش تھے آپ کا وصال ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۴۷ء بروز جمعہ ہوا۔ مزار غریب نواز کے چلہ کے جنوبی احاطہ میں ہے، مزار کا تعویذ نہیں ہے صرف زمین کے فرش پر خطوط کھینچ کر مزار کا نشان بنا دیا گیا ہے۔ مولف کے ساتھ بیان کی تواضع سے پیش آیا کرتے تھے۔

حضرت رنگین شاہؒ آپ مظفر نگر کے باشندہ تھے وطن کی سکونت ترک کر کے اجمیر میں مقیم ہوئے تقریباً پچاس سال دربار غریب نواز میں حاضر رہے۔ رنگین کپڑے پہنا کرتے تھے۔ متوکل درویش تھے۔ حاجی محمد خاں صاحب کی حویلی میں رہا کرتے تھے، مرض الموت میں مبتلا ہو کر وطن چلے گئے تھے وہیں تیس سال ہوئے انتقال ہو گیا۔ مؤلف سے اتحاد رکھتے تھے۔

سید معصوم علی شاہ عرف حافظ نابینا آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس سال چھوٹی دیگ کے قریب ایک حجرے میں مقیم رہے آپ بیماروں کو تعویذ اور پانی دم کر کے دیا کرتے تھے۔ آپکے پاس بہت لوگ آتے تھے۔ ایک شب آپنے باآواز بلند سلسلہ راز و نیاز غریب نواز سے یہ گلہ کیا کہ تمام عمر تو یہاں گذری اب آخری وقت میں یہاں سے باہر بھیجا جاتا ہے۔ صبح ہونے پر آپ جے پور روانہ ہوئے۔ جے پور اسٹیشن پر تو لگی اور اسی دن آپکا وصال ہو گیا آپکے وصال کو تقریباً ۲۵ سال ہو گئے مزار جے پور میں سکین شاہ کی خانقاہ میں ہے۔

حضرت معصوم بابا جاروب کش حضرت خواجہ آپ درگاہ شریف میں جھاڑو دینے کی خدمت بجالایا کرتے تھے آپ کا وصال بتاریخ ۹ جنوری ۱۹۲۳ء مطابق ۱۳۴۱ھ بروز شنبہ ہوا۔ مزار غریب نواز کے چلہ پر متصل اندرونی دروازہ واقع ہے۔

عبد الکریم شاہ تاجی جے پوری چند سال سے آپنے اجمیر میں مکان خرید کر کے رہنا شروع کر دیا تھا آپ حضرت تاج الدین بابا ناگپوری سے فیض یافتہ تھے آپکے مریدین بہت ہیں ضلع علی گڑھ میں بکثرت مریدین ہیں فسادات اجمیر کے زمانہ میں بحالت علالت کراچی چلے گئے۔ وہیں ۱۳۶۷ھ میں وصال ہوا۔ مؤلف کے بڑے دوست تھے۔ اکثر ہم دونوں کو باتیں کرتے پوری شب گذر جاتی تھی۔

حاجی قدرت اللہ کشمیری آپکا مزار محلہ اندرکوٹ میں لنگا تن بادڑی ہے بتاریخ ۲۰ ربیع الثانی سالانہ عرس ہوتا ہے

Marfat.com

حاجی سید احمد خاں بختیار غزنوی آپ نے وطن سے ہجرت کرکے اجمیر میں سکونت اختیار کرلی تھی خواجہ اللہ بخش تونسوی کے خلیفہ ہیں۔ آپ کا وصال بتاریخ ۲۴ رشعبان ۱۳۱۸ھ میں ہوا مزار متصل سولہ کھمبا درگاہ شریف کے مغربی دروازہ سے ملا ہوا ہے۔

عبد العزیز خاں الہ آبادی آپ وطن سے ہجرت کرکے اجمیر میں مقیم ہوگئے محلہ اجمیری وڈے کی ہتائی کے حجرے میں رہا کرتے تھے کچھ لوگ آپکے مرید بھی ہیں۔ محمد خاں صاحب بیادری آپکے خلیفہ ہیں۔ ستائیس سال کے قریب ہوئے آپکا وصال ہوگیا۔ مزار چلہ سالار غازی پر ہے۔

کوثر علیشاہ رفاعی آپ رفاعی سلسلہ کے بزرگ تھے آپ کا مزار چلہ سالار غازی ہے۔

حافظ شبیر علی بیگ کرتپوری آپ کرتپور منڈاور ضلع بجنور کے باشندے تھے وطن سے ہجرت کرکے تقریباً پچاس سال اجمیر میں مقیم رہے متشرع درویش تھے محلہ شیخان میں رہتے تھے آپکا وصال بتاریخ ۷ ارشعبان ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ء میں ہوا ایک سو سال سے زائد عمر پائی آپکا عرس آپ کے مریدین وغیرہ کرتے ہیں۔ مزار چار یاری میں ہے۔

مولوی بخاری شاہ آپ متقی پرہیزگار بزرگ تھے تقریباً چالیس سال اجمیر میں رہے۔ دھان منڈی کی ایک مسجد میں قیام کیا۔ شروع زمانہ میں آپ بہت عسرت سے گذر کرتے تھے پھر صاحب نصاب ہو گئے اجمیر میں آپکے کچھ مریدین بھی تھے آپکے وصال کو تقریباً ۳۵ سال ہوئے مزار غریب نواز کے چلہ پر احاطہ جنوبی میں ہے۔

سید عاشق علیشاہ زیدی الواسطی متوطن فتحپور ہسوا آپنے وطن سے ہجرت کرکے زمانہ دراز اجمیر میں گذارا عالم، فاضل اور واعظ تھے نیازیہ سلسلہ کے درویش تھے۔ متوکل خوش بیان اور صاحب نظر تھے غریب نواز کا آپ پر کرم تھا۔ لب جھالرہ درگاہ کے ایک حجرہ میں رہا کرتے تھے بتاریخ ۳ رذی الحجہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء بعمر ۷۰ سال آپ کا انتقال ہوا۔ شاہجہانی مسجد کے زیر دیوار چار یاری میں دفن ہوئے۔ کسی نے مراقبہ میں دیکھا کہ جب منکر نکیر نے آپسے سوال کیا تو آپنے جواب دیا کہ ہمارے تو مالک خواجہ غریب نواز ہیں ان سے پوچھ لو۔ غریب نواز نے عالم باطن میں ان سے فرمایا کہ جو میرا رب اور دین ہے وہی ان کا ہے۔ اللہ تعالٰی نے انہیں بخشدیا۔

حافظ محمد یوسف گدڑی شاہی آپ پنجاب کے سکھ تھے حضرت گدڑی شاہ کی توجہ سے مشرف بہ اسلام

ے۱ بلی محلہ کا پنچایتی مکان جہاں شادی غمی کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں

Marfat.com

ہوئے، موصوف سے نسبت رکھنے کے باعث لوگ آپ کی بہت عزت کیا کرتے تھے پنی گروں کی چوک میں رہا کرتے تھے تقریباً تیس سال ہوئے آپکا انتقال ہو گیا۔ مزار حضرت گدڑی شاہ کے داہنی جانب سنگین فرش پر آپکے مزار کا نشان بنا ہوا ہے۔

ذوقی شاہ آپ پچھلے دنوں ہجرت کر کے اجمیر آگئے تھے یہاں مکان بھی بنوالیا تھا مگر فسادات اجمیر کے موقعہ پر کراچی چلے گئے تھے۔ آپ وارث حسین شاہ لکھنوی کے خلیفہ ہیں۔ آپکے بہت سے مریدین ہیں۔ ۱۳۷۰ھ میں بمقام عرفات بموقعہ حج آپکا وصال ہو گیا۔

حضرت جہانگیر شاہ کمبل پوش چشتی صابریؒ

آپ پٹھانوں کے مشہور اور معزز قبیلہ تاجخیل سے تعلق رکھتے تھے۔ آپکی والدہ سیدانی تھیں آپ کا وطن اور جائے ولادت قصبہ بنیے ضلع مردان ہے آپ کالی کملی اوڑھا کرتے تھے اسلیے کمبل پوش مشہور ہوئے۔ تقریباً بیس سال کی عمر میں آپ وطن کو خیر باد کہہ کر مہاراجہ سروہی کے باڈی گارڈوں میں ملازم ہو گئے۔ حضرت محمد عزیز شاہ (جن کا مزار اجمیر شریف کے ریلوے اسٹیشن کے بالکل قریب اب بھی موجود ہے نوکری چھڑا کر آپکو اپنے ساتھ لے آئے اور بیعت سے مشرف فرمایا۔ غریب نواز کی درگاہ میں دیگوں کے متصل ایک حجرہ میں آپکو مقیم کرایا۔ حضرت خواجہ کے فیض باطنی اور مرشد کی تعلیم و تلقین کے باعث اعلیٰ مراتب پر پہنچے آپکے خوارق و عادات مشہور ہیں۔ آپ سے ہزاروں بندگان خدا نے فیض پایا۔ اوائل میں آپ احمد آباد میں کچھ دن تک رہے بعد ازاں اجمیر کے محلہ ڈگی بازار میں ایک مکان تعمیر کرا کر سکونت اختیار کی۔ تقریباً ۷۵ سال کی عمر پائی ۱۳۲۱ھ یا ۱۳۲۲ھ میں بوقت عصر آپنے رحلت فرمائی۔ مدفن گور غریباں میں بمقام اجمیر ہے

عقیدتمندانہ حاضریاں

ہندوستان کے لاکھوں افراد خواجہ بزرگ کے سلسلہ میں داخل ہیں اور آپ سے محبت و ارادت رکھتے ہیں، اہل سلسلہ کے علاوہ بھی بہ تعداد کثیر افراد آپکے رشتہ عقیدت میں منسلک ہیں ان کی تعداد غالباً اہل سلسلہ سے بھی زیادہ ہے۔ آپ کا دائرہ عقیدت صرف باشندگان ہندوستان تک محدود نہیں ہے بلکہ بیرونی ممالک کے لوگ بھی آپ کے روحانی فیض سے مالا مال ہیں۔ افغانستان، ترکستان، عراق، عرب، مصر، خراسان، ہالینڈ، فرانس اور چین وغیرہ کے لوگ بھی آپ سے عقیدت رکھتے ہیں آپکے عقیدتمندان میں صرف

Marfat.com

مسلمان ہی نہیں ہیں بلکہ پارسی، عیسائی، ہندو وغیرہ بھی آپ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ آپکی عظمت بزرگی اور فیض روحانی کے قائل ہیں، قریب قریب ہر مذہب و ملت کا پیرو ہر گروہ اور طبقہ کا شخص خواہ وہ فقیر ہو یا درویش عالم ہو یا فاضل ہو صاحب قلم ہو یا شاعر لیڈر ہو یا لکچرار، بادشاہ ہو یا رئیس، عزیب ہو یا مسکین آپکے فیض رساں دربار میں پہنچتا ہے اور آپکے روحانی فیض سے مستفیض ہوتا ہے پس آپ ہر مذہب و ملت اور طبقے کے افراد کا مرکز عقیدت ہیں اور ہمہ گیری شان رکھتے ہیں ذیل میں مختلف طبقے کے لوگوں کی حاضریوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

دور گذشتہ کے بعض درویشوں کی حاضریاں

(الف)

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر آپنے غریب نواز کی حیات ظاہری میں بھی حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت کی اور روضہ غریب نواز میں حاضر ہو کر چلہ کشی بھی کی تفصیل پیچھے آچکی ہے

شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی آپ اولیائے نامدار مجاذیب باوقار و مشائخ صاحب اسرار چشت سے ہیں اوائل عمر میں آپ تحصیل علم میں مصروف ہوئے اور مجاہدہ اختیار کیا جب جذب وسکر بڑھا تو کتابیں دریا میں ڈال دیں اور خاندان چشت سے ارادت کا شرف حاصل کیا آپکی تصانیف عشق و محبت و عوارف و حقائق و توحید و ترک و محبت مولا میں بہت ہیں آپکے دو خطوط بھی بشکل کتابچہ ہیں جو آپنے اپنے مرید اختیار الدینؒ کو لکھے ہیں۔

آپ قدیم باشندہ شہر پانی پت کے ہیں آپکے والد کا نام سالار فخر الدین ہے اور والدہ کا نام بی بی حافظ جمال ہے ان کے مقابر پانی پت میں جوار شہر میں بسمت شمال واقع ہیں - علاءالدین و جلال الدین بادشاہ دہلی آپ سے ارادت رکھتے تھے[1]

بقول سیر الاقطاب آپ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفیؒ کی اولاد میں سے ہیں اور چند واسطوں سے آپ کا نسب امام اعظم سے ملتا ہے[2]

سیر الاقطاب میں مرقوم ہے کہ آپ کا شجرہ طریقت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تک پہنچتا ہے۔

---

[1] دیکھو خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۳۲۶ [2] دیکھو خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۳۲۶ و ۳۲۷

Marfat.com

شیخ بو علی شاہ قلندر مرید و خلیفہ شیخ عاشق خدا وہ مرید شیخ امام الدین ابدالؒ وہ مرید شیخ بدرالدین غزنویؒ وہ مرید و خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ [1]

آپ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی کے ہمعصر ہیں۔ جب حضرت شمس الدینؒ کلیر شریف سے پانی پت میں تشریف لائے تو شہر میں قیام فرمایا۔ شیخ بو علیؒ قلندر شہر میں ہاگھوی مقام پر رہا کرتے تھے مگر بعد ازاں بُڈھا کھیڑا میں قیام فرمایا۔ یہ قریہ متصل کرنال ہیں [2]

مشہور ہے جب آپ دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے اس وقت خواجہ بزرگ کا مزار اقدس کچا تھا آپنے روضہ منورہ کے خادم سے فرمایا کہ اس مزار کی خدمت کروگے تو تمہاری اولاد بہت پھلے پھولے گی۔

بقول سیر الاقطاب و تذکرۃ العابدین آپکا وصال بتاریخ ۱۳ رمضان المبارک ۷۲۴ھ میں ہوا مزار پانی پت اور کرنال دونوں مقامات پر ہے [3]

مولانا فخر الدین زرادیؒ آپ حضرت نظام الدین والاولیا کے خلفاء خاص اور یاران وفاداران اور مریدان وجاں نثاران میں سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے صاحب زہد و تقویٰ و ذوق و شوق و عشق و محبت و وجد و سماع تھے۔ فقہ و حدیث و تفسیر میں مفتی وقت تھے۔ شعر گوئی میں بھی ممتاز زمانہ تھے آخر جاذب حقیقی نے کھینچا اور آپ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوئے صدق کیساتھ مرید ہوئے اور مسلک درویشاں میں منسلک ہوئے غیاث پور میں رہنے لگے [4]

آپ چند بار خواجہ بزرگ معین الدین کے روضہ کی زیارت کیلئے اجمیر آئے اور شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے مزار پر انوار کی زیارت کیلئے اجودھن (پاک پٹن) پہونچے۔ آپ اکثر سفر میں رہا کرتے تھے۔ شب و روز کوہ و بیابان میں گذارا کرتے تھے حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مجھے ایک ماہ میں کشف ہوتا وہ فخر الدین زرادی کو ایک ساعت میں ہو جاتا تھا [5] آپ محمد تغلق بادشاہ کے حکم سے دہلی سے جلا وطن کئے گئے تو بیت اللہ کیطرف روانہ ہو گئے بعد ادائے حج و زیارت روضہ عالیہ نبوی بغداد میں آئے اور علماء عصر سے

---

[1] اعجاز قلندری (مرتبہ محمد رکن الدین صاحب) کے ص۳ پر بہت تفصیل کے ساتھ قلندر رضا کا قطب صاحب سے بیعت کرنا لکھا ہے

[2] ص۳۹۲ [3] دیکھو خزینۃ الاصفیا، جلد اول ص۳۲۷-۳۲۸ [4] ص۳۹۲ [5] دیکھو خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۳۵۱

Marfat.com

علم حدیث میں بحث کی۔ یہاں سے کشتی میں ہندوستان روانہ ہوئے کشتی دریا میں غرق ہوگئی تو آپ بھی ۔۔۔
میں غرق بحر رحمت ہوگئے [1]

شیخ بدیع الدین عرف شاہ مدار مکن پور

آپ ہندوستان کے مشہور مشائخین و اولیا کبار میں سے ہیں مرید شیخ طیفور شامی کے ہیں

جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو اول بار دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے۔ اجمیر میں آپ کو کلہ پہاڑ پر چند دن معتکف رہنا پڑا۔ حضرت خواجہ کی باطنی اجازت حاصل کرکے آپ کالپی تشریف لے گئے۔ آپ کی وفات ۸۴۰ھ میں ہوئی مزار مکن پور میں ہے [2]

حضرت شیخ سلیم (اسلم) چشتی فتحپور سیکری

آپ کی ولادت ۸۸۳ھ [3] میں ہوئی آپ خواجہ ابراہیم کے مرید ہیں۔ آپکے والد کا نام بہاء الدین ہے آپ بابا فرید الدین گنج شکر کی اولاد میں سے ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی شیخ موسیٰ سے حاصل کی بعد سرہند جاکر شیخ مجدد الدین سے علوم تحصیل کئے۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپ براہ خشکی حج کیلئے روانہ ہوئے تیئس سال تک عرب، عراق، روم، شام، اور مصر کی سیاحت میں رہے۔ اس عرصہ میں چودہ حج کئے

۹۴۰ھ میں فتحپور سیکری تشریف لائے ۹۶۲ھ میں پھر حج کیلئے سورت روانہ ہوئے ۹۷۱ھ میں واپس ہندوستان آکر فتحپور سیکری میں خانقاہ تیار کرائی شیر شاہ، سلیم شاہ اور اکبر کو آپ سے عقیدت تھی۔

مشہور ہے کہ ایک مرتبہ اکبر اور آپ دربار غریب نواز میں حاضر تھے۔ اکبر نے آپ سے دریافت کیا حضرت خواجہ کی کیا شان ہے؟

آپ نے فرمایا "حضرت خواجہ بزرگ کی یہ شان ہے کہ اکبر جیسا بادشاہ اور سلیم جیسا مسکین عرصہ سے دربار میں حاضر ہیں۔ مگر اب تک باریابی نصیب نہیں ہوئی" آپکی دعا سے اکبر کے یہاں شہزادہ عمر لیکر تولد ہوا آپکا وصال ۲۹ رمضان المبارک ۹۷۶ھ میں ہوا۔ بقول مفتاح التواریخ آپکا وصال ۱۳ رمضان ۹۷۹ھ میں ہوا مزار پر انوار فتحپور سیکری میں آگرہ سے ۲۴ میل ہے سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا ہے آپ کی درگاہ

---

[1] دیکھو خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ ۲۵۱ [2] (الف) دیکھو تذکرۃ العابدین صہ ۲۳۲ و ۲۳۳ وتاریخ جدولیہ صفحہ ۸۴
(ب) مفصل حالات تذکرۃ المتقین، مختصر البیان، ظہیر العارفین میں موجود ہیں ص۳۰ و ۴۹ آپکی ولادت ۸۸۴ھ میں ہوئی (خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ ۴۳۲ سفینۃ الاولیاء صہ ۱۵۹ ومفتاح التواریخ صفحہ ۱۸۱

Marfat.com

ـیع شاہانہ عمارات پر مشتمل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی آپ کی ولادت ۹۷۱ھ میں ہوئی آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں اور سلسلہ نقشبندیہ میں شیخ عبدالباقی کے سلسلہ قادریہ میں شیخ اسکندر کے اور سلسلہ صابریہ اور سلسلہ سہروردیہ میں عبدالاحد سے مرید ہیں[۱]

جس زمانہ میں آپ اجمیر شریف میں حاضر تھے ماہ مبارک رمضان برسات میں آیا بارش بکثرت ہو رہی تھی اور شب روز اس سے فرصت نہ ہوتی تھی۔ حضرت مسجد (صندلی مسجد) میں نماز تراویح میں قرآن پڑھا کرتے تھے۔ بوجہ بارش اور گرمی آپ کو اور آپ کے درویشوں کو بہت تکلیف پہونچی۔ ایک شب تراویح کے بعد آپ مسجد سے نکلے اور آسمان کیطرف سر اٹھا کر فرمایا کہ اگر تین ختم قرآن تک جو ہماری سنت دائمی ہے بارش شب میں فرصت دے تو کیا اچھا ہو۔ ایسا ہی ہوا کہ ستائیسویں شب تک کہ تین قرآن تمام ہو گئے تھے پانی شب میں نہ برسا تھا۔ ستائیسویں شب کو ایکدم اتنا پانی برسا کہ گویا دہانہ مشک کا بند تھا اور اب اسے کھول دیا گیا ہے۔ جہانگیر نے آپ کو قید کرا دیا تھا دو برس تک مقید رہے پھر رہا ہوئے۔ جہانگیر اپنے اس فعل سے شرمندہ ہوا۔

آپ کا وصال ۱۰۳۴ھ (بقول دیگر ۱۰۲۲ھ) ماہ صفر ۳ تاریخ کو بعمر ۶۳ سال ہوا۔ مزار شریف سرہند میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے[۲]

شیخ عبداللہ بن سید عمر بن سید حسین حنبلی آپ کا سلسلہ نسب بارہ واسطوں سے حضرت غوث الثقلین تک پہونچتا ہے آپ نے اپنے والد سے خرقہ پہنا ہندوستان کے اکثر مشائخ سے آپ نے ملاقات کی۔ دہلی کے نزدیک موضع بہتہ میں اقامت اختیار فرمائی۔ شیخ سلیم چشتی کی رفاقت میں سفر پر گئے اور زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔ ہندوستان اکثر

---

[۱] دیکھو حضرات القدس دفتر دوم صفحہ ۱۴۷ و ۱۸۲ و سفینۃ الاولیاء صفحہ ۱۵۸ و ۱۵۹ و مفتاح التواریخ صفحہ ۲۳۰

[۲] دیکھو حضرات القدس دفتر دوم صفحہ ۱۴۷ و ۱۸۲ و سفینۃ الاولیاء صفحہ ۱۵۸ و ۱۵۹ و مفتاح التواریخ صفحہ ۲۳۰

Marfat.com

مرشد کے اشارے سے اجمیر جاکر حضرت خواجہ بزرگ کے روضۂ منورہ کے متصل چلّہ کیا اور برکات و فیوض حاصل کئے۔ حضرت خواجہ کے باطنی اشارہ کے مطابق پھر موضع بہتہ میں آکر رہنے لگے آپ سے بہت مخلوق فیضیاب ہوئی۔

جہانگیر نے آپ کو غضبناک ہو کر طلب کیا مگر جب آپ پہنچے تو مرض ہو گیا آپ کا وصال تاریخ دسویں ربیع الاول ۱۰۲۷ھ میں بروز جمعہ ہوا۔ آرام گاہ بہتہ میں ہے۔ عرس میں مجمع کثیر ہوتا ہے [1]

حضرت سیدنا شاہ ابو العلا اکبر آبادیؒ

آپکی ولادت ۹۹۰ھ میں ہوئی آپ اپنے عم بزرگوار امیر عبد اللہؒ سے بیعت ہیں اور فیض روحی حضرت خواجہ بزرگ سے ہے۔ جہانگیر کے عہد اوائل میں اجمیر میں حاضر ہوئے بعد ازاں اجمیر سے اکبر آباد آئے آپ کا وصال تاریخ ۹ صفر المظفر ۱۰۶۱ھ میں ہوا مزار مقدس آگرہ میں ہے۔ آپکا سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔ آپکے سلسلہ کے لوگ حیدر آباد دکن، داناپور وغیرہ میں اکثر ہیں۔ مفصل حالات دو نجات قاسم مرتبہ سید شاہ محمد قاسم داناپوری میں ہیں۔

میر سید احمد بن میر سید محمد ساکن کالپیؒ

آپ وارث ولایت محمدیہ اور حامل رایت احمدیہ ہیں آپنے ابتدائی زمانہ میں اپنے والد سے تحصیل علم کیا مگر تفسیر بیضاوی وغیرہ آپنے شیخ محمد افضل الہ آبادی سے پڑھی۔ آپ اپنے والد سے بیعت ہیں۔ جوانی کی عمر میں اپنے والد کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ آپکے والد آپکے متعلق فرمایا کرتے تھے محمدؐ اور احمدؐ ایک ہیں جب آپکے والد حضرت خواجہ بزرگ کے مزار کی زیارت کر کے رخصت ہوئے تو فرمایا کہ حضرت خواجہ نے مجھے رخصت فرمادیا اور دستار سید احمد کے سر پر بندھوادی حضرت سید احمد بھی اپنے والد کی سنت کے مطابق اجمیر میں حاضر ہو کر حضرت خواجہ کی روحانیت سے فیضیاب ہوئے آپ عالمگیر کے ہمعصر ہیں [2] اس نے خط بھیجکر آپکو بلایا بھی تھا مگر آپکا وصال ہو گیا تھا۔ تاریخ وصال ۱۹ صفر ۱۰۸۴ھ ہے آرامگاہ کالپی ہے [3]

حضرت فخر الدین المعروف بہ مولانا فخرؒ

آپسے بکثرت خوارق اور کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں جس مقام عالیہ تھے اپنے والد مولانا نظام الدین قدس سرہٗ کی

---

[1] مآثر الکرام دفتر اول صفحہ ۱۷ و ۲۷
[2] دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۷۰ا و تاریخ خدولیہ ص۸۵ و مفتاح التواریخ ص۲۵۶-۲۵۸ [3] مآثر الکرام دفتر اول ص۸۹

Marfat.com

[خد]مت میں علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے خلافت پائی بعد ازاں چند سال نواب نظام الدولہ ناصر [ج]نگ والی حیدر آباد دکن اور ہمت یار خاں کی سرکار میں بسر کی آپکے انفاس متبرکہ کی برکت سے بہت سے گم گشتگان نے راہ ہدایت حاصل کی۔ حیدر آباد سے ترک سکونت کرکے اجمیر شریف آئے چندے دربار خواجہ میں حاضر رہے۔ آخر سلطان الہند کے ارشاد باطنی کے بموجب دہلی میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ سے مخلوق کو بہت فیض پہونچا لاکھوں صاحب آپکے سلسلہ میں ہیں۔ کتاب نظام العقائد رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن آپکی تصانیف سے ہیں [1]

آپ بعمر ۷۲ سال بتاریخ ۲۷ جمادی الآخر ۱۱۹۹ھ عالم بقا میں تشریف فرما ہوئے۔ آپکے وصال کی تاریخ یہ ہے:۔ "خورشید دو جہاں" ۱۱۹۹ھ

آپکا مزار قطب صاحب کی درگاہ میں اندرونی دروازہ کے متصل زیارت گاہ خلائق ہے۔ مؤلف نے زیارت کی ہے۔ آپ نظامی سلسلہ کے چراغ ہدایت ہیں۔ تونسوی اور نیازی شاخیں آپ ہی سے جاری ہوئی ہیں۔

سید غلام علی شاہ مرشد آبادی

آپکی ولادت ۱۱۴۱ھ میں ہوئی مرشد آباد آپکا مولد ہے آپکے والد امیر کبیر تھے۔ فارغ التحصیل ہونیکے بعد آپ کو علیات کیطرف توجہ رہی آپ حج کیلئے گئے واپس آکر اجمیر شریف میں حاضر ہوئے حضرت شاہ محمد جمال سے مرید ہوئے مراتب عالیہ پر پہونچے آپکا وصال ۱۵ جمادی الاول ۱۲۱۰ھ میں ہوا مزار اسی بہانی میں ہے [2]

مولوی محمد ضیاء الحق عرف رمضان علی

آپ ۱۲۰۱ھ میں بماہ رمضان المبارک پیدا ہوئے مولانا عبد العزیز سے علم ظاہر تحصیل کیا اور حضرت رحیم بخش علیہ الرحمۃ سے ۱۲۴۱ھ میں خلافت پائی ۱۲۴۲ھ میں باجازت مرشد جے پور تشریف لائے محلہ چابک سواران میں قیام کیا۔ پچاس سال کی عمر میں آپ پر جذب غالب آیا اسی حالت میں آپ خواجہ بزرگ کے روضہ کی زیارت کیلئے اجمیر پہنچے اور حضرت برہان الدین قتال کی درگاہ کے جوار میں مقیم ہوئے قیام فرمایا۔ بعد ازاں آپ

---

[1] دیکھو حسن الیہ مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ ص ۱۷۵ - ۱۷۶

[2] دیکھو تذکرۃ العابدین صفحہ ۲۳۰ - ۲۳۲

غریب نواز کے ارشاد باطنی کے بموجب گوالیار تشریف لے گئے اور مرزا عبداللہ بیگ کی حویلی میں قیام فرمایا اور معہ اپنی زوجہ محترمہ کے رہنے لگے۔ پھر اجمیر شریف آ گئے آپ کی وفات بعمر ۷۳ سال بتاریخ ۷ ذی قعدہ بروز جمعہ ۱۲۶۴ھ میں ہوئی محمد جنید المعروف بہ اکبر جہاں مؤلف احسن السیر ان کے صاحبزادے ہیں۔[1]

شاہ سید امام ابدالؒ

آپ حضرت شاہ ہدایت اللہ قادری کے مرید و خلیفہ ہیں مدراس کے رہنے والے ہیں شیخ عظیم المرتبت ہیں، بعد حصول خلافت، انتقال اہلیہ اور نکاح دختر آپ اجمیر شریف میں حاضر دربار خواجہ ہوئے اجمیر شریف سے تین کوس کے فاصلہ پر چھپر ڈال کر سپاہیانہ لباس میں رہنے لگے- مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی کا بیان ہے کہ میں نے شاہ صاحب کو اجمیر کے مشاعرہ میں بہ لباس سپاہیانہ بہت مرتبہ دیکھا آپکو شعر گوئی میں بدرجہ کمال ملکہ تھا اجمیر سے آپ دہلی آئے پھر گڑگاؤں میں تشریف لائے یہاں سے حج کیلئے بمبئی پہنچے بمبئی میں کچھ دن قیام کر کے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور تا حیات وہیں رہے- آپکی وفات بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ میں ہوئی- مزار شریف جنت البقیع میں ہے- آپکے خلیفہ حاجی محمد عابد ہیں۔[2]

شاہ محمد سجاد ابوالعلائی داناپوری

آپکی ولادت بمقام داناپور بتاریخ ۲۱ رجب ۱۲۳۱ھ میں ہوئی سترہ سال کی عمر میں آپنے سید رکن الدین عشق سے شرف بیعت حاصل کیا۔

بعد حصول خلافت اپنے پیر سے رخصت ہوئے چالیس سال کی عمر میں آپ تارک الدنیا ہو کر حج کیلئے روانہ ہوئے- مدینہ منورہ میں دو سال تک قیام کیا وہاں سے رسول خدا صلعم کے اشارہ باطنی کے مطابق اجمیر شریف حاضر ہوئے ایک عرصہ تک دربار غریب نواز میں حاضر رہ کر فیوض غریب نواز سے مستفیض ہوئے۔

آپ کا وصال ۱۲۹۸ھ میں ہوا وصال سے چند لمحہ قبل فرمایا کہ حضرت سیدنا ابوالعلا اور حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری د باطنی طور پر تشریف لائے ہیں۔[3]

---

[1] دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۷۶ - ۱۸۰

[2] دیکھو تذکرۃ العابدین صفحہ ۲۳۲ - ۲۳۲

[3] دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۷۲ - ۱۷۵

Marfat.com

سید مظفر علی شاہ جعفری قادری اکبر آبادی

آپ کی ولادت بتاریخ ۲۱ جمادی الاوّل ۱۲۲۷ھ میں ہوئی۔ آپ آگرہ کے ممتاز مشائخین میں سے ہیں امجد علی شاہ صاحب کے نبیرہ ہیں بیس سال تک ایک تنگ حجرہ میں بحالت تجرید بسر کی۔ پاپیادہ اجمیر شریف حاضر ہو کر حضرت خواجہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے آپ کا وصال بتاریخ ۹ ربیع الاوّل ۱۲۹۹ھ میں ہوا مزار مدرسہ پنجہ شاہی میں ہے آپکے مریدین بکثرت تھے۔ سالانہ عرس باہتمام مکرمی سید محمد علی شاہ صاحب میکش اکبر آبادی ہوتا ہے۔ مولف بھی عرس میں شریک ہوا ہے۔

حاجی وارث علی شاہ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی

آپکی ولادت یکم رمضان ۱۲۳۸ھ میں ہوئی آپ اپنے برادر نسبتی حاجی خادم علی شاہ کے مرید و خلیفہ ہیں مشہور ہے جب آپ نے اجمیر شریف آکر دربار خواجہ میں حاضری دی تو جوتا پہننا ترک کر دیا پھر کبھی نہ پہنا اجمیر شریف سے آپ ناگور، پاک پٹن، بھکرما احمد آباد ہوتے ہوئے بمبئی میں تشریف فرما ہوئے یہاں سے مکہ معظمہ حاضر ہو کر حج اور زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔ پھر بیت المقدس ما نجف اشرف، کربلائے معلّی، کاظمین اور بغداد شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ ہندوستان کے بہت مشہور درویش ہیں۔ آپ کے سلسلہ میں اس وقت لاکھوں افراد ہیں۔

آپ کی وفات بتاریخ یکم صفر المظفر روز جمعہ ۱۳۲۳ھ میں ہوئی مزار مبارک دیوہ شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ عمارات مزار بہت عالی شان ہیں۔ سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔ ہزاروں افراد شرکت کرتے ہیں۔

حاجی شاہ محمد اکبر داناپوری

آپ کی ولادت بتاریخ ۲۷ شعبان بروز چہارشنبہ ۱۲۶۰ھ میں ہوئی آگرہ مولد ہے۔ حضرت قاسم شاہ داناپوری سے علوم ظاہر و باطنی حاصل کئے۔ بتاریخ ۷ رمضان المبارک ۱۲۸۱ھ جلسہ عام میں حضرت قاسم شاہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

ایکدن آپ اجمیر میں حاضر دربار خواجہ تھے شاہجہانی مسجد میں قیام تھا ایک شخص نے آپکی صدری کی جیب میں سے گھڑی نکالنا چاہی آپنے منہ پھیر لیا وہ گھڑی لیکر چلا گیا آپ سلسلہ ابوالعلائیہ کے مشہور پردہ پوش اور صاحب تصرف درویش ہوئے ہیں ــــ آپ کا وصال ــــــــ

۱۴ ار رجب ۱۳۲۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف داناپور میں ہے۔

حضرت غلام محی الدین احمد عرف ننھے میاں نیازی بریلوی

آپ نظامیہ سلسلہ کے مقتدر بزرگوں میں ہیں۔ حلقہ مریدین بہت وسیع تھا۔ دوران قیام موصوف دربار غریب نواز میں معہ مریدین حاضر ہوئے۔ شاہ نیاز احمد صاحب کی یادگار ہیں عرصہ ہوا آپ کا وصال ہوگیا اجمیر میں بھی آپ کے بہت سے مریدین ہیں۔ بریلی کے علاوہ اجمیر میں بھی آپکا عرس ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی

آپ سلسلہ نظامیہ کی فخری شاخ کے بزرگ تھے۔ اکثر دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے ہیں آپکے مریدین کی تعداد کثیر ہے اجمیر میں بھی آپکے مریدین بہت ہیں آپکا سالانہ عرس محلہ اندرکوٹ میں آپکے مریدین کرتے ہیں۔

حکیم سید عرفان علی شاہ قادری اکبرآبادی

آپ غوث پاک کی اولاد میں ہیں، محلہ گھڑیا آگرہ کے ممتاز خاندان حکما میں سے ہیں خدا نے آپکو دین و دنیا دونوں کی دولت عطا فرمائی تھی اپنے بزرگوں کی خانقاہ الموسوم بہ دیوان خانہ کے سجادہ تھے۔ ہر سال عرس کے موقعہ پر دربار خواجہ غریب نواز میں حاضری دیا کرتے تھے۔ بہت سے مریدین ساتھ ہوتے تھے۔ بڑے مخیر بافیض بزرگ تھے۔ بتاریخ ۲ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۲۱ء میں آپکا وصال ہوا۔ آگرہ میں مزار ہے آپکے مریدین و اہل سلسلہ آپکا سالانہ عرس کرتے ہیں

حکیم سید واصف حسین شاہ قادری اکبرآبادی

آپ قادری ہیں حضرت عرفان علی شاہ کے خلیفہ اول ہیں۔ بڑے خوش مزاج درویش تھے وعظ بھی کہتے تھے۔ کانپور کے محلہ بھوسہ گڈی میں حکمت کرتے تھے۔ سالانہ غریب نواز کے عرس میں حاضری دیا کرتے تھے آپکے مریدین اور خلیفہ صاحبان میں بھی بعض آپکی یہ سنت ادا کرتے ہیں۔ مؤلف کے بڑے دوست تھے۔ اجمیر میں مؤلف کے پاس ہی ٹھہرا کرتے تھے۔ بتاریخ ۲ رجب بوقت صبح سماع کے ساتھ غریب نواز کی فاتحہ کے ساتھ غلام محی الدین شاہ صاحب کلیمی حیدرآبادی کی فاتحہ محی الاوقات یعنی گدڑی شاہی کمیٹی کے دفتر میں سالانہ کیا کرتے تھے۔ آپکا وصال ۱۳۶۶ھ میں ہوا۔ مزار گڑھیا آگرہ آپکے مسکونہ مکان میں ہے۔

Marfat.com

سلطان حسین شاہ چشتی صابری امروہوی

آپ امروہہ (ضلع مراد آباد) سادات میں سے ہیں۔ بڑے پر ذاق زندمشرب درویش تھے حضرت صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی کے مرید ہیں آپکو قوالی کا بہت شوق تھا۔ سات سو غزلیات یاد تھیں۔ قوالان جہاں غلطی کرتے آپ لقمہ دیا کرتے تھے۔ تقریبًا پچیس سال ہوئے آپکا وصال ہوگیا، مزار قصبہ ڈھولنا (ضلع علی گڑھ) میں ہے۔ مولف کے دوست تھے۔

شاہ نواب غلام محی الدین خاں تیمی حیدر آبادی تعلقدار اول

آپ کو اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا دونوں عطا کئے تھے حیدر آباد دکن میں بعہدہ تعلقداری مامور تھے۔ بعدازاں ناظم جاگیرات ہوئے پہلے آپ جمیل شاہ (خواہرزادہ محبوب الٰہی دہلی) سے مرید ہوئے پھر حضرت سردار شاہ حیدر آبادی سے مرید ہوکر فیضیاب ہوئے۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ سالانہ عرس شریف کے موقعہ پر دربار خواجہ میں حاضری دیا کرتے تھے۔ آخری زمانہ میں مؤلف کے پاس قیام کیا کرتے تھے۔ مولف بھی آپکے بلانے پر تین دفعہ حیدر آباد گیا۔ بڑی خاطر مدارات کیں۔ آپکی وفات بعارضۂ بخار ۱۳۶۱ھ میں ہوئی۔ آپکا مزار اپنے مرشد کے پائیں میں کلیمی شاہ کے مزار کے برابر ہے۔

شاہ عرف محبت شاہ اکبر آبادی

آپ محمد شاہ گوالیاری کے مرید اور عرفان علی شاہ اکبر آبادی سے طالب ہیں۔ شروع میں جذب کی حالت رہی پھر سلوک میں آئے عرصہ تک آگرہ میں مولوی وفا کی مسجد میں قیام رہا۔ تقریبًا بعمر سو سال ۱۳۶۵ھ میں آپکا وصال ہوا۔ مزار حضرت سیدنا ابو العلا اکبر آبادی کی درگاہ کے متصل میدان میں ہے۔ مولف سے بڑا خلوص رکھتے تھے۔

میاں صاحب نظامی کٹرہ نانک پور

آپ بڑے ملنسار، خوش خلق درویش تھے۔ خانقاہ عباسیہ کے سجادہ تھے۔ غریب نواز کے عرس میں حاضری دیا کرتے تھے مولف سے خلوص رکھتے تھے حکیم واصف حسین شاہ صاحب کے ہمعصر اور دوست تھے۔

محمد رضا خاں صاحب صابری رامپوری

آپ صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ خوش اوقات درویش تھے کبھی کبھی اجمیر کر

دربار خواجہ میں حاضری دیا کرتے تھے۔ آپکا وصال رام پور میں ہوا۔ مزار احاطہ درگاہ حضرت جمال الدین میں ہے مولف سے اتحاد رکھتے تھے۔ آپکے خلیفہ سید سجاد حسین شاہ صاحب آپ کا سالانہ عرس کرتے ہیں۔

احمد علی جمال شاہ المعروف بہ کمبل شاہ بابا دہلوی

آپ خواجہ الہ بخش تونسوی کے خلیفہ ہیں غریب نواز کے عرس میں حاضری دیا کرتے تھے، سید فیض علی گوٹہ والے کے یہاں قیام فرمایا کرتے تھے درگاہ میں شاہجہانی مسجد میں رہا کرتے تھے۔ درگاہ کے پتھروں کو چوما کرتے تھے کبھی کہتے سجدہ نہیں کر رہا ہوں یہاں کے پتھروں کو چاٹ رہا ہوں آپنے کبھی روضہ غریب نواز کی طرف پشت نہیں کی، نہ کبھی قبر شریف کے اندر گئے البتہ ایک مرتبہ مولانا محمد حسین شاہ الہ آبادی اور شاہ التفات احمد ردولوی آپ کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپکو روضہ غریب نواز میں لے گئے تھے آپکا وصال بتاریخ ۱ ارشعبان ۱۳۶۱ھ میں ہوا متصل درگاہ حضرت محبوب الہی ہری کے گنبد میں آپ کا مزار ہے۔ مریدین فاتحہ سالانہ اور مراسم عرس ادا کرتے ہیں۔

عبد الرحیم شاہ سدا سہاگ لکھنوی

آپ ملیح آباد کے ایک کھاتے پیتے گھرانے کے رکن تھے امیری چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ بڑے ماجد تھے کلیر شریف کے پرانے حاضر باش تھے۔ ہر دوار بھی تیرتھ کیلئے جایا کرتے تھے سدا سہاگ مشرب سے تعلق تھا بڑے وضعدار اور مہذب درویش تھے۔ غریب نواز کے عرس میں تقریباً پچاس سال تک سالانہ حاضری دی مؤلف سے بڑی دوستی رہی۔ آخری زمانہ میں مولف کے ہی پاس قیام فرماتے تھے آپکے معتقدین اب تک آپکی اس سنت پر قائم ہیں۔ سماع میں رقص کیا کرتے تھے باقیض درویش تھے آپ کا وصال ۶۰ھ کے ماہ محرم میں بمقام لکھنؤ ہوا مزار بانسہ شریف (لکھنؤ سے ۲۴ میل پر) کے باغ میں ہے۔

سید میر محمد شاہ

آپ حضرت احمد علی جمال شاہ کے خلیفہ ہیں۔ دربار خواجہ میں بارہ سال تک پیر کی تلاش میں رہے ایک دن اشارہ باطنی ہوا کہ دربار محبوب الہی میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کرو چنانچہ آپنے دہلی آکر احمد علی جمال شاہ المعروف کمبل شاہ بابا سے شرف بیعت حاصل کیا۔ خلافت ملنے پر سلسلہ کو ترقی دی۔ آپکا قیام اترولی (ضلع علی گڑھ) رہا کرتا تھا آپکے مریدین اب تک علی گڑھ، جودھپور، اجمیر وغیرہ میں ہیں۔ آپکو سماع سے بہت رغبت تھی غریب نواز کے عرس سے واپسی پر آپ جے پور آئے۔ یہاں بتاریخ ۱۹ ارشعبان ۱۳۵۸ھ میں وفات پائی۔ مسکین شاہ کے تکیہ میں آپ کا مزار ہے۔

Marfat.com

...رستم شاہ چشتی اکبر آبادیؒ آپ ریلوے گارڈ تھے غریب نواز سے عقیدت رکھتے تھے اجمیر کے ...رین کو بڑا آرام پہنچایا کرتے تھے ہر سال معہ مریدین غریب نواز کے عرس میں حاضری دیا کرتے تھے ...ولف سے ملاقات تھی۔ آپکا مزار آگرہ محلہ عید گاہ میں ہے۔

...جی محبوب علی عطار اکبر آبادی آپ اکبر آباد کے محلہ تاج گنج میں رہا کرتے تھے سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے آپ اپنے دادا پیر غلام علی لاہوری سے بھی ...ض یافتہ ہیں اول مرتبہ جب زیارت حرمین کیلئے روانہ ہوئے تو پہلے دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے۔ دوسری مرتبہ ...نے تمام گھر کے لوگوں کو حج کیلئے ساتھ لے گئے۔ آپ کا وصال ۱۳۵۶ھ میں ہوا۔

...بوحیا مراد آبادیؒ آپ حضرت شاہ مذاقؒ اور خواجہ الہ بخش تونسوی سے فیضیافتہ ہیں سلطان المشائخ کی درگاہ میں اکثر حاضر رہتے تھے۔ دربار غریب نواز میں بھی کبھی کبھی حاضری دیا کرتے ...تھے۔ آپ شاعر تھے سماع کا بہت شوق تھا۔ تقریباً دس سال ہوئے آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ کا ...زار موضع جہانگیر درمیان درگاہ خواجہ قطب صاحب و سلطان المشائخ) میں ہے۔

...زیز الرحمٰن شاہ صابری مراد آبادیؒ آپ حضرت شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری مراد آبادی کی خانقاہ الموسوم بہ لغیہ شریف کے سجادہ تھے۔ بڑے خوش مزاج متواضع ...لیق تھے مشہور ہے خانقاہ لغیہ میں جسکا جوتہ گم ہوجائے اسکیلئے بہتری ہوتی ہے مگر جب موصوف دربار غریب نواز میں حاضر ...ہوئے تو یہاں آپ کا جوتہ گم ہوگیا۔ تقریباً پندرہ سال ہوئے آپ کا وصال ہوگیا۔ مولف سے اتحاد رکھتے تھے۔ ...زار خانقاہ لغیہ مراد آباد میں ہے۔ آپکے ہر سہ صاحبزادگان آپ کا عرس کرتے ہیں۔

...میاں جان شاہ علی گڑھ آپ تقریباً پچاس سال تک سے غریب نواز کے عرس میں حاضری دیتے رہے۔ سرمہ اور بعض ادویات بھی لوگوں میں مفت تقسیم کرتے تھے۔ بڑے ...کل تھے درگاہ کے ارکاٹی والان میں قیام کرتے تھے مولف سے واسطہ رکھتے تھے تقریباً تیرہ سال ہوئے آپکا انتقال ہوگیا

...فی خدا بخش چشتی لاہوری آپ بڑے ثابت قدم اور وضعدار صوفی تھے غریب نواز کے عرس میں عرصہ دراز سے حاضری دیا کرتے تھے سید اسرار احمد صاحب سابق ...لی درگاہ کے یہاں قیام رہتا تھا۔ مولف سے بہت محبت سے ملتے تھے۔ لاہور میں خانقاہ غوثیہ کے قریب تھے تقریباً تیرہ سال ہوئے۔ آپ کا انتقال ہوگیا۔

Marfat.com

مہتاب شاہ وارثی لکھنوی

آپ رنگین پوش، مجذوب صفت درویش تھے۔ عبدالرحیم سدا سہاگ سے فیضیافتہ تھے۔ کلیر شریف اور اجمیر شریف میں بموقعہ عرس حاضری دیا کرتے تھے۔ مولف سے شناسائی تھی۔ آپ کا انتقال ہوگیا۔

مولانا معین الدین مرادآبادی

آپ مرادآباد کے محلہ کسرول کے رہنے والے تھے انجینیرنگ محکمہ میں کام کرتے تھے۔ ترک تعلق کرکے درویشی اختیار کی عرصہ تک کانپور میں پھر حیدرآباد میں قیام کیا وہیں وصال ہوا۔ آپ اکثر غریب نواز کے عرس میں حاضر ہوتے بڑے پرمذاق علم دوست صوفی تھے مولف سے اتحاد رکھتے تھے آپ نے مثنوی مولانا روم اور فریدالدین عطار قصیدہ کی شرح

محمد ابراہیم شاہ المعروف بہ صوفی قادری الکلام دہلوی

آپ خواجہ اللہ بخش تونسوی کے مرید ہیں پرمذاق متوکل صوفی اور زبان لکھنے شاعر تھے صوفی تخلص کرتے تھے۔ غریب نواز کے عرس میں اکثر حاضری دیا کرتے تھے درگاہ غریب نواز اور ضیاء الدین جے پوری میں عرصہ تک مقیم بھی رہے حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ اقدس میں رہا کرتے تھے مولف سے بہت خلوص سے پیش آتے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے۔ پچھلے دنوں آپ کا وہیں وصال ہوگیا

الف شاہ اکبرآبادی

آپ مین پوری کے مولوی عبدالرشید چشتی صابری کے مرید ہیں۔ خوش مزاج معمر صوفی تھے۔ سالہا سال تک آگرہ میں مقیم رہے تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے معلوم ہوا ہے وہاں ان کا انتقال ہوگیا۔

مولوی سید امام علی اکبرآبادی

آپ درود وظائف میں بہت مشغول رہتے تھے۔ آگرہ کی عثمانیہ مسجد واقع محلہ بادون گلی میں امامت کرتے تھے۔ عرصہ تک اجمیر مقیم رہے پھر آگرہ گئے کبھی کبھی غریب نواز کے عرس میں حاضری دیا کرتے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے۔ سنا ہے وہیں انتقال ہوگیا۔

جماعت علی شاہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

آپکے مریدین بکثرت ہیں۔ ہندوستان کے مشہور صوفی ہیں۔ بہت متقی پرہیزگار تھے۔ کبھی کبھی حضرت خواجہ کے عرس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ کا وصال ہوگیا۔

Marfat.com

(ب) سلاطین امراء اور حکام کی حاضریاں

سلطان شہاب الدین غوری حسب تفصیل گذشتہ بزمانہ حیات غریب نواز سے قدم بوس ہوا حضرت خواجہ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کی۔

سلطان شمس الدین التمش یہ نیک، متقی پرہیزگار بادشاہ غریب نواز سے عقیدت رکھتا تھا حسب تفصیل گذشتہ شرف قدم بوسی حاصل کیا اور حضرت خواجہ بزرگ سے تعلیم معرفت بھی حاصل کی۔

سلطان محمود خلجی ۸۵۹ھ ایک روز ایک عریضہ اس جماعت کا جو اجمیر کے نواح میں رہتی سلطان محمود خلجی کی نظر سے گذرا اسمیں لکھا تھا کہ اسلام کی ابتداء ممالک ہندوستان میں اجمیر سے ہوئی جو مرشد الطالبین حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی خوابگاہ ہے۔ اب چونکہ یہ مقام کفار کے قبضہ میں آگیا ہے لہٰذا اب کوئی اثر اس مقام پر اسلام یا شعائر الاسلام کا باقی نہیں ہے۔ سلطان عریضہ کے مضمون سے مطلع ہو کر حضرت خواجہ کی روح پُرفتوح سے امداد کا طالب ہوا۔ اجمیر پہنچکر معرکہ آرائی ہوئی قلعہ کا سردار گجادھر معہ چھوٹوں بڑوں کے باہر نکلا طرفین میں چار دن تک جنگ ہوئی۔ پانچویں روز گجادھر مارا گیا۔ محمود کی فتح ہوئی۔ سلطان محمود شکر بجالایا اور حضرت خواجہ بزرگ کے روضہ کا طواف کر کے ایک مسجد (مسجد صندل خانہ جس کا ذکر آگے آئیگا) تعمیر کرائی اور خواجہ نعمت اللہ کو سیف خاں کا خطاب دیکر اجمیر کی حکومت پر مامور کیا۔ مزار اقدس کے مجاوروں کو انعام و اکرام دیکر منڈل گڈھ کیجانب روانہ ہوا [۱]

سلطان ظفر خاں ۷۹۸ھ سلطان فیروز شاہ کی وفات کے بعد اسکا فرزند سلطان محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ گجرات کے حالات کے پیش نظر بادشاہ نے گجرات کی حکومت اپنے ایک نامی معظم ہمایوں ظفر خاں بن وجیہہ الملک کو عطا کی ۔ بتاریخ تیسری ربیع الثانی ۷۵۲ھ خلعت حکومت

---

[۱] دیکھو افادات حمید صہ ۱۳-۱۴ [۲] دیکھو آتش کدہ آذر صہ ۳۶۲

[۳] دیکھو احسن السیر صہ ۴۸-۴۹ و تاریخ فرشتہ جلد چہارم مترجمہ محمد فدا علی صاحب طالب مقالہ پنجم صہ ۵۱-۵۲

Marfat.com

عنایت کیا اور گجرات روانہ کیا۔ گجرات پہونچکر اسکو معرکے بہت سر کرنا پڑے۔ ۷۹۸ھ میں منڈل گور (مانڈل) کے مسلمانوں پر راجپوتوں کے حملہ کی خبر سن کر ظفر خاں ادھر متوجہ ہوا۔ اس نواح کا راجہ قلعہ میں بند ہو گیا مگر قلعہ میں طاعون پھیل گیا اور راجہ نے عاجز ہو کر لوگوں کو ظفر خاں کی خدمت میں عجز و نیاز کیلئے روانہ کیا۔ ظفر خاں اس واقعہ کو تائید غیبی سمجھا۔ فوراً ان کی درخواست قبول کرلی اور پیش کش وصول کر کے حضرت خواجہ معین الدین سجزی رحمۃ اللہ کے آستانہ کی زیارت کے لئے اجمیر روانہ ہوا اور حضرت خواجہ بزرگ کی روح پر فتوح سے غیر مسلموں پر فتح پانے کی مدد طلب کی بعد ازاں ظفر خاں اجمیر سے جلوارہ اور باوارہ (بھیلواڑہ) کیجانب روانہ ہو گیا اور تین سال ادھر کے سفر میں اس نے بسر کئے۔ اس سفر سے واپس ہو کر ظفر خاں نے اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کر کے اپنے کو مظفر شاہ کے نام سے مشہور کیا۔ اور سلطنت گجرات کا بانی ہوا۔ مظفر شاہ نے ۸۱۴ھ میں ۷۱ سال کی عمر میں رحلت کی [۱]

شہزادہ بہادر خاں ۹۳۱ھ

سلطان مظفر بن سلطان بیگرہ گجراتی بن سلطان محمد شاہ ۹۱۶ھ میں تخت نشین اور نگ گجرات ہوا۔ اسکے دو لڑکے شہزادہ سکندر اور شہزادہ بہادر خاں تھے شہزادہ بہادر خاں باپ سے ناراض ہو کر چتوڑ ہوتا ہوا ۹۳۱ھ میں خواجہ معین الدین حسن سجزی کے مزار کی زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ حضرت خواجہ کے آستانہ سے فیضیاب ہو کر شہزادہ بہادر خاں میوات چلا گیا آخر کار ۹۳۲ھ میں گجرات کا بادشاہ ہوا اور ۹۴۳ھ تک حکومت کی۔ ہمایوں نے ۹۴۳ھ میں اس پر غلبہ پا کر گجرات پر قبضہ کر لیا [۲]

شیر شاہ سوری ۹۵۱ھ مطابق ۱۵۴۴ء

شیر شاہ راجہ مالدیو حاکم مارواڑ کو شکست دینے کے بعد ۱۵۴۴ء میں درگاہ خواجہ معین الدین میں زیارت کیلئے حاضر ہوا اور کافی رقم فقرا کو تقسیم کی اجمالی مراسم ادا کئے جن میں طواف بھی شامل تھا۔ بعد ازاں وہ تفریح کیلئے تاراگڈھ پر گیا۔ چونکہ قلعہ میں پانی کی کمی تھی۔ اسلئے اس نے معمار مقرر کئے کہ چشمہ حافظ جمال سے قلعہ پر پانی پہنچائیں اور اس کا نام شیر چشمہ رکھا [۳]

---

[۱] دیکھو فرشتہ جلد چہارم مترجمہ طالب صاحب مرحوم صفحہ ۲۴۲-۲۴۸ [۲] دیکھو فرشتہ جلد چہارم مترجمہ طالب صاحب صفحہ ۴۳۲

[۳] کتاب اجمیر از ہربلاس ساردا بحوالہ تاریخ داؤدی صفحہ ۵۲ - ۵۶ -

Marfat.com

سلطان جلال الدین اکبر

اکبر نے متعدد بار دربار غریب نواز میں عقیدت کے ساتھ حاضریاں دی ہیں۔ ان میں سے بعض کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اکبر دار الخلافت آگرہ سے فتحپور سیکری کی طرف شکار کیلئے جارہا تھا جب موضع منڈھاکر کے قریب پہونچا تو خواجہ معین الدین قدس سرہ کے مناقب اسکے سامنے گائے گئے۔ حضرت خواجہ کے جلائل کمالات اور خوارق عادات پہلے ہی اس کی مجلس میں مذکور ہو چکے تھے۔ وہ فرط طلب سے ملک کے تقدس کے مسافر سے توسل اور استعداد ہمت چاہتا تھا اسلئے خواجہ کے روضہ کی زیارت کا شوق اسکے دل میں پیدا ہوا۔ عین شکار گاہ میں اس نے اجمیر جانے کا قصد کیا۔ بروز چہارشنبہ بتاریخ ۸ رجمادی الاول ۹۶۹ھ میں وہ چند ہمراہیوں کے ساتھ اجمیر روانہ ہوا۔ اجمیر پہنچکر اس نے روضۂ غریب نواز کی زیارت کی۔ بعدازاں آگرہ روانہ ہو گیا[۱]

۹۷۵ھ میں اکبر نے قلعہ چتور (چتوڑ) فتح کرنیکا ارادہ کیا اور یہ منت مانی کہ اگر فتح ہوگئی تو میں پاپیادہ حضرت خواجہ معین الدین کے روضہ کی زیارت کے لئے اجمیر جاؤں گا۔ چنانچہ بعد فتح بتاریخ ۹ ار شعبان ۹۷۵ھ وہ پاپیادہ اجمیر روانہ ہوا۔ جب مانڈل پہونچا تو شگوفہ قرنے[۲] آکر عرض کیا کہ حضرت خواجہ نے پاپیادہ آنے سے منع کیا ہے اسلئے وہ سوار ہو گیا۔ مگر جب اجمیر ایک منزل رہ گیا تو پھر پاپیادہ ہو گیا۔ اجمیر پہونچکر اس نے بتاریخ ۷ ار رمضان المبارک ۹۷۵ھ میں روضہ کی زیارت کی۔ دس دن قیام کیا پھر آگرہ روانہ ہو گیا[۳]

۹۷۶ھ میں اکبر قلعہ رنتھمبور فتح کرکے اجمیر شریف حاضر ہوا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے آستانہ کی زیارت کی۔ بعدازاں آگرہ پہونچکر حضرت شیخ سلیم چشتی کی خدمت میں فتحپور سیکری گیا۔ اس سے پہلے اکبر کے یہاں چند لڑکے پیدا ہو کر مر گئے تھے۔ شیخ سلیم چشتی نے عمر کے ساتھ زندہ لڑکے پیدا ہونیکی خوشخبری سنائی۔ اسی زمانہ میں بیگم حاملہ ہوئی[۴]

اکبر نے منت مانی تھی کہ اگر میرے لڑکا ہوگا تو حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے آستانہ پر پاپیادہ حاضر ہونگا چنانچہ جب بروز چہارشنبہ بتاریخ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ حضرت شیخ سلیم چشتی کے مکان پر

---

[۱] دیکھو اقبال نامہ اکبری صہ ۱۴۸ - ۱۴۹ و فرشتہ جلد دوم صہ ۳۳۲ [۲] بادشاہ سے پہلے خبر رسانی کیلئے بھیجے جاتے تھے۔

[۳] دیکھو اقبال نامہ اکبری صہ ۱۷۶ و اکبرنامہ جلد دوم صہ ۴۰۸ - ۴۰۹

[۴] دیکھو فرشتہ جلد چہارم مترجمہ فدا علی صاحب طالب صہ ۳۳۲ و اقبال نامہ اکبری صہ ۱۷۶ - ۱۷۷

Marfat.com

فتحپور سیکری میں جہانگیر پیدا ہوا تو اکبر بروز جمعہ بتاریخ ۱۲ شعبان ۹۷۷ھ میں آگرہ سے پیادہ پا روضۂ منورہ کی زیارت کیلئے گیا اور وہاں چند روز توقف کیا۔ مجاوروں کو بہت روپیہ تقسیم کیا۔ بتاریخ تیسری محرم ۹۷۸ھ میں اکبر کے یہاں دوسرا بیٹا پیدا ہوا بادشاہ نے اس کا نام مراد رکھا اور لقب "بہاری" سے ملقب کیا۔ اس سال بھی بادشاہ نے اجمیر شریف کا سفر اور طواف روضۂ خواجہ بزرگ کیا[۱]

یکم صفر ۹۷۹ھ میں اکبر حصار فیروزہ کا تماشہ دیکھنے گیا حصار فیروزہ سے اجمیر شریف آیا اور حضرت سلطان الہند کی زیارت سے مشرف ہو کر آگرہ پہنچا[۳]

بتاریخ ۲۰ صفر ۹۸۰ھ میں اکبر شکار کھیلتا ہوا اجمیر روانہ ہوا اور بروز شنبہ بتاریخ ۱۵ ربیع الاول سنہ مذکور حضرت خواجہ معین الدین کے مزار اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا اور مشائخ و خدام و مجاوروں کو انعامات تقسیم کیے[۴]

بتاریخ سویم جمادی الثانی ۹۸۱ھ میں بروز چہارشنبہ اکبر اجمیر پہنچا اور حضرت خواجہ بزرگ کی درگاہ میں حاضر ہو کر شرائط طواف و لوازم استمداد بجالایا اور قریب دو لاکھ نقد و جنس کے حضرت خواجہ بزرگوار معین الدین اجمیری اور خواجہ خنگ سوار کے آستانوں کے مجاوروں اور دوسرے مستحقین کو تقسیم کیے[۵]

اوائل رمضان ۹۸۲ھ میں اکبر روضۂ خواجہ معین الدین پر حاضر ہو کر لوازم زیارت و شرائط طواف بجالایا[۶]

۹۸۳ھ میں اکبر اجمیر حاضر ہوا اور حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی کی زیارت کر کے صحیح و سالم واپس آیا[۷]

ہفتم ذی قعدہ ۹۸۴ھ میں اکبر فتحپور سیکری سے طواف روضۂ غریب نواز کی غرض سے اجمیر روانہ ہوا اور دوشنبہ کے دن بتاریخ چہارم ذی الحجہ اجمیر سے دس کوس پر مقام کیا۔ یہاں سے پا پیادہ روانہ ہو کر

---

[۱] دیکھو اکبر نامہ جلد دوم ص ۱۲۹-۱۴۱ اقبال نامہ اکبری ص ۵۹۲-۵۹۳ و فرشتہ جلد چہارم مترجمہ فدا علی صاحب ص ۳۳۲
[۲] دیکھو فرشتہ جلد دوم ص ۳۳۲ و ۳۵۲ و قلمی نسخہ طبقات اکبری مذکور ورق ۲۳۵ و ابو حسین احمد صاحب زبیری میرٹھی کے کتب خانہ میں ہے
[۳] طبقات اکبری مذکور ورق ۲۲۵ [۵] قلمی نسخہ طبقات اکبری مذکور ورق ۲۵۳ و تاریخ فرشتہ جلد چہارم ص ۳۶ مترجمہ فدا علی صاحب۔ [۶] دیکھو طبقات اکبری مذکور ورق ۲۶۳ [۷] فرشتہ جلد چہارم ص ۳۶۱-۳۶۲۔

آستانہ عالیہ پر پہونچا اور دس ہزار روپیہ خدام و مجاوروں کو عنایت کیے[۱]۔ شہباز خاں نے افغانوں سے قلعہ رہتاس فتح کیا اور اُس کو اپنے بھائیوں کے سپرد کر کے خود بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا ۔ اسی سال بادشاہ اکبر پھر اجمیر شریف گیا اور شکار کھیلتا ہوا دکن کی سرحد تک پہونچا ۔ وہاں سے فتحپور سیکری کا رخ کیا۔[۲]

۹۸۵ھ میں عرش آشیانی پھر اجمیر شریف گئے اور حسب عادت ایک کوس سے پا پیادہ ہو کر خواجہ غریب نواز کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور فیضیاب ہوئے۔ روضہ منورہ کی زیارت کر کے دہلی روانہ ہوئے۔[۳]

بتاریخ ۱۶ رجب ۹۸۸ھ اکبر اجمیر روانہ ہوا۔ بتاریخ ۲۵ شعبان جب اجمیر پانچ کوس رہ گیا تو وہ پیادہ پا حضرت خواجہ بزرگ کے روضہ کی زیارت کیلئے روانہ ہوا ۔ اس ورود اجمیر کے بعد چودہ سال تک وہ اجمیر نہیں گیا۔ مگر بقول طبقات اکبری ورق ۲۷۷ - ۲۷۸ - اکبر ۹۸۹ھ میں اجمیر کے مزار کا طواف کر کے حضرت فرید گنجشکر کے مزار کی زیارت کیلئے پنجاب روانہ ہوا ۔[۴]

شہباز خاں آپ کا اصلی نام شہباز اللہ اور عمدۃ الملک نظام الدین شہباز خاں[۵] خطاب تھا۔ لاہور کے رہنے والے تھے آپ کا سلسلہ نسب ۲۶ واسطوں سے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ تک پہنچتا ہے آپکے اجداد میں سے حاجی جمال الدین عرب سے ہندوستان آکر شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے مرید ہوئے۔[۶] ۹۸۵ھ مطابق ۱۵۷۷ء موافق سمت ۱۶۳۴ میں اکبر نے آپکی و مرزا خاں و قاسم کی سرکردگی میں ادے پور کیطرف فوج روانہ کی تھی اس نے کونبل بیر کو فتح کیا[۷]۔ ۹۸۶ھ میں اودے پور فتح کیا۔ ۹۸۸ھ میں اکبر نے اجمیر کے سرکشوں کو زیر کرنے کے لئے آپکو اجمیر بھیجا۔[۸]

۱۰۰۸ھ میں آپ کا اجمیر میں انتقال ہوا ۔ چونکہ آپ کو حضرت خواجہ سے عقیدت تھی اسلئے آپنے حضرت خواجہ کی درگاہ میں دفن کرنیکی وصیت کی تھی ۔ مگر خدام روضہ راضی نہ ہوئے اسلئے ناچار آپکو باہر دفن کیا گیا ۔ رات کے وقت حضرت خواجہ نے منتظمین درگاہ کو عالم رویا میں تاکید فرمائی کہ

---

۱ طبقات اکبری مذکور ورق ۳۲۷ ۲ فرشتہ جلد چہارم ص ۳۶۱ - ۳۶۲ مترجمہ فدا علی ۳ اقبال نامہ اکبری ص ۸۲۰

۵ خان کا خطاب اب تک آپکے خاندان میں چلا آتا ہے آپ مولف کے اجداد میں سے ہیں ۔ ۶ دیکھو ملتان ایر ص ۸۵ - ۸۷

۷ دیکھو تاریخ راج پرستی ص ۲۱ ۸ دیکھو اقبال نامہ اکبری ص ۳۹۶

Marfat.com

شہباز خاں ہمارا دوست ہے اسکو شمال رویہ گنبد میں جگہ دو۔ صبح بمنت و سماجت ان کی نعش قبر سے نکال کر اسی مقام پر دفن کی گئی جہاں کے لئے ارشاد فرمایا گیا تھا[۱]

جہانگیر کے اجمیر آنے کے موقعہ پر مرزا محمد علی بیگ بھی حاضر دربار خواجہ ہوئے۔ ان کو شہباز خاں سے بڑی محبت تھی۔ شہباز خاں کی قبر دیکھ کر بکمال تپاک قبر سے لپٹ گئے اور کہنے لگے۔ یہ ہمارا قدیمی دوست ہے اسی وقت یہ بھی جاں بحق تسلیم ہوئے۔ مرزا محمد علی بیگ کو بھی وہیں دفن کیا گیا۔ مثل دوست بدوست پیوست صادق آئی[۳]

سلطان نورالدین جہانگیر

یہ بادشاہ تخت نشیں ہونیکے بعد اپنے جلوس کے آٹھویں سال یعنی ۱۰۲۲ھ میں اجمیر روانہ ہوا جب قلعہ اور عمارات خواجہ بزرگوار نظر آنے لگیں اجمیر تقریباً ایک کوس کے فاصلہ پر رہ گیا تو پیادہ پا روانہ ہوا۔ اور فقراء و ارباب احتیاج کو مال و زر تقسیم کرایا اور جب بتاریخ پنجم ماہ شوال چار گھڑی دن گذر گیا تو داخل شہر اجمیر ہوا۔ پانچویں گھڑی پر حضرت خواجہ بزرگ کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوا[۴] اور تقریباً تین سال (۱۸ نومبر ۱۶۱۳ء / ۱۰۲۲ھ لغایة ۱۰ نومبر ۱۶۱۶ء / ۱۰۲۵ھ) اجمیر میں مقیم رہا اور اس عرصہ میں نو مرتبہ حضرت خواجہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔[۵]

۹ سنہ جلوس اس سنہ جلوس کی حاضری کے متعلق جہانگیر توزک جہانگیری میں رقم طراز ہے کہ بزمانہ علالت میرے دل میں آیا تھا کہ جس طرح میں بباطن خواجہ بزرگ کا معتقد اور حلقہ بگوش ہوں اور جانتا ہوں کہ میری ہستی انھیں کا طفیل ہے۔ اسی طرح صحت یاب ہو کر علانیہ بھی کانوں میں در غلامی پہن کر حضرت خواجہ کا حلقہ بگوش ہو جاؤں۔ چنانچہ ماہ رجب میں میں نے کانوں میں سوراخ کر کے ایک ایک دانہ مروارید آبدار کا دونوں کانوں میں پہنا اور اہل دربار نے بھی خزانۂ شاہی سے در اور لعل حاصل کر کے اپنے کانوں میں پہنے۔ رفتہ رفتہ یہ رسم عام ہو گئی[۶]

---

[۱] شاہان مغلیہ کے زمانہ کے حکام کی قبریں شمال رویہ گنبد نما سقف کے زیر سایہ ہیں یہاں پر ماہ محرم پر تعزیہ رکھا جاتا ہے

[۲] دیکھو المشاہیر ص۱۰۱ [۳] دیکھو المشاہیر ص۱۰۱ [۴] دیکھو توزک جہانگیری مطبوعہ نول کشور ص۱۲۵

[۵] دیکھو توزک جہانگیری ص۱۲۵ مطبوعہ ۱۸۶۳ء بمطبع سید احمد غازی پوری دکتاب اجمیر از ہربلاس سارڈا ص۱۰۵ بحوالہ توزک جہانگیر جلد اول ص۲۴۷ [۶] دیکھو توزک جہانگیری ص۱۴۱ مطبوعہ ۱۸۶۳ء بمطبع سید احمد غازی پوری

Marfat.com

سنہ جلوس شب یک شنبہ بموقعہ عرس خواجہ بزرگ روضہ منورہ میں حاضر ہوا اور آدھی رات تک وہاں رہا خدام و صوفیا کو وجد رہا اور فقراء و خدام کو میں نے اپنے ہاتھ سے زر تقسیم کیا اس موقعہ پر کل چھ ہزار روپیہ نقد یک صد ثوب کرتہ و ہفتاد تسبیح مرد ارید و مرجان و کہربا تقسیم کی گئیں [۱]

سلطان شہاب الدین شاہجہاں شاہجہاں نے اپنے اکیس سال کے عہد حکومت میں پانچ بار اجمیر آکر حضرت خواجہ کی درگاہ میں حاضری دینے کا شرف حاصل کیا [۲]

پہلی مرتبہ اپنے جلوس کے سال اول میں اجمیر آیا اور خواجہ بزرگ کے روضہ پر حاضری دینے کے بعد مجاوران درگاہ پر بخشش فرما کر انھیں خوش کیا [۳]

دوسری مرتبہ بتاریخ ۷ رجب ۱۰۴۶ھ شاہجہاں بادشاہ نے اجمیر کی رونق بڑھائی (حاضر ہوا) اناساگر کے کنارے قیام کیا۔ وہاں سے پیدل چل کر آستانہ خواجہ بزرگ پر حاضر ہوا۔ روضہ منورہ کی زیارت سے دل کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ مبلغ دس ہزار روپے حضرت خواجہ کے خدام عالی مقام کو دیتے زیارت کا شرف حاصل کر کے جامع مسجد میں آیا [۴]

تیسری مرتبہ یہ حاضری ۱۰۴۹ھ میں ہوئی اس موقعہ پر شہزادی جہاں آرا بیگم (بنت شاہجہاں) بھی آگرہ سے ساتھ آئی تھی [۵]

چوتھی مرتبہ ۱۰۵۳ھ میں بادشاہ شاہجہان پھر رونق افروز اجمیر ہوا، دولت باغ میں قیام کیا اور وہاں سے پیدل چل کر آستانہ فیض کاشانہ پر حاضر ہوا۔ مزار اقدس کی زیارت کرنے کے بعد مبلغ دس ہزار روپیہ حضرت خواجہ کے خدام عالی مقام اور دوسرے ضرورتمندان کو عنایت کیے [۶] اس موقعہ پر بھی شہزادی جہاں آرا بیگم اجمیر ساتھ آئی تھی [۷]

---

[۱] دیکھو توزک جہانگیری صہ ۱۴۴ مطبوعہ ۱۸۶۳ء بمطبع سید احمد غازی پوری

[۲] دیکھو کتاب التحقیق صہ ۲۴

[۳] کتاب التحقیق بحوالہ مراۃ الاسرار [۴] کتاب التحقیق صہ ۲۴ بحوالہ مراۃ العالم مولفہ بختیار خاں

[۵] کتاب التحقیق صہ ۲۵ بحوالہ مونس الارواح [۶] کتاب التحقیق صہ ۲۶ بحوالہ مراۃ العالم

[۷] احسن السیر صہ ۲۲ بحوالہ مونس الارواح

Marfat.com

پانچویں مرتبہ:- تاریخ راج پرستی (صفحہ ۴۳۴) میں بحوالہ سیر المتاخرین مراۃ العالم لکھا ہے ۱۰۶۴ھ مطابق ۱۶۵۶ء یعنی سمہ ۱۷۱۱ میں شاہجہاں واسطے سیر اجمیر کے گیا وہاں سنا کہ چتوڑ کے قلعہ کی مرمت ہو رہی ہے چونکہ یہ بات خلاف قرارداد تھی اور عہد جہانگیر بادشاہ میں جب کہ کرن سنگھ ولد رانا امر سنگھ نے ملازمت کی تھی تو یہ بات ٹھہر گئی تھی کہ رانا امر سنگھ اور بعد اسکے جو کوئی اسکا جانشین ہو چتوڑ کے قلعہ کی مرمت اور درستی نہ کرے، اسلئے حجۃ الملک سعد اللہ خاں وزیر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ واسطے مسمار کر دینے قلعہ مذکور کے اس طرف روانہ کیا۔

شہزادی حور النساء بنت شاہجہان | یہ شہزادی بعہد جہانگیر اجمیر شریف حاضر ہوئی بعض حالات آگے آئیں گے

شہزادی جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں | ایک مرتبہ اس نے اپنے والد شاہجہان بادشاہ کے ساتھ ۱۰۴۹ھ میں اجمیر آکر روضہ غریب نواز پر حاضری دی اس حاضری کے واقعات وہ خود اپنی کتاب مونس الارواح میں لکھتی ہے۔ جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

"فقیر جہاں آرا بیگم جب اپنی خوش قسمتی سے اپنے والد شاہجہان بادشاہ کے ساتھ بتاریخ ۱۲؍ شعبان ۱۰۴۹ھ آگرہ سے روانہ ہو کر بتاریخ ۷ رمضان ۱۰۴۹ھ جمعہ کے دن اجمیر پہنچی اور ساحل آناساگر کی عمارتوں میں قیام کیا۔"

اس حاضری کے ضمن میں شہزادی موصوفہ لکھتی ہے کہ بادشاہ شاہجہان کو ایک زمانہ تک حضرت خواجہ بزرگ کی سیادت تسلیم نہیں تھی اور شبہ تھا مگر دوران قیام اجمیر ایک دن حضرت خواجہ بزرگ کی نسبت ابوالفضل کی تحریر پڑھ کر یہ شبہ رفع ہوگیا اور بادشاہ نے جہاں آرا کے قول کو مان لیا[1]

بعد ازاں شہزادی موصوفہ نے ۱۰۵۳ھ میں اپنے والد کے ساتھ اجمیر آکر روضہ غریب نواز پر حاضری دی۔ اس حاضری کے متعلق جہاں آرا کا بیان مندرجہ کتاب مونس الارواح کا خلاصہ حسب ذیل ہے یہ واقعات قلمی نسخہ میں نہیں ہیں مگر مطبوعہ کے آخر میں ہیں۔

"میں بتاریخ ۱۸ شعبان والد بزرگوار کے ہمراہ آگرہ سے اجمیر کو روانہ ہوئی۔ اور

---

[1] دیکھو کتاب التحقیق صفحہ ۲۵ بحوالہ مونس الارواح

Marfat.com

۷ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ کو وہاں پہونچی، اس تمام عرصہ میں میرا یہ معمول رہا
کہ ہر منزل پر دو رکعت نماز نفل ادا کرنیکے بعد سورہ یٰسین اور سورہ فاتحہ نہایت
اخلاص اور عقیدت مندی سے پڑھ کر اسکا ثواب حضرت خواجہ بزرگ
کی روح پر فتوح کی نذر کرتی رہی۔ کچھ دنوں تک تالاب آنا ساگر کی عمارت
میں قیام رہا اس عرصہ میں بپاس ادب وتعظیم کبھی پلنگ پر نہیں سوئی اور نہ روضہ منورہ
کیجانب کبھی پشت اور پاؤں لمبے کئے۔ دن بھر درختوں کے سایہ میں گذار دیتی تھی۔[۲]
آنحضرت کی برکت اور اس سرزمین کے اثر فیض سے جمعیت خاطر اور ذوق پیدا ہو
گیا۔ ایک شب میں نے مولود اور خوب چراغاں کیا۔ زینت وخدمت روضے کے
لئے جو کچھ ملا اور ملے گا اسمیں کمی نہیں کروں گی۔ الحمدللہ والمنۃ و صد ہزار شکر کہ جمعرات
کے دن بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک حضرت پیر دستگیر کے مرقد منورہ کی زیارت
نصیب ہوئی ایک پہر دن رہ گیا تھا کہ حاضر بارگاہ سعادت پناہ ہوئی۔ گنبد
شریف میں حاضر ہوکر سات مرتبہ مزار مبارک کا طواف کیا بعد ازاں اپنی پلکوں سے
جھاڑو دی۔ مزار پاک کی خاک وخوشبو کو سرمۂ چشم بنایا۔ اس سے دل پر جو
ذوق وشوق کی حالت اور کیفیت طاری تھی وہ تحریر میں نہیں آسکتی ہے۔ نہایت
شوق سے میں سراسیمہ ہوگئی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کہوں اور کیا کروں۔
البتہ میں نے قبر شریف پر عطر اپنے ہاتھوں سے ملا اور چادر گل جو میں اپنے
سر پر رکھ کر لائی تھی مزار شریف پر پیش کی۔ بعد ازاں سنگ مرمر کی مسجد میں
آکر نماز پڑھی۔ یہ مسجد دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف کرکے والد بزرگوار نے تعمیر
کرائی تھی۔ پھر گنبد مبارک میں بیٹھ کر سورہ یٰسین وسورہ فاتحہ حضرت خواجہ
کی روح پر فتوح پر پڑھی اور مغرب تک وہاں حاضر رہی اور آنحضرت
کے یہاں شمع روشن کرکے آب جھالرہ سے روزہ افطار کیا۔ عجیب شام تھی جو
صبح سے بہتر تھی۔ اگرچہ اس متبرک مقام اور مخزن فیوض سے گھر آنیکو جی نہیں چاہتا تھا
مگر مجبور تھی"

---

۲ دیکھو حسن السیر صفحہ ۲۴-۲۶ بحوالہ مونس الارواح۔ یہی واقعات مختصراً کتاب التحقیق نے ۱۰۶۲ھ حاضری میں بھی لکھے ہیں

رشتہ در گردم افگندہ دوست — می بردھر جا کہ خاطر خواہ دوست

اگر خودمختار ہوتی تو ہمیشہ اسی گوشہ عافیت میں بسر کرتی، ناچار روتی ہوئی اس درگاہ سے رخصت ہو کر گھر آئی۔ تمام رات بیقراری میں کٹی صبح کو جمعہ کے دن والد بزرگوار کے ساتھ آگرہ روانہ ہو گئی۔ ۱؎

اس نیک دل شہزادی اپنا شاگرد پیشہ آستانہ شریف کی خدمت کیلئے نذر کر دیا۔ ۲؎

سلطان محی الدین اورنگ زیب رح

یہ بادشاہ پہلی مرتبہ اس وقت اجمیر آیا جب دارا شکوہ نے قلعہ تاراگڑھ پر مورچہ بندی کر کے عالمگیر کے لشکر سے مقابلہ کیا بتاریخ ۳۰ جمادی الثانی ۱۰۶۸ھ عالمگیر حاضر آستانہ خواجہ بزرگ ہوا۔ مزار اقدس کا طواف کیا اور پانچ ہزار روپے مجاورین آستانہ عالیہ کو عنایت کئے پھر بتاریخ ۱۸ محرم ۱۰۹۰ھ میں اجمیر حاضر ہوا اور حضرت خواجہ بزرگ کے مزار اقدس کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد بتاریخ ۲۹ شعبان ۱۰۹۰ھ حضرت خواجہ کے مزار پر حاضری دی اور محلات جہانگیری کیجانب سے مبلغ پانچ ہزار روپے نذر کئے اسکے بعد دولت خانہ عالی واقع تالاب آناساگر کیجانب قدم رنجہ فرمایا، آخری بار ادے پور سے واپسی کے موقعہ پر بتاریخ یکم ربیع الاول ۱۰۹۰ھ میں پھر وارد اجمیر ہوا اور سب سے پہلے پیادہ پا سیدھا آستانہ اقدس پر حاضر ہوا۔ ۳؎

لارڈ کرزن والسرائے ہندوستان ۱۹۰۲ء

آپ ۱۹۰۲ء میں حضرت خواجہ کی درگاہ میں حاضر ہوئے دربار غریب نواز کی بلاتفریق مذہب عام مقبولیت دیکھ کر آپ نے مزار شریف کے لئے لکھا کہ "میں نے ہندوستان میں ایک قبر کو شہنشاہی کرتے دیکھا"

شاہ افغانستان امیر حبیب اللہ خاں ۱۹۰۷ء

آپ نے ۱۹۰۷ء میں حضرت خواجہ کے آستانہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ درگاہ شریف میں معہ چیف کمشنر اور دیگر حکام برطانیہ آئے، متولی، دیوان اور خدام صاحبان نے آپ کا استقبال کیا مگر آپ کسی سے موجب

۱؎ دیکھو احسن السیر صد ۴۴-۴۶ بحوالہ مونس الارواح ۲؎ دیکھو احسن السیر صد ۳۸

۳؎ دیکھو کتاب التحقیق صد ۲۶ و کتاب اجمیر صد ۲۴۷-۲۴۸ و صفحہ ۵۷-۱۷۲

Marfat.com

نہیں ہوئے۔ پہلے سیدھے قبہ شریف میں حاضر ہوئے۔ گنبد شریف کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ سب کو اندر آنے سے روک دیا گیا۔ آپ تنہا تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک گنبد شریف میں حاضر رہے بعد ازاں باہر آ کر متولی سے اور دیوان صاحب وغیرہ سے مصافحہ کیا اور ہمکلام ہوئے۔

نواب حامد علیخاں والی رام پور ۱۹۰۹ء

جاورہ جاتے ہوئے آپ نے اجمیر کے اسٹیشن پر اپنی اسپیشل ٹھہروائی اور دربار غریب نواز میں حاضری دی جب وقت آپ درگاہ میں پہنچے قبہ شریف کا دروازہ معمور[۱] ہو چکا تھا۔ آپ بیگمی دالان میں دروازے کے سامنے بہت دیر تک سر جھکائے روتے رہے۔ اس وقت بیگمی دالان میں سب کو آنے سے روک دیا گیا تھا۔ آپ یہاں تقریباً ایک گھنٹہ تک حاضر رہے۔ اس موقعہ پر نواب خواجہ محمد خاں صاحب جاگیردار دھولپور آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے چاہا کہ قبہ شریف کے اندر حاضری دیں مگر ذمہ دار کارکنان درگاہ نے خلاف معینہ وقت دروازہ کھولنے میں مجبوری ظاہر کی۔

میر عثمان علی خاں نظام حیدر آباد دکن

آپ نے بتاریخ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء مطابق ذیعقدہ ۱۳۳۰ھ دربار خواجہ بزرگ میں حاضر ہونیکی سعادت حاصل کی۔ غرباء مساکین کو کھانا کھلوایا۔ یہ لنگر عام تھا ہزار ہا روپیہ خیرات کئے اور خدام صاحبان میں بھی بہت روپیہ تقسیم کئے ایک عظیم الشان صدر دروازہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

آپ دوبارہ بتاریخ ۱۳ نومبر ۱۹۱۳ء مطابق ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ حاضر آستانہ ہوئے۔ اس وقت دروازہ (عثمانی گیٹ) زیر تعمیر تھا۔ جامع مسجد اور گنبد شریف کے اندرونی حصّہ کی آپ نے مرمت کرائی سنگ مرمر کی اگروانی اور مرمریں چراغدان تعمیر کرایا دونوں جھالروں کو ایک کرایا۔ مزار شریف کے بائیں جانب چاندی کی تختی پر سونے کے حروف میں لکھا ہوا ذیل کا شعر آپ ہی کا نذر کردہ ہے ؎

گر بگذرم بخاطر پاک تو باک نیست
خاشاک بیں کہ بر سر دریا گذر کند

گنبد شریف کے اندر ہر ایک شمعدان میں ایک ایک موم بتی آپ ہی کیطرف سے روشن ہوتی تھی۔ روزانہ ایک وقت دلیہ کا لنگر اور ایام عرس میں دو دیگیں بھی آپکی طرف سے پکائی جاتی تھیں۔

۱؎ المکان اخلہ سکنہ فہو معمورٌ (اقرب الموارد مطبوعہ بیروت ص ۸۲۶)

Marfat.com

اور دار العلوم عثمانیہ (مدرسہ تعلیمی مذہبی) کے اخراجات بھی آپ ادا کرتے تھے۔ مدرسہ میں سالانہ چند طلباء کی دستار بندی ہوا کرتی تھی، طلباء کو وظائف اور کتابیں بھی مفت دی جاتی تھیں مگر فسادات اجمیر کے زمانہ ۱۹۴۷ء سے یہ سلسلہ بند ہے۔

دیوان صاحب کی حویلی ایک مہاجن کے پاس رہن تھی۔ قرضہ پر سود بڑھتا رہا۔ دیوان صاحب ادا نہ کر سکے تو نظام حیدرآباد نے قرضہ ادا کر کے وہ حویلی وقف کرادی۔

مہاراجہ گوبند سنگھ والی ریاست دتیا ۱۹۱۲ء

آپ زمانہ برطانیہ بحالت معزولی بریلی اور افریقہ میں رہنے کے بعد اجمیر میں رکھے گئے اس زمانہ میں آپ بہت متفکر اور غمگین رہتے تھے بالآخر پنجشنبہ کے دن آپ مع سید معصوم علی صاحب و نواب خواجہ محمد خاں صاحب جاگیر دار دھولپور اور نواب زادہ حاجی اکرم علی خاں صاحب آستانہ عالیہ میں حاضر ہوئے عطر میں بسی ہوئی پھولوں کی چادر اپنے سر پر رکھ کر مزار شریف پر پیش کی۔ اپنی بحالی کی دعا مانگی آخر مراد کو پہونچے

مہاراجہ سرکشن پرشاد صدر اعظم دولت آصفیہ حیدرآباد دکن ۱۹۲۴ء

آپ بتاریخ ۲۲ رصفر ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۲ ردسمبر ۱۹۲۴ء معہ اہل و عیال آستانہ عالیہ میں حاضر ہوئے اور مورچھل جھلنے کی خدمت بجالائے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ شاد تخلص کرتے تھے۔ اس موقعہ سے متعلق آپ نے ذیل کے قطعات بھی لکھے ہیں۔

قطعات

جھکتے ہیں شاہوں کے سر خواجہ کی وہ سرکار ہے ہیں ملک درباں وہ شاہ چشت کا دربار ہے
شاد کیا پرواہ ہو بال ہما کی تجکو اب خواجۂ اجمیر کا تو مورچھل بردار ہے

مورچھل جھلنے کی خدمت مل گئی شاد کو دنیا کی عزت مل گئی
بارگاہِ خواجۂ اجمیر سے لو کلید گنج قسمت مل گئی

ہند کے سردار تم ہو مصطفٰے کا واسطہ پنجتن کا واسطہ ، آل عبا کا واسطہ
شاد اس در کا ہے سائل دیجئے دل کی مراد یا معین الدین اجمیری خدا کا واسطہ

مہاراجہ رانا اودے بھان سنگھ والی دھولپور آپ فقیر دوست صوفی خیال راجہ تھے۔ پچھلے فرقہ وارانہ فسادات ہندوستان کے زمانہ (۱۹۴۷ء تا ۱۹۴۸ء) میں آپ نے اپنی ہندو مسلمان رعایا کی حفاظت کی۔ روشن خیال رواداری برتنے والے اور گاندھی جی کی طرح ہر مذہب کی عزت کرنیوالے انسان تھے۔ آپنے تین مرتبہ درگاہ غریب نواز میں حاضر ہوکر نذر پیش کرنیکی سعادت حاصل کی تھی۔ ہنود کے بعض مقدس مقامات پر بھی عقیدت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ شام کے وقت روزانہ جنگل کے جانوروں کو کچھ کھلاتے اور ان کے موٹر کے گرد تیتر، لومڑی، گیدڑ، سانبھر وغیرہ جمع ہوجاتے تھے۔ پیٹ بھر کے چلے جاتے تھے مولف کیساتھ بڑی محبت سے پیش آتے تھے۔ آپ کا انتقال ۱۹۵۱ء میں ہوا۔

ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب مرحوم مرادآبادی ۱۹۳۹ء آپ حافظ محمد اسمعیل صاحب وکیل شاہجہانپوری کے صاحبزادے ہیں مرادآباد کے باعزت لوگوں میں تھے۔ مخیر اور فقیر دوست انسان تھے وائسرائے کی کونسل کے ممبر ہوئے، پھر فارن منسٹر ہوکر حیدرآباد دکن چلے گئے وہیں انتقال ہوا اور درگاہ حضرت سلطان المشائخ صاحب رکین میں دفن ہوئے ۱۹۳۹ء میں حضرت خواجہ کے آستانہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا مولف سے رابطہ رکھتے تھے

سردار عبدالرب نشتر گورنر پنجاب آپ نے ۱۹۴۶ء میں حضرت خواجہ کے آستانہ پر حاضری دی۔ پاکستان میں پنجاب کے گورنر تھے، آپ کا انتقال ہوگیا۔

پنڈت جواہر لال نہرو الٰہ آبادی وزیر اعظم بھارت سرکار آپ قوم کے بہی خواہ مذہبی تعصبات اور تنگ خیالی کو ملکی مفاد میں سد راہ سمجھنے والے عالی ہمت شخص تھے۔ پنڈت موتی لال کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ایک مرتبہ ۱۹۴۵ء میں حاضر دربار خواجہ ہوئے دن کے تین بجے کے قریب غلام حسین عرف طوطی قوال سے درگاہ میں قوالی سنی۔ دوسری مرتبہ آپ فسادات اجمیر کے زمانہ (۱۹۴۷ء) میں حاضر آستانہ ہوئے۔ اس موقعہ پر آپنے تقریر بھی کی اور عمارات درگاہ کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔

سی راجگوپال آچاریہ گورنر جنرل بھارت سرکار آپ بتاریخ ۹ فروری ۱۹۴۹ء میں سہ پہر کے وقت درگاہ میں آئے اور قبہ شریف کے اندر حاضری دی۔ بعد ازاں حاجی رسلی صاحب کے تعمیر کردہ دالان میں خدام صاحبان کیطرف سے آپکو ایڈریس پیش کیا گیا۔ آپ نے

Marfat.com

جواب میں تقریر کی. مجمع کثیر تھا ، حسب معمول من جانب درگاہ دیوان صاحب اور خدام صاحبان آپکو تبرکات دیے گئے. مولانا معنیؔ اجمیری نے ایک تسبیح پیش کی اور جمشید خاں صاحب اجمیری نے مبلغ دس ہزار روپے نذر کیئے۔

کری آپا کمانڈر انچیف افواج بھارت سرکار آپ نے بتاریخ ۲۰ نومبر ۱۹۵۰ء میں بوقت سہ پہر درگاہ شریف میں حاضری دی۔ درگاہ کے صدر دروازے پر جوتے اتار دیئے گئے حسب رواج قدیم درگاہ کی طرف سے آپکو تبرکات پیش کیئے گئے۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر اعظم بھارت سرکار آپ بتاریخ ۱۳ فروری ۱۹۵۱ء میں سہ پہر کو وقت درگاہ شریف میں آئے حسب دستور آپکو تبرکات دیے گئے

سابق لفٹنٹ بلبیر سنگھ آپ بڑی محبت کے آدمی ہیں ہر مذہب کے فقیروں کی عزت کرتے ہیں ۵۲ء میں عرس شریف کے چند دن بعد درگاہ غریب نواز میں آپنے عقیدت مندانہ حاضری دی

دیگر حاضریاں :- مذکورہ بالا صاحبان کے علاوہ دور گذشتہ میں شہزادہ دارا شکوہ سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی المعروف بہ سلطان مانڈو، شہزادہ شجاع اور شہزادہ فرخ سیر وغیرہ بھی حضرت خواجہ بزرگ کے عقیدتمندوں اور خدمت گذاروں میں نظر آتے ہیں۔ اغلب گمان ہے کہ یہ حضرات بھی دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے۔ دور حاضرہ میں حافظ ابراہیم علیخاں صاحب والی ریاست ٹونک نواب افتخار علی خاں صاحب مرحوم والی ریاست جاورہ اور نواب سرور علیخاں صاحب والی ریاست کوروائی اور دیگر والیان ریاست بھی غریب نواز کے عقیدتمندوں میں نظر آتے ہیں اور حاضر آستانہ ہوئے ہیں۔

بعض ہمدردانِ قوم ادیب اور اہل علم کی حاضریاں

مہاتما گاندھی ۱۹۲۰ء آپ آزادی ہندوستان کے علمبردار اور قوم کے غمگسار تھے ، ہر مذہب کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ آل انڈیا خلافت کانفرنس کے موقعہ پر حاضر آستانہ عالیہ

Marfat.com

ئے ۔ حاضری کے موقعہ پر آپ نے مزار اقدس پر پھولوں کی چادر پیش کی ۔ بتاریخ ۳۱ جنوری ۱۹۴۸ء میں
...سے نے پستول کی گولیوں سے آپکی زندگی کا خاتمہ کیا ۔

مولانا محمد علی جوہر مراد آبادی ہندوستان کے مصلح اعظم قائد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جوہر راونڈ ٹیبل کانفرنس میں لندن جانے سے قبل اجمیر آکر ہندوستان کے روحانی تاجدار، اہل ملک کے غمگسار حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے دربار عالی میں حاضری کا شرف حاصل کیا ۔ بعد نماز عشا ہنگی والان کے روبرو قوالی سنی ، پھر رخصت ہوئے ۔ لندن میں اپنے قول وفعل پر قائم رہ کر ملک کی خاطر جان دیدی مگر بات سے نہ ٹلے ۔ آپ کا مزار بیت المقدس میں ہے

شبیر حسین خاں جوش ملیح آبادی آپ ۱۹۲۱ء میں وارد اجمیر ہوئے کسی نے آپ سے کہا "دربار خواجہ میں حاضری دیجئے" جواب دیا کہ میں تو اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک میزبان تشریف نہ لائیں بالآخر شب کے وقت عالم رویا میں ایک بزرگ کو دیکھا ۔ پوچھا آپ کون ہیں ؟" فرمایا "ہم ہیں میزبان "

مولانا حسرت موہانی آپ ہندوستان کے مشہور رجعتہ خیال لیڈر تھے ۔ شاعر بھی تھے صاحب دیوان ہیں آپ کبھی کبھی دربار غریب نواز میں حاضری دیا کرتے تھے ۔ عرس کے ایام میں آپ محفل خانہ میں مجلس سماع میں بھی شریک ہوئے ہیں ۔ آپ کا انتقال ہوگیا ۔

مولانا احمد سعید صاحب دہلوی آپ عالم فاضل تھے ۔ روزانہ تفسیر بھی بیان کرتے تھے ۔ ملک کے خاطر خواہ تھے خوش بیان اور شیریں کلام تھے ۔ آپنے ایک مرتبہ حضرت خواجہ کی درگاہ میں حاضر ہو کر مسجد شاہجہانی میں وعظ بھی فرمایا ۔ ہزاروں آدمی موجود تھے ۔ آپکا انتقال ہوگیا

مولوی حکیم محمد صدیق صاحب مراد آبادی آپ مراد آباد میں حکمت کرتے تھے علماء دیوبند کے متبع تھے ۔ بیان کرتے تھے جب میں حضرت خواجہ کی درگاہ میں حاضر ہوا تو مراقب ہو کر گانا بند کرنے کی استدعا کی ، جواب ملا ہم مکلف نہیں ہیں ۔ تقریباً تیس ۳۰ سال ہوئے آپکا انتقال ہوگیا ۔

سکندر جگر مراد آبادی آپ آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ کے موقعہ پر دربار خواجہ میں حاضر ہوئے حضرت منشی اجمیری کے بعد آپکی غزل پسند کی گئی ۔ ہندوستان کے مشہور شاعروں میں تھے ۔ صاحب دیوان ہیں ۔ آپکا انتقال ہوگیا ۔

Marfat.com

۱۹۴۵ء

قاضی عبد الغفار مراد آبادی

حضرت محمد علی جوہر کے دست راست اور حکیم اجمل خاں صاحب کے قوتِ بازو قاضی عبد الغفار صاحب خلف قاضی ابرار احمد صاحب مرحوم ۱۹۴۵ء میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔ افسوس آپ کا انتقال ہو گیا

آپ کے نام سے منسوب بعض مقامات و محافل

ہندوستان میں متعدد ایسے مقامات ہیں جہاں حضرت خواجہ کے تشریف فرما ہونیکا تاریخ پتہ نہیں دیتی۔ مگر محبت کی کرشمہ سازیوں نے اہل محبت کو مجبور کیا ہے کہ وہ تسکین خاطر کیلئے اپنے یہاں بھی آپکے نام سے منسوب چلّہ یا کوئی فاتحہ خوانی کی محفل قائم کریں یوں تو ہندوستان کی ہر مسلم آبادی میں آپکی فاتحہ گھر گھر ہوتی ہے مگر ہم اسمیں سے صرف بعض ایسے مقامات کے تذکرے پر اکتفا کریں گے جو آپکے نام سے منسوب ہیں یا جہاں آپکی فاتحہ شریف معہ سماع پابندی کے ساتھ کی جاتی ہے۔

حیدر آباد دکن۔ یہاں حضرت خواجہ بزرگ کے نام سے منسوب ایک چلّہ ہے۔ یہ ایک وسیع عمارت ہے اسکے ایک مخصوص حصّہ میں لوبان سلگتا رہتا ہے اور اہل محبت اجمیر نہ پہونچنے کی صورت میں یہاں آکر تسکین خاطر اور بواسطہ نسبت فیض حاصل کر لیتے ہیں یہاں بھی ایام عرس میں عرس ہوتا ہے۔ یہاں کے مصارف کیلئے جاگیر بھی ہے مقررہ عملہ یہاں کی خدمات بجا لاتا ہے۔ بعض اوقات نظام بھی یہاں تقریب عرس میں شامل ہو کر اظہار عقیدتمندی کرتے ہیں۔ مولف نے اس مقام کی زیارت کی ہے۔

جاورہ یہاں حیدر شاہ مولائی کے تکیہ میں لب دریا تین گز مربع زمین پر ایک گنبد بنا ہوا ہے یہ مقام غریب نواز کے چلّہ کے نام سے منسوب ہے۔ اس احاطہ میں ایک مسجد اور مسافر خانہ بھی ہے۔ ایام عرس میں یہاں قوالی بھی ہوتی ہے، لوگ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اگر بتی لوبان کا انتظام رہتا ہے، مولف اس مقام پر حاضر ہوا ہے۔ نواب محمد افتخار علی خاں صاحب مرحوم والی ریاست جاورہ دربار ہال میں چاند رات سے چھ رجب تک محافل سماع منعقد کراتے تھے، دور دور سے نامی قوال بلاتے تھے۔ بتاریخ ۶ رجب صبح کیوقت قرآن خوانی بھی ہوتی تھی، بعد ازاں محفل میلاد منعقد کیجاتی تھی۔ پھر سماع ہو کر فاتحہ کے مراسم ادا ہوتے تھے۔ سُنا ہے کہ آجکل یہ مراسم عرس مسلمانانِ جاورہ ادا کرتے ہیں۔

Marfat.com

صبہ بھرتور بیانہ کی آبادی سے تھوڑی دور جنگل میں ایک کنواں حضرت خواجہ کے نام سے منسوب
یلمانان بیانہ اس کنویں کی توقیر کرتے ہیں مشہور ہے کسی زمانہ میں بموقعہ عرس اجمیر جانیوالے صاحبان
یہاں قیام کیا کرتے تھے۔ آجکل نواح میں مسلمان بہت کم رہ گئے ہیں۔

آگرہ یہاں اہل محبت نے ایک انجمن از نام عثمانی معینی کمیٹی تقریباً پینتیس[۳۵] سال سے قائم کی ہے۔ نوابزادہ
حاجی کرم علی خاں صاحب عرف پیارے صاحب خلف خواجہ محمد خاں صاحب اسکے صدر ہیں یہ
نجمن محلہ گڈری منصور خاں میں ۴ رشوال سے ۹ رشوال تک سالانہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ
کا عرس کرتی ہے اور بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سالانہ فاتحہ
رتی ہے۔ اس موقعہ پر افطاری اور قوالی کا بھی انتظام ہوتا ہے اور ہر پنجشنبہ کو غریب نواز کی فاتحہ
شریف بھی ہوتی ہے۔

ضروریات کے پیش نظر نواب خواجہ محمد خاں صاحب کی اہلیہ نے ایک مکان بھی محلہ تبادلن گلی
یں وقف کیا ہے۔ اس کا انتظام بھی کمیٹی مذکور کے ہاتھ میں ہے۔ اسکے متصل دوسری منزل پر دوکانات
کے اوپر ایک مسجد بھی ہے مسجد کے نیچے کی دوکانات مسجد کے مصارف کیلئے وقف کیا۔

بھوپال یہاں سید انور میاں بموقعہ عرس غریب نواز سالانہ فاتحہ شریف کی خدمات بجالاتے ہیں
ور سید عبدالمجید شاہ صاحب عرف مجو میاں تاجی ہر پنجشنبہ کو غریب نواز کی فاتحہ کرتے ہیں۔

مندسور یہاں غلام نبی صاحب ہر پنجشنبہ کے دن غریب نواز کی فاتحہ کرتے ہیں۔

آپ کے اذکار مناقب

سرورِ عالم کے اس ارشاد کے مطابق کہ "جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا ذکر کثرت سے
کیا کرتا ہے"۔ بہت سے حضرات نے مختلف طور پر حضرت خواجہ بزرگ کا تذکرہ کرکے اپنے جذبات
محبت کا ثبوت دیا ہے۔ بعض کے قلم سے حضرت خواجہ کی محبت بشکل تذکرہ یا مناقب ظاہر ہوئی

بھرتور کے علاقہ میں ایک پرانی بستی ہے۔ یہاں مزارات بکثرت ہیں۔ شاہان اسلام کے زمانہ کی یہاں ایک وسیع مسجد اور
ہے۔ (مولف) ع۱ یہ پرانی بستی جادرہ کے قریب ہے۔ یہاں ریلوے اسٹیشن ہے۔

Marfat.com

بعض نے اٹھتے بیٹھتے آپ کے نام کا وظیفہ پڑھا اور بعض نے بآواز بلند یا خواجہ کا نعرہ لگا کر ثبوت پیش کیا۔ یہاں ہم بعض اہل قلم اور ان کے نتیجہ قلم کا ذکر کرتے ہیں۔

(الف) بعض تذکرہ نویس اور ان کے مرتبہ تذکرے

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب دلیل العارفین آپ نے اس رسالہ میں خواجہ غریب نواز کی بعض مجالس کا حال لکھا ہے۔

مولانا سید مبارک العلوی الکرمانی المدعو بامیر خورد صاحب سیر الاولیا موصوف نے یہ کتاب بعہد حضرت نظام الدین اولیاء مرتب کی ہے غریب نواز کے بہت مختصر حالات کا پتہ اس کتاب کی روایات سے چلتا ہے

مولانا حامد جمالی بن شیخ فضل اللہ مولف سیر العارفین آپ کا نام حامد تھا پہلے جلالی تخلص کرتے تھے بعد میں بحکم مرشد جمالی تخلص کرنے لگے۔ چنانچہ اپنی کتاب بحر المعانی میں لکھتے ہیں:۔

از جمالش شد جمال آفتاب　　زاں جلالی را جمالی شد خطاب

آپ صفوف صوفیہ میں عارف گرامی انجمن علماء میں علامی فہامی اور بزم شعراء میں شاعر نامی تھے۔ مثنوی قصیدہ، غزل، اقسام شعر پر قادر تھے۔ مولف کے جد اعلیٰ امام العارفین مولانا مخدوم سماء الدین سہروردی کے خلیفہ تھے۔ آپکو اپنے مرشد کے ساتھ قرابت قریبہ کا شرف بھی حاصل تھا۔ مدتوں مرشد کی خدمت میں رہ کر ریاضات و مجاہدات کیئے۔ آپ نے حج کے سفر میں ہرات پہنچ کر شیخ زین الدین خافی، شیخ محمد روحی، شیخ عبدالرحمن جامی اور مولانا مسعود شروانی، مولانا حسین واعظ۔ مولانا معین واعظ مولانا عبد الغفور لاری سے ملاقات کی۔ اگرچہ یہ سب حضرات آپکے ساتھ محبت سے پیش آتے تھے مگر علامی مولانا جامی کا گھر آپ کی تکیہ گاہ تھا۔ دوران سفر آپ یمن، مصر، بغداد، بیت المقدس، روم، شام، عراق، عرب و عجم، آذربائیجان، گیلان، مازندران، خراسان وغیرہ میں تشریف فرما ہوئے۔

دمشق میں محی الدین ابن عربی و شیخ فخر الدین عراقی و احد الدین کرمانی کے مزارات کی زیارت کی۔ شیراز میں سید نظام الدین محمود ابن شیخ الاسلام شیراز شاہ تاج الدین کے ساتھ اتحاد عظیم ہو گیا

Marfat.com

۔میں سید حسین صاحب نزہتہ الارواح کے مزارات کی زیارت کی ہرات سے سبزوار آکر
...جعفی کے ساتھ لطف صحبت رہا۔
میں آپ کا سات مہینہ قیام رہا انبیا علیہم السلام کی مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے مرقوم
...ہرات میں پہنچے تو درازی سفر سے قلندرانہ صورت تھی۔ ایک تہبند کے سوا جسم پر دوسرا لباس
۔آپ سلام علیک کرکے بیساختہ مولانا عبدالرحمن جامی کے برابر جا بیٹھے مولانا جامی کو آپکی یہ شوخی
...ران گذری، کہنے لگے "میان خر و تو چہ فرق ست"؟
...آپ نے بیچ میں بالشت رکھ دیا اس پر مولانا سمجھے کہ یہ بھی کوئی چیز ہیں تحمل سے کہا "کیستی" آپ نے
...ب دیا "از خاکساران ہند" آپ کا کلام وہاں پہونچ چکا تھا۔مولانا نے دریافت کیا "از سخنان
...ی چیزے یاد داری"؟ آپنے تین اشعار پڑھے پہلا شعر یہ تھا ؎

ایں قدر بس بود جمالی را
عاشق رندلاابالی را۔

...لانا نے کہا "تم بھی کچھ شعر کہتے ہو؟" آپ نے فی البدیہ حسب حال یہ مطلع پڑھا ؎

مارا ز خاک کویت پیراہنے است برتن | آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن

...رکر آپکی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے، مولانا سمجھ گئے کہ جمالی یہی ہیں، بیساختہ اٹھ کر گلے لے
...م و تکریم کی بڑی عزت سے مہمان رکھا [1]
لودیوں کی حکومت کے بعد بابر اور ہمایوں بادشاہ نے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ آپکو اپنی صحبت
...کیا۔یہ دونوں بادشاہ نہایت عقیدت و نیاز سے بارہا آپکے درویشانہ کاشانہ پر گئے۔
آپکی وفات بتاریخ ۱۰ ذی قعدہ ۹۴۲ھ میں ہوئی۔ دہلی میں متصل مزار حضرت خواجہ قطب الدین
...ار کاکی رحمۃ آپ کا مزار ہے۔اس کا انتظام محکمہ آثار قدیمہ سے متعلق ہے۔
ایک دیوان تقریبًا آٹھ نو ہزار اشعار کا آپکی شاعری کی یادگار ہے۔ حرارۃ المعانی، مثنوی مہر و ماہ
...العارفین وغیرہ بھی آپکی تصنیفات سے ہیں۔ سیر العارفین کا آپنے حضرت خواجہ بزرگ اجمیری کے حال
...غاز کیا ہے اور اپنے مرشد حضرت مخدوم سماءالدین کے ذکر پر اسکو ختم کیا ہے اگرچہ اس کتاب میں

---

[1] ...المشاہیر صفحہ ۲۰۴ - ۲۱۵ - و تاریخ جدولیہ صفحہ ۱۳۵ ر ۲ دیکھو المشاہیر صفحہ ۲۱۵ - ۲۱۹ -

Marfat.com

بتعیین سنین حضرت خواجہ کے حالات نہیں ہیں مگر روایات کو یکجا کرکے ایک ایسا تذکرہ مرتب کیا گیا جو اس سے پہلے کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا۔ دوران سفر حج موصوف کی تحقیق نے اعلیٰ چار چاند

مولانا غوثی شطاری مؤلف گلزار ابرار یہ کتاب عہد جہانگیری میں لکھی گئی۔ موصوف نے انہیں بزرگان اسلام کے حالات بڑی محنت سے لکھے ہیں۔ غریب نواز کے حالات بھی قدرے تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ کتاب مشکل فارسی زبان میں تھی مگر اب اسکا اردو ترجمہ ہوگیا ہے۔ مولف فقیر دوست صوفی منش حضرات میں سے تھے۔

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی مؤلف اخبار الاخیار آپ نے اخبار الاخیار میں بزرگان اسلام کے حالات قلم بند فرمائے ہیں۔ کتاب نہایت احتیاط کے ساتھ لکھی ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ کے حالات میں معتبر کتاب ہے۔ آپ کا وصال بعہد شاہجہان ۱۰۵۱ھ میں ہوا۔ مزار پر انوار دہلی میں تالاب شمسی سے تھوڑے فاصلے پر ہے۔ مولف نے مزار اقدس کی زیارت کی

مونس الارواح مرتبہ شہزادی جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں اس کتاب میں شہزادی جہاں آرا بیگم نے حضرت خواجہ بزرگ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ کتاب کی عبارت سے حضرت خواجہ کی محبت ٹپکتی ہے۔ شہزادہ دارا شکوہ نے اسمیں اصلاح کی ہے۔ اصل کتاب فارسی میں ہے مگر اسکا اردو ترجمہ ہوگیا ہے۔ اس شہزادی کو غریب نواز سے بہت زیادہ محبت و عقیدت

سیر الاقطاب مرتبہ مولانا الہدیہ یہ کتاب عہد شاہجہانی میں لکھی گئی ہے۔ بہت سے بزرگوں کے حالات کی حامل ہے۔ غریب نواز کے حالات کی روایات بھی اس میں زیادہ ہیں۔

مرآۃ الاسرار مرتبہ عبدالرحمٰن بن عبدالرسول چشتی یہ کتاب بہت مستند سمجھی جاتی ہے اسکا ایک قلمی نسخہ رام پور کے سرکاری کتب خانہ میں ہے۔ دوسرا لندن کی برٹش میوزیم لائبریری میں ہے کتاب نایاب ہے مشکل سے ملتی ہے۔

اقتباس الانوار مرتبہ مولانا شیخ اکرم مرحوم اس کتاب میں رسول مقبول ائمہ عظام اور اولیائے عظام کے اسوۂ حسنہ اور روداد حیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب بڑی محنت سے مرتب کیگئی ہے کہیں کہیں تحقیق کیطرف بھی توجہ کی ہے۔ بہت سی تفصیلات کی حامل ہے

لہ دیکھو خزینۃ الاصفیا جلد اول صد ۱۶۴

Marfat.com

الاصفیا مرتبہ غلام سرور لاہوری | یہ کتاب بزبان فارسی دو جلدوں میں ہے اسمیں بزرگان اسلام کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں کافی محنت اور
ش سے لکھی گئی ہے۔ غریب نواز کے حالات بھی تفصیل سے لکھے ہیں۔

الک السالکین مرتبہ عبدالستار سہسرامی | یہ کتاب بزبان اردو دو ضخیم جلدوں میں ہے اسمیں بزرگان سلاسل کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں
رت خواجہ بزرگ کے حالات صحیح لکھنے کی بہت کوشش کی گئی ہے ہر چند کہ ہمیں بعض مقامات پر موصوف
ائے سے اتفاق نہیں تاہم کتاب قابل قدر ہے۔ علماء کی صف میں بھی مستند سمجھی جاتی ہے۔
تی کفایت اللہ صاحب بھی اسکو مستند خیال کرتے تھے۔

الیع شاہ معین الدین مرتبہ بابو لال الہ آبادی | یہ رسالہ موصوف نے بڑی عقیدت کے ساتھ بزبان فارسی مرتب کیا ہے غریب نواز
کافی حالات کا حامل ہے۔

عین الاولیاء مرتبہ دیوان امام علیخاں صاحب اجمیری | یہ کتاب بزبان فارسی لکھی گئی ہے غریب نواز کے حالات کی حامل ہے
کی اولاد کا حال اسمیں مفصل درج کیا گیا ہے یہ لندن کے بعض کتب خانوں میں بھی موجود ہے

یخ سلف مرتبہ مولانا عبدالباری معنی اجمیری | اس کتاب میں غریب نواز کے مختصر حالات لکھے گئے ہیں خدام صاحبان کے جد
جہ فخر الدین کی اولاد کا حال اس میں تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

معین الارواح مولفہ کاتب الحروف | اس کتاب میں تحقیق کے ساتھ حضرت خواجہ کے سوانح سیرۃ لکھنے کی دعا گو نے کوشش کی ہے۔ اسمیں
مت خواجہ بھی ہیں۔ بچوں کیلئے مفید ہے۔

(ب) مناقب غریب نواز رح

طرح رسول برحق کی تعریف میں اشعار لکھکر حضرت حسان ابن ثابت نے شرف مقبولیت حاصل

Marfat.com

کیا اسی طرح اکثر حضرات نے غریب نواز کی منقبت میں اشعار لکھ کر دربار غریب نواز سے برکات و فیوض حاصل کئے۔ شاید سب سے پہلے ۹۳۹ھ میں غریب نواز کی منقبت کا قصیدہ کہا گیا مگر یہ نہ معلوم ہوسکا کہ یہ شرف اولیت کس خوش قسمت شاعر کے حصہ میں آیا۔ نقل قصیدہ عمارات کے سلسلے میں درج ہے اس قصیدہ کا پہلا شعر ہی حضرت خواجہ کے ساتھ گہرے عقیدتمندانہ تعلق کا نمایاں ثبوت ہے ؎

"خواجۂ خواجگاں معین الدین　　اشرف اولیائے روئے زمین"

بہادر شاہ ظفر نے غریب نواز کی منقبت میں ذیل کے دو بند لکھے ہیں۔ ان میں منقبت کے ساتھ ساتھ روحانی طور پر مدد کی استدعا ہے۔

تم ہو یا خواجہ معین سروراں حق پرست　　تم ہو رمز آگاہ کن اور واقف سر الست
تم مددگار ظفر ہو کیوں ظفر کو ہو شکست　　پر فلک کی دیکھ گردش کانپتے ہیں پا و دست
یا معین الدین چشتی دستگیری لازم است

خاک پر ہے جو کہ ہل سکتا نہ جوں نقش پا　　تم اٹھاؤ تو وہیں وہ ہو سنبھل کر اٹھ کھڑا
عیسیٰ جاں بخش تم ہو اور خضر رہنما　　دردمندوں کی دوا ہو ناتواں کے ہو عصا
یا معین الدین چشتی دستگیری لازم است

شاہ نیاز احمد بریلوی بھی یہ خدمت بجا لائے۔ آپ نظامیہ سلسلہ کے آفتاب اور فخریہ شاخ کے ماہتاب ہیں۔ ذیل کے اشعار آپکی عقیدت کا درخشاں کارنامہ ہیں۔

خواجۂ خواجگاں معین الدین　　فخر کون و مکاں معین الدین
سر حق را بیاں معین الدین　　بے نشاں را نشاں معین الدین
مرشد رہنمائے اہل صفا　　ہادی انس و جاں معین الدین
خواجۂ لامکاں و قدس مکاں　　آسماں آستاں معین الدین
عاشقاں را دلیل راہ یقیں　　شد رہ گمرہاں معین الدین
قرب حق اے نیاز اگر خواہی
ساز ورد زباں معین الدین

معارف ماہ ستمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۱۸۹

[دا]غ دہلوی ایک مرتبہ یہ تباہ حال ہوکر اجمیر پہنچے اور ذیل کی منقبت آمیز التجا روضہ منورہ کے سامنے کھڑے ہوکر پیش کی۔ چند دن بعد نظام حیدرآباد دکن کے یہاں باریاب ہو کر نہال ہوگئے۔ اشعار حسب ذیل ہیں۔ آج کل بھی لوگ انھیں مشکل کے وقت دربار غریب نواز میں پڑھتے ہیں۔

خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز — یا واقف راز خفی و جلی سلطان الہند غریب نواز "

لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اور اس در کی قسم — آیا ہوں پئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز "

[اس] عیش و طرب نے موڑ لیا دن رات کے غم نے گھیر لیا — سب دور ہوں میرے رنج دلی سلطان الہند غریب نواز "

فریاد تمہیں سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی — ہو داد طلب کی دادرسی سلطان الہند غریب نواز "

یہ داغ کہاں تک رنج سہے تم سے نہ کہے تو کس سے کہے — تم آل نبی اولاد علی سلطان الہند غریب نواز "

مولانا معینی اجمیری آپ اجمیر شہر کے ممتاز شعراء میں سے تھے۔ حیدرآباد دکن میں محکمہ کروڑ گیری میں اعلیٰ عہدے پر ممتاز تھے۔ "چہار بند معینی" آپ کا نتیجہ فکر ہیں صوفی مشرب خادم درگاہ تھے۔ سرکار شریف کے عرس اور رجبی شریف کی خدمات میں نمایاں حصہ لیا۔ ذیل کا کلام آپکا نتیجۂ فکر ہے۔

" وہاں حرم ہے یہاں دل سرائے عثمانی " — خدا کے دونوں گھروں میں ہے جائے عثمانی "

بنادیا میرے خواجہ کو رحمۃ اللہند — یہ ہیں عطائے رسول اور عطائے عثمانی "

" تیرا دیار ہے دارالسلام یا خواجہ " — تجلیاں ہیں نئی صبح و شام یا خواجہ "

نگاہ لطف میرے حبیب دوست و داماں پر — طفیل قطب و فرید و نظام یا خواجہ "

نہ فکر مئے نہ غم جام تیرے مستوں کو — تیری نگاہ سے چلتا ہے کام یا خواجہ "

تیرے گدا ہیں گنہگار و متقی دونوں — برے بھلے پہ تیرا فیض عام یا خواجہ "

اسیر پنجۂ غربت معینیؔ رنجور!
تیرے غلاموں کا ادنیٰ غلام یا خواجہ "

Marfat.com

بیدم شاہ وارثی نے اپنے عقیدتمندانہ جذبات اس طرح پیش کئے ہیں۔

پیمانہ پہ دے بھر کر پیمانہ معین الدینؒ — آباد رہے تیرا میخانہ معین الدینؒ
تو گل ہے تو میں بلبل تو سرو تو میں قمری — تو شمع ہے میں تیرا پروانہ معین الدینؒ
تم ہی نہیں سنتے تو پھر کون سنے میری — کس سے کہوں میں اپنا افسانہ معین الدینؒ
جو آتا ہے جائیگا پھر نام نہیں لیتا — ہے خلد بریں تیرا کاشانہ معین الدینؒ
پھر ہوش میں آنے کا میں نام نہ لوں بیدم — کہدیں جو مجھے اپنا دیوانہ معین الدینؒ

سید محمد علی شاہ میکش اکبر آبادی آپ کا ذکر پیچھے آچکا ہے آپکے جذبات عقیدت حسب ذیل ہیں:-

سلام آپکے ظاہر پہ یا شہنشاہ ہند — سجود آپکے باطن کو یا غریب نوازؒ
حبیب ذات الٰہی انیس روح نبی — جلیس محفل ناز و امیر بزم نیازؒ
ہوا ہے آپ سے جاری جہاد بے شمشیر — مٹا ہے آپ سے کفر خیال و ترک مجازؒ
بغیر آپکے بے آئینہ تھا حسن ازل — بغیر آپکے بے مدعا تھا عشق مجازؒ
ہوئے ہیں آپکی ہستی میں جمع یا خواجہؒ — خدا کا ناز، نبی کا نیاز، علی کا رازؒ
رہی نہ شاہی اکبر نہ ملک عالمگیرؒ — رہی ہمیشہ شہنشاہی غریب نوازؒ
جہاں میں ہے یہی چرچا کہ آپکا میکش — خراب حسن بتاں ہے اسیر زلف مجاز

سردار خاں مرحوم فراز اکبر آبادی آپنے غریب نواز کی منقبت میں کئی غزلیات لکھی ہیں۔ قوال آپ کا کلام پڑھتے ہیں۔ زیادہ تر فلمی طرزوں پر آپنے لکھا ہے آگرہ میں آپکی عطر کی دوکان تھی۔ آپ کا انتقال ہوگیا۔ مولف سے خلوص رکھتے تھے۔ ذیل کی نظم آپکے جذبات عقیدت کا ثبوت ہے ؎

میرے خانہ دل میں آ میرے خواجہؒ — یہ اجڑا ہوا گھر بسا میرے خواجہؒ
میرا دونوں عالم میں کوئی نہیں ہے — ہے تیرا ہی بس آسرا میرے خواجہؒ
نہیں خواہش قصر فردوس و کوثر — ہے کافی مجھے در ترا میرے خواجہؒ

تیرے در پہ مٹنا ہے معراج الفت ۔ تیرا در ہے عرش وفا میرے خواجہؒ
ترا چھوڑ کر در تمنائے جنت ۔ گناہ ہے گناہ سرتاپا میرے خواجہؒ
خبر لیجیے مشکل میں کام آنیوالے ۔ پریشاں ہوں مشکل کشا میرے خواجہؒ
فرازِ حزیں پر بھی ہو چشم رحمت
ہے یہ بھی تو آخر ترا میرے خواجہؒ

عزیزی ڈاکٹر عشرت حسین سلمہ
تخلص ... پی ایچ ڈی مراد آبادی

آپنے چین جاتے وقت روبرو بیگمی دالان درگاہ شریف میں ذیل کا قصیدہ پڑھا ۔
مؤلف کے برادر زادہ ہیں

میں عقل و فراست کے بکھیڑوں سے گذر کر ۔ کیوں اپنی جبیں کو نہ جھکاؤں ترے در پر
اپنے پہ گماں ہے مجھے خورشید فلک کا ۔ خاکِ درِ خواجہ جو چمکتی ہے جبیں پر
مہر دمہ اختر پئے تعظیم جھکے ہیں ۔ گردن کو جھکایا ہے جو میں نے ترے در پر
دل کو ہے میرے حوصلۂ رفعتِ پرویں ۔ آنکھوں کو زیارت ہے تری جب سے میسر
امید کرم پر تیری آتے ہیں مسافر ۔ دامن میں میرے پھینک دے مہر دمہ داختر
اسرارِ حقیقت میری آنکھوں پہ ہوں روشن ۔ انوارِ دو عالم ہوں میسر دل کو میسر
انسان کی فطرت میں ہے تاریکیٔ عصیاں ۔ فطرت کے تقاضے سے کہاں جاؤں میں بچکر
گر میری طرف ایک تبسم کی نظر ہو ۔ کونین سما جائیں میرے سینے کے اندر
ہمت کو عطا ہو میری شوق بلندی ۔ دنیا سے ذرا ہٹ کے بناؤں کوئی منظر
مجھ کو ہے تمنا کہ ہے خدمت انساں ۔ شاعر کو بھی تفویض ہوں افکار پیمبر
"فی احسن تقویم" کے معنے کے مطابق ۔ ہوں مجھ کو عنایت عمل و علم کے گوہر
تم خوب سمجھتے ہو میرے دل کی کہانی ۔ کیا فائدہ دہراؤں اگر شوق کے دفتر
اس درجہ خوشی ہے ترے انداز نظر سے ۔ آنسو میری آنکھوں سے نکل آئے ہیں باہر
رحمت کا تقاضہ ہے کہ کچھ آپ سے مانگوں ۔ خادم کا اشارہ ہے کہ دو عالم کو طلب کر
دامن کو میرے گنج تمنا کی ہوس ہے
اب منتظر نگہ مخصوص ہے انور

Marfat.com

مولوی مظہر جلیل شوقؔ مرادآبادی

آپ مرادآباد کے ایک معزز خاندان کے فرد ہیں۔ ہیوٹ مسلم اسکول مرادآباد میں ہیڈ مولوی تھے۔ مگر اب پاکستان چلے گئے۔ علمی مذاق رکھتے ہیں۔ شاعری سے دیرینہ شغف ہے۔ مولف کے پرانے دوست ہیں۔ غریب نواز کی منقبت میں آپ نے ذیل کے اشعار لکھے ہیں۔

پلائے جامِ مئے الفت کا جام یا خواجہؒ — رہے غلام نہ اب تشنہ کام یا خواجہؒ
یہ آستاں بھی ہمیں بام طور ہو جائے! — قبول ہو جو ہمارا سلام یا خواجہؒ
جہان فیض کا ہر ذرہ جس سے روشن ہے — تمہارا فیض ہے وہ فیض عام یا خواجہؒ
یہی جو قلب سیاہ آج کنج ظلمت ہے — تیرے کرم سے ہو ماہ تمام یا خواجہؒ

برائے عونت ہے محتاج یک نگاہ کرم
یہ شوقؔ آپکے در کا غلام یا خواجہؒ

عزیزی ڈاکٹر ظہور الحسن سلمہٗ ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی مرادآبادی

مولف کے برادر زادہ ہیں۔ برادرم نور الحسن صاحب کی مایۂ ناز اولاد میں سے ہیں۔ ولادت بتاریخ ۹ رجنوری ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ اجمیر میں عرصہ سے قیام ہے روزانہ دربار خواجہ میں حاضر ہوتے ہیں شاربؔ تخلص ہے۔ ذیل کی منقبت نتیجۂ فکر ہے۔

کتاب عشق کا عنوان خواجہؒ — ظہور حسن کا سامان خواجہؒ
تمہاری دید کا ارمان خواجہؒ — ہماری زیست کا ساماں خواجہؒ
جہاں جھکتے ہیں سر شاہ و گدا کے — وہ تیرا در وہ تیری شان خواجہؒ

تمہیں بے پردہ دیکھے دیدۂ دل
یہ دل میں ایک ہے ارمان خواجہؒ

مؤلف

دربار خواجہ میں اس ناچیز کی حقیر نذر عقیدت حسب ذیل ہے۔

قبلہ عاشقاں معین الدینؒ — کعبۂ عارفاں معین الدینؒ
حامیِ بیکساں معین الدینؒ! — چارہ ساز جہاں معین الدینؒ
در ہمہ ضوفشاں معین الدینؒ — نور بخش جہاں معین الدینؒ

Marfat.com

بر فلک نور و بر زمین جسد — زینتِ دو جہاں معین الدینؒ
نائبِ مصطفےٰ دریں کشور — رشکِ پیغمبراں معین الدینؒ

بہر تسکین روح اے خادمؔ
از دل و جاں بخواں معین الدینؒ

تمہارے حسن کی وہ شان خواجہؒ — دو عالم جس پہ ہیں قربان خواجہؒ
تمہاری زلف میرا دین و ایماں — تمہارا رُخ میرا قرآن خواجہؒ
تمہارے نقشِ پا کی اک جھلک پر — متاعِ دو جہاں قربان خواجہؒ
ہر اک شے اور لاشے کہہ رہی ہے — ہیں تجھ پہ تا ابد قربان خواجہؒ
جہاں کا ذرہ ذرہ کہہ رہا ہے — عطا ہو صدقۂ عثمان خواجہؒ

نگاہِ لطف ہو خادمؔ پہ اپنے
بحقِ خواجہ عثمان خواجہؒ

Marfat.com

Marfat.com

چشم روشن کن ز کوئے اولیاء
تا ببینی ابتدا تا انتہا

حصہ چہارم

عمارات و مراسم درگاہِ اقدس

Marfat.com

Marfat.com

آپ کی درگاہ اور نذورِ عقیدت

آپ کی درگاہ موجودہ شہر اجمیر کے گوشہ مغرب وجنوب میں لب جھالرہ بلا تفریق مذہب و ملت بالعموم زیارت گاہ عالم و بالخصوص اہل ہندوستان کا مرکز عقیدت ہے مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد ہر وقت درگاہ کے وسیع احاطہ میں موجود رہتی ہے۔ ہر مذہب کے بیرونی و مقامی زائرین بہ تعداد کثیر آپ کے روضہ پر پھول، شیرینی، نقدی، عطر، موم بتیاں اور پھولوں یا پارچہ کی چادریں بطور نذور عقیدت پیش کرتے ہیں۔ صاحبان مقدرت دیگر بیش بہا تحائف پیش کر کے سعادت حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ بقول تحقیقات[1] چشتی محمد ہادی المشتہر بمومن الملک علاءالدولہ جعفر خاں نصیری بہادر ناصر جنگ نظام حیدر آباد دکن نے ۱۱۲۱ھ میں قرآن مجید مجلد آپ کے روضہ مبارک پر تلاوت کیلئے بھیجا اور دس حافظوں کا وظیفہ مقرر کیا۔ پھر ۱۱۳۵ھ میں قرآن مجید آپ کے روضہ پر بھیجا اور دس قاریوں کا تلاوت کے لئے وظیفہ مقرر کیا۔

موجودہ عمارات درگاہ آپ کے عقیدتمندان کی پرخلوص نذور عقیدت کا نتیجہ ہیں۔ جو زبان حال سے اس امر کا ثبوت دے رہی ہیں کہ حضرت خواجہ کی ذات اقدس قریب قریب ہر دور میں ہر دل عزیز اور مرکز عقیدت رہی ہے۔ آپ کی درگاہ کی اندرونی عمارات ایک وسیع رقبہ میں چار بڑے احاطوں پر مشتمل ہیں۔

۱۔ **احاطہ نقار خانہ**:۔ یہ احاطہ عثمانی دروازہ، شاہجہانی دروازہ، بلند دروازہ اور اکبری مسجد وغیرہ پر مشتمل ہے۔

۲۔ **احاطہ صحن چراغ**:۔ اسمیں سماع خانہ، وسیع صحن، لنگر خانہ اور حجرے وغیرہ ہیں۔ عمارت۔ خانقاہ (عقب سماع خانہ) بھی اسی احاطہ سے ملحق ہے۔

۳۔ **احاطہ آستانہ**:۔ اس احاطہ میں روضہ منورہ، شاہجہانی مسجد، صندلی مسجد، اولیا مسجد اور حجرے وغیرہ ہیں۔ جھالرہ اور احاطہ چار یاری کا بھی اسی احاطہ سے الحاق ہے۔

۴۔ **احاطہ عمارات سولہ کھمبا**:۔ اس قطعہ میں شیخ حسین اجمیری اور غریب نواز کے دیگر

---

[1] کتاب تحقیقات چشتی ص۱۶۲

Marfat.com

حضرات آسودہ ہیں

حدود اربعہ درگاہ کے شمال میں درگاہ بازار، جنوب میں جھالرہ، مغرب میں سڑک ترپولیہ دروازہ اور مشرق میں گلی لنگر خانہ ہے۔

درگاہ کا شہر سے الحاق درگاہ شریف کے اکیس دروازے ہیں۔ یہ شہر کے مختلف حصوں کو درگاہ سے ملاتے ہیں۔ بعض بڑے دروازوں کے کواڑوں میں کھڑکیاں بھی ہیں جنہیں سے بعض پھاٹک کے کواڑ بند ہونیکے بعد بھی آمدورفت کیلئے کھلی رہتی ہے۔

(الف) احاطہ اول نقارخانہ:۔

۱۳۳۰ھ لغایتہ ۱۳۳۲ھ
۱۹۱۲ء - ۱۹۱۵ء
عثمانی دروازہ یا نظام گیٹ

بیرونی زائرین عموماً اس دروازے سے داخل ہوتے ہیں۔ خدام صاحبان انکی رہنمائی کیلئے یہاں موجود رہتے ہیں۔ اس دروازہ کے متصل پھول، شیرینی وغیرہ کی دوکانات ہیں۔ تاکہ زائرین حسب خواہش نذر عقیدت پیش کرسکیں۔

درگاہ شریف کا یہ فلک بوس شمال رویہ دروازہ بجانب درگاہ بازار واقع ہے۔ میر عثمان علیخاں سابق والی دکن نے ۱۳۳۰ھ میں اجمیر حاضر ہوکر یہ شایانہ دروازہ تعمیر کرانے کی سعادت حاصل کی۔ تقریباً تین سال تک تعمیر کا سلسلہ جاری رہا اور قریب پچاس ہزار روپیہ اسکی تیاری میں ہوا۔

یہ دروازہ مسٹر اے میکلسن انجینیر کے نقشہ کے مطابق منجانب حکومت آصفیہ مولوی حبیب اللہ صاحب کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔ دلی ٹھیکیدار نے اسے تیار کرا کے اپنی خدمت انجام دی
محراب دروازہ کی چوڑائی ۱۶ رفٹ لمبائی معہ دورویہ دالان ۲۷ فٹ۔ بلندی تقریباً ۷۰ فٹ دروازہ کے اوپر نقارخانہ ہے - یہاں پنجوقتہ نوبت معہ شہنائی بجائی جاتی ہے اور ہر گھنٹہ گھڑیال بھی بجتا ہے۔

۱؎ کتاب اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو از ہربلاس سارداصفحہ ۸۶ تحقیق مولف

Marfat.com

عثمان دروازہ اور شاہجہانی دروازہ کے درمیان وسیع صحن ہے۔ اس صحن کے ہر چہار جانب متعدد حجرے ہیں۔

کلمہ دروازہ
۱۰۴۷ھ مطابق ۱۶۳۷ء
سنہ ۱۶۳۸ء

عثمانی دروازہ سے گذر کر تھوڑا صحن طے کرنیکے بعد یہ دروازہ آتا ہے۔ اس پر بھی نقارخانہ ہے۔ اسلئے اسکو نقارخانہ بھی کہتے ہیں۔ شاہجہاں بادشاہ نے ۱۰۴۷ھ میں بطور نذر عقیدت یہ دروازہ تعمیر کرایا تھا اسلئے اسکو شاہجہانی دروازہ بھی کہتے ہیں۔ محراب دروازہ کی پیشانی پر بخط جلی کلمہ شریف سنہری حروف میں لکھا ہے۔ اسی لئے اسی کو کلمہ دروازہ بھی کہتے ہیں۔ دروازہ پر آب زر سے یہ شعر مرقوم ہے ؎

بعہد شاہجہاں بادشاہ دیں پرور زدود ظلمت کفر آفتاب دیں یکسر

اکبر بادشاہ نے رمضان ۹۸۳ھ میں بنگال فتح کرنیکے بعد دو نقارے داؤدی درگاہ شریف میں پیش کئے جو اب اس دروازہ پر رکھے ہوئے ہیں۔[۱] اور ایک بڑا نقارہ قلعہ چتوڑ میں تھا۔ ۸ یا ۱۰ فٹ اسکا قطر ہے کوسوں تک اسکی آواز پہنچتی تھی۔ جب چتوڑ کا راجہ سوار ہوتا تھا یا قلعہ میں داخل ہوتا تھا اسوقت یہ بجتا تھا تاکہ دور تک خبر ہوجائے۔ نقارہ مذکور کو وہاں سے اٹھوا کر اکبر نے اجمیر کے دروازے پر رکھوا دیا۔[۲] چند اور نقارے بھی یہاں رہتے ہیں۔ سنگ سرخ کی تعمیر آجکل چونہ کی سپیدی میں روپوش ہے۔ دروازہ کے کیواڑ لکڑی کے ہیں۔ بمبئی کے ایک تاجر نے تیس چالیس سال پیشتر ان کیواڑوں پر کل دھات کے پتر چڑھوانے کی سعادت حاصل کی تھی۔ دروازہ میں سنگ مرمر کا فرش ہے۔[۳] یہ زائرین کی کثرت آمدورفت سے گھس کر ناہموار ہوگیا ہے۔ اس دروازہ پر بھی روزانہ پانچ وقت نوبت بجتی ہے

یونانی شفاخانہ شاہجہانی دروازے سے ذرا آگے بڑھ کر اکبری مسجد کی سیڑھیوں کے متصل ایک

۱۔ دیکھو احسن السیر صفحہ ۶۸ و اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو از ہربلاس سارڈا صفحہ ۸۷ بحوالہ طبقات اکبری ورق ۲۶۳ (جو حسین احمد زبیری میرٹھی کے کتب خانہ میں موجود ہے)

۲۔ دربار اکبری صفحہ ۔۔۔ و گلاب راجستھان

۳۔ کتاب اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو صفحہ ۸۷ و تحقیق مولف وغیرہ۔

Marfat.com

سہ دری میں یونانی شفاخانہ ہے۔

اکبری مسجد
۹۷۷ھ مطابق ۱۵۶۹ء / ۱۵۷۰ء

یونانی شفاخانہ کے متصل ایک بلند زینہ پر اکبری مسجد کا رفیع الشان دروازہ ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کا اکبر بادشاہ نے اس وقت حکم دیا تھا جب وہ جہانگیر کی ولادت کے چھ ماہ بعد اظہار تشکر و نیاز کیلئے بماہ شعبان ۹۷۷ھ حاضر دربار خواجہ ہوا تھا۔ یہ مسجد سنگ سرخ سے تعمیر کی گئی ہے۔ محرابوں پر سنگ مرمر کی پچیکاری ہے۔ مسجد معہ متعلقہ عمارات ۱۴۰ مربع فٹ ہے۔ محراب مسجد ۵۶ فٹ بلند ہے۔ گنبد کے کونوں پر مرمریں مینار ہیں۔ صحن مسجد میں ایک ہشت پہل حوض تھا جو اب مٹی سے پُر کر دیا گیا ہے۔ تقریباً سو سال قبل اس میں ایک کنواں بھی تھا۔ ۱۳۲۰ھ میں مسجد کی متعلقہ عمارات کی مرمت کرانے کی سعادت نواب غفور علیخاں صاحب دانا پوری نے حاصل کی۔[1]

بلند دروازہ
۸۵۹ھ مطابق ۱۴۵۵ء / ۱۴۵۵ء

یہ دروازہ سنگ سرخ سے تعمیر ہوا ہے۔ آجکل سنگ سرخ چونہ کی سپیدی میں روپوش ہے اسکی بلندی ۸۵ فٹ ہے۔ اسکا فرش سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا ہے۔ محراب میں تین گولے طلائی زنجیروں میں آویزاں ہیں۔ برجیوں پر ڈھائی فٹ لمبے سنہری کلس ہیں دروازہ میں شمال رویہ تین تین درجہ کی دو چھتریاں ہیں۔ عقب میں ہر دو جانب دو سادہ چھتریاں ہیں۔ ادھر چڑھنے کیلئے دو طرفہ زینے ہیں۔ چونکہ یہ درگاہ شریف کی تمام عمارات سے بلند ہے اسلئے اسکو بلند دروازہ کہتے ہیں۔ اس کے نیچے کے حصہ میں بزمانہ عرس پولیس کا قیام رہتا ہے۔ دروازہ کے صحن میں مولانا شمس الدین المعروف بہ سید احمد خلیفہ غریب نواز کا مزار ہے۔[2] بقول گائڈ ٹو درگاہ خواجہ صاحب صفحہ ۲۱-۲۳ یہ دروازہ ۸۵۹ھ میں سلطان محمود خلجی نے تعمیر کرایا تھا۔ بقول معین الاولیاء صفحہ ۲۸۳-۲۸۴ یہ دروازہ سلطان محمود خلجی نے اس وقت (۸۵۹ھ) میں بنوایا جب اس نے گجادہر پر فتح حاصل کر کے اجمیر لے لیا تھا مگر صاحب اقتباس الانوار نے صفحہ ۱۴۶ پر اسے ملوک مالوہ میں سے کسی کا بنوایا ہوا لکھا ہے۔ ہربلاس ساردا کا کتاب "اجمیر

---

(۱) دیکھو احسن السیر صفحہ ۶۵-۶۶ بنسخہ دیگر مطبوعہ جہانتاب پریس صفحہ ۶۲ اکبرنامہ جلد دوم صفحہ ۴۳۹-۴۴۰

(۲) دیکھو احسن السیر صفحہ ۶۵-۶۶ و معین الاولیاء صفحہ ۲۸۴

ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو،، کے ص۸۸ پر بیان ہے کہ "اگرچہ اس دروازہ کے سنہ تعمیر کے متعلق کچھ علم نہیں تاہم کہا جاتا ہے کہ اسکی تعمیر سلطان غیاث الدین کے عہد (۱۴۶۹ء لغایۃ ۱۵۰۰ء) میں ہوئی۔

احاطۂ دوم صحنِ چراغ

ماہ رمضان ۹۷۴ھ مطابق ۱۵۶۷ء
بڑی دیگ

یہ دیگ اکبر بادشاہ نے ۹۷۴ھ میں پیش کی تھی۔ چیتور پر فوج کشی کے وقت اس نے منت مانی تھی کہ بعد فتح پاپیادہ حاضر اجمیر ہو کر ایک بڑی دیگ دربار خواجہ میں پیش کروں گا۔ چنانچہ بعد فتح اکبر پاپیادہ سفر کر کے بتاریخ ۷ رمضان ۹۷۴ھ بروز یکشنبہ اجمیر پہنچا اور آستانہ خواجہ بزرگ میں حاضر ہو کر دیگ روئس حضرت خواجہ کی نذر و نیاز کیلئے تیار کرائی بقول احسن السیر اسمیں ستو من چاول پکتے ہیں۔ مگر بقول کرنل براٹن اس میں ستر من چاول پک سکتے ہیں۔

کتاب "اجمیر" کے ص۸۹ پر مسٹر ہربلاس سارو انے اسکا محیط (سرکم فرنس) ۳½ گز لکھا ہے مگر یہ غلط ہے ہماری موقعہ کی تحقیق کے مطابق اس کا محیط ۳۶ فٹ۔ ا راینچ ہے یعنی ایک۔ انچ سوا بارہ گز ہے اور قطر (ڈایمیٹر) ۱۲½ فٹ یعنی چار گز ۱۶ انچ ہے۔

امیر علاء الدولہ المتخلص بہ کافی نے دیگ کی تیاری کی حسب ذیل تاریخ لکھی ہے:۔

شاہ دیں پرور جمشید سریر — خسروِ عہد محمد اکبر
ساخت بے شبہ پئے فتح چتور — دیگ دوں تن اژدر پیکر
بہر تاریخ وے از عالم غیب — دیگ چیتور کشا شد پیکر[1]

۹۷۴ھ

---

[1] احسن السیر ص۶۱ تا ۶۲، معین الاولیا ص۲۸۳ و کتاب اجمیر از ہربلاس سارد ا ص۸۹ و تحقیق مؤلف۔

Marfat.com

چھوٹی دیگ

سنہ ۱۰۲۲ھ مطابق سنہ ۱۶۱۳ء

سلطان نورالدین جہانگیر نے یہ دیگ آگرہ میں تیار کرائی۔[۱] اجمیر حاضر آستانہ ہوکر اسمیں کھانا پکوایا اور پانچ ہزار فقراء و مساکین کو اپنے سامنے کھلوایا۔ دیگ کی تیاری کی تاریخ حسب ذیل ہے

"بدنیا باد دائم نعمت دیگ جہانگیری"

۱۰۲۲ھ

بقول کرنل براٹن یہ دیگ ۲۸ من چاول پکنے کیلئے کافی ہے مگر بقول صاحب احسن السیر اسمیں ۸۰ من چاول پکتے ہیں۔ اسکا محیط ۲۲ $\frac{1}{2}$ فٹ (۷ $\frac{1}{2}$ گز) ہے اور قطر ۸ فٹ ۲ انچ (۲ گز ۴ ۲ انچ) ہے[۲]

دیگوں کی مرمت

کثرت استعمال سے ہر دو دیگیں پرانی ہوگئی تھیں - ملا مداری مدار المہام ریاست گوالیار نے سیٹھ لکھے چند کے اہتمام سے دونوں دیگوں کی ضروری مرمت کرائی، اور دیگوں کے کناروں پر جواہر علی پیرزادہ کی کہی ہوئی حسب ذیل تاریخ مرمت کندہ کرائی ؎

زر ملا مداری کرد در تعمیر دیگ — بادنامش درمیاں روشن بمثل آفتاب
بخت درمہتہ لکھے چندش موذہ اہتمام — گفت ہاتف سال تاریخش "جہاں شد فیضیاب"

۱۲۶۶ھ

ایک مدت کے بعد پھر دیگیں مرمت طلب ہوگئی تھیں چنانچہ سنہ ۱۳۰۷ھ میں اسحاق وزیر حیدرآباد دکن نے بڑی دیگ کی مرمت کرائی اور نواب ولد دزلواز جنگ امیر حیدرآباد دکن نے چھوٹی دیگ از سرنو بنوائی۔[۴]

صحن چراغ

بلند دروازہ سے گذر کر ایک وسیع صحن آتا ہے۔ اسمیں پیش بلند دروازہ ایک گنبد نما ہشت پہل خوبصورت چھتری بنی ہوئی ہے۔ اسمیں متعدد چراغوں کا حامل ایک چراغدان ہے۔ اسلئے یہ صحن چراغ کہلاتا ہے مشہور ہے یہ چراغ اکبر بادشاہ نے پیش کیا تھا۔[۵]

۱؎ دیکھو توزک جہانگیری مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ ص ۱۲۶

۲و۳؎ دیکھو احسن السیر ص ۶۲-۶۳ و کتاب "اجمیر" ص ۸۹ بحوالہ توزک جہانگیری جلد اول ص ۲۵۶ ۴؎ یہ غلط ہے (اکبر بادشاہ کے پیش کردہ نقاروں میں بڑا نقارہ اور چراغ بعد فتح چتوڑ وہاں کے مال غنیمت سے پیش کئے گئے۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی چتوڑ سے تعلق نہیں رکھتا (کتاب "اجمیر" ص ۸۷ بحوالہ طبقات اکبری) ۵؎ دیکھو کتاب "اجمیر" ص ۸۸ و معین الاولیاء ص ۲۸۲ و تحقیقات مولف

Marfat.com

لاس سارداننے اپنی کتاب "اجمیر" کے ص ۸۹ پر صحن چراغ کے متعلق لکھا ہے:-

"بلند دروازہ کے دونوں طرف صحنوں کے نیچے تہ خانے ہیں۔ ان میں سے کچھ اصلی حالت میں ہیں
یقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ پوری درگاہ جیسا کہ قدیم مسلمان بادشاہوں کا زمانہ تھا۔ پرانے ہندو
روں پر تعمیر کی گئی ہے۔ یا اس میں اضافہ کیا گیا ہے۔"

ہمیں اس بیان سے قطعی اتفاق نہیں۔ مشاہدہ شاہد ہے کہ اس صحن میں چھوٹی دیگ کے قریب تقریباً
فٹ لمبا اور ۱۶ فٹ چوڑا صرف ایک تہ خانہ ہے اس میں چھ تھام کھڑے کر کے اوپر چھت ڈالی
ہے۔ یہ پہلے حوض تھا اور اسکے متصل سبیل تھی۔ حوض کو کارآمد صورت میں رکھنے کیلئے اس پر
ت ڈالی گئی تھی۔ اسکے چاروں طرف کی اونچی سطح خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں کسی مندر کی
رت نہ تھی۔ عام قاعدہ ہے کہ عمارات اونچی سطح پر بنائی جاتی ہیں نہ کہ نشیب میں۔ علاوہ ازیں اگر یہاں
ندر ہوتا تو مسلمان اس کو مٹی سے پاٹ کر اسکے گرد کی سطح برابر کر دیتے نہ کہ اپنی ایسی مقدس جگہ پر
ی نمود باقی رکھتے

لہ مطابق ۱۸۹۱ء
محفل خانہ

پہلے یہاں وسیع صحن تھا۔ ایام عرس میں یہاں شامیانہ استادہ کر کے محافل سماع منعقد کیجاتی تھیں بعد ازاں میر حفیظ علی صاحب سابق متولی درگاہ شریف نے چھ ہزار روپے کی لاگت سے یہاں ایک
لان بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ بعدہ اس دالان کے سامنے دل بادلی شامیانے استادہ ہو کر عرس
یف کی محافل سماع منعقد ہونے لگیں۔ موجودہ شاندار اور وسیع سماع خانہ (محفل خانہ) نواب بشیر الدولہ
سمان جاہ مدار المہام دولت آصفیہ امیر پائیگاہ نے اپنے فرزند معین الدولہ کی ولادت پر تعمیر کرایا۔
وف نے اپنے یہاں فرزند ہونیکی دربار غریب نواز میں دعا مانگی تھی۔ دعا قبول ہوئی۔ خدا نے
ں اسی سال کی عمر میں بیٹا دیا۔ مراد پوری ہونے پر بطور اظہار تشکر اسی ہزار روپے کے صرفہ سے یہ
الشان محفل خانہ تعمیر کرایا۔ اسکی تعمیر ۱۳۰۶ھ سے شروع ہو کر ۱۳۰۹ھ میں اختتام پذیر ہوئی۔

دیکھو احسن السیر ص ۲۴۳ و ۲۴۶ و تحقیقات مولف۔

Marfat.com

یہ عمارت ۴۶ فٹ مربع ہے۔ تعمیر میر کاظم علی صاحب کمشنر بلدۂ سرکار عالی اور میر حسین علی صاحب داروغہ مکہ مسجد (حیدر آباد دکن) کے اہتمام سے ہوئی۔ اس میں قیمتی جھاڑ فانوس آویزاں ہیں۔ آجکل اکے بجائے موم بتی کے برقی روشنی رہتی ہے۔ یہاں دار العلوم معینیہ عثمانیہ قائم تھا مگر انقلابات ۱۹۴۷ء کے بعد یہ بند ہوگیا۔ اب یہاں موجودہ سرکاری نصاب تعلیم کے مطابق ابتدائی تعلیم ہوتی ہے۔ تاریخ تعمیر حسب ذیل ہے۔

"محفل خانہ سر آسماں جاہ دکن"[1]

۱۳۰۹ھ

خانقاہ ۹۷۷ھ مطابق ۱۵۶۹ء ۱۵۷۰ء

یہ عمارت محفل خانہ کے قرب میں واقع ہے محفل خانہ کی مغربی دیوار میں ایک دروازہ ہے۔ اسکے ذریعہ محفل خانہ سے یہاں پہنچنا ہوتا ہے اس مقام پر حضرت خواجہ بزرگ کو بعد وفات شریف غسل دیا گیا تھا۔ اس تعمیر کے متعلق اکبر نامہ جلد دوم کے صفحہ ۳۴۴ پر ابو الفضل نے لکھا ہے۔

عبارت فارسی اکبر نامہ جلد دوم صفحہ ۳۴۴	ترجمہ
"عمارت عالی بنا از مسجد و خانقاہ دراں حوالی طرح انداختہ"	"(اکبر نے) ایک مسجد اور اسکے متصل ایک خانقاہ تعمیر کرائی"

خانقاہ میں رجب کی پانچ تاریخ سہ پہر کے وقت بموجودگی دیوان صاحب سالانہ محفل ہوتی ہے[2]۔ کہا جاتا ہے یہاں حضرت خواجہ کے اہل خانہ رہتے تھے۔

حوض و سمال خانہ محفل خانہ کے سامنے گوشہ مشرق و شمال میں ایک حوض اور ایک سبیل ہے اس حوض کی چھتری ملکہ میری (اہلیہ جارج پنجم) کیجانب سے تعمیر ہوئی[3]۔ ۱۹۱۱ء میں ملکہ موصوفہ نے دربار غریب نواز میں حاضری دینے کی سعادت حاصل کی تھی۔ اس موقعہ پر پانچ روپیہ درگاہ میں کوئی یادگار قائم کرنیکیلئے پیش کئے اس رقم میں کچھ رقم درگاہ کے خزانے سے ملا کر اس حوض پر چھتری تعمیر کی گئی ہے[4]۔

عہ۱ دیکھو احسن السیر صفحہ ۲۶۳ و ۲۶۴ تحقیقات مولف عہ۲ دیکھو معین الاولیاء صفحہ ۲۸۳
عہ۳ کتاب "اجمیر" میں نذرانہ ۵ سو روپیہ لکھے ہیں عہ۴ دیکھو کتاب "اجمیر" صفحہ ۹۰ وغیرہ

Marfat.com

لنگر خانہ صحن چراغ کے مشرق میں ٹین کے سائبان کے نیچے لنگر خانہ کا پھاٹک ہے۔ اس پھاٹک سے گذر کر ایک مختصر صحن اور دالان ہے۔ دالان میں ایک لوہے کا بہت بڑا کڑھاؤ ایک بڑے چولہے پر رکھا ہے۔ اسمیں روزانہ جو کا دلیہ پکتا ہے اور غرباء کو تقسیم کیا جاتا ہے۔
یہ لنگر خانہ اکبر بادشاہ نے غرباء اور مساکین کی آسائش کیلئے تعمیر کرایا تھا۔ لنگر خانہ کے صرفہ کیلئے جاگیر بھی ہے۔ نظام حیدر آباد دکن کیطرف سے بھی ایک وقت کا دلیہ چند سال قبل پکتا تھا۔ مگر اب وہاں سے اس صرفہ کی رقم نہیں آتی

تاریخی چھتری صحن لنگر خانہ میں پرانے زمانے کی ایک خوبصورت چھتری ہے مشہور ہے یہ اس واقعہ کی یادگار ہے جب اکبر بادشاہ فقیر بن کر اس مقام پر لنگر لینے آیا تھا اور اسکا پیالہ ٹوٹ گیا تھا۔ اسی سال اس تاریخی یادگار کو مسخ کر کے حجرہ بنا دیا گیا ہے۔

۱۹۲۰ء مطابق ۱۳۳۸ھ ۱۳۳۹ھ
بجلی گھر لنگر خانہ کے صحن میں دیوار سے ملحق ایک شرق رویہ دالان ہے۔ اس میں محرم شریف کے موقعہ پر ملازمین درگاہ اپنی طرف سے تعزیہ رکھتے ہیں۔ اس دالان کے شمال میں ایک مختصر احاطہ کے اندر بجلی گھر کی عمارت ہے یہاں درگاہ کی روشنی کیلئے برقی انجن ہیں۔ یہ برقی انجن بمبئی کے مشہور سیٹھ آنریبل سر کریم بھائی کی ارادت کا نتیجہ ہیں۔ سیٹھ صاحب نے توسل مردان علی صاحب مرحوم خادم درگاہ باہتمام مسٹر آر۔ ایم بارسل الیکٹرک انجینیرنگ کمپنی بمبئی بماہ فروری ۱۹۲۰ء برقی روشنی کا انتظام کیا۔ مگر اب بجلی درگاہ میں شہر کے پاور ہاؤس سے لیجاتی ہے

احاطہ سوم درگاہ شریف

احاطہ چمیلی احاطہ صحن چراغ کی جنوبی دیوار میں احاطہ درگاہ شریف میں جانے کیلئے دو دروازے ہیں۔ ایک کے دونوں طرف چھتریاں ہیں۔ دوسرا سماع خانہ کی دیوار سے ملا ہوا ہے اس دروازے سے احاطہ درگاہ میں داخل ہونیکے بعد بدست راست سولہ کھنبہ میں جانیکا راستہ ہے

تحقیقات مؤلف۔

Marfat.com

اور بدست چپ مختصر احاطہ چمیلی سنگین جالیوں میں گھرا ہوا ہے۔ اسمیں اندر جانے کے لئے ایک مختصر دروازہ ہے۔ احاطے کے اندر چند متبرک مزارات ہیں۔ بعض حال کے تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ "یہ مزارات خواجہ بزرگ کی ازواج کے ہیں"، یہ چمیلی والی بیوی کے نام سے مشہور ہیں۔ مگر صاحب احسن السیر نے صفحہ پر لکھا ہے کہ "مسجد صندل خانہ کی شمالی دیوار کے متصل (احاطہ چمیلی میں) حضرت رفیع الدین بایزید خورد کا مزار ہے اور ان کی قبر کے قریب انکی والدہ اور انکی بیوی کے مزارات ہیں۱"۔

ان مزارات پر چمیلی کی بیل چھائی رہتی ہے۔ اس احاطہ کی جالیوں اور چمیلی کی شاخوں میں بجا انگوٹھیاں اور رنگ برنگ کے ڈورے بندھے رہتے ہیں۔ یہ زیادہ تر وہ مستورات باندھتی ہیں جو اولاد کی خواہش مند ہوتی ہیں۔ چمیلی کی بیل میں لوگ بہشتیوں سے پانی ڈلواتے ہیں اور ایک چھوٹے سے کھلے ہوئے طاق میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے تبرکاً پانی لیکر پیتے ہیں۔

شاہجہانی مسجد
۱۰۴۷ھ مطابق ۱۶۳۷ء / ۱۶۳۸ء

یہ مسجد روضہ منورہ کے مغرب میں ہے۔ جب شاہجہاں بعہد شہزادگی اودے پور فتح کر کے اجمیر شریف زیارت کیلئے حاضر ہوا تھا، تو اس نے ایک وسیع مسجد بنوانے کا خیال کیا تھا چنانچہ جب تخت نشین ہوا تو اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ اسکی تعمیر میں دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ صاحب احسن السیر نے صفحہ ۵۱ پر بحوالہ مرأۃ الاسرار (مرتبہ عبدالرحمن چشتی) لکھا ہے کہ "یہ مسجد چودہ سال میں تعمیر ہوئی"۔ موصوف نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ تعمیر شروع ہونے کے کچھ عرصہ تک کار تعمیر التوا میں رہا۔ مسجد کا طول ۹۷ گز شرعی اور عرض ۲۷ گز شرعی ہے۔ اسمیں آنے جانے کے لئے پانچ دروازے ہیں۔ تاریخ تعمیر حسب ذیل ہے۔

"قبلہ اہل زماں شد مسجد شاہ جہاں"
۱۰۴۷ھ

عہد شاہجہانی کے ملک الشعراء ابوطالب کلیم ہمدانی نے ذیل کے مصرع سے تاریخ تعمیر نکالی ہے

"کعبۂ حاجات دنیا مسجد شاہ جہاں"
۱۰۴۷ھ

۱؎ معین الاولیاء کے صفحہ ۲۷۶ - ۲۷۷ پر لکھا ہے کہ حضرت رفیع الدین بایزید خورد اور مستورات صالحات کے مزارات ہیں

Marfat.com

مسجد نفیس سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ اندرون وسطی محراب میں سنہری حروف میں کلمہ طیب[1] لکھا ہوا ہے۔ ۱۲۶۱ھ میں جب تبرکات نبوی دہلی سے لا کر یہاں رکھے گئے اس وقت کلمہ اور اس محراب سے آب خنک رسنے لگا تھا لوگوں نے اسے تبرک لگا لیا۔ بعض لوگ اسے اشک افشانی سے تعبیر کرتے ہیں بیرونی محرابوں پر اللہ تعالیٰ کے نود نہ نام اور ذیل کا کتبہ ہے :-

شنیدم ز خاصان فرخندہ فال　　کہ بیش جلوس ابد اقبال
شہنشاہ دیں پرور دیں پناہ　　فلک قدر شاہجہاں بادشاہ
پناہ امم صاحب تخت و تاج　　کہ دارد شریعت بعہدش رواج
پس از فتح رانا بصد عز و جاہ　　بدولت در اجمیر زد بارگاہ
بطوف مزار حقائق شعار　　معین جہاں خواجۂ روزگار
حقائق پناہ و معارف مآب　　کہ دادش فلک قطب عالم خطاب
دراں روضۂ پاک مسجد نبود　　دلش را تمنائے مسجد فزود
خداوند را باخود اشد قرار　　کہ ماند ازو مسجد یادگار
بسے برنیاید ز دور فلک　　کہ آں قبلہ گاہ ملوک و ملک
چو بنشستہ بر تخت شاہنشہی　　ز لطف الٰہی بفرماں دہی
کمر بست حیث و قدم برکشاد　　بنا زراہ درسم ازرہ اعتقاد
بہ توفیق حق گشت کارش تمام　　بنا کرد ایں مسجد و شد تمام
زہے مسجد بادشاہ جہاں　　کہ دارد ز بیت المقدس نشاں
خوشا قدر ایں خانہ کز احترام　　بود ثانی اثنین بیت الحرام
مقدس حریم چو قدس خلیل　　بوصفش زباں وقف ذکر جمیل
شمارند با کعبہ اش توأماں　　کہ دید است مسجد بایں فروشاں
کند دستہ مژگان خود آفتاب　　کہ جاروب کش یابد اینجا خطاب

۱؎ احسن السیر ص ۵۲-۵۳

Marfat.com

نمایاں در و کعبہ وقت نماز　　ز محراب در بر حرم کردہ باز
بفرششش گذاری چو روئے امید　　شود نامہ چوں سنگ مرمر سفید
طلبگار حاجات دل بستہ اش　　بہار مناجات گلدستہ اش
چوں شاہ جہاں در محل نماز　　بمحراوش آورد روئے نماز
ز توفیق محراب کرد از دو سو　　بیک قبلہ پشت بیک قبلہ رو
جہاں را دو چشم اند مردم نشیں　　یکے خانۂ کعبہ و دیگر ایں
نشستہ بمسجد شہنشاہ دیں　　بود کعبہ پیوستہ مسند نشیں
اجابت زند بر عبادت نیاز　　خوش آں کس کہ آنجا گذارد نماز
تواں کر بر ممبرش جہاں سعید　　کزاں نام شاہ جہاں شد بلند
بہ تکلیف مردم برائے نماز　　درش چوں در توبہ پیوستہ باز
بو خطبہ شاہ تا در خورش　　زباں ملائک مے سزد ممبرش
لب حوضش از آب زمزم زلیست　　ز محراب با کعبہ زر بر دراست
زلالش ز بہر موجہ بے در تیغ　　بقطع تعلق کشیداست تیغ
ز سنگش چناں کار پرداز رنگ　　کہ گوئی بناشد ز یک پارہ سنگ
بفرمودہ سایۂ کردگار　　چو کرد ایں بنا را قضا استوار
نوشتند تاریخش اہل یقیں　　بنائے شہنشاہ روئے زمیں[1]

جب اس مسجد میں نماز جمعہ ہوتی ہے تو چار توپیں (توپ نما نال) داغی جاتی ہیں ۔ ایک بوقت اذ[ان] سنت ، دوسری خطبہ کے وقت تیسری بوقت اقامت اور چوتھی سلام کے بعد چلتی ہے ۔

چلہ بابا فرید گنجشکر اس مقام پر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے چلہ کشی کی تھی ۔ صندلی مسجد کے عقب میں اسکا دروازہ ہے ۔ دروازہ سے مقام چلہ تک زینہ دو زینہ کا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے حضرت خواجہ کے خام مزار کا یہی راستہ تھا ۔ مگر اب مدت درا[ز]

---

[1] دیکھو احسن السیر ۵۲-۵۴

ی مزار تک پہنچنے کا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔ چلّہ کا دروازہ ہمیشہ مقفل رہتا ہے مگر ماہ محرم کی
یخ تاریخ سالانہ کھلتا ہے۔ اسدن لوگ جوق درجوق اسکی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں

تی دروازہ اس دروازے کو مکی دروازہ بھی کہتے ہیں۔ اسکے کیواڑوں پر چاندی کا پتر چڑھا
ہوا ہے۔ روایت ہے جو اس دروازے سے ستّر مرتبہ گذر جائے وہ جنتی ہے۔ یہ
وازہ عیدین اور حضرت خواجہ غریب نواز و حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے عرس کے موقعہ
کھلتا ہے۔ اور لوگ جوق درجوق اس میں سے گذرتے ہیں۔

ریاری شاہجہانی مسجد کی جنوبی دیوار سے ملحق حوض کے متصل احاطہ چاریاری ہے جسکا
ایک چھوٹا سا دروازہ ہے۔ اس احاطہ میں ایک وسیع قبرستان ہے اسمیں جلیل القدر
رگان، فقرا، درویش، علماء اور حضرت خواجہ کے عقیدتمندان آرام فرما ہیں۔ مولانا شمس الدین (جو بروایتہ
ی حضرت مولانا فخر صاحب کے خلیفہ ہیں) مولانا محمد حسین الہ آبادی، حافظ شبیر علی بیگ، مولوی معین الدین
حب، حافظ مردان علی صاحب، حاجی وزیر علی صاحب اور حاجی رحمت علی صاحب خادم درگاہ اور دیگر
رات کے مزارات اسی احاطہ میں ہیں۔
صاحب احسن السیر کا صفحہ ۵۵ پر بیان ہے کہ اس احاطہ میں ان چار بزرگوں کے بھی مقبرے ہیں۔
حضرت خواجہ کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے تھے۔
سن ۱۳۶۱ھ میں علیفہ سید محمد حنیف صاحب اور اسماعیل صاحب خدام درگاہ کے سندھی موکل نے
ھی صاحبان کی آسائش کیلئے پانچہزار روپے کے صرف سے ایک دالان تعمیر کرایا ہے۔

ض جامع مسجد جامع مسجد کے متصل ایک خوشنما حوض ہے یہ پانی سے بھرا رہتا ہے، نمازی
اس میں وضو کرتے ہیں۔ اس حوض کے پانی پر سائبان نہیں ہے البتہ اس
الان طرف نمازیوں کے وضو کرنیکی جگہ سائبان ہے۔ اس حوض کے متصل اکثر بہشتی بھری مشکیں

چونکہ قبلہ رو ہے اسلیئے مکی دروازہ کہلاتا ہے
آپ کا وصال محفل سماع میں اس شعر پر ہوا ؎
گفت قدوسے فقیرے در فنا و در بقا   خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

Marfat.com

لئے رہتے ہیں۔ زائرین انھیں پیسے دیکر حوض میں پانی ڈلواتے ہیں۔

جھالرہ درگاہ شریف کے جنوب میں ایک گہرا چشمہ جھالرہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کبھی خشک نہیں ہوتا۔ درگاہ اور شہر کے بعض محلے اس سے پانی لیتے ہیں۔ درگاہ سے ایک وسیع زینہ اسمیں جاتا ہے۔ بہشتی اس زینے سے اکیں پانی بھر کر لاتے ہیں۔ دوسرا زینہ اکیں سو اکھمبہ کیطرف سے بھی ہے۔ تیسرا زینہ مقبرہ کے قریب ہے۔

جھالرہ کی مضبوط چہار دیواری شاہجہان بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ پہلے بارش کے زمانے میں نالہ گڑھہ بیٹھلی اسطرف سے بہتا تھا۔ اور یہی نالہ آگے چل کر ابو ندی کہلاتا تھا۔ جب اکبر بادشاہ نے اجمیر کی شہر پناہ بنوائی تو اس نالہ کو درگاہ بازار کیجانب کاٹ دیا اور اسکا بند بندھوا دیا۔ شاہ قلی خاں صوبہ دار اجمیر نے دوسری جانب بند کے دہانے پر اپنا مقبرہ اپنی حیات میں تعمیر کرایا۔ اس تدبیر سے خلق کو آسائش ہوگئی۔ ہزاروں آدمی اسکے پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ گہرا ہے زائرین اسکے پانی کو تبرک سمجھتے ہیں۔

شاہی گھاٹ لب جھالرہ ارکاٹی دالان اور حوض کے درمیان صحن کا نام شاہی گھاٹ یا سایہ گھاٹ ہے۔ اس صحن میں سنگ مرمر کی چھتری میں غریب نواز کے صاحبزاد سے خواجہ ابو سعید کا مزار ہے۔ یہ چھتری سید رحمت علی صاحب خادم درگاہ کے ایک موکل نے تعمیر کرائی تھی بقول صاحب معین الاولیاء ص ۲۷ اس چھتری کے پائیں میں ایک دوسری مرمریں چھتری کے اندر حضرت خواجہ کے برادر نسبتی آرام فرما ہیں مگر بقول احسن السیر ص ۱۶۰ یہ مزار حضرت خواجہ کے خلف خورد حضرت خواجہ ابو صالح (خواجہ حسام الدین) کا ہے

رجب ۱۲۰۷ھ مطابق ۱۷۹۳ء

ارکاٹی دالان سایہ گھاٹ کے متصل روضہ منورہ کے پائیں جانب ارکاٹی یا کرناٹکی دالان ہے۔ اسیں تین در بجانب روضہ منورہ ہیں۔ سنگ سپید کی خوبصورت عمارت ہے۔

یہ دالان نواب والاجاہ رئیس کرناٹک المخاطب بہ امیر الہند نے بعہد شاہ عالم تعمیر کرایا تھا

---

۱ دیکھو احسن السیر ص ۵۲-۵۵

Marfat.com

دروں کی محرابوں کے اوپر حسب ذیل اشعار کندہ ہیں۔

در حضور خواجۂ ہر دو سرا ۔ آں معین الدین شہ شاہنشاہ
چوں امیر الہند کاں عدل داد ۔ بحر جود و آسمان اعتقاد
یعنی آں نواب والا مرتبت ۔ نام ذوالاجاہ عالی منزلت
کامراں ملک کرناٹک بود ۔ بندۂ خاص خدا بیشک بود
آں خلوص نیت صدق غفیف ۔ بر نہادہ کرسی جائے لطیف
تا بیا سایند مردم اندریں ۔ موجب برکات باید بالیقیں
گفت چوں تعمیر والاجاہی است ۔ ہم بنائش موقف اللہی است
سال تاریخش ز دل کردم طلب ۔ وجد در خود کرد دل وا کرد لب
سال تاریخش بجو در ایں دعا ۔ باد دائم قائم ایں فرخ بنا

۱۲۰۷ھ

از جلوس شاہ پنج و سی طلب ۔ شد مرتب در مہ پاک رجب،،

خدام درگاہ میں جب کوئی موت ہو جاتی ہے تو اس دالان میں صف ماتم سوم تک بچھی رہتی ہے۔

پردہ نشین مستورات کے عبادت خانے روضۂ منورہ کے پائیں دروازے کے ہر دو جانب کرناٹکی دالان کے سامنے دو سنگ مرمر کے مختصر احاطے ہیں۔ بقول سیر الاولیاء ص۲۷۶ ان میں سے جو مزار بی بی حافظ جمال کے پائیں میں ہیں ان میں خواجہ معین الدین خورد، خواجہ قیام الدین بابریاں کے مزارات ہیں۔ مگر صاحب احسن السیر نے ص۱۲۳ پر ان مزارات میں شیخ بدہ مخاطب بہ سید الملک کے مزار کا اضافہ کیا ہے۔ اور ان حضرات کو نبیرگان خواجہ بزرگ لکھا ہے۔

دالان حاجی وزیر علی صاحب مرحوم خادم درگاہ ۱۳۵۵ھ و ۱۳۶۰ھ ارکاٹی دالان اور سبیل سے ملحق یہ دو دالان حاجی وزیر علی صاحب خادم درگاہ نے بنوائے ہیں۔

---

۱ دیکھو احسن السیر ص۱۲۶-۱۲۷

ان پر مندرجہ ذیل کتبے آویزاں ہیں۔

نقل کتبہ دالان متصل ارکاٹی دالان

"یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضرت خواجہ غریب نواز بیادگار قبلہ حاجی سید مردان علی مرحوم مغفور بصرف خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی خادم حضرت خواجہ تعمیر ہوئی۔ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ"

نقل کتبہ دالان متصل سبیل:

"یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بیادگار قبلہ و کعبہ سید حافظ فتح محمد صاحب۔ و محترمہ و مخدومہ عند اللہ والدہ صاحبہ بصرفہ خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی ربیع الاول ۱۳۶۰ھ میں تعمیر ہوئی"

مقبرہ شاہ قلی خاں

یہ مقبرہ جھالرہ کے مشرق میں ہے سنگ مرمر کی شمال رویہ عمارت تین در کی ہے چھت لداؤ کی ہے اسمیں چند قبریں ہیں انکے تعویذ سنگ ابری و طلائی کے ہیں۔ غالباً انہیں میں ایک کے منصب دار شہباز خاں کا مزار ہے یہاں محرم کی ۷ تاریخ تعزیہ رکھا جاتا ہے۔ اسلئے اسے امام باڑہ بھی کہتے ہیں۔

یہ مقبرہ محمد تقی بخشی المخاطب بہ شاہ قلی خاں نے بنوایا تھا۔ یہ عہد اکبری میں منصب ہزاری پر مامور تھے مگر انہیں اسمیں دفن ہونا نصیب نہ ہوا۔ بقول منتخب التواریخ شاہ قلی خاں نے ۱۰۰۸ھ میں بمقام آگرہ وفات پائی۔ عہد اکبری میں اجمیر کے صوبہ دار تھے۔ شہر اجمیر سے تقریباً ایک کوس کے فاصلے پر بسمت مشرق لب سڑک ان کا ایک باغ بھی ہے۔ اہل اجمیر اسے میر شاہ علی کہتے ہیں[۱]

سبیل خواجہ سنجری ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء

یہ سبیل حاجی وزیر علی صاحب مرحوم خادم درگاہ شریف نے تعمیر کرائی تھی۔ اس پر ذیل کی عبارت کا کتبہ آویزاں ہے۔

"بیادگار برادر مکرم حافظ سید عبد العزیز صاحب و دختر نور چشمی عائشہ بی بی غفر اللہ لہما بصرف خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی وزیر علی۔ ربیع الاول

---

[۱] دیکھو احسن السیر صفحہ ۴۷-۴۸

Marfat.com

۱۳۶۰ھ میں تعمیر ہوا۔"
سبیل کے متصل مرزایان مندسور کے مزارات ہیں۔ یہ دولت راؤ سندھیا اور مادھوجی سندھیا کی طرف سے اجمیر کے حاکم تھے۔

چھتری دروازہ سبیل کے قریب درگاہ شریف کا جنوب رویہ دروازہ ہے۔ بیرونی زائرین کی زیادہ آمد و رفت اسی دروازہ سے رہتی ہے۔ شاہی چھ بجے بعد (عشاء کی نماز سے تقریباً گھنٹہ سوا گھنٹہ بعد) یہ دروازہ مقفل ہوجاتا ہے۔ مگر اس کی کھڑکی کھلی رہتی ہے۔ غریب نواز کے عرس میں شب بھر کھلا رہتا ہے۔ خدام صاحبان میں جب کوئی موت ہوجاتی ہے تو مرنیوالے کے رشتہ دار یہاں آکر بیٹھتے ہیں۔

کھڑکی دروازہ یہ دروازہ شرق رویہ ہے اسکے ہر دو جانب حجرے اور سہ دریاں وغیرہ بنی ہوئی ہیں۔ شاہی چھ بجے بعد یہ دروازہ مقفل ہوجاتا ہے مگر غریب نواز کے عرس کے ایام میں رات بھر کھلا رہتا ہے۔

اس دروازے کے متصل صحن میں شیخ میر کی قبر ہے۔ یہ امراء داراشکوہ میں سے تھے۔ ۱۰۶۹ھ میں عالمگیر کی فوج کے ہاتھ سے قلعہ تارا گڈھ پر قتل ہوئے تھے۔ ان کے متصل شاہ نواز خاں کی قبر ہے۔ یہ بہت بہادر تھے یہ داراشکوہ اور عالمگیر کی جنگ کے موقع پر داراشکوہ کی فوج کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ ان دونوں کو عالمگیر نے دفن کرایا تھا۔

حمیدیہ دالان بیگمی دالان اور کھڑکی دروازہ کے درمیان یہ دالان سید عبدالحمید صاحب خادم درگاہ نے زائرین کی آسائش کیلئے تعمیر کرایا ہے۔ اسکی تیاری میں تقریباً پچاس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ عرس کے ایام میں زائرین یہاں ٹھہرتے ہیں۔ محفل پنجشنبہ کے موقع پر یہاں مستورات بیٹھتی ہیں۔ جسب ذیل تاریخ تعمیر اس پر کندہ ہے۔

سَلامٌ بَاقِیْ غَنِیْ مَجِیْد
۱۳۶۱ھ

تعمیر دالان کا قطعہ تاریخ حسب ذیل ہے:۔

وہ ہیں خادم خواجۂ چشتیاں ۔۔۔ انھیں لوگ کہتے ہیں عبدالحمید

Marfat.com

یہ دیکھا کہ بارش میں اور دھوپ میں — غریبوں کو ہوتی ہے زحمت شدید
نظر آ گئی راہ نیکی صحیح ! — کہ تیار کی یہ عمارت جدید
کچھ ایسے ہی کام اور انجام دیں — کہ حاصل ہو لوگوں کو راحت مزید
لکھا سال تاریخ باسر دیں — وسیعٌ عظیمٌ لطیفٌ مجید

نظامؒ سقہ کی قبر یہ قبر حمید یہ دالان کے قریب ہے۔ سنگ مرمر کے چبوترے کے گرد جالی دار کٹہرا ہے اور تعویذ مزار پر مبنت ہیں گل بوٹے بیل پتے کندہ ہیں۔ ان میں عمدہ قسم کی پچیکاری ہے۔

شاہان مغلیہ کے زمانے میں اس مزار پر زرین شامیانہ نقرئی استادوں پر کھینچا رہتا تھا۔ جب عالمگیر درگاہ شریف میں حاضر ہوا تو اسے اس قبر پر حضرت خواجہ کے مزار کا دھوکہ ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ "یہ تو نظام سقہ کی قبر ہے" یہ سنکر عالمگیر نے کہا "شمع پیش آفتاب بے رونق دارد" اس نے وہ سب آرائش جو اس قبر پر تھی لٹوادی۔[2]

اولیا مسجد پہلے یہ قلندری مسجد تھی صوبہ بہار کے عقیدتمند سیٹھ محمد بخش صاحب نے حال ہی اس پر تین درکی مرمریں بیش قیمت عمارت تیار کرانے کی سعادت حاصل کی ہے بقول احسن السیر، چونکہ غریب نواز اس مقام پر نماز پڑھا کرتے تھے[3] اسلئے عقیدتمندان اس میں نماز پڑھنے کو زیادہ بہتر تصور کرتے ہیں۔

احاطہ کوچک سنگِ سفید پیش صحن مسجد صندل خانہ درمیانی صحن کے بالمقابل بجانب شرق سنگ سفید کا احاطہ ہے۔ ایک شیخ تاج الدین بایزید بزرگ ان کے اقرباء اور ازواج کے مزارات ہیں۔[4] مگر بعض حال کے تذکروں میں لکھا ہے کہ یہ مزارات یادگار محمد اور ان کی زوجہ کے ہیں۔

---

[1] یہ وہی نظام سقہ ہے جسنے قنوج کے پاس گنگا پار کرنے میں ہمایوں بادشاہ کی جان بچائی تھی اور ہمایوں نے اس صلہ میں اسے سلطان نیمروز بنا دیا تھا۔

[2و۳] دیکھو احسن السیر صفحہ ۵۶-۵۷ [4] دیکھو معین الاولیاء صفحہ ۲۷۵-۲۷۶

Marfat.com

بیگمی دالان
۱۰۵۳ھ مطابق ۱۶۴۳ء

گنبد شریف کے شرقی دروازہ کے آگے یہ دالان جہاں آرا بنت شاہجہاں نے ۱۰۵۳ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ اس کی چھت، ستون سنگ مرمر کے ہیں اور فرش سنگ افشاں ابری اور طلائی کا ہے[1]۔ ۱۸۸۷ء میں اسکی دیواروں اور تھاموں پر نواب مشتاق علی خاں والی رامپور نے سنہری کام کرایا اور چھت بمبئی کے ایک مسلمان سوداگر نے نقش و نگار بنوائے[2]۔ مگر اب کام ماند ہو گیا ہے۔ دالان کی چھت میں بلوریں جھاڑ فانوس آویزاں ہیں۔ چھت کے اوپر کی جانب سنہری کلسیاں ہیں۔ کہا جاتا ہے مختلف اشخاص کی نذر کردہ ہیں۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں چھت کی ایک پٹی چٹک گئی تھی۔ اسکے ٹوٹ کر کے گر جانے کا اندیشہ تھا۔ سنہ ۱۹۴۲ء میں نواب غلام کبریا رئیس جل پائی گوڑی (بنگال) نے اس پٹی کو بدلوایا۔
عہد جہانگیر کی تصویر[3] دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں بیگمی دالان کی جگہ کٹہرا تھا بیگمی دالان کے سامنے دور تک سنگ مرمر کے فرش کا ایک وسیع صحن ہے اور اسکے گرد سنگین کٹہرا لگا ہوا ہے۔ اس صحن میں روبرو بیگمی دالان آج کل بھی ایک بڑا شامیانہ استادہ رہتا ہے۔ یہاں ایک کھرنی کا پرانا درخت ہے۔ کہا جاتا ہے۔ یہ درخت جہانیاں جہاں گشت نے اجمیر حاضر ہوتے وقت نصب کیا تھا۔ مشہور ہے اسکی چھال اگر پانی میں پیس کر اگر مار گزیدہ کو پلائیں تو اچھا ہو جاتا ہے اس درخت کے متعلق عوام میں بہت سی غیر معتبر باتیں مشہور ہیں جنھیں صاحب احسن السیر نے ص۵۸-۵۹ پر لکھا ہے ستون سنگ جو اس درخت کی ٹیک کیلئے اسکے نیچے لگا دیا ہے وہ کسی بتخانے کا ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ کسی طرح کسی بتخانے کا ستون نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ وہ سپاٹ سنگ مرمر کی ایک پٹی ہے۔ خدا معلوم بے سروپا روایت احسن السیر نے کہاں سے لکھ دی۔

توشہ خانے
بیگمی دالان سے گنبد شریف میں داخل ہوتے ہوئے پہلے ایک خوبصورت شاندار

---

[1] دیکھو احسن السیر ص۴۳-۴۴

[2] دیکھو کتاب ہر اجمیر از ہر بلاس ساردا ص۹۱

[3] یہ تصویر رامپور کے سرکاری کتب خانہ میں موجود ہے اور رسالہ آستانہ میں اسکا عکس شائع ہو چکا ہے۔

Marfat.com

دروازہ آتا ہے۔ اس دروازے سے گذر کر بدست راست و چپ دو حجرے ہیں ایک میں روضہ موزہ کی
ضروریات کی چیزیں رکھی رہتی ہیں۔ شمالی توشہ خانہ میں روزانہ کے استعمال کی چادریں۔ اگردانی، چو
اور دیگر سامان متعلقہ رہتا ہے۔ جنوبی توشہ خانہ میں قیمتی سامان رہتا ہے۔ شاہجہاں بادشاہ کا
بھی اسی میں مقفل رہتا ہے۔ اسمیں سات قفل لگے رہتے ہیں ان ساتوں کی کنجیاں سات خدّ
صاحبان کے پاس رہتی ہیں۔

صاحب احسن السیر کا ص۳۸ پر بیان ہے کہ ان دونوں حجروں میں خواجہ فخر الدین گردیزی خادم
خواجہ اور ان کی اہلیہ کے مزارات ہیں۔ مگر بقول معین الاولیاء ص۲۷۵ ان حجروں میں بالتحقیق
خواجہ کی ہر دو ازواج کے مزارات ہیں۔

ان دونوں حجروں کے درمیان ایک دروازہ کھلا ہے۔ احسن السیر کا ص۳۹ پر بیان ہے کہ
اس دروازہ میں بعد فتح چتوڑا اکبر بادشاہ کی لائی ہوئی جوڑی چڑھی ہے۔ اس پر یہ شعر کندہ ہے
جو بعد کا معلوم ہوتا ہے ؎

"رکھے ہمیشہ تیری تیغ کار کفر تباہ بحق اشہد ان لا الٰہ الا اللہ"

اسی دروازے سے آگے دوسرے دروازے پر یہ اشعار مرقوم ہیں ؎

بیا کہ کعبۂ اہل دل است خواجہ معینؒ طواف مرقد او می کنند شاہ و گدا
زراہ صدق در آ در مقام خواجہ معینؒ کہ ہست روضہ پاکش چو جنت الماویٰ

۱۲۴۰ھ میں نواب فیض اللہ خاں بنگش مرحوم رئیس فرخ آباد نے باہر والے دروازے پر کواڑا
کی جوڑی چڑھائی جس پر حسب ذیل تاریخ کندہ ہے ؎

خان فیض اللہ بنگش کہ نگارش عالی است ساخت دروازہ معینؒ جاوید!
چونکہ درگاہ معین است چو خورشید بلند سال تاریخ شدہ باب طلوع خورشید
۱۲ ھ ۴

اس دروازہ کے شمال رخ ایک بڑا عقیق یمنی زرد رنگ کا دیوار میں جڑا ہوا ہے۔

عام طور سے سرے کا رنگ سفید سمجھا جاتا ہے مگر خواص اور جوہری جانتے ہیں کہ ہیرا زردی مائل، گلابی مائل، سیاہی مائل اور سبزی مائل بھی
ہے۔ اسی طرح عام طور سے عقیق بھی سرخ رنگ کا خیال کیا جاتا ہے حالانکہ اس کی ایک قسم زردی مائل ہوتی ہے۔

Marfat.com

روضہ منورہ

خواجہ حسین ناگوری نے برسوں حضرت خواجہ کی مجاورت کی ہے۔ یہ شیخ حمید الدین ناگوری کی اولاد میں سے ہیں۔ انکے زمانے میں حضرت خواجہ کا مزار اقدس خام تھا۔ اور مزار شریف پر عمارت نہ تھی[۱]

سلطان غیاث الدین[۲] خواجہ حسین ناگوری سے ازراہِ عقیدت بلایا تھا مگر آپ شاہانہ صحبت سے گریز کرتے تھے۔ لیکن سرورِ عالم کے موئے مبارک کی زیارت کرنے کے لئے آپ سلطان کے پاس تشریف لے گئے۔ سلطان نے تحائف پیش کئے مگر آپ نے قبول نہ کئے۔ لیکن آپکے صاحبزادے کے دل میں لینے کا خیال پیدا ہوا۔ آپنے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ " اگر یہ لیتے ہو تو لازم ہے کہ اس مال سے خواجہ بزرگ اجمیری اور اپنے جد صوفی حمید الدین ناگوری کے مزارات مبترک تعمیر کراؤ۔ چنانچہ اس رقم سے حضرت خواجہ بزرگ کے کچے مزار پر گنبد و عمارات روضہ تیار کرائی گئیں[۳]

گنبد شریف کا اندرونی حصہ سنگ بستہ کا ہے اسمیں چونے سے ریخ بندی کی گئی ہے۔ بالائی حصہ اینٹوں سے تیار کیا گیا ہے۔ لداؤ کی ڈاٹ پر چونے کا صندلہ ہے اس پر گھٹائی کا کام ہے گنبد پنچ پہلو انس میں ہے۔ مگر پنجوانس میں بھی کوئی دوسرا گنبد اس ڈول کا ہندوستان میں موجود نہیں۔ اس سفید گنبد پر سنہری تاجدار کلس آویزاں ہے۔ اسلئے حضرت خواجہ کو دھولی گنبدا ور سنہری کلس والا خواجہ بھی کہتے ہیں۔ یہ کلس نواب حیدر علی خاں صاحب برادر کلب علی خاں صاحب والیٔ رام پور نے نصب کرایا تھا۔ کہا جاتا ہے پہلے عالم نام کے بنجارے نے بھی گنبد شریف پر سوا من سونے کا کلس چڑھایا تھا۔ گنبد شریف کی دیواروں پر سنہری کلسیاں ہیں۔

گنبد کے اندرونی حصہ میں سنہری لاجوردی کام ہے۔ یہ نواب مشتاق علی خاں صاحب مرحوم والیٔ رام پور نے کرایا تھا۔ چھت میں کاشانی مخمل کی زریں چھت گیری لگی ہوئی ہے۔ اسمیں طلائی

۱؎ دیکھو معین الاولیاء ص ۲۷۳ - ۲۷۴ احسن السیر ص ۲۷۰-۲۷۳

۲؎ سلطان غیاث الدین ۸۶۵ھ میں فوت ہوا (احسن السیر ص ۳۵)

۳؎ دیکھو کتاب "عزیز نواز" ص ۱۴۱-۱۴۲ مرتبہ بشیر احمد خاں لاہوری

Marfat.com

زنجیروں میں سنہری گولے لٹک رہے ہیں۔ انکی قیمت بحساب فی گولہ پانچ ہزار روپیہ ہے۔ ایک گولہ ابھی ایک سال پیشتر چرالیا گیا تھا بعد میں چور کے پاس مل گیا۔ اسکا سونا شاہجہاں کے زمانے کا عمدہ سونا بتایا جاتا ہے

طلائی نقش و نگار در اور قبہ شریف کی دیواروں پر خواجہ حسین ناگوری کی عقیدت کا نتیجہ ہیں۔ عربی دیواریں سنگ مرمر کی جالی پر ذیل کی تاریخ مرقوم ہے

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معینؒ   گفت ہاتف گو معظم قبۂ عرش بریںؒ

۹۳۹ھ

گنبد شریف کے اندر آب زر سے ذیل کے اشعار مرقوم ہیں

خواجہ خواجگاں معین الدین   اشرف اولیائے روئے زمیں
آفتاب سپہر کون و مکاں   بادشاہ سریر ملک یقیں
در جمال و کمال او چہ سخن   ایں مبیں بود حسن و حصیں
مطلع در صفات او گفتم   در عبادت بود چو در یمیں
اے درت قبلہ گاہ اہل یقیں   بر درت مہر و ماہ سودہ جبیں
روئے بر درگہت ہمیں سایند   صد ہزاراں ملک چو خسرو چیں
خادمان درت ہمہ رضواں   در صفات روضہ ات چو خلد بریں
ذرۂ خاک او عبیر سرشت   قطرۂ آب او چو ماء معیں
جانشین معین خواجہ حسین   بہر نقاشیش بگفت چنیں
کئے شود رنگ تازہ کہنہ زنو   قبلہ خواجہ معین الدین[۱]

الٰہی تا بود خورشید و ماہی   چراغ چشتیاں را روشنائی

---

[۱] دیکھو احسن السیر ص۳۵ و معین الاولیاء ص۲۷

Marfat.com

اقدس کے تعویذ میں یاقوت رمانی جڑا ہوا ہے۔ زربفت وکمخواب وغیرہ کی قیمتی قبر پوشوں سے
ڈھکا رہتا ہے۔ قبر پوش پر پھولوں کی سیج اور بکثرت پھول رہتے ہیں۔
چھپرکھٹ کے بیچ میں سنہری کٹہرہ نصب تھا۔ یہ شہنشاہ جہانگیر نے بنوا کر نذر کیا تھا۔ جہانگیر نے اس
کے متعلق توزک جہانگیری میں لکھا ہے کہ بعض مرادیں بر آنے پر ۱۰۲۵ھ میں میں نے مجحر طلائی جالی
مرقد خواجہ بزرگ پر نذر کیا۔ یہ مجحر ایک لاکھ دس ہزار روپے کی لاگت سے بتاریخ ۲۷ رجب المرجب
تیار ہوا۔ میں نے حکم دیا کہ اسے لیجا کر روضہ اقدس پر نصب کر دیں،، مگر یہ کٹہرہ اب موجود نہیں ہے
بلکہ دوسرا نقرئی مجحر موجود ہے۔ اسکی مرمت راجہ جے سنگھ سوائی ودبائی جے پور نے شیخ محمد حیات
اور حاجی منظور علیخاں متولی آستانہ کے اہتمام سے کرائی تھی۔ اس کا وزن بیالیس ہزار نو سو اکسٹھ
تولہ تین ماشہ ہے۔ موجودہ دونوں کٹہرے نواب جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں کے بنوائے ہوئے
ہیں۔[1]

اندرون گنبد شریف زردوزی کے شامیانے ہیں انہیں سے ایک نواب کلب علی خاں والی رامپور
اور دوسرا نواب ابراہیم علیخاں والیٔ ریاست ٹونک کا نذر کردہ ہے۔ مزار شریف کے غرب میں محراب
کے اندر زمانہ قدیم کا خوشخط قلمی کلام مجید سفید نقرئی صندوق میں نقرئی چوکی کے اوپر قد آدم
بلندی پر رکھا ہوا ہے۔ زائرین اس کو بوسہ دیتے ہیں۔ عرس شریف کے ایام میں یہ یہاں سے
اٹھا لیا جاتا ہے۔ اسکا چاندی کا صندوق اور چوکی نظام کی نذر کردہ ہیں۔ قرآن مجید کے اوپر
کعبہ شریف کا سیاہ مخملی پردہ لٹکا ہوا ہے۔ اس پر آیات قرآنی طلا سے لکھی ہوئی ہیں۔[2]

مجحر بی بی حافظہ جمال

روضہ منورہ کی جنوبی دیوار میں بائیں رخ تین دروازے ہیں۔ ادھر
ادھر کے دروازے بعض خاص حالات اور موقعہ پر کھولے جاتے ہیں
درمیانی دروازہ دن بھر کھلا رہتا ہے۔ اس دروازے کے آگے سنگ مرمر کے ستونوں پر چھتری بنی
ہوئی ہے۔ چھتری کے متصل روضہ منورہ کی جنوبی دیوار سے ملحق حجرہ میں حضرت خواجہ کی صاحبزادی

---

[1] دیکھو احسن السیر صفحہ ۳۷-۳۸

[2] دیکھو کتاب "غریب نواز" صفحہ ۱۴۴-۱۴۵ مرتبہ بشیر احمد لاہوری

Marfat.com

بی بی حافظ جمال آسودہ ہیں۔ غالباً یہ حجرہ حضرت خواجہ کے روضے کے ساتھ تعمیر ہوا۔ بی بی کے سنگ مزار کے تعویذ میں سنگ ابری، طلائی، لسنیہ اور فیروزہ وغیرہ سے پچیکاری کی گئی ہے۔ مزار کے بیش بہا قبر پوش پر پھول رہتے ہیں متصل مزار دو چھوٹی چھوٹی قبریں ہیں۔ یہ دونوں بی بی صاحبہ کے صاحبزادوں کے مزارات ہیں۔ ان کا انتقال صغیر سنی میں ہوگیا تھا۔[1]

حجرہ حور النساء عرف چمنی بیگم بنت شاہجہاں بادشاہ

یہ حجرہ روضہ شریف کے غرب میں واقع ہے۔ صاحب احسن السیر نے ص۴۲ پر بحوالہ توزک جہانگیری و شاہجہاں نامہ لکھا ہے کہ بروز چہارشنبہ بتاریخ ۲۹ رجمادی الاول ۱۰۴۵ھ حور النساء بنت شاہجہاں نے وفات پائی۔ روضہ شریف کی دیوار سے ملحق دفن کی گئی۔ جہانگیر اس پوتی کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ یہ مختصر مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اسکے کواڑ بھی سنگ مرمر کے تھے۔ عوام اسکے اندر پیسے کوڑیاں پھینکا کرتے تھے۔ اس سے لوح کے ٹوٹنے کا اندیشہ تھا۔ بایں وجہ اسکا دروازہ تیغا کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ تعویذ قبر پر ایک بیش بہا عقیق یمنی کی تختی آویزاں ہے

احاطہ نور

قبہ مبارک کے جنوب و مغرب میں سنگ مرمر کا خوشنما احاطہ ہے۔ اسکے کچھ حصے پر سقف بھی ہے۔ اس احاطے کے صحن میں آنے کیلئے دو دروازے ہیں۔ ایک قبہ شریف کے جنوب میں ہے یہ پائیں دروازہ کہلاتا ہے۔ دوسرا متذکرہ جنتی دروازہ ہے۔ ان دروازوں پر سنہری کلیساں ہیں[2]۔ اس احاطہ میں لوگ قرآن خوانی کیا کرتے ہیں۔

۸۵۹ھ مطابق ۱۴۸۴ء

مسجد صندل خانہ

سلطان محمود خلجی المعروف بہ سلطان مانڈو نے جب قلعہ دار گجادھر کو قتل کرکے اجمیر فتح کرلیا اس وقت بطور اظہار تشکر سلطان موصوف نے روضہ منورہ کے سرہانے کیطرف یہ مسجد تعمیر کرائی تھی[3]۔ بقول حضرات القدس (دفتر دوم ص۱۴۷) اجمیر شریف کی مسجد (مسجد صندل خانہ) کی جنوبی دیوار کی بنیاد کمزور ہو گئی تھی اور قریب گرنے کے تھی گویا آجکل میں گرنیوالی تھی۔ جو شخص اس کے

---

[1] دیکھو احسن السیر ص۴۱-۴۲

[2] دیکھو احسن السیر ص۴۲-۴۳ [3] دیکھو احسن السیر ص۴۸-۴۷ و معین الاولیاء ص۲۷۵ اور کتاب اجمیر ص۹۰ از ہربلاس

سامنے سے گذرتا تھا بھاگ کر نکل جاتا تھا۔ مجدد الف ثانی کے مریدوں کے دلوں میں اس دیوار کا ہمیشہ خوف غالب رہتا تھا۔[۱]

بقول کتاب "غریب نواز"، (ص ۱۳۴) پہلے اسکے تین در تھے۔ جہانگیر بادشاہ نے اس میں چار در بڑھا کر تعمیر نو کرائی۔ بعد ازاں اورنگ زیب نے اپنے عہد حکومت میں اسکی مرمت کی خدمت انجام دی۔ اسلئے اس مسجد کو تینوں بادشاہوں کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ مزار شریف کے اترے ہوئے پھول یہاں رکھے جاتے ہیں۔ اسلئے اسے مسجد پھول خانہ کہتے ہیں۔ اور حضرت خواجہ کے مزار اقدس کیلئے یہاں صندل گھسا جاتا ہے اسلئے اسے مسجد صندل خانہ بھی کہتے ہیں۔[۲]

۱۳۲۰ھ میں نواب محمد اسحاق خان صاحب جہانگیر آباد نے سید نثار احمد صاحب مرحوم متولی درگاہ شریف کی نگرانی میں باہتمام صاحبزادہ سید زین العابدین صاحب اسکی مرمت کرائی۔ صاحبزادہ سید عبدالمعبود صاحب اجمیری نے اسکی مرمت کی حسب ذیل تاریخ لکھی ہے جو بیرونی درول پر مرقوم ہے

ساخت صافی در چو ایں مسجد	مہر و ماہ از صفائے او در ماند
ابر از مصرعہ پئے تاریخ	سال صوری و معنوی بر خواند
ہجری اندر عربیہ معنی	عیسوی را لشہر لفظ فشاند
بہ تعجب ز فکر من ہاتف	اللہ اللہ لبیت مرتبہ خواند[۳]

۱۳۲۰ھ

مسٹر ہربلاس سارڈا نے اپنی کتاب اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو کے ص ۹۰ پر لکھا ہے:۔
ترجمہ:۔ اس صحن (صحن چراغ) سے دو چھوٹے دروازے صحن کو جاتے ہیں جہاں حضرت خواجہ کا مزار و جامع مسجد ہے۔ اس دروازے کے اندر جو کہ بلند دروازہ کے بالمقابل ہے

۱۔ حضرات القدس دفتر دوم ص ۱۴۷ ۲۔ دیکھو کتاب "غریب نواز"، ص ۳۴-۳۵ ۳۔ ہربلاس سارڈا نے اپنی کتاب "اجمیر ہسٹوریکل ڈسکرپٹو"، ص ۹ پر ۱۳۱۴ھ لکھا ہے۔
۴۔ دیکھو کتاب "غریب نواز"، ص ۳۴-۳۵

Marfat.com

ایک مسجد ہے۔ اسکے متعلق مختلف روایات ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ سلطان محمود خلجی (مانڈو) اور جہانگیر بنوائی ہوئی ہے۔ جہانگیر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ۱۶۱۰ء میں اس نے ایک مسجد بنائی اور وہ شاید یہی مسجد ہے۔ یہ صندل خانہ بھی کہلاتی ہے اس وجہ سے کہ صبح و شام مزار پر صندل چڑھانے کے لئے یہاں تیار کیا جاتا ہے۔ نواب اسحاق خاں (جہانگیر آبادی) کے صرف سے اسکی مرمت ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۶ء میں کی گئی۔ اس مسجد کے شمال میں چمیلی کے درخت ہیں۔ خواجہ صاحب کی دو بیبیاں یہاں آرام فرما ہیں۔ صندل خانہ کے نیچے ایک تہ خانہ کیطرف راستہ ہے جہاں کہ خواجہ صاحب کو دفن کیا گیا تھا۔ اور کچی قبرا ینٹوں کی بنائی گئی تھی۔ روایت ہے کہ تہ خانہ میں مہادیو کی مورتی ایک مندر میں ہے جسمیں روزانہ ایک برہمن صندل چڑھایا کرتا تھا اسکے خاندان کی درگاہ اب بھی کفیل ہے۔ اور جو گھڑیالی کہلاتے ہیں۔"

مسٹر ہربلاس ساردا نے اپنی بیان کردہ اس روایت کہ تہ خانہ میں مہادیو جی کی مورتی ایک مندر میں ہے" کا کوئی ماخذ نہیں بتایا نہ روایت مسٹر ہربلاس سارداسے پہلے کی کسی مستند کتاب میں لکھی گئی ہے۔ مزید برآں ہمارے نزدیک یہ روایت بوجوہات ذیل بھی قابل قبول نہیں اور پایہ تحقیق سے گری ہوئی ہے۔

درگاہ شریف کا قطعہ زمین زیر دامن کوہ اور پانی (جھالرہ) کے متصل ہونیکی وجہ سے ناہموار اور جگہ جگہ نیچا اونچا تھا۔ چنانچہ تعمیرات کے وقت باوجود سطح برابر کرنے کے اب تک بھی بعض مقامات اونچے ہیں۔ بعض نشیب میں ہیں۔ بارش پانی کے نکاسی کے پیش نظر بوقت تعمیرات (جو مختلف اوقات میں ہوئیں) کہیں نشیب کو مٹی سے پر کیا گیا ہے۔ کہیں نیچے مقامات پر چھت ڈال کر بشکل تہ خانہ کار آمد جگہ نکالی گئی ہے۔ اور بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے چلہ کا مقام چونکہ متبرک تھا، اسلئے اس پر تہ خانہ بنا کر اصلی سطح پر قائم رکھا گیا۔ پس صرف تہ خانوں کا ہونا مندر کی موجودگی کی دلیل نہیں۔ علاوہ ازیں اگر یہاں مندر ہوتا تو مسلمان اسکی نمود کے بجائے چھت ڈال کر قائم رکھنے کے اسے مٹی سے پاٹ دینے کو ترجیح دیتے۔

جو لوگ اسلامی مسلک درویشی سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اس مقدس گروہ کی نظر میں ہر وہ پرستش گاہ خواہ وہ مندر یا مسجد، قابل عزت ہے۔ جہاں کسیطرح بھی عبادت کی

Marfat.com

جائے اور معبدگاہ کو کوئی مسلمان درویش آئین جائے سکونت بنانا ہرگز پسند نہیں کرے گا جس مقام پر اس وقت حضرت خواجہ کا روضہ ہے وہ بعض روایات کے مطابق حجرۂ سکونت تھا۔ یا باورچی خانہ پس اگر اس مقام پر مندر ہوتا تو حضرت خواجہ مسلک درویشی کے مطابق یہاں اپنا حجرۂ[1] سکونت یا باورچی خانہ ہرگز نہ بناتے۔

اگر بفرض محال یہ تسلیم کرلیا جائے کہ عہد غریب نواز سے قبل یہاں مندر تھا تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انصاف پسند غیور راجپوت اور مرہٹوں نے اپنی حکومت کے زمانہ میں پھر اسے مندر میں کیوں تبدیل نہیں کردیا حالانکہ بقول ہربلاس[2] سارد ا اجمیر میں ان صاحبان کی حکومت ۱۷۵۶ء سے ۱۸۱۸ء تک رہی تشریح حسب ذیل ہے۔

سندھیا آف گوالیار اور مرہٹہ رام سنگھ	۱۷۵۶ء لغایۃ ۱۷۵۸ء
سندھیا کی حکومت صرف شہر اجمیر پر	۱۷۵۸ء لغایۃ ۱۷۸۷ء
راٹھور آف جودھ پور	۱۷۸۷ء لغایۃ ۱۷۹۰ء
سندھیا آف گوالیار	۱۷۹۱ء لغایۃ ۱۸۱۸ء
ایسٹ انڈیا کمپنی آف لندن	۱۸۱۸ء لغایۃ ۱۸۵۶ء
شاہان لندن	۱۸۵۷ء لغایۃ ۱۹۴۷ء

صرف غریب نواز کے روضہ منورہ پر ہی صندل پیش کرنیکی رسم نہیں ہے بلکہ یہ رسم ہندوستان میں اکثر چشتی بزرگوں کے مزارات پر جاری ہے۔ چنانچہ عام طور سے باخبر حضرات واقف ہیں کہ حضرت گیسو دراز کے مزار پر اتنا صندل جمع ہوگیا تھا کہ اس طرف کا آدمی دوسری طرف کے آدمی کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ حیدرآباد دکن میں مزارات پر رسم صندل جاری ہے۔ پس اگر گھڑیالی قبل زمانہ غریب نواز یہاں مندر پر صندل پیش کرتا ہوتا تو غریب نواز کے بعد زمانے میں بھی اس خاندان کو بجائے گھڑیالی کے یہی خدمت دی جاتی جسمیں اسے پورا تجربہ تھا۔ اور عہد غریب نواز سے قبل کا بھی کوئی فرمان ان کے

---

[1] دیکھو عطائے رسول ص ۱۵۶ ء ۲ قلمی نسخہ مونس الارواح

[2] دیکھو کتاب "اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو" از ہربلاس سارداص ۲۲۹

Marfat.com

پاس ایسا ہوتا جس سے ان کا صندل چڑھانیکی خدمت پر مامور رہنا پایا جاتا، مگر اس زمانے کا کوئی فرمان اس خاندان کے افراد کے پاس نہیں ہے بلکہ انکے پاس جو فرمان ہے وہ عہد مغلیہ کا ہے۔ اس فرمان کی رو سے انکا تقرر مثل باورچیان، فراش، چوبداران (زکابداران) وغیرہ درگاہ میں بطور گھڑیالی ہوا۔ کیوں کہ گھنٹہ بجانے میں ہنود صاحبان کے پوجا کرنیکے طریق کی مشابہت ہے۔ اس لئے مسلمان اس خدمت کو کرنا اچھا نہیں سمجھتے تھے، بایں وجہ یہ آسامی ہندو کو دی گئی اور بقیہ خدمات پر مسلمانان مقرر کیے گئے۔ پس ہندو گھڑیالی کو اس امر کے ثبوت میں پیش کرنا کہ یہاں مندر تھا صحیح نہیں۔

احاطہ چہارم سولہ کھنبہ

شاہجہانی مسجد کی شمالی دیوار کی طرف باہر جاتے ہوئے ایک حجرہ میں مغربی دروازہ کے متصل حضرت احمد بختیار کا مزار ہے۔ اس دروازہ سے گزر کر ایک بڑا قبرستان ہے۔ اس میں سجادگان درگاہ اوران کے خاندان کے لوگوں کے مزارات ہیں۔ یہاں فقرا پڑے رہتے ہیں۔

مقبرہ خواجہ حسین اجمیری ۱۰۴۷ھ شاہجہانی مسجد کے عقب میں ایک قبہ کے اندر خواجہ حسین اجمیری اور ان کے خاندان کے لوگ آسودہ ہیں۔ یہ قبہ غریب نواز کے قبہ کی ساخت کا ہے۔ اسکی تعمیر بعہد شاہجہانی ۱۰۴۷ھ میں ہوئی۔ قبہ شریف میں برسر لوح سنگ یہ قطعہ تاریخ منقوش ہے۔

شد از توجہ ہادی و مرشد معین ۔۔۔ بنائے مقبرہ باصفائے خواجہ حسین
شہنشہ دوسرا خواجہ معین الدین ۔۔۔ بلفظ مغز شدہ سال خاتمیت این[1]
۱۰۴۷ھ

ایک بالشت کی چھتری یہ چھتری متصل سولہ کھنبہ دروازہ کے سردل پر ہے۔ دراصل یہ خواجہ حسین اجمیری کے احاطہ کا دروازہ ہے۔ اسکی وسعت ایک بالشت ہے[2]

سولہ کھنبہ یا شیخ علاء الدین کا مزار سولہ کھنبہ میں حضرت شیخ علاء الدین برادر عم زاد خواجہ حسین اجمیری

---

(۱) دیکھو معین الاولیاء ص۴۷ و احسن السیر ص۶۶ وغیرہ (۲) دیکھو احسن الاولیاء ص۹۷

Marfat.com

نبیرہ وسجادہ حضرت خواجہ بزرگ کا مزار ہے۔ ان کی حیات میں یہ مقام دیوانخانہ کہلاتا تھا بعد وفات یہ انکا مدفن ہوا اسکی شرقویہ محراب پر ذیل کا قطعہ تاریخ تعمیر منقوش ہے۔

بنائے مقبرہ بنہاد شیخ علاء الدین — کہ باد عاقبت او بخیر ارزانی
جوار مرقد آں شاہباز عرش نشین — کہ زیر شہپر او بیضہ مسلمانی
چہ کار در پئے اتمام سال رفتہ فرو — بگفت روضہ مرتب بخواں بآسانی

یہ عمارت سنگ مرمر کی ہے چونکہ اسکے سولہ کھنبے ہیں اسلئے یہ اس نام سے مشہور ہے اسکا طول وعرض ۲۰×۴۰ فٹ ہے۔ شیخ علاء الدین کو شاہجہاں کے عہد میں مذہبی وقار حاصل تھا ان کا وصال بعمر ۵۰ سال سنہ ۱۱۱۰ھ میں ہوا یہ۲

خدمات ومراسم درگاہ

خدمات ومراسم درگاہ کی ادائیگی سالہا سال سے پابندی کے ساتھ ہورہی ہے۔ قدیمی معینہ خدمات میں کسی کو ترمیم وتنسیخ اور رد وبدل کا اختیار نہیں ہے۔ رسم قدیم کے تحت درگاہ شریفہ میں ہر شخص فاتحہ قوالی، میلاد شریف، وعظ منقبت کا مشاعرہ اور بزرگان دین کے اعراس کرا سکتا ہے۔ ان نیک امور میں روکنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ البتہ منتظمین درگاہ باطلاع صاحب خیر بشرط ضرورت مقام ووقت تقریب میں تبدیلی کرسکتے ہیں۔ بعض مراسم منجانب درگاہ ادا کئے جاتے ہیں بعض کی ادائیگی انجمنین خدام صاحبان، محی الاوقاف یعنی گدڑی شاہی کمیٹی اور اہل عقیدت حضرات کرتے ہیں۔ تفصیلات حسب ذیل ہیں:۔

مراسم قدیم کے تحت معمولات درگاہ وتقاریب:۔

روزانہ صبح | فجر کی نماز سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل عقیدتمندان اور اہل حاجت روضہ منورہ کے شرقی

ع۱ دیکھو معین الاولیاء صفحہ ۲۷۹

ع۲ دیکھو کتاب "اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو" از ہربلاس سارداصفحہ ۹۷

Marfat.com

دروازہ کے سامنے جمع ہوتے ہیں - یہ وقت باب گنبد شریف کے کھلنے کا ہوتا ہے - دروازہ کھلنے سے پہلے ایک خادم دروازہ کے روبرو استادہ ہوکر اذان دیتا ہے - بعدازاں کلید بردار دروازہ کھولتا ہے - خدام صاحبان اندرون گنبد شریف داخل ہوکر مورچھل سے تربت شریف صاف کرتے ہیں - روضہ منورہ کے پھول بدل کر تازہ پھول چڑھاتے ہیں، لوبان سلگاتے ہیں بعدازاں جو زائرین اس موقعہ پر جمع ہوتے ہیں وہ اندرون گنبد شریف حاضری دیتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں -

تھوڑی دیر بعد فجر کی نماز کا وقت ہوجاتا ہے اس وقت اور زیادہ لوگ درگاہ میں آجاتے ہیں مساجد درگاہ میں اذانیں ہوتی ہیں بعدازاں ان مساجد میں نماز فجر ادا کیجاتی ہے - نماز سے فارغ ہوکر لوگ جوق جوق گنبد شریف میں حاضری دیتے ہیں - سلام پیش کرتے ہیں، اہل حاجت حاجت براری کی دعائیں مانگتے ہیں - صبح سے نماز عشار کے گھنٹہ بھر بعد تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے - آستانہ میں حاضری کرانیکی خدمت خدام صاحبان ادا کرتے ہیں پھول بھی انھیں حضرات کے ذریعہ پیش کئے جاتے ہیں

فجر کی نماز ہوجانے کے بعد شاہجہانی دروازہ اور عثمانی دروازہ پر روزانہ مقررہ اوقات پر نوبت بجتی ہے -

ظہر کی نماز کے بعد دن کے تین بجے جب عثمانی دروازہ پر نوبت بجتی ہے - پہلے اس موقعہ پر نظام حیدرآباد دکن کیجانب سے قوالی بھی ہوتی تھی - اسوقت خدام صاحبان روضہ منورہ کی خدمت کرتے ہیں - نیز پھول اور صندل پیش کرتے ہیں -

مغرب سے قبل مغرب سے پندرہ منٹ قبل روشنی کی اطلاع کا ڈنکا بجتا ہے - اس موقعہ پر زیادہ لوگ خصوصیت سے حاضر ہوتے ہیں - قبہ مبارک میں روشن کرنے کیلئے خدام صاحبان مخصوص طور سے بنی ہوئی موم بتیاں لیجاتے ہیں - لوگ ان بتیوں کو بنا بر حصول برکت اپنے سروں پر رکھواتے ہیں - اس موقعہ پر لوگ خصوصیت سے فاتحہ پڑھتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں - اور یہ شعر باواز بلند پڑھا جاتا ہے -

الٰہی تا بود خورشید و ماہی   چراغ چشتیاں را روشنائی

اس وقت لوبان دانی بھی قبہ مبارک میں جاتی ہے - لوگ شفایابی اور برکت کیلئے اسے اپنے

Marfat.com

ں پر رکھواتے ہیں۔ بالآخر مغرب سے تھوڑی دیر پہلے روضۂ مبارک اور تمام درگاہ میں موم بتی اور
ی روشنی ہوجاتی ہے۔

عشاء کے بعد

بیگمی دالان کے روبرو صحن میں شاہی چوکی قوالان اور بائیں دروازہ کے سامنے ضامن علی شاہ والی چوکی قوالان تقریباً ایک گھنٹہ تک قوالی کی خدمات
لاتی ہیں۔ اسوقت بھی درگاہ میں غیر معمولی مجمع ہوتا ہے۔ قوالی شروع ہونیکے آدھ گھنٹہ بعد شاہی
بجتے ہیں۔ اسکا اعلان ایک شخص باآواز بلند کرتا ہے۔ اسوقت پائیں شریف کا دروازہ بند ہوتا ہے
موقعہ پر خدام صاحبان اندرون گنبد شریف جاروب کشی کرکے تھوڑی دیر کے وقفے سے تین
تے لیکر گنبد شریف سے باہر آتے ہیں۔ لوگ ان فراشوں کو اپنے سروں پر رکھواتے ہیں اور آنکھوں سے لگاتے
یں۔ اس وقت اگردانی بھی قبہ شریف سے باہر آتی ہے۔ عقیدتمندان اس کو سروں پر رکھواتے
ہیں اور اسکا دھواں اپنے بدن سے ملتے ہیں۔ شاہی چھ بجے قبہ شریف کا دروازہ معمور ہوجاتا ہے۔ اور
الان کی شاہی چوکی کھڑے ہوکر کڑکا پڑھتی ہے اور کڑکا ختم ہونے پر بیرونی دروازے بھی بند
جاتے ہیں۔

درگاہ میں عموماً بیرونی یا مقامی قوالان بنظر عقیدت دیگر اوقات میں بھی گاتے رہتے ہیں۔ البتہ نماز کے
وقات میں گانے کی ممانعت ہے۔ بعد نماز عشا شاہجہانی مسجد میں تفسیر بھی بیان کیجاتی ہے۔
زائرین باوقات مختلف درگاہ میں محافل میلاد شریف بھی کراتے رہتے ہیں اور گل و پارچہ کی
دریں، قوالی، بینڈ باجہ یا روشن چوکی کے ساتھ پیش ہوتی رہتی ہیں۔

پنجشنبہ

کے دن روزانہ سے زیادہ لوگ حاضری دیتے ہیں۔ بعد مغرب سے مجمع ہونا شروع ہو
جاتا ہے۔ روبرو بیگمی دالان فرش بچھایا جاتا ہے۔ صدر جگہ چاندنی کے نیچے گدیلا
یا جاتا ہے۔ اس پر دیوان صاحب بیٹھنے کے حقدار ہیں۔ تونسہ شریف کے سجادہ اگر موجود ہوتے ہیں
وہ بھی اسی پر بیٹھتے ہیں۔ دیوان صاحب کے سامنے کپڑا چڑھے چھوٹے چار فانوس اگردانی اور موم بتی
ی دو لالٹینیں رکھی جاتی ہیں۔ اور ان کے ہر دو جانب چپراسیان چوبداران کھڑے رہتے ہیں۔

ور کے پروں کی جھاڑو۔ ۲ ایک پرانا خاص قسم کا کلام ہے۔ جس میں غریب نوازی کی تعریف کی گئی ہے۔

Marfat.com

محفل بعد نماز عشاء شاہی زمانے کے چار بجے شروع ہوتی ہے ۔ پہلے فاتحہ ہو کر شیرینی تقسیم کیجاتی ہے
تقسیم شیرینی کی خدمت رکابداران انجام دیتے ہیں اور داروغہ صاحب دسترخوان کے قریب بیٹھے رہتے
بعدازاں درگاہ کے ملازم قوالان قوالی کی خدمت انجام دیتے ہیں ۔ اگر کوئی مقامی یا بیرونی قوال جا
ہے تو اسے بھی اس موقعہ پر قوالی کا موقعہ دیا جاتا ہے ۔ شاہی پانچ بجے ۔ اندرون گنبد شریف خدمت
شروع ہو جاتی ہے اور شاہی چھ بجے کے بعد دروازہ شریف معمور ہو جاتا ہے ۔ تقریباً ایک گھنٹہ محفل رہ
ہے بعدازاں فاتحہ ہو کر محفل برخواست ہو جاتی ہے ۔ اس دن روزانہ کے معمولات کے خلاف بجائے دن کے
تین بجے کے ڈھائی بجے نوبت بجنا شروع ہو جاتی ہے ۔

چھٹی شریف

کیوں کہ غریب نواز کا وصال قمری چھ تاریخ ہوا ہے ۔ اسلئے ہر قمری مہینے کی ۶ تاریخ درگاہ
حضرت خواجہ کی فاتحہ ہوتی ہے ۔ صبح کے وقت منجانب خدام صاحبان قرآن خوانی
کر فاتحہ ہوتی ہے اور شب پنجشنبہ کی محفل کیطرح محفل سماع ہوتی ہے ۔ مگر محفل پنجشنبہ کیطرح چھٹی
کی محفل کے آخر میں فاتحہ نہیں ہوتی ۔ لیکن جمعرات اور چھٹی ایک دن ہوں ۔ تو دو مرتبہ فاتحہ ہوتی ہے ۔ اور
دونوں تعاریب کی شیرینی علیحدہ علیحدہ تقسیم ہوتی ہے ۔ چھٹی کی محفل میں دیوان صاحب آتے ہیں اس محفل
بھی چوبداران جمعرات کی محفل کیطرح اس موقعہ پر سونے کی چوبیں لیکر نہیں کھڑے ہوتے بلکہ لکڑی کی
چوبیں لیکر کھڑے ہوتے ہیں ۔

عرس شریف

فقرا اور درویش تقریباً اوائل جمادی الثانی سے آنا شروع ہو جاتے ہیں
درگاہ اور مکانوں میں سپیدی ہونے لگتی ہے ۔ کچھ دن بعد بیرونی دوکانداران کی
آمد بھی شروع ہو جاتی ہے ۔ بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی بلند دروازہ پر جھنڈا لگایا جاتا ہے ۔ اس تاریخ سے خدام
صاحبان مزار شریف کو روزانہ غسل دینا شروع کر دیتے ہیں ۔ رجب کا چاند ہونے پر مخصوص مراسم شروع
ہو جاتے ہیں ۔ چاند نظر آتے ہی درگاہ میں شادیانے بجتے ہیں ۔ اور توپ (توپ نما آہنی نال) کی سلامی
دی جاتی ہیں ۔ درگاہ میں چہل پہل بڑھ جاتی ہے ۔ مقررہ مقامات پر خدام صاحبان کی گدیاں اور فرش
بچھ جاتے ہیں بکثرت لوگ گنبد شریف میں حاضری دیتے ہیں ۔
جنتی دروازہ کھل جاتا ہے ۔ درگاہ بازار میں بذریعہ پولیس تانگے اور دوسری سواریوں کی
آمد و رفت بند کر دی جاتی ہے ۔ سماع خانہ میں روزانہ محافل سماع کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے
یہاں اندرونی حصہ میں فرش بچھتا ہے ۔ صدر مقام پر نقرئی چوبوں کا شامیانہ لگایا جاتا ہے ۔ اس

Marfat.com

…بجے گدیلہ بچھتا ہے تمام جھاڑ کھولدئے جاتے ہیں۔ ان میں برقی روشنی ہوتی ہے۔ گرمی کے موسم میں چھتوں …برقی پنکھے چلائے جاتے ہیں۔ رات کے گیارہ بجے کے قریب مشعل اور چوبداران کے ساتھ دیوان صاحب …سماع خانہ میں آجاتے ہیں۔ بعدازاں فاتحہ خواں صاحبان کلمہ خوانی شروع کر دیتے ہیں۔ پھر فاتحہ ہوتی ہے۔ بعد فاتحہ سماع شروع ہوجاتا ہے۔ اس موقعہ پر ہندوستان کے مشائخ …اور درویش اور عوام حاضر مجلس رہتے ہیں۔ ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے۔ لوگ دیوان صاحب …اپنے مرکز عقیدت کو نذریں پیش کرتے ہیں۔ اور یہ حضرات دیوان صاحب تک پہنچا دیتے ہیں۔ …ہندوستان کے چیدہ قوالان یہاں حاضری دیتے ہیں۔

رات کے ایک بجے کے قریب دیوان صاحب مراسم غسل مزار شریف ادا کرنے کیلئے گنبد شریف میں …جاتے ہیں۔ اور مخصوص خدام اور دیوان صاحب ملکر غسل شریف کے مراسم ادا کرتے ہیں۔ اس عرصہ …میں بھی سماع خانہ میں برابر قوالی ہوتی رہتی ہے۔ مگر دیوان صاحب کی غیر موجودگی میں ہر شخص اپنے …اپنے مرکز عقیدت کو نذریں پیش کرتا ہے۔ چوبداران حضرات سے لے کر قوالان کو پہنچاتے ہیں۔ …غسل کی خدمت انجام دیکر جب دیوان صاحب محفل میں واپس آجاتے ہیں اس وقت منجانب …متولی الاوقاف یعنی گدڑی شاہی انجمن (رجسٹرڈ) اجمیر اہل محفل کو چائے پلائی جاتی ہے …چار بجے کے قریب فاتحہ ہوتی ہے۔ رکابداران بیڑے اور شربت کا تبرک حاضرین میں تقسیم …کرتے ہیں۔ پھر کڑکا پڑھا جاتا ہے۔ ازاں بعد محفل برخاست ہوتی ہے

دوران محفل سماع خانہ میں کسی کو جوتہ لیجانے کی اور مستورات کو محفل خانہ میں داخل ہونے کی …ممانعت ہے۔ عرس کے ایام میں دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ بیرونی ممالک کے لوگ بھی …حاضری دیتے ہیں۔ فسادات اجمیر سے قبل باہر کے دوکاندار زیادہ تر درگاہ بازار میں دوکانیں …لگایا کرتے تھے۔

…قل شریف	بتاریخ ۶ رجب دن کے آٹھ نو بجے کے درمیان سماع خانہ میں قرآن خوانی شروع ہوجاتی ہے۔ بکثرت لوگ اسمیں شامل ہوتے ہیں

گیارہ بارہ بجے کے درمیان یہاں محفل سماع شروع ہوتی ہے۔ دن کے ڈیڑھ بجے کے قریب دسترخوان پر مخصوص مقررہ گانے کے بعد فاتحہ ہوتی ہے۔ اس موقع پر جب حضرت خواجہ بزرگ کا اسم گرامی آتا ہے تو چوبداران چوبیں اونچی کر لیتے ہیں۔ جھانجھ بجنا شروع ہو جاتے ہیں۔ سات توپوں دنا کی سلامی ہوتی ہے۔ اس وقت بڑا شور برپا ہوتا ہے۔ بہت سے لوگوں پر گریہ طاری ہوتا ہے۔ نعرے لگ جاتے ہیں۔ جگہ جگہ لوگوں پر عرق گلاب چھڑکا جاتا ہے اسے قل کا چھینٹا کہتے ہیں۔ دیوان صاحب اور متولی صاحب بعد قل گنبد شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ رفاعی سلسلے کے اور دوسرے گروہوں کے فقرا، نعرے لگاتے ہوئے سماع خانہ میں گدیلہ پر بیٹھتے ہیں۔ یہاں ان کے بعض معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ قل کے بعد سے بیرونی زائرین جانا شروع ہو جاتے ہیں۔

غسل شریف بتاریخ ۹ رجب صبح چھ سات بجے کے درمیان غسل شروع ہو جاتا ہے۔ مزار شریف کو عرق کیوڑہ اور گلاب سے غسل دیا جاتا ہے۔ بیرونی احاطے درگاہ پانی سے دھوئے جاتے ہیں۔ زائرین سیکڑوں پانی کی مشکیں خرید کر کے خود بڑی جھاڑوؤں سے فرش درگاہ کو دھوتے ہیں۔ بیسیوں مرد عورت پانی سے تر ہاتھوں میں جھاڑویں لئے اس مقدس آستانہ کی جاروب کشی میں نظر آتے ہیں۔ صوفی صاحبان اس دن کو یوم توحید کہتے ہیں جس طرح حج میں تمام حاجی ایک ہی لباس میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہاں عقیدت کیش حضرات ایک ہی خدمت میں مصروف نظر آتے ہیں۔

مراسم قدیم کے تحت بزرگانِ دین کے اعراس:۔

درگاہ شریف میں بہت سے بزرگوں کی فاتحہ سالانہ یعنی اعراس بمعہ سماع و وعظ وغیرہ منجانب درگاہ انجام دئے جاتے ہیں۔ اور بعض دوسری تقاریب بھی کیجاتی ہیں۔ اور حسب رسم قدیم بعض مقامی اور بیرونی درویشوں کا وصال ہونے پر ان کا عرس درگاہ میں قائم کر دیا جاتا ہے بعض بزرگوں کے عرس اور دیگر تقاریب کے مراسم بعض انجمنوں وغیرہ کی طرف سے بھی ادا کئے جاتے ہیں تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

منجانب درگاہ شریف بتاریخ ۱۱ ربیع الاول بعد نماز عشاء پنجشنبہ کی محفل کی طرح سالانہ

Marfat.com

...ل خدا کی فاتحہ کے مراسم ادا کیے جاتے ہیں۔
گلاب کی فصل کے موقعہ پر سالانہ روضہ غریب نواز پر گلاب کے پھولوں کا بنگلہ پیش کیا جاتا ہے۔ بتاریخ
...ربیع الثانی اہلیہ غریب نواز کا عرس ہوتا ہے اور بتاریخ ۲۵ ربیع الثانی حضرت رضی الدین (شوہر
...بی بی حافظہ جمال) کے عرس کے مراسم درگاہ میں ادا کیے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا ایک عرس میں مبلغ عنہ ۲۰/
روپیہ سالانہ صرف کیے جاتے ہیں۔ بتاریخ ۱۳، ۱۴ ربیع الاول خواجہ قطب صاحب کے چلہ پر خواجہ قطب صاحب کے
عرس کے مراسم سالانہ ادا کیے جاتے ہیں۔ اور بتاریخ ۵، ۶ شوال حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے
عرس کے مراسم ادا کیے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر قمری مہینہ میں بعض بزرگان دین کے اعراس ان کی وصال
کی تاریخوں پر ہوتے ہیں۔

منجانب انجمن فخریہ چشتیہ رجسٹرڈ

خدام صاحبان کی یہ انجمن درگاہ شریف میں تعزیہ رکھتی ہے اور ماہ محرم میں مراسم تعزیہ داری شاندار طریقہ پر ادا کرتی ہے۔ بتاریخ ۲۵، ۲۶ رجب خواجہ فخر الدین گردیزی کے مراسم عرس روبرو بیگمی دالان ادا کرتی ہے
بتقریب رجبی شریف روبرو بیگمی دالان صحن میں شب کے وقت بتاریخ ۲۶ رجب سالانہ محفل
میلاد شریف کرتی ہے۔ اور بتاریخ ۲۷ رجب دن میں محفل سماع کے بعد فاتحہ کرتی ہے بتقریب
عرس حضرت خواجہ فخر الدین (پسر غریب نواز) بتاریخ ۳ شعبان سالانہ نہایت شاندار
طریقے سے درگاہ شریف سے سردار شریف چادر لے جاتے ہیں۔ دن کے تین بجے جلوس چادر شریف
بیگمی دالان سے قوالی کے ساتھ روانہ ہو کر تقریباً دو گھنٹہ میں عثمانی دروازہ پر پہنچتا ہے۔ یہاں
قوالی ختم ہو جاتی ہے۔ اس موقعہ پر منجانب ینگ ایسوسی ایشن خدام درگاہ بینڈ باجے کا انتظام بھی
ہوتا ہے۔

منجانب محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن رجسٹرڈ اجمیر شریف

یہ انجمن حسب ذیل مراسم سالانہ ادا کرتی ہے۔

(۱) فاتحہ سید الشہدا، حضرت امام حسین علیہ السلام بمقام عثمانیہ خانقاہ بزمانہ محرم شریف

(۲) فاتحہ حضرت بابا فریدالدین گنجشکر علیہ الرحمۃ بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۵ محرم

(۳) فاتحہ حضرت فدا علی صاحب حنفی مرادآبادی بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۶ محرم

(۴) فاتحہ حضرت سلطان المصر سیدنا حضرت احمد البدوی بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۷ محرم

(۵) فاتحہ سیدنا شاہ ابوالعلا اکبرآبادی بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۹ صفر المظفر

(۶) فاتحہ امام الاولیا سیدنا حضرت علیؓ بروز فتح خیبر مع وعظ بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۱۲ صفر المظفر

(۷) فاتحہ سیدنا امام حسن علیہ السلام بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۲۸ صفر المظفر

(۸) فاتحہ سید المرسلین بروز آخری چہارشنبہ مع ثرید بمقام چلہ قطب صاحب

(۹) فاتحہ سید المرسلین بروز وفات شریف بمقام درگاہ شریف بتاریخ یکم ربیع الاول

(۱۰) فاتحہ بی بی سکینہ بنت امام حسین علیہ السلام (حجرہ واقف) بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۵ ربیع الاول

(۱۱) فاتحہ حضرت مصعب ابن زبیرؓ بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۵ ربیع الاول

(۱۲) فاتحہ سید المرسلین بروز ولادت شریف مع میلاد بمقام درگاہ شریف۔ بتاریخ ۸ ربیع الاول

(۱۳) فاتحہ بموقع یوم نبوت شریف مع میلاد خوانی، قرآن خوانی، محفل وعظ و سماع بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۹ ربیع الاول۔

(۱۴) فاتحہ بموقع یوم مدینہ مع ثرید و مشاعرہ نعت بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۱۲ ربیع الاول

(۱۵) فاتحہ مع جلوس چادر و چائے محفل سماع بموقع عرس خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بمقام چلہ قطب صاحب۔ بتاریخ ۱۳ ربیع الاول

(۱۶) فاتحہ حضرت مخدوم علاءالدین علی احمد صابرؒ کلیری بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۱۳ ربیع الاول

(۱۷) فاتحہ بی بی ماہ نور والدہ ماجدہ حضور غریب نواز بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۲۱ ربیع الاول

(۱۸) فاتحہ حضرت فضل الرحمٰن شاہ واحد میاں بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۲۲ ربیع الاول

(۱۹) فاتحہ بی بی بیدار خانم والدہ واقف بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۵ ربیع الثانی

Marfat.com

(۲۰) فاتحہ حضرت غوث الاعظم دستگیر بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۱۱ ربیع الثانی
(۲۱) فاتحہ حضرت نظام الدین اولیاء بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۱۷ ربیع الثانی
(۲۲) فاتحہ حضرت زبیر ابن العوام و حضرت تہبا زخاں صاحب بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۱۰ جمادی الاول
(۲۳) فاتحہ مدار صاحب و حضرت مولانا شیخ سماء الدین دہلوی بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۱۷ جمادی الاول۔
(۲۴) فاتحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمقام درگاہ شریف مع قرآن خوانی بتاریخ ۲۲ جمادی الاول
(۲۵) فاتحہ کل انبیائے عظام و اولیائے کرام بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۴ جمادی الثانی مع مشاعرہ
(۲۶) فاتحہ حضور حضرت غریب نواز بروز ولادت مع قرآن خوانی و وعظ و سماع بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۹ جمادی الثانی۔
(۲۷) فاتحہ حضرت خواجہ غریب نواز بمقام عثمانیہ چلہ و درگاہ شریف بتاریخ ۲۹ جمادی الثانی مع جلوس علم۔
(۲۸) فاتحہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی و خواجہ غریب نواز مع سماع بمقام عثمانیہ خانقاہ۔ بتاریخ ۵ رجب وقت شب۔
(۲۹) فاتحہ حضرت خواجہ غریب نواز مع احباب و مریدین واقف بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۶ رجب
(۳۰) فاتحہ حضرت خواجہ غریب نواز مع مشاعرہ منقبت بمقام سماع خانہ درگاہ شریف۔ بتاریخ ۶ رجب بوقت شب
(۳۱) فاتحہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی بمقام عثمانیہ چلہ بتاریخ ۷ رجب
(۳۲) فاتحہ حضرت خواجہ غریب نواز بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۹ رجب مع جلوس چادر و طعام
(۳۳) فاتحہ حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ بدرگاہ موصوف بمقام سانبھر شریف ۱۳ رجب المرجب
(۳۴) فاتحہ حضرت سلمان فارسی بمقام خانقاہ عثمانیہ بتاریخ ۱۰ رجب المرجب
(۳۵) فاتحہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ بروز ولادت شریف مع طعام بتاریخ ۱۳ رجب بمقام عثمانیہ خانقاہ۔
(۳۶) فاتحہ امام جعفر صادق و مظہر حسن صاحب مرادآبادی والد ماجد واقف بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۲۲ رجب

Marfat.com

(۳۷) فاتحہ رسول کریم صلعم بموقع رجبی شریف بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۲۶ ر رجب المرجب
(۳۸) فاتحہ مسکین شہید بتاریخ ۲۹ ر رجب
(۳۹) فاتحہ حضرت خواجہ فخرالدین فرزند خلف حضور غریب نواز بر مزار موصوف بمقام سرواڑ بتاریخ ۵ ر رجب
(۴۰) فاتحہ حضرت بایزید بسطامی و خواجہ غیاث الدین پدر غریب نواز بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۵ ر شعبان
(۴۱) فاتحہ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ بمقام عثمانیہ خانقاہ شریف بتاریخ ۲۵ ر شعبان
(۴۲) فاتحہ حضور غوث پاک بروز ولادت بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ یکم رمضان شریف
(۴۳) فاتحہ سید ملک محمد عالم المعروف گدڑی شاہ بابا بمقام چلہ شریف ۷ ر تا ۱۰ ر رمضان مع مشاعرہ و جلوس چادر شریف ۔
(۴۴) فاتحہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۱۰ ر رمضان شریف
(۴۵) فاتحہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ بمقام عثمانیہ خانقاہ از ۱۷ ر تا ۲۱ ر رمضان المبارک۔ مع مشاعرہ چادر شریف و لنگر
(۴۶) فاتحہ سرور عالم بموقع شب قدر بتاریخ ۲۶ ر رمضان المبارک ۔
(۴۷) فاتحہ حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ بابا بمقام چلہ شریف از ۳ ر تا ۵ شوال مع جلوس - چادر ، محفل سماع - و لنگر ۔
(۴۸) فاتحہ حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ بمع قرآن خوانی ، وعظ ، جلوس ، چادر مشاعرہ - بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۵ ر تا ۶ ر شوال ۔
(۴۹) حضرت امیر خسرو بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۷ ر شوال
(۵۰) فاتحہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ و حضرت اسمعیل ذبیح اللہ بمقام عثمانیہ خانقاہ بتاریخ ۹ ر ذی الحجہ
(۵۱) فاتحہ حضرت خواجہ ابو سعید فرزند حضرت خواجہ غریب نواز مع چائے بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۱۲ ر ذی الحجہ ۔
(۵۲) فاتحہ حضرت عثمان غنی خلیفہ سوم بتاریخ ۱۷ ر ذی الحجہ بمع قرآن خوانی بمقام درگاہ شریف
(۵۳) فاتحہ سید الاولیاء حضرت علی علیہ السلام بروز یوم جانشینی فی الولایت بمقام عثمانیہ چلہ بتاریخ ۱۸ ر ذی الحجہ

Marfat.com

۵۴) فاتحہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مع قرآن خوانی بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۲۹ ذی الحجہ

۵۵) فاتحہ سرورِ عالم صلعم بروز ولادت بحساب شمسی مع قرآن خوانی بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۲۰ اپریل

۵۶) فاتحہ سرورِ عالم بروز وفات شریف بحساب شمسی بمع قرآن خوانی بمقام درگاہ شریف بتاریخ ۲۵ مئی۔

۵۷) فاتحہ بزرگان دین بموقع بسنت بماہ فروری سنہ عیسوی

۵۸) فاتحہ حضرت خواجہ غریب نواز بمقام سماع خانہ درگاہ معلی بمواقعہ محافل سماع بمع چادر چڑھائے جاتے ہیں ۱۵ رجب

۵۹) فاتحہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ مع چادر بمقام سماع خانہ درگاہ شریف بتاریخ ۵ شوال بموقع محفل سماع

منجانب پشاوری صاحبان — بتقریب عرس حضرت خواجہ بزرگ بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی سید اسرار احمد صاحب سابق متولی درگاہ شریف کے مکان سے قوالی کے ساتھ عصر و مغرب کے درمیان جھنڈا درگاہ شریف میں لایا جاتا ہے اور بلند دروازہ پر نصب کیا جاتا ہے یہ رسم بہت شاندار طریقہ سے ادا کی جاتی ہے۔ بہت مجمع ہوتا ہے جھنڈا نصب ہوتے ہی توپ (ناں) کی سلامی ہوتی ہے

منجانب سید اسرار احمد صاحب — بسلسلہ فاتحہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بتاریخ ۱۱ ربیع الاول (بارہویں شب) رات کو تقریباً دو بجے سے روبرو بیگمی دالان صحن میں محفل وعظ ہوتی ہے۔ آغاز محفل پر اطلاع کیلئے آتشبازی کے گولے چلائے جاتے ہیں۔ موصوف کے والد بزرگوار سید نثار احمد صاحب نے یہ محفل شروع کی تھی اس موقعہ پر بکثرت لوگ شرکت کرتے ہیں۔ قبہ شریف کا دروازہ کھلنے پر سلام پڑھا جاتا ہے۔ یہ منظر بہت پرکیف ہوتا ہے۔ دعا پر مجلس کا اختتام ہوتا ہے۔ بعد مجلس شادیانے بجتے ہیں۔ اور شیرینی تقسیم ہوتی ہے۔

منجانب معینیہ فخریہ چشتیہ اجمیر — بتاریخ ۱۱ ربیع الاوّل (بارہویں شب) قبہ شریف کا دروازہ معمور ہونے کے بعد سماع خانہ میں آل انڈیا نعتیہ

Marfat.com

مشاعرہ سالانہ ہوتا ہے۔ ۱۳۷۱ھ سے یہ مشاعرہ محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن رجسٹرڈ کے زیر اہتمام ہو رہا تھا۔

منجانب قوالانِ درگاہ شریف

ہندی ماگھ کے مہینہ (جو ماہ فروری یا جنوری میں آتا ہے) میں قمری مہینہ کی ۵ تاریخ اکرام حسین قوال کے مکان سے اشراق وچاشت کے درمیان بسنت کا گڑوا۔ (جس میں سرسوں کے پھول ہوتے ہیں) قوالی کے ساتھ درگاہ میں لایا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر دیوان صاحب، صوفیائے کرام اور عقیدتمندان شامل ہوتے ہیں۔ قوالی میں صرف بسنت پڑھے جاتے ہیں۔

منجانب عام زائرین

درگاہ شریف میں میلاد، قوالی اور محافل وعظ ہوتی رہتی ہیں اور چادریں بھی قوالی کے ساتھ قبہ شریف میں پیش کی جاتی ہیں۔ لوگ غریب نواز اور قطب صاحب کے چلوں پر گوٹیں لے جاتے ہیں۔ رمضان میں لوگوں کو افطار کراتے ہیں۔

اوقاف اور انتظاماتِ اوقاف

سب سے پہلے اکبر بادشاہ نے ۱۵۶۷ھ میں بذریعہ فرمان اٹھارہ مواضعات مصارف متعلقہ کے لئے وقف کئے اور سامر کے نمک کی آمدنی میں سے ایک فیصدی رقم لنگر کے لئے وقف کردی تھی۔ ۱۶۲۷ھ میں شاہجہان نے اس فرمان کو منسوخ کر کے مبلغ پچیس ہزار سات سو اسی (۲۵،۸۰) روپیہ سالانہ کی نئی جاگیرات پیش کیں۔ ان جاگیرات میں سے مبلغ دس ہزار ستاون (۱۰۰۵۷) روپیہ کی جاگیرات بشکل نقدی تھیں۔ بقیہ سترہ مواضعات کی آمدنی جنسی[1] تھی۔

۱؎ غلہ گراں فروخت ہونے کی وجہ سے آمدنی بڑھ گئی۔

Marfat.com

بعدازاں فرخ سیر نے ان میں دو مواضعات کا اضافہ کیا[1]۔

۱۷۶۹ء میں شاہ عالم نے موضع ہوکران اور کشن پورہ بزمانہ دیوان امام الدین درگاہ کے مصارف کیلئے وقف کئے۔ ۱۸۰۲ء میں دولت راؤ سندھیا نے موضع دانترہ بزمانہ متولی میر عظیم اللہ متولی کے روزینہ کیلئے وقف کیا۔

اوقاف کا انتظام اور درگاہ کے مراسم کی ادائیگی متولی کے فرائض میں شامل تھی مگر کمشنر اجمیر ایکٹ ۲۰ ۱۸۶۳ء کے بموجب ایک کمیٹی از نام درگاہ کمیٹی انتظام درگاہ کے لئے بنائی گئی۔ اسمیں ایک صدر اور چار اراکین تھے۔ یہ کمیٹی بذریعہ متولی انتظام کرتی تھی۔ بعدازاں ۱۹۳۶ء میں ایکٹ ۲۳ درگاہ کے انتظام کے لئے بنایا گیا۔ اسکے بموجب پچیس ۲۵ ممبران درگاہ کمیٹی کے مقرر کئے گئے۔ یہ کمیٹی متولی کے ذریعہ تمام انتظامات کرتی رہی۔ عملہ درگاہ میں پیش کار، سیاہ نویس، خزانچی، محافظ دفتر، گرداور، اسٹور کیپر، داروغہ، چپراسیان وغیرہ ہیں۔ یہ سب متولی کی نگرانی میں اپنے فرائض منصبی ادا کرتے رہے۔ مگر ۱۹۴۷ء کے فرقہ وارانہ فسادات کے بعد انتظام میں خلل واقع ہوا۔ مقامی ممبران کچھ عرصے تک کمیٹی کے بجائے کام کرتے رہے۔ بعدازاں کانگریس حکومت نے اس کمیٹی کو ختم کرکے ایک ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا۔ یہ خدمت عبدالرؤف صاحب صدیقی متوطن سیوہارہ (ضلع بجنور) نے انجام دیں۔

آج کل کانگریس حکومت کے پاس کئے ہوئے درگاہ ایکٹ کے بموجب نو آدمیوں کی ایک کمیٹی اور ناظم درگاہ اس کا انتظام کرتے ہیں۔

دیوان صاحب اور خدام صاحبان

دیوان صاحب رسم قدیم کے مطابق درگاہ شریف کے دیوان کا اولاد غریب نواز میں سے

---

[1] دیکھو کتاب "اجمیر" ص ۹۸-۹۹

Marfat.com

ہونا لازمی ہے۔ دیوان کے عہدہ سے متعلق آج کل دو سو روپیہ ماہوار اور ایک بڑی حویلی ہے۔

خدام صاحبان غریب نواز کے روضۂ منورہ کی زیارت کراتے ہیں، اسلام کراتے ہیں۔ یہ حضرات وکیل درگاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ قریب قریب ہر بیرونی اور مقامی عقیدت مند کا وکیل ہوتا ہے۔ ہر زائر اپنے وکیل کے ذریعہ گنبد شریف میں حاضری دیتا ہے، پھول عطر، لوبان، اگربتی اور موم بتی بھی انھیں کے ذریعہ سے پیش ہوتی ہیں۔

صاحب مقدرت حضرات اکثر اپنے وکیل کے ذریعہ مساکین میں نقدی، کھانا، کمبل وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ جہانگیری اور اکبری دیگ پکواتے ہیں۔ محافل میلاد شریف کرتے ہیں۔ چادریں پیش کرتے ہیں۔ سبیل اور حوض میں پانی بھرواتے ہیں۔ درگاہ میں تعمیرات کراتے ہیں۔ اور بیش بہا چیزیں پیش کرتے ہیں۔ پردیسی زائرین عموماً انہیں حضرات کے یہاں ٹھہرتے ہیں۔

مراسم قدیم کے تحت آداب آستانہ :۔

آداب اندرون درگاہ حدود درگاہ شریف میں داخل ہوتے وقت جوتہ اتارنا لازمی ہے کوئی شخص جوتہ پہن کر حدود درگاہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ البتہ انگریزوں کو جوتہ پر پائتابہ پہنا دیا جاتا ہے۔ کوئی شخص چھتری لگا کر ہار پھول پہن کر جلتی ہوئی لالٹین لیکر داخل نہیں ہو سکتا۔ نو عمر مستورات کو برقعہ پہن کر آنا ضروری ہے۔ حدود درگاہ میں بیڑی سگریٹ یا حقہ پینا، گالیاں بکنا، غل وشور مچانا کسی اونچی جگہ پاؤں لٹکا کر بیٹھنا منع ہے

آداب احاطہ روبرو بیگمی دالان اس احاطہ میں کسی کو جوتہ لے کر جانے کی اجازت نہیں ہے۔

آداب اندرون گنبد شریف واحاطہ نور ان مقامات پر بھی کسی کو جوتہ لیجانے کی اجازت نہیں ہے۔ ننگے سر اور نشہ کی حالت میں جانا منع ہے نیز ایسا لباس پہن کر جانے کی بھی اجازت نہیں ہے جس میں گھٹنوں کے اوپر کا جسم کھلا ہو۔ اندرون قبہ شریف باتیں کرنا، خرافات بکنا۔ تکرار کرنا ممنوع ہے۔ مستورات کا یہاں برقعہ پہن کر جانا مستحسن خیال کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اب محفل سماع محفل سماع میں ننگے سر یا نشہ کیحالت میں یا نیکر پہن کر یا گونگھرو باندھ کر ممنوع ہے۔ محفل میں پانی پینے کی ممانعت ہے۔ ملازمین درگاہ کیلئے لازمی ہے کہ وہ بوقت خدمت ل میں دستار باندھ کر آئیں۔ دیوان صاحب کیلئے ضروری ہے کہ وہ دستار پہن کر جبہ پہن اور اس پر گیروے رنگ کی چادر اوڑھ کر محفل میں آئیں۔ محفل میں دوزانو یا پالتی کی شست ضروری ہے۔ اگر محفل برخاست ہونیکے وقت کوئی صاحب کیف میں ہوں تو قوالوں سامنے لوگوں کا حلقہ بنا دیا جاتا ہے۔ یہاں سماع ہوتا رہتا ہے اور بیرون حلقہ میں فاتحہ یرہ کے مراسم ادا ہوتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند زراہ

(مولانا رومی)

حصّہ پنجم
(۵)

تصرفاتِ روحانی

Marfat.com

Marfat.com

آپ کی کراماتِ عظیمہ

قریب قریب تمام بانیان مذاہب اور پاک ہستیوں سے بتصرفات روحانی مافوق العادات واقعات رونما ہوتے رہے ہیں۔ مقدس مذہبی کتابیں اور پاک لوگوں کی سوانح اسکے شاہد ہیں۔ باخبر حلقہ بخوبی جانتا ہے کہ عیسائیت کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یہودی مذہب کے موجد حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ ملت ابراہیمی کے مبلغ اسلام کے روح رواں حضرت محمد رسول اللہ صلعم اور دوسرے بہت سے انبیاء علیہم السلام سے معجزے ظہور میں آتے رہے ہیں۔ کرشن جی، رام چندر جی، گوتم بدھ جی، گرونانک جی سے مافوق العادات واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ اور امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت غوث الاعظم اور بہت سے اولیاء اللہ سے کرامتیں ظہور میں آئی ہیں۔ پس ان حقائق کے پیش نظر نیک لوگوں اور عوام کے درمیان کرامات طرۂ امتیاز ہے۔ اور کسی مذہب کے پیرو کو کرامت سے انکار کا کوئی موقعہ حاصل نہیں۔ البتہ بعض لا مذہب حضرات جو عقلی دلائل سے کرامت کو سمجھنا چاہتے ہیں ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کرامت نام ہی اس چیز کا ہے جو عقل میں نہ آئے تاہم ایسے لوگوں کیلئے ہم نے بعض معتبر لوگوں کے بیانات پیش کئے ہیں جن سے وہ بہ آسانی کسی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو انبیاء کے معجزوں کا تو معترف ہے مگر غیر انبیاء یعنی اولیاء اللہ اور برگزیدہ حضرات کی کرامتوں سے منحرف ہے اور اس باب میں قرآن سے ثبوت چاہتا ہے۔ ایسے حضرات کیلئے غالباً یہ لکھنا کافی ہوگا کہ اگرچہ بی بی مریم نبی نہ تھیں مگر قرآن میں ان کی کرامت کا تذکرہ اسطرح کیا گیا ہے

"جب کبھی ذکریا اس (مریم) کے پاس حجرے میں آتا تو اسکے پاس کچھ کھاتا پیتا پاتا"

ذکریا نے کہا :۔

"اے مریم یہ کھانا تیرے پاس کہاں سے آتا ہے؟" وہ بولی "یہ اللہ کے پاس سے ہے"[1]

پس اسی طرح ہندوستان کے امام الاولیاء حضرت خواجہ غریب نواز کی ذات اقدس سے بھی

---

[1] دیکھو سورۂ آل عمران پارہ سوم رکوع ۳ ۔

Marfat.com

بزمانہ حیات ظاہری اور بعد وفات بھی لافانی روحانی قوت کے زیر اثر بکثرت کرامتیں ظہور پذیر ہو[ئیں] جن کا سلسلہ اب تک جاری ہے ۔ آج تک لاکھوں اہل حاجت آپکے دریائے فیض سے مستفیض ہو[تے] ہیں ۔ آپکے زمانہ حیات ظاہری میں کئی ہزار کرامتوں کا آپسے ظاہر ہونا بیان کیا جاتا ہے ۔ ان میں سے بع[ض] حسب ذیل ہیں ۔

(الف) بزمانہ حیات ظاہری

زیارت کعبہ حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں کہ "آپ (غریب نواز) ہر سال اجمیر سے زیارت کعبہ کیلئے (بقوت روحانی) تشریف لیجاتے تھے ۔ جب آپ کا کام کمالیت کو پہونچا تو آپ اپنے حجرہ میں (بھی) موجود ہوتے تھے لیکن جو حاجی حج کو جاتے تھے وہ آپ کو طواف کعبہ میں مشغول پاتے تھے آخر معلوم ہوا کہ آپ ہر شب کعبہ میں موجود ہوتے ہیں اور ہنوز صبح نہیں ہوتی کہ واپس آکر نماز اپنے جماعت خانہ میں ادا فرماتے ہیں[1] ۔

مظلوم نوازی ایک مرتبہ ایک مرید نے آپکی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ "والیٔ [شہر] مجھے شہر سے باہر نکالنا چاہتا ہے" ۔ حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا کہ "وہ وقت کہاں ہے؟" عرض کیا "شکار کھیلنے گیا ہے" ۔ آپنے فرمایا "اس نے خطا کی اگر وہ زندہ سلامت آگیا تو بڑے تعجب کی بات ہوگی" ۔ تھوڑی دیر میں سنا گیا کہ وہاں کا والی گھوڑے سے گر کر مر گیا

کرامت خضری ایکدن آپ مراقبہ میں تھے کہ عالم تنزیہ آپکے جسد پر طاری ہوا اور لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئے ۔ چالیس دن تک آپ کا جسد مبارک کسی کو نظر نہیں آیا ۔ بعد چالیس دن کے آپ نظر آئے[2]

کرامت عیسوی ایک شخص کو حاکم وقت نے بلا قصور پھانسی دی تھی ۔ آپ وضو کرنے کے لئے بیٹھے تھے کہ اسکی ماں گریہ وزاری کرتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہو[ئی]

ع۱ ملفوظات خواجگان چشت ص۲۶ تا ۱۲ جلد فوائد السالکین

ع۲ دیکھو اسرار الاولیاء ص۹۲ طبع کردہ فضل الدین حسن الدین لاہور ع۳ اقتباس الانوار ص۱۴۲

اپنے بیٹے کی بے قصوری ظاہر کر کے فریاد رسی کی طالب ہوئی۔ پس آپ عصا لیکر اسکے ساتھ روانہ ہوئے۔ ایک جماعت صوفیوں، خادموں اور اہل شہر کی آپکے ہمراہ ہوئی۔ آپ مقتول کے قریب پہنچے اور عصا سے اسکی طرف اشارہ کر کے فرمایا "اے مظلوم اگر تو بے گناہ قتل کیا گیا ہے تو خدا کے حکم سے زندہ ہو جا اور دار سے نیچے چلا آ"۔ مجرد آپکے اس ارشاد سے مقتول زندہ ہو گیا اور دار سے اتر کر آپکے قدموں پر سر رکھا اور اپنی ماں کے ساتھ اپنے گھر گیا[1]

کرامت خلیلی

بغداد میں ستا مجوسی زیارت اور مجاہدہ میں بہت مشہور تھے۔ چھ چھ مہینے بعد صرف ایک لقمہ کھاتے تھے۔ اسلئے مخلوق ان کے کمال کی بہت معتقد تھی۔ ایکدن آپ کی نظر مبارک ان پر پڑی تو ان پر اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ بید کی طرح کانپنے لگے اور آپکے قدموں پر گرے۔ آپنے فرمایا کہ "آتش پرستی کیوں کرتے ہو؟ کیوں حق تعالیٰ کو نہیں پوجتے جو مقصد دلی حاصل ہو"۔ انہوں نے عرض کیا "ہم اسلئے آتش پرستی کرتے ہیں کہ قیامت کے دن آگ ہمیں نہ جلائے"۔ آپ نے فرمایا کہ "آگ کی کیا مجال ہے جو بلا حکم خالق کچھ بھی کر سکے"۔ یہ فرما کر آپنے اپنی پاپوش آگ میں ڈال دی۔ جلنا تو درکنار اسمیں داغ تک نہ آیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ صدق دل سے ایمان لاتے اور آپ کی خدمت میں رہ کر اولیائے کامل ہوئے[2]

رہزنوں کا حلقہ بگوش ہونا

ایک سفر میں آپ کو ظالم مسلح قزاقوں نے گھیر لیا۔ یہ لوگوں کا مال لوٹنے کے علاوہ انھیں قتل بھی کر دیتے تھے۔ جب ڈاکو بہ نیت بد آپکے پاس آئے تو آپکی نظر پر اثر سے لرزہ براندام ہو گئے۔ جب کچھ پیش نہ آئی تو عجز و نیاز کے ساتھ عرض کیا "آپکی نظر کرم کے امیدوار ہیں"۔ آپنے ان سے توبہ کرائی اور نعمت اسلام سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازاں وہ خدا رسیدہ ہو گئے۔[3]

بعض لوگوں کا مشرف بہ اسلام ہونا

دوران سفر آپ ایک شہر میں پہنچے جہاں کے لوگ مسلمانوں سے تاوان لیا کرتے تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ مسلمان اس شہر میں آئے ہوئے ہیں ان کے قیام سے شہر کی آب و ہوا خراب ہو جائے گی تو وہ لوگ مسلح ہو کر بہ نیت بد

---

[1] مسالک السالکین جلد دوم صـ ۲۸۵ [2] مسالک السالکین جلد دوم صـ ۲۸۶ [3] احسن السیر صـ ۱۳۹

آپکے پاس آئے جب آپ کی نظر ان پر پڑی تو بجائے ایذا رسانی کے کہنے لگے کہ "ہم حضرت کے تابعدار ہیں ہم پر کرم فرمایئے ہم ایمان لاتے ہیں۔ غریب نواز نے انہیں مشرف باسلام کیا"[1]۔

شانِ غریب نوازی

ایک شخص نے حضرت بابا فرید الدین گنجشکر کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ "یا حضرت میں نے ایک وقت خواب دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز نے مجھے چھ روٹیاں عنایت فرمائیں۔ اس وقت سے اس وقت تک جس کو ساٹھ سال کا عرصہ ہوا مجھے وہ وظیفہ برابر بلاناغہ پہنچتا رہا ہے"۔ حضرت بابا فرید الدین گنجشکر نے فرمایا کہ "وہ خواب تھا بلکہ حق تعالیٰ کا کرم تھا کہ حضرت خواجہ نے تجھ پر مہربانی فرمائی تاکہ تو مبتلائے افلاس نہ ہو"[2]

کرامت سلیمانی اور مرید نوازی

ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سلطان شمس الدین التمش کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے قلعہ شاہی کی سیر فرما رہے تھے۔ اور بہت سے امراء، دارکین سلطنت بھی موجود تھے کہ اتنے میں ایک عورت بدکار نے حاضر ہوکر بادشاہ سے فریاد کی کہ مجھ کو حضرت قطب صاحب کا حمل حرام ہے۔ یہ سن کر بادشاہ اور تمام حاضرین پر عالم سکتہ کا ہو گیا اور حضرت قطب صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ مارے شرم کے عرق عرق ہو گئے۔ اور اسی حالت میں حضور غریب نواز کی طرف رجوع ہوئے۔ غریب نواز اس وقت اجمیر میں تشریف فرما تھے اور یکایک بقدرت کرامت وہاں آ پہنچے اور عورت کے شکم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ "اے بچہ تو ہی بیان کر کہ اس کی اصلیت کیا ہے؟"۔ بچہ ماں کے پیٹ سے گویا ہوا کہ یہ بالکل دروغ و اتہام ہے۔ حاسدوں اور مفسدوں نے یہ افترا پردازی کی ہے۔ یہ سن کر عورت بدکارہ نہایت نادم و پشیمان ہوئی[3]۔

غیب دانی

راجہ پتھورا کا ایک مسلمان ملازم خلوص دل سے حضرت خواجہ کی خدمت میں مرید ہونیکی نیت سے حاضر ہوا مگر آپنے اسے مرید نہیں کیا۔ اس نے یہ واقعہ پتھورا سے بیان کیا۔ پتھورا نے دریافت کرایا کہ آپ اسے مرید کیوں نہیں کرتے؟ آپنے جواب میں کہلایا کہ اس میں تین باتیں ایسی ہیں جو نہیں جائیں گی۔ اول یہ کثرت سے گناہ کرے گا

۱۔ وقائع شاہ معین الدین چشتی از بابولال صاحب صفحہ ۹۰-۹۳ ۲۔ دیکھو مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۶ ۳۔ مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۹

Marfat.com

ہے کہ تمہارا ملازم ہے۔ ہمارے یہاں اسے کلاہ نہیں دی جاتی جو بیگانے کے آگے سر جھکائے۔ نیز
ح محفوظ میں میں نے دیکھا ہے کہ وہ بے ایمان مرے گا۔ جب تیمور نے سنا تو ناراض ہو کر کہنے لگا
اس درویش نے غیب کی باتیں کہی ہیں اس سے کہدو شہر سے چلا جائے مگر آخر کار ہوا ایسا ہی کہ اس
شخص نے دریا میں گر کر خودکشی کر لی ۔[1]

کرامات محمدی

جب ہنود کے مجمع نے آپ کو آناساگر کے کنارہ سے اٹھانے کیلئے یورش کی تو آپ نے ایک مشت خاک اٹھا کر اس پر آیۃ الکرسی دم کر کے ان کی طرف پھینک دی جس پر وہ خاک پڑی اس کا جسم خشک ہو گیا اور حس و حرکت کی قوت جاتی رہی۔ یہ دیکھ کر وہ لوگ ہوش باختہ ہو کر بھاگے اور راجہ کے مندر میں سادھو رام دیو کے پاس جمع ہوئے اور اس سے سب حالت بیان کی۔ جب اس نے سن کر سادھو رام ایک کثیر تعداد ہنود کی ساتھ لیکر آپ کی طرف روانہ ہوا ان میں سے بہت سحر و فنون جانتے تھے (صاحب استدراج تھے)۔ جب یہ لوگ نزدیک پہنچے اور آپ کا جمال باکمال دیکھا تو سب کی زبانیں گفتار سے اور پاؤں رفتار سے عاری ہو گئے۔ اور سادھو رام مثل بید کے کانپنے لگا پھر اپنی جماعت سے علیحدہ ہو کر آپکی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور بصدق دل سے اسلام لایا۔[2]

بعد ازاں اجیپال جوگی سے معرکہ پیش آیا یہ اپنے ڈیڑھ ہزار چیلوں کے ساتھ جو سحر و ساحری میں کامل تھے (صاحب استدراج تھے) آپ سے مقابل ہوا۔ آپ کی کرامت سے سب پانی آناساگر و بسیلہ تالاب وغیرہ کا ایک پیالہ میں آگیا اور کل تالاب چشمے کنویں وغیرہ خشک ہو گئے۔ یہاں تک کہ عورتوں کے پستانوں میں اور چوپایوں کے تھنوں میں دودھ خشک ہو گیا مگر آپ کی نظر رحمت سے تمام چیزیں اپنی حالت پر آگئیں۔ آخر اجیپال جوگی نے بھی اسلام قبول کیا۔[2]

ازاں بعد اجیپال جوگی نے آپ سے درخواست کی کہ طالبان حق ریاضت و مجاہدہ سے جس رتبہ پر پہنچتے ہیں وہ بندے کو بھی عطا فرمائیے۔ چنانچہ حضرت خواجہ نے مراقبہ فرمایا کچھ دیر بعد آنکھیں کھول کر اجیپال پر

1۔ ترجمہ اسرار الاولیاء ص ۵۸ مطبوعہ انقلاب اسٹیم پریس لاہور
2۔3۔ (الف) دیکھو مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۷۹ و سیر الاقطاب ص ۱۲۵-۱۳۱ (ب) مزید تفصیلات سیر الاقطاب کے ص ۱۲۵-۱۳۱ پر ہیں۔

نظر ڈالی۔ اجیپال کی نظروں سے یہ عالم غائب ہوگیا اور اپنے آپ کو عالم باطن میں حضرت کی خدمت میں موجود پایا۔ دیکھا کہ آنحضرت کی روح نے آسمان اول کی طرف پرواز کی۔ اجیپال کی روح بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلی۔ جس آسمان سے حضرت گذرتے تھے اجیپال پیچھے ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ "حضور مجھے اپنے ساتھ رکھیں چھوڑیں نہیں" جب حضرت اس پر توجہ فرماتے تو غیب سے آواز آتی "اے فرشتو معین الدین کی دوستی کی وجہ سے اجیپال سے تعرض نہ کرو" اجیپال نے دیکھا کہ ملائک آپ کی روح کی تعظیم کرتے ہیں۔ غریب نواز نے اجیپال سے فرمایا کہ "اس سے بھی آگے راستہ ہے مگر ابھی تم میں اسکی استعداد نہیں ہے"[۱]

(ب) بعد وفات از زمانہ سابق کی کرامتیں

خبر صادق دینا ۹۲۲ھ میں جب شیخ احمد نارنولوی کی عمر شریف نوے سال کی ہوئی تو حضرت خواجہ معین الدین کی طرف سے اطلاع ملی کہ اس شہر میں ایک آفت آنے والی ہے۔ لہذا آپ اپنے مریدوں کا گروہ ساتھ لیکر رانا سانگا کے حادثہ سے سات روز پیشتر نارنول جا پہنچے[۲]

شان دستگیری "ضیاء المکتوب" میں ہے کہ ایک زمیں دار ذی مقدور و متمول صاحب اسناد و جائداد و آراضی کے ہندوستان میں تھے۔ ان کی آراضیات سرکار انگریزی میں ضبط ہو گئی تھیں۔ تمام کوششیں بے سود اور تمام تدابیر بیکار ہو چلی تھیں حرماں نصیبی نے مایوس کر کے انہیں آستانہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمتہ پر پہنچا دیا۔ عرصہ دراز تک عیش و عشرت میں گذر چکی تھی۔ مزاج نازک تھا مگر ہمت مستقل تھی۔ یہ سمجھ کر غریب نواز کی بندہ نوازی مشہور ہے۔ کوئی محروم جاتا ہی نہیں ہے۔ خواجہ کے مزار شریف پر پہنچکر یہ عہد واثق کر لیا کہ جب تک آراضیات اور کل جائداد نہ ملجائیگی نہ اس پاک در سے جدا ہوں گا اور نہ کچھ کھانے پینے سے تعلق رکھوں گا۔

---

[۱] (الف) دیکھو مسالک السالکین جلد دوم ص۲۷۹ و سیر الاقطاب ص۱۲۵-۱۳۱ (ب) مزید تفصیلات سیر الاقطاب کے ص۱۲۵-۱۳۱ پر ہیں [۲] دیکھو گلزار ابرار ص۲۲۳

Marfat.com

یہ کہہ کر بارگاہ قدس منزل میں مچل گئے۔ تین روز تک بے آب ودانہ باب اجابت پر کھڑے گذار دیئے۔ عشاق کے ناز بردار خدام کے حاجت روا سرکار بندہ نواز نے اس مچلے ہوئے آرزومند کو اپنی دھن کا پکا بات کا پورا پاکر بے نقاب اپنے جمال کی ایک جھلک دکھادی اور اپنی زبان غریب نوازی سے دریافت فرمایا کہ "کیا چاہتا ہے؟" ان حضرت نے وہی جواب دیا جو دل کی خواہش تھی عرض کیا کہ "آراضیات وجائداد کا خواستگار ہوں" ارشاد ہوا "جا جو زبان سے کہے گا پورا ہوگا" اس بخشش بیکراں نے زمیندار صاحب کو مستجاب الدعوات بنا دیا۔ عالم ملکوت اور لوح محفوظ کا انکشاف ہوگیا۔ ظرف ان کا اتنا وسیع نہ تھا کہ اس دولت گراں بار کا متحمل ہوسکتا فوراً مجذوب ہوگئے صحرانوردی اور بادہ پیمائی اختیار کی۔ ادھر مولوی فضل رسول صاحب صاحب ضیاالمکتوب کے پیر و مرشد عالم جذبیت میں دشت نوردی کو اپنا شعار کئے ہوئے تھے۔ کسی صحرا میں دونوں بزرگ ملاقاتی ہوئے۔ بقول شخصے "خوب گذریگی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو" لطف یکجائی و ہم مشربی نے صحبت بے تکلف کردی۔ ان زمیندار صاحب نے جو حضرت خواجہ کی چشم کرم سے مالامال ہو چکے تھے فرمایا کہ "مولوی ہیں آپ کو ایک اسم اعظم بتاتا ہوں جو ہمیشہ کشود کار کے لئے اکسیر کا کام دے گا۔ اسکو آپ یاد رکھیں اور جسکو چاہیں اجازت دیں۔ وہ اسم اعظم یہ ہے۔

"الہی بحرمت خواجہ معین الدین چشتی مشکل کشا"۔ اسکے بعد صاحب ضیاالمکتوب نواب مولانا ضیاءالدین خاں صاحب فرماتے ہیں کہ اس اسم اعظم کی اجازت حضرت پیر و مرشد نے اکثر اکابر کو عطا فرمائی اور مجھے بھی کرم خاص سے عطا کی"[۱]

کرامت ندا کردن حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ کے روضہ میں معتکف رہا۔ عرفہ کی ایک رات روضہ متبرکہ کے نزدیک نماز ادا کی اور وہیں کلام اللہ پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔ تھوڑی رات گذری تھی کہ میں نے پندرہ سیپارے ختم کرلئے۔ سورہ کہف یا سورہ مریم میں ایک حرف مجھ سے ترک ہوگیا۔ حضرت مخدوم کے روضہ سے آواز آئی کہ "یہ حرف چھوڑ گئے اسے پڑھو۔ دوبارہ

---

[۱] دیکھو اکمل التاریخ مولفہ مولوی محمد یعقوب ضیا بدایونی جلد دوم صفحہ ۹۸-۹۹

آواز آئی "عمدہ پڑھتا ہے۔ خلف الرشید ایسا ہی کیا کرتے ہیں"۔[1]
جب میں قرآن پڑھ چکا تو حضرت خواجہ کے پائنتی سر رکھدیا اور دعا کر مناجات کی کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں کس گروہ سے ہوں۔ یہی فکر تھی کہ روضہ اطہر سے آواز آئی کہ "مولانا جو شخص یہ نماز ادا کرتا ہے وہ بخشے ہوؤں میں سے ہے"۔ پھر حضرت خواجہ کے قدموں کی طرف سر رکھ دیا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک میں اس گروہ سے ہوں جیسا کہ فرمایا تھا۔ کچھ دیر بعد وہاں سے بہت سی نعمت حاصل کرکے واپس چلا آیا۔[2]
مشہور ہے کہ علم ظاہر کا دلدادہ عالمگیر جب اجمیر پہنچا تو اس نے دل میں خیال کیا کہ میں شرع شریف کے مطابق حضرت خواجہ کی خدمت میں سلام پیش کروں گا اگر اسکا جواب نہ آیا جو مسنون ہے تو میں درگاہ شریف کو شہید کرادوں گا۔ پس وہ بایں ارادہ دربار غریب نواز میں حاضر ہوا اور بآواز بلند اس نے سلام پیش کیا۔ روضہ منورہ سے جواب آیا۔ وعلیکم السلام عالمگیر حجتی۔ عالمگیر اس واقعہ سے بہت متاثر ہوا اور اس کو حضرت خواجہ کی روحانی بزرگی تسلیم کرنی پڑی۔

شکار میں استعانت ایک مرتبہ شکار میں ایک نیل گائے کے پیچھے جہانگیر تین کوس پیدل گیا مگر وہ شکار نہ ہوئی۔ آخر اس نے نذر مانی کہ اگر شکار کروں گا تو حضرت خواجہ معین الدین کی روح کیلئے اس کا گوشت پکا کر فقراء کو کھانا کھلاؤں گا۔ چنانچہ نیل گاؤ رک گئی۔ جہانگیر نے اسکو شکار کرلیا اور حلال کرا کر اس کا گوشت درویشوں اور بھوکوں کو کھلایا۔[3]
اس واقعہ کے دو تین دن بعد پھر ایک نیل گاؤ نظر آئی۔ جہانگیر نے ہر چند فکر کی کہ یہ کسی مقام پہ ٹھہرے اور میں بندوق ماروں، لیکن ایسا کوئی موقعہ نہ آیا اور اسکے پیچھے پیچھے شام تک کاندھے پر بندوق (تفنگ) لئے پھرتا رہا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ناامید ہو کر جہانگیر کی زبان پر فوراً آیا کہ "اے خواجہ یہ نیل گاؤ بھی آپ کی نظر ہے"۔ یہ کہتے ہی وہ بیٹھ گئی اس نے بندوق چلاکر اسکو شکار کرلیا اور فقیروں کو کھلائے جانے کا حکم دے دیا۔[4]

(ج) دور حاضرہ کی کرامتیں

اکرم علیخاں صاحب اکبر آبادی کا بیان "غریب نواز کے عرس کے دن تھے۔ میں

---

[1] ترجمہ راحت القلوب صہ ۵۳ [2] ترجمہ راحت القلوب صہ ۵۳ [3] و [4] دیکھو توزک جہانگیری مطبوعہ غازی پور صہ ۹۱-۹۲

Marfat.com

الدمرحوم درگاہ شریف میں حاضر تھے ایک گجرات کے درویش آئے اور آہ بھر کر میرے سینے کیطرف
ک دیا اسی وقت مجھ پر اس قدر وارفتگی طاری ہوئی کہ کپڑے پھاڑ کر دیوانہ وار درگاہ میں دوڑتا
ع کردیا۔ والد ازحد پریشان ہوتے اپنے وکیل درگاہ سید وزیر علی صاحب کے توسل سے مجھے اندر قبہ
ریف میں بھیجا گیا جسوقت روضہ مبارک کی چادر شریف میرے سر پر ڈالی گئی سینے کی آگ ٹھنڈک سے بدل
ی اور غنودگی طاری ہوگئی۔ دیکھتا ہوں کہ دربار غریب نواز میں حاضر ہوں۔ آپکے ہر دو جانب بزرگان دین
پنے مقام پر خاموش استادہ ہیں۔ درمیان میں غریب نواز تخت پر رونق افروز ہیں۔ بذریعہ چوبدار
سے دریافت کیا گیا کہ اسی حالت میں رہنا چاہتا ہے یا سابقہ حالت میں۔ میں نے چوبدار سے کہا کہ پہلی
لت چاہتا ہوں۔ اتنے میں وکیل درگاہ نے چادر ہٹا کر مجھے اٹھالیا اور وہ وارفتگی دور ہوگئی۔"

سعیدہ خاتون زوجہ مؤلف کا بیان

ایک مرتبہ میرے بھائی کی بچی کی طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی ن
بغیر کھائے گذر گئے کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ
ی کا ایک قطرہ تک پیٹ میں نہیں ٹھہرتا تھا۔ ایک شب جب اور بھی زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو میں
رگاہ شریف میں بحالت اضطراب دعا مانگنے گئی۔ درگاہ شریف میں داخل ہوئی تو ایک شخص کو باواز بلند آیۃ
ھتے ہوئے سنا "ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر" اس آیت کے سننے ہی مجھے تسکین قلبی ہوگئی۔ چنانچہ جب دعا مانگ
مکان واپس آئی تو بچی کے مرض میں افاقہ پایا اور بفضلہ تعالیٰ وہ چند روز میں شفایاب ہوگئی۔"

دالغفور صاحب اجمیری کا بیان

ایکدن ایک غریب الوطن کے پاس ایک پیسہ تک نہ تھا۔ اس غریب کو
شام کو چائے پینے کی عادت تھی مگر بے پیسے چائے کیسے آتی،
آخر بلا چائے رات کے بارہ بج گئے میں اپنے گھر سو رہا تھا۔ سوتے میں آواز آئی کہ فلاں شخص (غریب الوطن) کے
کتابوں کے پیسے تمہارے پاس ہیں وہ ابھی اسے دیکر آؤ چنانچہ پیسے لیکر میں پہنچا تو مندرجہ بالا تمام
اجرا علم میں آیا۔

ن اللہ خاں صاحب بجنوری ساکن رامپور کا بیان

دو میں ایک ریاست میں اعلیٰ عہدے پر مامور تھا
مگر وہاں سے ایکدم اپنی کوٹھی اور سب سامان
کر چلنا پڑا نان شبینہ تک کو محتاج تھا۔ اپنے ایک وفادار ماتحت چپراسی کی مدد سے بہزار خرابی دربار
نواز میں پہنچ کر التجا کی اور چند ہی دن میں میرا ایک دوسرے مقام پر عمدہ جگہ تقرر ہوگیا۔

Marfat.com

بیگم محسن اللہ خاں صاحب کا بیان

میرے شوہر کو ڈاکٹروں نے دق تجویز کی یہ سن کر مجھے انتہائی ہوا اور تو کیا کرسکتی تھی۔ مگر میں نے حضور غریب نواز سے معاملہ رجوع کر کے منت مانی کہ اگر میرا شوہر صحتیاب ہوجائے گا تو چادر شریف پیش کروں گی۔ چنانچہ جب ڈا نے صحتیابی کا مژدہ سنایا تو میں نے چادر گل پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔"

نواب نظیر بیگم صاحبہ دھولپوری کا بیان

"ایک مرتبہ میں بے انتہا بیمار ہو گئی۔ علالت کی وجہ دو عورتوں کے سہارے سے درگاہ شریف میں حاضر ہ جالیوں میں بیٹھی اپنی صحت کیلئے دعا مانگ رہی تھی کہ ایک خنکی اپنے جسم سے مس ہوتی ہوئی معلوم ہو مجھ میں توانائی اور تندرستی پیدا ہوتی جاتی تھی۔ تھوڑی دیر میں مرض کا اثر بالکل زائل ہو گیا اور میں بلا کسی اپنے گھر آ گئی۔"

نواب خواجہ محمد خاں صاحب مرحوم دھولپوری کا بیان

ایک مرتبہ رانا صاحب دھولپور سے میری ر رنجی ہو گئی۔ کشیدہ خاطر ہو کر اجمیر چلا آیا۔ در غریب نواز میں دعا مانگی کہ صفائی ہوجائے مگر جب تک رانا صاحب خود نہ بلائیں گے نہ جاؤں گا۔ سید شاہ صاحب سے اس کا تذکرہ ہوا۔ فرمانے لگے۔ غریب نواز کا حکم ہو گیا ہے۔ کل تمہارے پاس بلا کا تار آجائے گا۔ چنانچہ دوسرے دن ایسا ہی ہوا۔"

ایک مرتبہ میں آپکے روضہ کا طواف کر رہا تھا خطرہ گذرا کہ غریب نواز کے وصال کو سات صدیاں گ گئیں اب یہاں بجز مٹی اور کیا باقی ہوگا۔ جب میں بنگلی والان کے سامنے آیا اور مزار شریف کے کٹہرہ پر نظ پڑی تو دیکھا کہ روئے مبارک مثل آفتاب کے درخشاں ہے اور نور کی شعاعیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہی میں اپنے خیال پر نادم ہوا اور توبہ کی۔"

اہلیہ کرم علی خاں صاحب اکبر آبادی کا بیان

ایک مرتبہ مجھے اجمیر میں شدید ذات الجنب (نمونیا) کئی دن تک حالت خراب رہی آخر ایک دن نبض ساقط ہو گئیں مستورات نے گریہ شروع کر دیا اور دربار غریب نواز میں رجوع کیا آخر ایک غریب الوطن کہا دیر مردہ نہیں ہے غشی طاری ہے۔ غریب نواز کے کرم سے اچھی ہوجائے گی۔ چنانچہ بفضل تعالیٰ کچھ دیر بعد ہوش آ گیا۔ حالت سنبھل گئی اب تک بقید حیات ہوں۔"

Marfat.com

کا بیان

جون ۱۹۱۱ء میں اپنے بھائیوں کے ساتھ اجمیر حاضر ہوکر دربار غریب نواز میں
...گی کہ مدینہ منورہ حاضری ہوجائے باسباب ظاہر مدینہ منورہ جانے کا کوئی امکان نہ تھا طالب علمی کا زمانہ
...سال کی عمر اسی سال والدین کے انتقال کی وجہ سے بے سروسامانی کا عالم کسی طرح عقلاً جانا سمجھ میں نہ
...تھا آخر غریب نواز کے اکرام نے دستگیری کی اور دو مہینہ بعد ہی زیارت حرمین شریفین کیلئے روانگی ہوگئی۔
ان بیانات کے علاوہ تقریباً ایک سو بیانات اسی قسم کے اور مولف سے بیان کئے گئے۔ اگر اور زیادہ
...جو کیجاتی تو شاید ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد تک نوبت پہنچتی اور ایک ضخیم کتاب مرتب ہوجاتی مگر
...اختصار مندرجہ بالا بیانات پر اکتفا کیا۔

آپ کی کرامات عظیمہ بالمشاہدہ :۔

ہر چند اس طبقہ کے نزدیک کرامت کا نام لینا مضحکہ خیز ہے جو عقل میں نہ آنیکی وجہ سے کرامت کو باور
...نہیں کرتا۔ تاہم ہم ایسے حضرات کو مسمریزم، ہپناٹزم، مداری اور نٹوں کے بعض ان تماشوں کیطرف متوجہ
...تے ہیں جو کسی طرح عقل میں نہیں آتے مگر مادی آنکھیں ان کے مشاہدہ کی شاہد ہیں۔ اسی طرح
...اللہ سے کرامتیں ظاہر ہوا کرتی ہیں مگر یہ مداری کا تماشا نہیں بلکہ بقوت روحانی پاکیزگی کیساتھ
...ق العادات کا ظہور ہے۔ سات سو برس بعد آج بھی حضرت خواجہ کی بالمشاہدہ بعض وہ کرامتیں
...آتی ہیں جو چشم بینا کیلئے درس معرفت ہیں۔ تفصیلات حسب ذیل ہیں:۔

...مت اوّل بالمشاہدہ

ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ایک مادی بادشاہ اگرچہ اسکے پاس فوج، حکومت، خزانہ، قوت، سامان جنگ اور دیگر معقول ذرائع بھی موجود
...تے ہیں مگر وہ صرف ملک فتح کرلیتا ہے اور اللہ کی مخلوق پر اسکی مرضی کے خلاف اپنی قوت، اپنی فوج
...پنی تلوار کے ذریعہ بالجبر حکومت کرتا ہے۔ یہ حکومت صرف اسکی مادی قوت اور زندگی تک محدود
...ہے۔ اسکے مرجانے کے بعد اسکی حکومت کا طلسم درہم برہم ہوجاتا ہے۔ پھر کوئی نہیں پوچھتا
...بادشاہ تھا او کدھر گیا نہ وہ باقی رہتا ہے نہ اس کی حکومت۔
مگر جب ہم تاریخ ہند کی ورق گردانی کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ ایک خدا کا برگزیدہ بندہ آج
...ت سو برس قبل ہندوستان آتا ہے نہ اسکے پاس فوج ہوتی ہے نہ خزانہ نہ وہ کہیں کا مادی بادشاہ ہوتا

Marfat.com

ہے بلکہ وہ پیوند لگے کپڑے پہنتا ہے۔ سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر تناول کرتا ہے۔ اسکے ساتھ چالیس
اللہ اللہ کرنیوالے تسبیح کش خدا کے نیک بندے ہوتے ہیں جن کے پاس نہ کوئی توپ ہوتی ہے نہ کوئی
تلوار۔ البتہ اخلاق، شفقت، محبت، ہمدردی اور حقانیت کے خزانے ہوتے ہیں جن سے وہ ملک
پہ نہیں بلکہ صحت ملک پر بھی فتح پاتا ہے یعنی شاہوں کی طرح صرف ملک اور اہل ملک پر نہیں مگر
سلاطین اور ان کے محکومین کے قلب پر حکمرانی کرتا ہے۔

روحانی سلطان الہند کے دربار میں کبھی شہاب الدین غوری استعانت باطنی حاصل کر کے ممنون کرم نظر
آتا ہے تو کبھی سلطان شمس الدین التمش خلوص و رواداری، حق شناسی کی تعلیم کا خزانہ پاکر رہین منت
نظر آتا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ یہ چیزیں حیات ظاہری تک نہیں بلکہ بعد وفات بھی اسی طرح نظر آتی
ہیں جسطرح حیات ظاہری میں تھیں۔

اکبر جیسا جلیل القدر بادشاہ اپنی سعادت سمجھ کر دربار خواجہ میں پاپیادہ حاضر ہوتا ہے۔ جہانگیر
سر دربار در غلامی پہن کر خواجہ کا حلقہ بگوش جاتا ہے۔ کیا یہ ایسی کھلی کرامت نہیں جو آسانی سے
سمجھ میں آجائے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچانے میں مدد دے سکے کہ دنیاوی بادشاہ سے زیادہ اگرچہ کوئی دنیاوی
قوت نہیں ہے مگر جو قوت دنیاوی حاکم تک کو مسخر کرلے وہ ضرور کوئی ایسی قوت ہے جو دنیاوی قوتوں میں
کہیں نظر نہیں آتی یقیناً وہ قوت روحانی ہے (مولف)

کرامت دویم بالمشاہدہ

علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک لکھ پتی مرجاتا ہے اور لڑکا پیدا
ہے جو اسکے نطفہ سے ہوتا ہے باپکے صدقہ میں لاکھوں روپے بلا مشقت
اسے ملتے ہیں۔ بڑا سعادت مند ہوا تو باپ کا تیجہ، دسواں اور چہلم کردیا۔ قبر پکی بنوادی۔ بعد ازاں
وہ نہیں جانتا کہ باپ کون تھا کدھر گیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ باپ سے زیادہ ایک ایسا مشفق بھی
موجود ہے جسکی وفات کو اگرچہ سات سو برس سے زیادہ گذر گئے مگر آج بھی اسکا رشتہ محبت اور مشفق
اکرام و مربیانہ انعام ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم سالانہ ہفتہ وار بلکہ روزانہ اسکے روضہ پر حاضر ہوں
سفر دور دراز کی صعوبتیں برداشت کریں، روپیہ خرچ کریں اور طرح طرح کی تکالیف اٹھائیں مگر
اسکے دربار (دربار خواجہ) میں وقت پر پہنچ جائیں

کرامت سویم بالمشاہدہ

کون نہیں جانتا کہ دنیا میں اہل دنیا کو دولت دنیا بڑی عزیز ہوتی ہے

Marfat.com

پیسہ کہیں گر جاتے تو اسکی تلاش میں سرگرداں ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نالی میں گرے ہوئے ٹکے کو دھو کر جیب میں رکھ لیتا ہے۔ باوجود اسکے سمجھ میں نہیں آتا کہ کون سی پوشیدہ قوت ہے جو ایسی چیز بھی دربار خواجہ میں بے دریغ خرچ کرا دیتی ہے۔ بادشاہ شاہجہاں لاکھوں روپیہ خرچ کر کے سنگ مرمر کی مسجد تعمیر کراتا ہے۔ اکبر بادشاہ اپنی طرف سے زر کثیر خرچ کر کے ایک وسیع عالی شان مسجد بنواتا ہے۔ فرخ سیر ہزاروں روپیہ کی مواضعات وقف کر کے بطور نذر درگاہ میں پیش کرتا ہے۔ نظام حیدرآباد دکن بیش بہا دروازہ تیار کرا کے پیش کرتے ہیں۔ معین الدولہ زر کثیر خرچ کر کے سماع خانہ تیار کراتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

پس معلوم ہوا کہ مابین خواجہ اور مخلوق کوئی روحانی خفیہ رشتہ اب بھی ایسا ہے جو زر جیسی عزیز شے بھی خواجہ کے قدموں پر قربان کرنے کیلئے مجبور کر دیتا ہے۔ اسے روحانی قوت اور کرامت نہ کہئے گا تو اور کیا فرمائیے گا؟ یقیناً یہی وہ غریب نواز کی کرامات جاریہ ہیں جو چشم بینا کو آج بھی نظر آ رہی ہیں (مؤلف)

کرامت چہارم بالمشاہدہ تاریخی بادشاہوں کے دروازوں پر سب اہل دنیا سر نیاز جھکا کر ہاتھ پھیلایا کرتے ہیں۔ مگر بادشاہ کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا کرتے۔ لیکن واقعات شاہد ہیں کہ دربار خواجہ میں شاہان جلیل القدر والوالعزم عاجزانہ و نیازمندانہ طور پر حاضری دیتے ہیں اور دامن پھیلائے نظر آتے ہیں۔ شاہوں کی یہ جبیں سائی صرف حیات ظاہری میں ختم نہیں ہوئی بلکہ آپکے وصال کے بعد آپکے حسن معنوی کی کشش بدستور نظر آتی ہے۔ سینکڑوں برس کے بعد بھی ہندوستان کے امیر و غریب کی جھولیاں بھرنے والا اکبر بادشاہ خود دربار خواجہ میں سائل بن کر آتا ہے۔ جہانگیر صحت کی بھیک مانگتا ہے۔ دُر غلامی پہنتا ہے۔ کیسا شاہوں کا آپکے در پر گدائی کرنا چشم بینا کیلئے بالمشاہدہ کرامت نہیں ہے؟

کرامت پنجم بالمشاہدہ دنیاوی عیش و آرام، جائداد و مکان، وطن و دولت، ثروت و حکومت حشمت، عزیز و اقرباء، دوست و احباب سبکو عزیز ہوا کرتے ہیں کوئی مفارقت بخوشی گوارہ نہیں کرتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اسقدر عزیز چیزیں چھوڑ کر بھی لوگ یہاں چلے آتے ہیں، اور وطن سے دور، حکومت و دولت سے کنارہ کش ہو کر اجمیر کی غریبانہ زندگی کو

Marfat.com

ترجیح دیتے ہیں۔ وطن کے حامیوں کو چھوڑ کر یہاں بظاہر بے یار و مددگار در خواجہ پر بہت مطمئن نظر آتے ہیں حضور غریب نواز کی اس افضل ترین جاذبیت اور اعلیٰ ترین کشش اور ناقابل انکار کرامت کے ثبوت میں آج بھی سیکڑوں صاحب ثروت اہل دل اجمیر کی گلیوں میں گدائی کی زندگی بسر کرتے ہوئے پیش کئے جا سکتے ہیں ۔

کرامت ششم بالمشاہدہ

انقلابات زمانہ سے عزیز و اقربا بچھڑ جاتے ہیں۔ دوست واحباب دور ہو جاتے ہیں۔ ایک جد کی اولاد بعد مقامی اور زمانی کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی تک نہیں ۔ سلاطین زمانہ برباد ہو کر کاسہ گدائی لئے نظر آتے ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے روحانی بادشاہ کی وہی شان ہے جو آج سے ساتا سو سال پہلے تھی بلکہ بمصداق خوبی تو ہر زماں بیشتر از بیشتر آپکی درگاہ میں پہلے سے زیادہ لوازمات شاہی نظر آتے ہیں ۔

Marfat.com

خاصان خدا خدا نباشد لیکن از خدا جدا نباشد

حصہ ششم (٦)

خصوصیات

Marfat.com

خصوصیات

اللہ تعالیٰ نے مختلف حضرات کو مختلف قسم کی خوبیاں عطا کی ہیں اور حضرت خواجہ کو بعض ایسی خصوصیات عطا فرمائی ہیں جو کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتیں۔ آپکی بعض خصوصیات حسب ذیل ہیں :-

شان دربار خواجہ دربار خواجہ میں حاضر ہونیوالا دیکھتا ہے کہ آپ کی درگاہ شریف میں ہر طرف چہل پہل ہے۔ عورت مرد بچے حاضر دربار ہیں دریا خواجہ کے نعرے لگا رہے ہیں کہیں فقراء گنبد شریف کیطرف منہ کئے آواز بلند حضرت خواجہ سے کچھ مانگ رہے ہیں۔ کسی جگہ امیرانہ زندگی بسر کرنیوالے امارت سے منہ پھیر کر شان و شوکت کو خیر باد کہہ کر ٹاٹ کے بستر بچھائے غریبانہ زندگی بسر کر رہے ہیں کوئی آپکے روضہ کا طواف کر رہا ہے کوئی آپکے در اقدس پر سر رکھے پڑا ہے۔ تو کوئی گردن جھکائے مراقبہ میں بیٹھا ہے۔ کوئی ہاتھ باندھے مودب کھڑا ہے۔

خدام درگاہ زائرین کو لا رہے ہیں سلام کرا رہے ہیں۔ ان کے لئے روضہ اقدس کے سامنے دعائیں کر رہے ہیں۔ چادریں پیش کر رہے ہیں۔ سبیل میں پانی بھر رہے ہیں۔ حوض میں مشکیں ڈلوا رہے ہیں۔ زائرین کے سروں پر دستاریں باندھ رہے ہیں۔ کہیں روٹیاں پیسے تقسیم کر رہے ہیں جم غفیر [illegible] بٹنے والے کے پیچھے چلا جا رہا ہے۔ نکلنا مشکل ہے۔ کہیں سبیل پر پانی پینے والوں کا ہجوم ہے۔ زائرین چنبیلی والی بیوی کے مزار پر پانی کی مشکیں چھڑوا رہے ہیں۔ مسجدوں میں نمازیں ہو رہی ہیں۔ کہیں وعظ ہو رہے ہیں۔ کہیں تفسیر بیان کیجا رہی ہے۔ کہیں محفل میلاد منعقد ہے۔ عبادت خانوں میں لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں۔ عورتیں تسبیح خوانی میں مصروف ہیں۔ مدرسہ میں طلبا مدرسین جمع ہیں، درس دیا جا رہا ہے۔ کتب خانہ میں کتب بینی ہو رہی ہے۔ اخبار پڑھے جا رہے ہیں۔ لنگر خانہ میں دلیا تقسیم ہو رہا ہے۔ لوگ اپنے اپنے برتن لئے جا رہے ہیں۔ داروغہ اور درگاہ شریف کے چپراسی مجمع کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہیں دیگ کا کھانا

Marfat.com

لٹ رہا ہے۔ لوگ گرم گرم بھاپ اٹھتی دیگ کے اندر جا کر گرم کھانا نکال کر لا رہے ہیں۔ کہیں قوالی ہو رہی ہے لوگ جمع ہیں۔ کوئی کیف میں جنبال ہے تو کوئی رقص کر رہا ہے کوئی "ھوحق" کے نعرے لگا رہا ہے۔ کوئی آنسو بہا رہا ہے اور کوئی دوبارہ شعر پڑھنے کا اصرار کر رہا ہے، مریدین اپنے پیروں کو نذر پیش کر رہے ہیں۔ قوالان کے وارے نیارے ہو رہے ہیں۔

شام ہوئی تو ڈنکا بجا روشنی کا وقت آیا لوگ جوق جوق روضہ منورہ کے گرد ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں۔ آپ کے یہاں کی روشنی سے قلبی روشنی حاصل کر رہے ہیں۔ رات ہوئی تو پرسکون منظر نظر آیا۔ لوگ گنبد شریف کے گرد وظائف پڑھنے میں مصروف ہیں۔ کوئی زمین پر سر رکھے ہاتھ پھیلائے دعا مانگ رہا ہے۔ کوئی چوکھٹ چوم رہا ہے۔ لوگ قطار باندھے کھڑے ہیں۔ اپنے سروں پر حصول برکت کیلئے اگر دانی اور فراسے رکھوا رہے ہیں۔

صبح ہوئی دروازہ کھلنے کا وقت ہوا۔ اذان کی دلکش آواز گونجی، خدام صاحبان گنبد شریف میں داخل ہوئے۔ اور خدمت جاروب کشی بجا لائے۔ صبح کے وقت شفا خانے میں حکیم صاحب کے گرد مریض جمع ہیں۔ نبض دکھا رہے ہیں حال کہہ رہے ہیں نسخیں لکھوا رہے ہیں اور دوائیں لے رہے ہیں۔ رات دن میں کئی بار نوبت بج رہی ہے۔ گھڑیالی گھنٹے بجا رہا ہے۔ صندل خانے میں صندل پیسا جا رہا ہے۔ گل فروشوں کی دوکانیں لگی ہوئی ہیں جہاں سے لوگ پھول خرید کر مزار اقدس پر بذریعہ خدام صاحبان پیش کر رہے ہیں۔ چادر شریف پر عطر ملا جا رہا ہے۔ زائرین چادر پیش کرنے کیلئے اپنے سروں پر لا رہے ہیں۔ کوئی قوالی کے ساتھ چادر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

غرض جس طرف دیکھئے نئی شان نظر آتی ہے۔ ہمہ وقت شمع محبت کے گرد پروانے جمع رہتے ہیں۔ جو بیس گھنٹے دریائے فیض جاری ہے۔ ہر وقت نزول رحمت باری ہے۔ عام طور پر مشہور ہے کہ ایسی آباد درگاہ ہندوستان میں کہیں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کیلئے مخصوص کر لیتا ہے۔

گنج محبت یوں تو آپ کے دربار میں ہر قسم کی نعمتیں لٹائی جاتی ہیں مگر سب سے

Marfat.com

بڑا گراں قدر خزانہ محبت ، ہے جو آپکے یہاں بکثرت دن رات لٹایا جاتا ہے ۔ یہ انعام آپ کے دربار کا طرۂ امتیاز ہے ۔ یہی وہ گنج بے بہا ہے جسکے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی

" الٰہی تو روزی کر مجھکو اپنی محبت اور جو کوئی تجھ سے نسبت رکھے اسکی محبت اور جو عمل کہ مجھ سے قریب کرے اسکی محبت اور اپنی محبت کو میرے نزدیک ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب کر "

ایک دوسری جگہ ارشاد نبوی ہے " تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ اسکے نزدیک ماسوا سے محبوب تر نہو (بخاری و مسلم بروایۃ انسؓ) یہی وہ نعمت عظمیٰ ہے جسکے لئے سرور کونین رسول اللہ نے امام الاولیار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا اے ابوالحسن تو اپنے آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کر اور میں بھی تیرے لئے خدا سے دعا کرتا ہوں وہ تجھے ضرور عطا کرے گا ۔ بنا برآں علی علیہ السلام نے دعا کی " اے پروردگار اپنے پاس سے ایک عہد عطا فرما اور اپنی طرف سے محبت عطا کر ، پس اللہ نے اپنے نبی پر سورہ مریم کی یہ آیت نازل فرمائی جس کا ترجمہ ہے ، " وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ کرے گا ان کو رحمٰن محبت "

محبت ہی اصل منشائے توحید واحد القہار ہے جو موحد کو کثرت سے یکسو کر کے ایسے مقام متقی پر پہونچا دیتی ہے کہ وہ کثرت کو وحدت میں اور وحدت کو کثرت میں جلوہ گر دیکھتا ہے ۔ محبت ہی دوست کو دوست سے ملا دیتی ہے ۔ یہی انسان کو انسان کامل بنا دیتی ہے ۔ یہی وہ زینہ ہے جس سے اولیاء و اصفیاء اتصال مع اللہ تک پہونچتے ہیں ۔

سلطان الہند

آپکی بہت سی خصوصیات میں سے ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے فقر و درویشی کا وہ اعلیٰ ترین نمونہ پیش کیا جس سے متاثر ہو کر لوگ بلا خوف تیغ و شمشیر بلا فوج و لشکر بلا حرص زر و مال بلا کسی حاکمانہ جبر و تشدد کے خود دل سے آپکے اس درجہ گرویدہ ہوئے کہ بغیر چون و چرا آپکی تقلید کرنے لگے ۔ آپکے نقش قدم پر چلنے لگے اور راہ درویشی اختیار کر کے آپکے حلقہ بگوش ہو گئے آخر کار آپ کو اس درجہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ اہل ہند آپ کو ہندوستان کا روحانی بادشاہ مان کر سلطان الہند

Marfat.com

ے خطاب سے یاد کرنے لگے، یہ آپکی انسانیت افروز درویشانہ خصائل کا وہ طرۂ امتیاز ہے جمیں
پ کا کوئی شریک نہیں۔

نسبتِ کعبۃ اللہ

جب حج کا زمانہ آتا ہے لوگ جوق جوق آپکے توسل سے برکاتِ حج حاصل کرنے کے لیئے دور دراز سے اجمیر آتے ہیں اور مستفیض ہوتے ہیں۔ سندھی صاحبان کا تو یہاں تک عقیدہ ہے کہ آپ کی درگاہ میں بموقعہ حج سات مرتبہ حاضری دینے سے ایک حج کے برابر فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ کیوں نہو کعبۃ اللہ ہی میں تو آپکے پیر و مرشد نے آپ کیلئے مقبولیت کی دعا کی تھی اور غیب سے ندا آئی تھی کہ ہمنے معین الدین کو قبول کیا۔

کعبۃ اللہ میں لوگ حصول برکت کیلئے نیز آبِ رحمت کے پانی سے اپنے جسم کو پاک کرکے فیض و برکت حاصل کرتے ہیں اور آپ کی درگاہ میں آپکے گنبد شریف کے پاک پانی سے اپنے جسم کو پاک کرکے برکات حاصل کرتے ہیں۔ کعبۃ اللہ میں لوگ غسل کعبہ کے پانی کو متبرک جانتے ہیں۔ یہاں آپکے مزار شریف کے غسل کے پانی (عرق گلاب) کو بابرکت خیال کرتے ہیں اور زائرین آبِ زمزم کی طرح دور دراز مقامات پر لیجاتے ہیں۔

مدینۃ الھند

آپ کو دربار نبوی سے قطب المشائخ بحر و بر کا منصب عالی عطا ہوا۔ اور ہندوستان کی ولایت مرحمت کی گئی۔ قیام کیلئے راجستھان کا وہ ریگستان ملا جو عرب کے ریگستان سے مشابہ ہے۔ جہاں پانی کی کمی ہے جا بجا عرب کی طرح پہاڑیاں ہیں۔ اس ریگستانی علاقہ میں قیام کے لیئے شہر ملا تو ایسا جو بلحاظ جائے وقوع مکہ معظمہ سے ملتا ہوا ہے اور بلحاظ شہریت مدینہ منورہ کے مشابہ ہے۔ ہندوستان (پاکستان وسندھ) میں فقر درویشی اور اصفیاء و اولیاء کا ہر خاندان آپکی روحانی باطنی سلطانی سے مستفیض ہے۔ قادری چشتی، نقشبندی، سہروردی تمام حضرات آپ کے زیر نگیں ہیں۔ آپکی گہری نسبت محمدی کی برکت سے ہمہ وقت آپ کی درگاہ مدنی انوار سے فیضیاب و منور ہے۔ بالکرام شاہ مدینہ سکون و خاطر طمانینت قلب کا گھر ہے۔ فیضان ظاہری و باطنی کا مرکز ہے انھیں وجوہات سے اہل نظر اجمیر کو مدینۃ الہند کہتے ہیں۔

Marfat.com

آپکی محبوبیت پر یدِ قدرت کی نورانی تحریر کی تصدیق :-

بعد وفات آپ کی دفتا شریف آپکی پیشانی مبارک پر بخط نور مرقوم تھا " ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ " یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے جسنے محبت حق تعالیٰ میں وفات پائی " گویا یدِ قدرت نے آپ کی محبوبیت پر یہ مہر ثبت کی تھی تاکہ آپ کا مرتبہ محبوبیت سب پر آشکارا ہوجائے - یہ آپکی مقبولیت کا وہ نمایاں خصوصی ثبوت ہے جو ہندوستان بھر میں کسی ولی، درویش، فقیر، صوفی کو نہیں ملا -

ممتاز شاہکار

سلاطین زمانہ نے ملکوں پر شمشیر زنی کی فوج کشی کی، خزانے لٹائے جاگیریں دیں - مناصب وعہدے عطا کئے تب کہیں حکومت ظاہری ہاتھ آئی - یہ سلطنت ان کی حیات تک رہی یا زیادہ سے زیادہ چند پشتوں تک رہی - چند ہی سال بعد نہ وہ رہے نہ ان کی اولاد کی حکومت رہی - مگر حضرت خواجہ نے ہندوستان میں باطل پر حقانیت کی تلوار چلاکر محبت سے بھرے ہوئے تیر نظر دلوں میں پیوست کرکے اخلاقیات کے خزانے لٹاکر انسانیت کی فوج پھیلاکر صدق وصفا کی جاگیریں دیکر دربار ایزدی کے اعلیٰ مراتب پر پہونچاکر خداشناسی اور خدارسی کے مناصب عطا کرکے بلاجبر وتشدد اہل ہندوستان کے دلوں پر ہمیشہ کیلئے قبضہ کرلیا قانون انسانیت جاری کیا. ظلم کو مٹایا سچائی کا سکہ چلایا - خدارسی کے تاج مرحمت فرمائے آج تک یہ آپ کی یہ انسانیت اور اقلیم حقانیت تخت وتاج درویشی سے مزین ہے اور ملک حقانیت میں آپکے باطنی تصرفات اس درجہ کارفرما ہیں کہ آخر کار ایک غیر ملکی حکمراں لارڈ کرزن تک کو بھی لکھنا پڑا کہ ہندوستان میں آپ کی قبر شریف بادشاہی کرتی ہے -

مخصوص شفقت

آپ نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اس درجہ شفقت فرمائی کہ ہر شخص گمان کرتا ہے کہ مجھ سے زیادہ آپ کسی پر مہربان نہیں ہیں - آج بھی آپکے فیضان کی سب پر یکساں بارش ہوتی ہے اور اعلیٰ قدر ظرف لوگ فیضیاب ہوتے ہیں - فقر و درویشی کی تعلیمات میں بھی آپ طریقت ومعرفت کے موتی سب کے سامنے بکھیر دیتے تھے -

Marfat.com

اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق لوگ اس انمول خزانہ سے موتی چن لیتے تھے۔ لاکھوں حضرات اسوقت بھی آپکے مربیانہ شفقت اور بزرگانہ اکرام سے فیضیاب ہیں۔

خصوصیت تبلیغ آپنے کبھی ممبر پر تشریف فرما ہو کر وعظ نہیں فرمایا مگر لوگ آپکے انسانیت افروز کردار کی تقلید کرنے لگے اور اسلام کے گرویدہ ہو گئے۔ فقر و درویشی کے اعلیٰ مراتب پر پہونچے۔ ہندوستان میں جس قدر لوگ آپکے فیض محبت سے مشرف بانسانیت ہوئے اس قدر کسی دوسرے درویش کی برکات روحانی تصرفات اور فیوض باطنی سے مشرف باسلام والسانیت نہیں ہوئے۔

سلاطین نوازیاں سلاطین نے آپکے در اقدس سے جس قدر فیض پایا اس قدر ہندوستان بھر میں کسی دوسرے درویش کے دربار سے نہیں پایا۔ شہاب الدین غوری نے آپ ہی کی باطنی استعانت سے ہندوستان کی حکومت حاصل کی اور شرف مریدی سے مشرف ہوا۔ شمس الدین التمش کو آپ ہی کے فرمان کے بموجب دہلی کی بادشاہت ملی۔ سلطان محمود خلجی نے آپ ہی کے باطنی تصرفات سے اجمیر فتح کیا اور اس شکریہ میں آپکے روضہ اقدس کا طواف کیا۔ سلطان ظفر خاں نے آپ ہی کی درگاہ میں حاضر ہو کر فتوحات حاصل ہونے کی دعا مانگی اور فتحیاب ہوا۔ شاہ جلال الدین اکبر نے آپ ہی کے تصرف سے جہانگیر جیسا پسر پایا۔ چتوڑ کا قلعہ فتح کیا۔ طرح طرح کے گھمائے مراد سے دامن مراد بھر دلی مقصود حاصل کئے۔ کئی بار دور دراز کا پیادہ سفر کر کے اجمیر آکر حاضری کی سعادت حاصل کی۔ جہانگیر نے بیماری سے شفا پائی اور سر دربار آپ کا دُرِ غلامی پہن کر آپ کا حلقہ بگوش ہوا۔ غرض آپ کے در فیضان پر بڑے بڑے سلاطین بھی گدائی کرتے نظر آتے ہیں۔ سلاطین کو فیض بخشی کا سلسلہ آپکی روحانی اولادوں میں بھی جاری رہا۔ سلطان شمس الدین التمش حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مریدوں میں نظر آتا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنجشکر قدس سرہ سے سلطان غیاث الدین بلبن فیضیاب ہوا۔ یہاں تک کہ اپنی دختر کا نکاح بھی آپکے ساتھ کیا حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے سلاطین معتقد رہے اور فیضیاب ہوئے۔

Marfat.com

علمی دُنیا میں خصوصیت جتنی کتابوں میں آپ کا ذکر خیر ہے اور جس قدر کتابیں آپ کے تذکرے میں لکھی ہیں اس قدر کتابیں ہندوستان بھر میں کسی اہل اللہ درویش کے حالات میں نہیں لکھی گئیں۔ اب تک دو تین نئی کتابیں سالانا تالیف ہو کر آپ کے عرس شریف کے موقعہ پر بازار میں آتی ہیں۔ یہ علمی دنیا میں آپ کی حد درجہ خصوصی مقبولیت کا ثبوت ہے۔

خصوصیت سلسلہ آپ کے سلسلہ طریقت کو بھی ہندوستان میں وہ مقبولیت حاصل ہوئی جو کسی دوسرے سلسلے کو نہیں ہوئی۔ چنانچہ آج بھی ہندوستان میں جتنے کثرت سے چشتی حضرات ہیں اس قدر کسی دوسرے سلسلے کے نہیں پائے جاتے چشتیوں کو ہندوستان میں بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ اس مقدس سلسلہ میں بکثرت عوام و خواص منسلک نظر آتے ہیں

خصوصیت سماع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں چشتی حضرات سماع سنتے ہیں اور مدارج عالیہ حاصل کرتے ہیں۔ چشتی حضرات کے یہاں محافل سماع میں نہایت درجہ فیضان ہوتا ہے۔ آپ ہندوستان میں اہل سماع کے پیشوائے اعظم ہیں جس انتظام اور آداب کے ساتھ آپکی درگاہ مقدس میں پنجشنبہ یا ماہانہ چھٹی شریف اور عرس کی محافلِ سماع ہوتی ہیں ایسی ہندوستان میں کسی اور جگہ نہیں ہوتیں۔ آپکے تمام اہل سلسلہ کے یہاں برابر فیض سماع جاری ہے۔ آپ ہی کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ قطبُ الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ نے محفل سماع میں واصل بحق ہو کر سماع کی حقانیت اور باطنی پراسرار برکات کو نمایاں کر دیا۔ آپکے مخصوص باطنی تصرفات سے ہندوستان بھر میں اب تک یہ محافل مبارک تبلیغی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ اور موجب برکات و فیضان ہیں۔

تاجِ کرامت تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ بزمانۂ حیات ظاہری آپ سے چار ہزار سے زیادہ کرامتوں کا ظہور ہوا ہے۔ یہ سلسلہ آپ کی مبارک زندگی ہی میں ختم نہیں ہو گیا بلکہ آج تک آپکے فیوض و برکات باطنی اور تصرفات روحانی سے روزانہ کرامتوں کا ظہور ہو رہا ہے۔ روزانہ دور دراز سے اہل حاجت آکر اس مرکز روحانیت سے بظہور کرامت فیض پا رہے ہیں۔ بیمار شفایاب ہو رہے ہیں۔ ناداروں کی قوت بسری ہو رہی ہے۔ مالی مفاد اور عہدے حاصل کر رہے ہیں۔ بے اولاد

Marfat.com

مرادیں مل رہی ہیں۔ مختلف فنون و علوم کے دلدادہ علوم و فنون سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اہل حاجت کی حاجت براری ہو رہی ہے۔ مشکلات آسان ہو رہی ہیں۔ عمزدہ بے یار و مددگار کی دستگیری ہو رہی ہے۔ غرض آپ کی طرح طرح کی کرامات کا آج بھی فیض جاری ہے۔ ہندوستان میں سب سے زیادہ فیض بخش کرامتوں کا ظہور آپکی درگاہ اقدس سے ہوتا ہے۔

نسبت عشقیہ آپؒ کی تعلیمات میں نسبت عشقیہ کا رنگ غالب نظر آتا ہے آپؒ کی ذات اقدس سے بدرجۂ اتم نسبت عشقیہ کا فیض جاری ہے۔ اسی نسبت سے عرفان و توحید و فقر و درویشی کی منازل طے ہوتی ہیں۔ ہزاروں کوس سے آپ کی محبت لوگوں کو کھینچکر آپؒ کے در اقدس پر لاتی ہے۔ گویا آپؒ کا عشق بر نگارنگ جا بجا رونما ہے بقول حضرت شاہ نیاز احمدؒ بریلوی ؎

"عشق اندر پس من فاتحہ خوانم باقیست"

خدام آستانہ خدام آستانہ بکثرت ہیں۔ ہندوستان میں کسی اور آستانہ پر اتنے خدام نہیں ہیں۔ ان حضرات کے تقریباً بارہ سو (۱۲۰۰) گھر ہیں۔ یہ برگزیدہ حضرات کعبۃ اللہ اور حرم نبوی کے معلمین و وکلاء کیطرح زائرین کو زمانہ سلف سے آداب آستانہ کے ساتھ سلام کراتے ہیں۔ دربار غریب نوازؒ میں وکالت کرکے ان کو فیضیاب کراتے ہیں۔ ان کیلئے دعائیں کرتے ہیں مفاد اور ضروریات درگاہ کیطرف لوگوں کو متوجہ کرتے ہیں۔ درگاہ شریف کی بیشتر عمارات وغیرہ انھیں حضرات کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ یہ حضرات دن رات حاضر دربار رہ کر خدمات متعلقہ بجالاتے ہیں انکی دیرینہ خدمات اور پرانے حقوق میں خلل اندازی درگاہ شریف کی شان و شوکت و رونق و زینت کو ٹھیس لگانے والی ہے۔ حضرت خواجہ کی یہ بھی ایک بڑی کرامت ہے کہ سیکڑوں خدام آستانہ آپکے ذریعے سے پلتے ہیں۔ حضرت خواجہ زائرین سے انھیں نذرانے دلواتے ہیں۔ حق بات بھی یہی ہے کہ جب خدام صاحبان اپنا دن رات حضرت خواجہ کی خدمت گذاری میں صرف کرتے ہیں تو کیوں کسی اور دروازے پر بسری کیلئے ہاتھ پھیلائیں۔ یہ حضرت خواجہ کے تصرفات ہیں کہ لوگ نہایت درجہ اعزاز و احترام کے ساتھ خدام خواجہ کی خدمت بجالاتے ہیں۔ اور ان مقبول بارگاہ حضرات کو آرام و آسائش پہونچاتے ہیں اسی وجہ ان کا واجبی ادب و احترام کرتے ہیں کہ ہندوستان کی کسی دوسری درگاہ کے خدام کا

Marfat.com

نہیں کیا جاتا ہے

"ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد"

حضرت دیوان صاحب نسبت شناس اہل نظر جانتے ہیں کہ دیوان صاحب اولاد خواجہ سے منسوب ہونیکی وجہ سے قابل احترام ہیں اور منصب سجادگی پر فائز ہیں جسطرح حقیقت شناس حضرات سادات کا احترام کرنا لازمی سمجھتے ہیں اسی طرح عقیدتمندان حضرت خواجہ کے دیوان صاحب اور اہل خاندان خواجہ بزرگ کا احترام کرنا لازمی سمجھتے ہیں اپنے اوپر لازمی جانتے ہیں۔ دیوان صاحب کو یہ خصوصیت حاصل ہے۔ کہ ہندوستان کے تمام درگاہوں کے سجادگان کے سرتاج مانے جاتے ہیں۔ اجمیر جھنجھنو (علاقہ جے پور) نواح مدراس اور "پاکستان" وغیرہ میں محترم اولاد خواجہ کی موجودگی باعث برکت ہے۔

دامن خواجہ یہ کھلی ہوئی خصوصیت دربار خواجہ کی ہے کہ جب کسی بدعقیدہ، سرکش مغرور اور دنیا پرست کے سر پر خدام صاحبان حضرت خواجہ کے مزار اقدس کی چادر شریف کا دامن ڈالتے ہیں تو اسکی بدعقیدگی عقیدت سے سرکشی انکساری سے اور دنیا پرستی دین پرستی سے بدل جاتی ہے۔ ایسے حضرات جب آپ کے زیر دامن آجاتے ہیں بجائے مضحکہ خیز ہنسی کے زار زار رونے لگتے ہیں اور بجائے مذاق اڑانے کے توبہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں

تسکین قلبی اجمیر میں عام طور سے مشہور ہے کہ آدمی کتنی پریشانی اور فکر میں مبتلا ہو مگر آپکی درگاہ اقدس میں داخل ہوتے ہی پریشانی کا خیال دل سے دور ہو کر قلبی سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ جسطرح بچے کو مادر مشفقہ کی آغوش میں آجانے سے تسکین ہو جاتی ہے اسی طرح حضرت خواجہ کی درگاہ میں سر ارادت جھکانے سے قرار دل نصیب ہو جاتا ہے۔

عالمگیر عقیدت آپ کے ساتھ بیرونی ممالک کے باشندگان کو بھی بڑی عقیدت ہے۔ بیرونی ممالک والے اپنے اس پرخلوص اعتقاد کا حاضر ہو کر اظہار کرتے رہے ہیں۔ ہندوستان کے کسی درویش کو یہ بین الاقوامی شہرت اور عقیدت حاصل نہیں ہے جو حضرت خواجہ بزرگ کو حاصل ہے

Marfat.com

جانباز پروانے ۱۹۳۹ء کی جنگ جرمنی کے دوران فوجی نقل وحرکت کی وجہ سے ریل کے ڈبے کمیاب تھے۔ لوگوں کو سفر کرنے میں بڑی مشکلات تھیں، اس زمانہ میں بھی آپکے شیدائی ریل کے ڈبوں سے باہر رات بھر پٹری پر کھڑے رہ کر اور کھڑکیوں سے اپنے آپ کو بند ھوا کر اجمیر پہونچے اور آپکے عرس شریف میں شامل ہوئے۔ اگر کسی کو بزرگیر دیگر کہا جاتا کہ اس طرح اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ریل کا سفر کرے تو کوئی بھی تیار نہیں ہوتا

بحر عطا وسخا عام طور سے مشہور ہے کہ آپ کے در فیضان سے کوئی محروم نہیں جاتا ہر آنے والا کچھ نہ کچھ فیض پاتا ہے۔ صوفیا کی منازل میں رکاوٹیں دور ہوتی ہیں۔ علما کی علمی گتھیاں سلجھ جاتی ہیں۔ اہل دنیا دنیاوی مفاد حاصل کرتے ہیں۔ زر ومال و منصب وجاہ پاتے ہیں مراد مند مرادیں پاتے ہیں۔ دلی مقصود حاصل کرتے ہیں۔ اس فیض رسانی کا ظہور کبھی جلد کبھی کچھ عرصہ بعد ہوتا ہے مگر ہوتا ضرور ہے۔

دانہ پانی بہت سے عقیدتمند صرف آپ کے جھالرے کا پانی پی کر اور آپ کے لنگر کا دزانہ دلیہ تناول کر کے شفایاب ہوتے ہیں۔ حکما بھی اکثر مریضوں کو تبرک دلیہ کھلانے کی ہدایت کرتے ہیں۔
مرض موتی جھرہ وغیرہ میں یہ دلیہ دوا اور غذا دونوں کا کام دیتا ہے

احترام نسبت یوں تو ہر عقیدتمند اپنے مرکز عقیدت کے شہریوں کی عزت کرتا ہے مگر آپ کے در اقدس سے مقامی نسبت رکھنے کی وجہ سے عام باشندگان اجمیر تک کی بیرونجات میں خصوصی عزت کیجاتی ہے۔ عقیدتمند ان کے قدم چومتے ہیں خاطر و مدارات کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے خواجہ کے شہر کے ہیں۔ ہمیں ان کی خدمت کرنا لازمی ہے۔ حضرت دیوان صاحب، خدام آستانہ اور دیگر متعلقین درگاہ کا احترام بیرونجات میں نہایت درجہ کیا جاتا ہے

اعراس آپ کی درگاہ اقدس میں آئے دن بزرگان دین کے اعراس ہوتے رہتے ہیں جس قدر یہ مبارک تقاریب آپکی درگاہ شریف میں ہوتی ہیں اس قدر کسی

Marfat.com

دوسرے آستانے میں نہیں ہوتیں۔ ان مبارک تقاریب کے انعقاد سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے ساتھ اولیاء اللہ کا خصوصی تعلق ہے۔

ہندوستان سے خصوصی تعلق اہل نظر دیکھتے ہیں کہ جب ہندوستان پر کوئی مصیبت آنیوالی ہوتی ہے تو آپ کی درگاہ میں اداسی نظر آتی ہے۔ اور جب کوئی فلاح و بہبودی ہونے والی ہوتی ہے تو آپ کا آستانہ مثل گل خنداں نظر آتا ہے۔ غرض ہندوستان کی ترقی متنزل و بہتری کا نقشہ اہل نظر کو آپکی درگاہ اقدس میں پہلے ہی سے نظر آجاتا ہے۔ یہ آپکی خصوصی محبت ہے کہ لوگ اپنی جان پر کھیل کر آپکے عرس شریف میں پروانہ وار شامل ہوتے ہیں

واحد شخصیت آپکی تنہا واحد شخصیت نے ہندوستان میں ہزاروں کو مبلغ حقانیت درویشی اور صاحب ایمان بنادیا۔ آپکی باطنی برکات سے آج ہندوستان میں ہزاروں حق پرست نظر آتے ہیں۔

مرکزیت آپ کا در اقدس دین داری کا وہ مرکز ہے جس سے طرح طرح کے نیک کاموں کا ظہور ہوتا ہے۔ ہندوستان میں پیری مریدی کا سلسلہ آپ ہی سے جاری ہوا۔ بانیان میلاد شریف کی ابتدا آپ ہی کی درگاہ سے کی۔ وسط ہندوستان میں آپ ہی کے یہاں پہلی قبلہ رخ مسجد بنی پھر اس کے رخ کے مطابق دوسری مساجد تیار ہوئیں۔ بزرگان دین کے چلّے اور خانقاہوں اور بعض دوسرے نیک کاموں کی ابتدا آپ ہی کے در اقدس سے ہندوستان میں ہوئی

بکثرت القاب و خطابات آپ کے بکثرت القاب و خطابات آپکی انتہائی خصوصی مقبولیت کا ثبوت ہیں۔ اتنے القاب اور خطاب ہندوستان میں کسی درویش کو حاصل نہیں ہوئے

علم حقانیت یہ خصوصی شرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ وسط ہندوستان میں سب سے پہلے انسانیت افروز علم حقانیت نصب کیا۔ اذکار و اشغال صوفیہ کی ابتدائیاں آپ ہی سے ہوئی۔ آپ کی کرامات نے اسلام کی صداقت اس ملک میں آشکارا کر دی۔

Marfat.com

Marfat.com

سرّ حق رابیاں معینؒ الدینؒ بے نشاں رانشاں معینؒ الدینؒ

حصہ ہفتم (۷)

دقائق الحقائق

Marfat.com

بعض دقائق الحقائق

حضرت خواجہ سے متعلق ایسی بہت سی باریک باتیں ہیں جو سرسری نظر ڈالنے سے سمجھ میں نہیں آتیں زیادہ غور و فکر کرنے سے ایسے دقیق حقائق منکشف ہوتے ہیں کہ خواجہ بزرگ کی بلند پایہ زگی و عظمت نمایاں ہو جاتی ہے۔

دقیقہ اوّل

حضرت خواجہ کی نعلین مبارک کا ہوا میں پرواز کرنے کا واقعہ جب بسلسلہ کرامت نقل کیا جاتا ہے تو مادہ پرست لوگ اسے بے بنیاد قرار دیتے ہیں مگر جب اس طرح کا محمد تغلق کے دربار کا واقعہ ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے تو بلا چون و چرا باور کر لیا جاتا ہے۔

چنانچہ سفر نامے سے ماخوذ کتاب عجائبات ہند میں مرقوم ہے:-

"ہندوستان کے جوگی بڑے باکمال تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ محمد تغلق کی خلوت میں کچھ جوگی بیٹھے تھے۔ بادشاہ نے ابن بطوطہ کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ بڑی دور سے آیا ہے اسے ایسی ت دکھاؤ جو اس نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہو۔ یہ سن کر ایک جوگی آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور اونچا ہوتے ہوتے ہوا میں پرواز کر گیا۔ دوسرے جوگی نے اپنی کھڑاؤں زمین پر مار کر چھوڑ دی یہ کھڑاؤں اونچی ہو ئیں اور دوسرے جوگی کی گردن پر تڑاتڑ پڑنے لگی تو جوگی زمین پر اتر آیا اور بادشاہ کے پاس آ بیٹھا یہ دیکھ کر ابن بطوطہ ڈر کر بیہوش ہو گیا۔ جب بادشاہ نے دوا پلائی تو جی ٹھکانے ہوا۔ دشاہ نے بتایا کہ پہلا جوگی جو اونچا ہو گیا تھا شاگرد ہے۔ دوسرا جوگی جس کی کھڑاؤں نے اسے نیچے اتارا استاد ہے۔ بادشاہ نے ابن بطوطہ سے کہا کہ اگر تیرے مر جانے کا ڈر نہ ہوتا تو دونوں اس سے بڑھ کر کمالات دکھاتے (عجائبات ہند)

دقیقہ دوم

غزوات میں جاسوسی کی خدمت بڑے بڑے صحابہ کرام نے انجام دی ہے۔ بالفرض اگر حضرت خواجہ بھی یہ خدمت اسلام کے نام پر بجا لائے تو آپ نے سنت صحابہ ادا کی۔ آپ کا اپنی چکی اور باغ فروخت کر کے قیمت مساکین میں تقسیم کرنا شاہد ہے کہ آپ دنیا و دنیا و مال اور دولت مندی کے حرص سے مستغنی تھے۔ پس ایسے حالات میں یہ ہرگز باور نہیں کیا جا سکتا رض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ آپ نے لشکر شہاب الدین غوری کیلئے جاسوسی کی تب بھی آپکے مذکورہ بالا

Marfat.com

استغنا کے پیش نظر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ نے کسی دنیاوی مفاد کے حصول کیلئے ہنیں کی تھی بلکہ خالصتاً دیندارانہ خدمت اسلام کی خاطر کی تھی۔

دقیقہ سوم پیشوائے قادریاں وچشتیاں رہنمائے سہروردیاں ونقش بندیاں امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپ کو نہایت درجہ گہری نسبت ہے۔ جب ہی تو آپ نے گنج اسرار میں ارقام فرمایا ہے کہ جو جناب علی السلام سے دل وجان کے ساتھ رابطہ حقیقی نہ رکھے گا وہ خدا سے بعید رہے گا۔ اور مقام کمالیت کی استقامت تک نہ پہونچے گا۔ پس آپ مولائے اعلیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی امامت فی الولایت کے فیض خصوصی سے مستفیض ہیں۔ فیض ولایت مرتضوی تمام اولیاء واصفیاء کے حصہ میں آیا اور امامت مرتضوی میں صرف اہل بیت اطہر حضرت علی مرتضیٰ کے قائم ومقام وجانشین ہیں اور اولاد علی میں سے بعض خاص خاص اولیاء اللہ مخصوص فیض امامت سے مستفیض ہیں۔ یہ وہی امامت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بعد نبوت عطا کی گئی اولاد ابراہیم میں سے صرف ان حضرات کو یہ منصب جلیلہ عطا کرنے کا قرآن حکیم میں وعدہ فرمایا گیا جو ظالم نہ ہوں۔ اس امامت کے متعلق مولوی محمد اسمٰعیل اپنی کتاب "منصب امامت" میں لکھتے ہیں "منصب امامت است از مناصب قرب حق تعالیٰ از نبوت فروتر از ولایت بالاتر" یہی وہ امامت ہے جسکے متعلق خواجہ میر درد نقش بندی اپنی کتاب "علم الکتاب" میں لکھتے ہیں "ولایت وامامت از مدارج ومناصب قرب حق تعالیٰ است" یہ امامت اولاد ابراہیم میں سے حضرت علی علیہ السلام اور ائمہ اہل بیت رسول اکرم کو حاصل ہوئی۔

ولایت کے ساتھ خصوصی فیض امامت اہل بیت سے حضور غوث پاک وحضرت خواجہ غریب نواز اور بعض دیگر مخصوص اولیاء اللہ فیضیاب ہیں اور حضرت خواجہ کو پرتو امامت فی الولایت ہونے کا شرف حاصل ہے اسی امامت کیلئے عالی رتبہ صوفیائے کرام نے یہ تشریح ذیل ارقام فرمایا ہے امام شافعیؒ اپنی رباعی مندرجہ ذیل میں فرماتے ہیں ؎

ترجمہ "حضرت علیؓ کی محبت ایک سپر کی طرح ہے۔ وہ دوزخ اور جنت کو تقسیم کرنے والے ہیں۔ خدا کی قسم وہ رسول اللہ کے وصی ہیں اور جن وانس کے امام ہیں"

تاج الاصفیا حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں ؎

Marfat.com

زمشرق تا بہ مغرب گر امام است | علی و آل و اولادیش تمام است

حضرت مولانا جامیؒ فرماتے ہیں ؎

علی شاہ مرداں اماماً کبیرا | کہ بعداز نبی شد بشیراً نذیرا

حضرت حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں ؎

قبر امام ہشتم سلطان دیں پناہ | ازجاں ببوس و بردرآں بارگاہ باش
امروز زندہ ام بولائے تو یا علی | فردا بروح پاک اماماں گواہ باش

حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی حضرت علیؓ کی منقبت میں فرماتے ہیں ؎

ولی حق وصی مصطفٰے دریائے فیضانے | امام دو جہانے قبلۂ دین و ایمانے

وقیعہ چہارم

تقریباً تیس سال قبل خاکسار نے حضرت خواجہ کی منقبت میں ایک غزل لکھی تھی اس میں ایک شعر یہ بھی تھا ؎

نائب مصطفٰے درایں کشور
رشک پیغمبراں معین الدین

یہ منقبت اکثر قوالان درگاہ شریف میں پڑھا کرتے تھے۔ مگر جب سابق دیوان سید آل رسول علی خاں صاحب کے صاحبزادہ صاحب فارغ التحصیل ہوکر پنجشنبہ کی محفل سماع میں آئے تو انہوں نے قوالان کو مذکورہ بالا شعر پڑھنے سے روکا اور کہا کہ یہ شعر نہ پڑھو خلاف شریعت ہے۔ قوال نہ رکے تو دیوان صاحب نے قوالان کی درگاہ کمیٹی میں شکایت کردی۔ کمیٹی نے قوالان کو معطل کردیا۔ اور درگاہ کے ملازم قوالان کو درگاہ میں یہ شعر پڑھنے کی ممانعت کردی۔ مگر نصیر آباد کے ایک قوال نے یہ منقبت روزانہ درگاہ شریف میں پڑھنے کا معمول بنا لیا۔ شعر کے جائز یا ناجائز ہونے کے متعلق علمائے کرام سے فتوے طلب کئے گئے۔ علماء اجمیر نے مندرجہ ذیل فتویٰ صادر کیا۔

نقل سوال فتویٰ :-

کیا فرماتے ہیں اس شعر کے بارے میں علمائے دین ؎

نائب مصطفٰے دریں کشور | رشک پیغمبراں معین الدین

Marfat.com

کیا اس شعر میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو خلاف عقیدہ اہل سنت والجماعت ہوں خاص لفظ "رشک پیغمبراں" بحوالہ کتب معتبرہ جواب ارشاد فرمائیں؟

ممتاز محمد سکریٹری محی الاوقاف معینی گدڑی
شاہی انجمن۔ اجمیر شریف

المستفتی

الجواب هو المعین للخطاب

اس شعر میں کوئی لفظ خلاف عقائد اہل سنت نہیں ہے خاص کر یہ لفظ "رشک پیغمبراں" بلکہ عین ارشاد نبوی کے موافق ہے۔ چنانچہ طبرانی میں سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ لوگوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء اللہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دیدار سے خدا کو یاد کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کا تتمہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا کہ "ان من عباد اللہ لاناسا ما ھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیامۃ بمکانھم من اللہ"

ترجمہ:- بیشک اللہ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ہیں جو نہ انبیاء ہیں نہ شہداء ہیں مگر ان پر انبیاء اور شہداء بوجہ ان کے مرتبہ کے قیامت کے دن رشک کریں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہمیں خبر دیجئے کہ یہ لوگ کون ہیں۔ آنحضرت (صلعم) نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں بلا کسی لین دین کے یا قرابت داری کے خدا کے واسطے محبت رکھتے ہیں۔ خدا کی قسم ان کے چہرے نور ہوں گے اور وہ نور ہی نور ہوں گے نہ وہ ڈریں گے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جبکہ اور لوگ ڈرتے اور غمگین ہوتے ہوں گے۔ اس طرح مسلم نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آنحضرت کو فرماتے سنا ہے

قال اللہ تعالی المتحابون بجلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء۔

ترجمہ:- اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو لوگ آپس میں } (از ترمذی)

میرے لئے ایک دوسرے سے محبت کریں ان کے لئے نور کی مسند ہوگی اور ان پر انبیاء شہداء رشک کریں گے اس حدیث کو "امام ترمذی" نے بھی اس طرح نقل کیا ہے۔ اور ایک لمبی حدیث

Marfat.com

حضرت امام بغوی نے ابی مالک اشعری سے نقل کی ہے۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔
رسول خدا نے فرمایا کہ البتہ خدا کے بندوں میں سے وہ بھی بندہ ہیں کہ نہ وہ انبیاء ہیں یا نہ شہداء اور رشک کریں گے ان پر انبیاء و شہداء بسبب ان کے قرب حق کے قیامت کے دن راوی لکھتا ہے کہ حاضرین کی ایک جانب ایک اعرابی تھا وہ دوزانو ہوگیا اور مؤدب ہوکر عرض کیا: "یارسول اللہ" ان لوگوں کے متعلق کچھ اور بیان فرمائیے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ آنحضرت کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے اور فرمایا کہ خدا کے بندوں میں سے وہ بندے ہوں گے۔ جو مختلف قبائل اور مختلف شہروں کے ہوں گے۔ ان کے درمیان کوئی رشتہ داری یا لین دین کی بنا پر محبت نہیں ہوگی بلکہ وہ خالصاً للہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کریں گے۔ خدائے تعالیٰ ان کے چہروں کو نور کر دے گا اور ان کے واسطے موتیوں کی مسندیں اپنے سامنے بچھوائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے اولیاء میرے بندوں میں سے وہ لوگ ہیں جن کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ کیا جاتا ہے اور میرا ذکر ان کے ذکر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے جو حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے بھی ہوں گے جن پر انبیاء و شہداء رشک کریں گے۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ یہ کون لوگ ہیں تاکہ ہم بھی ان کو دوست رکھیں۔ ارشاد ہوا کچھ لوگ ایسے ہیں جو آپس میں اللہ تعالیٰ کے واسطے بلا کسی مال و دولت یا لین دین کے یا کسی قرابت داری کے محبت کریں گے۔ ان کا چہرہ نور ہوگا اور وہ نور کی مسند پر بیٹھے ہوں گے نہ وہ ڈریں گے نہ وہ غمگین ہوں گے جبکہ اور لوگ ڈرتے اور غمگیں ہوتے ہوں گے پھر آنحضرت نے تلاوت فرمائی

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

شارح حدیث نے اپنی طرف سے ان الفاظ کی بایں طور تشریح کی ہے۔ غبط یعنی رشک ایک طرح کا حسد ہے مگر حسد مذموم اور غبط یعنی رشک محمود ہے یعنی قابل تعریف ہے کیونکہ رشک اور حسد میں یہ فرق ہے کہ حاسد محسود کی نعمت کا زوال چاہتا ہے اور رشک میں کسی کے زوال نعمت کی آرزو نہیں ہوتی بلکہ اپنے لئے قابل رشک چیز کا طالب ہوتا ہے

(نوٹ:۔) ان تمام احادیث کے علاوہ بھی اسی مقام پر بہت سی اور بھی احادیث ہیں جنکی

Marfat.com

روشنی میں ہر انسان اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ اولیائے کرام بالخصوص وہ بلند پایہ اولیا جنکی ولایت اور قطبیت میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے جیسے کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی سنجری اس مرتبہ پر فائز ہیں کہ شہداء وانبیاء کیلئے بھی قابل رشک ہیں اندریں صورت وحالات کسی شاعر کا حضور غریب نواز کی شان میں یہ کہنا کہ ؎

" نائب مصطفےٰ اندریں کشور — رشک پیغمبراں معین الدین "

بالکل بجا ودرست ہے۔ واللہ اعلم

۱۔ (دستخط) قاری عبدالرحمن عراقی۔ شیخ التفسیر آستانہ عالیہ حضرت سلطان الہند غریب نواز ۱۴ ربجمادی الاوّل ۱۳۶۳ھ

۲۔ (دستخط) شیخ التفسیر صاحب ادیب مدرسہ معینیہ عثمانیہ مولانا عبدالرحمن نے تفسیر خازن کو ماخذ قرار دیتے ہوئے احادیث مذکورہ کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ احادیث تفسیر خازن میں مذکور ہیں اللہ دادالمجیب

۳۔ (دستخط) محمد شریف کان اللہ مصطفےٰ آبادی صدر مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف حضرت شیخ التفسیر نے جواب نہایت بلیغ ارقام فرمایا ہے وعلیہ الاعتماد (دستخط) محمد شفیع اللہ عفی عنہ (۴) قد اصاب المجیب اللجیب۔ فقیر سید غلام علی معینی زاویہ نشین آستانہ عالیہ اجمیر القدس (۵) الجواب صحیح اللہ در المجیب الفہیم (دستخط) فقیر عبدالحفیظ قادری عفی عنہ مہتمم الاوقات جامع مسجد آگرہ (۶) غبطہم کا لفظ حدیثوں میں آیا ہے اور غبط کا ترجمہ منتھی الادب جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ میں رشک لکھا ہے اسکی عبارت یہ ہے غبط غبطا بالفتح وغبط بالکسر رشک نمود لہذا شعر مذکور شرعاً صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

باجازت حضرت قبلہ مولانا مولوی پیر خواجہ سید شاہ غلام محی الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم سجادہ نشین خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی۔ محمد نعمت اللہ عفی عنہ (۷) الجواب صحیح احقر العباد ابراہیم محمد (۸) اصاب من اجاب۔ محمد محمود شاہ کان اللہ (۹) غلام محمد عفی عنہ گولڑہ شریف (۱۰) نعم الجواب وحبذا التفصیل محمد شجاعت اللہ عفی عنہ مدرسہ ارشاد العلوم صدر مدرس محدث واقع ریاست رام پور محلہ جاہ شور

Marfat.com

ازاں بعد چودہ فتوے مزید شعر کے جواز میں ہندوستان کے مختلف صوبہ جات سے مفتیان کے موصول ہوئے۔ ان پر تقریباً ڈیڑھ سو علماء کے دستخط ہیں۔ اسطرح اللہ تعالیٰ نے تصدیق حدیث نبوی خواجہ خواجگان کے مخصوص عالی رتبہ کا اظہار فرمایا۔ ازاں بعد دیوان صاحب مع اپنے گھر بار وغیرہ عزیز و اقرباء کے پاکستان تشریف لے گئے۔ درگاہ کے قوالان بے تکلف یہ شعر قوالی میں پڑھنے لگے۔ پوری منقبت جسکا یہ شعر ہے حسب ذیل ہے۔ محافل سماع میں سننے والوں کا بیان ہے کہ اس منقبت سے ایک خاص طرح کا فیضان ہوتا ہے۔

منقبت

قبلہ عاشقاں معین الدین — کعبہ عارفاں معین الدین
ہادی ناقصاں معین الدین — رہبر کاملاں معین الدین

حامی بیکساں معین الدین — چارہ ساز جہاں معین الدین
در ہمہ صوفیاں معین الدین — نور بخش جہاں معین الدین
مخزن لطف و گنج جود و کرم — مشفق بیکراں معین الدین
عالم علم ظاہر و باطن — مثل پیغمبراں معین الدین
جانشین نبی بملک ہند — پیشوائے جہاں معین الدین
قرب خواجہ بروز حشر نگر — غبطۂ مرسلاں معین الدین
نائب مصطفےٰ دریں کشور — رشک پیغمبراں معین الدین

بہر تسکین روح اے خادم
از دل و جاں بخواں معین الدین

دقیقہ پنجم بعض حاسد لوگ خدام خواجہ کے خلاف کہتے ہیں کہ یہ گراں قدر نذرانے زائرین سے وصول کرتے ہیں۔ قیمتی کپڑے پہنتے ہیں۔ اچھے مکانات میں رہتے ہیں۔ عمدہ کھانے کھاتے ہیں۔ شان و شوکت کی امیرانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس حقیقت کی طرف بھی نظر کرنا چاہیئے کہ بلا وجہ کون کسی کو اپنی عزیز دولت نذر کرتا ہے۔ کون بلا سبب کسی کو مانتا ہے

Marfat.com

اورعزت واحترام کرتا ہے۔ حقیقت شناس حضرات جانتے ہیں کہ دربار خواجہ میں خدام صاحبان کو کس قدر مقبولیت حاصل ہے پاس والے کا سب کو پاس ہوتا ہے۔

ان خدام آستانہ پر حضرت خواجہ کی مہربانی کا یہ عالم ہے کہ جس کسی کی دربار خواجہ میں سفارش یا وکالت کرتے ہیں حضرت خواجہ منظور فرما کر باذن اللہ تعالیٰ اسے فیض رسانی اور حاجت براری سے مستفیض فرماتے ہیں۔ اس شکریہ میں فیض یافتہ حضرات ان مقبول خواجہ حضرت کی خدمت بجالاتے ہیں اور انھیں آرام و آسائش پہنچانے میں تابہ مقدور کوشاں رہتے ہیں۔ دنیاوی عدالت کے وکلاء اور پیروکار کو تو لوگ بڑے بڑے محنتانے دیتے ہیں۔ دربار خواجہ کے وکلا تو اس سے زیادہ کے مستحق ہیں۔ پس اگر حضرت خواجہ کے دربار کے وکلا خدام کو کچھ پیش نہ کیا جائے تو یہ حق وانصاف کے خلاف ہے۔

دقیقہ ششم

آپ کی درگاہ اقدس میں گدایان بے سروسامان فرش زمین پر بحالت کسمپرسی پڑے ہیں۔ اگر ان کی سرگذشت پوچھی جائے تو معلوم ہو کہ ان حضرات نے امارت چھوڑ کر فقیری اختیار کی ہے۔ صاحب زر و مال تھے۔ عہدہ دار تھے جاہ و منصب والے تھے باوقار تھے۔ مگر ان سب لوازمات کو ترک کر کے آپ کے در اقدس پر آپڑے۔ غریبانہ زندگی گذارنے لگے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دربار میں ان تمام دنیاوی لوازمات سے برتر کوئی ایسی چیز ملتی ہے کہ آدمی دنیا کا گھربار ترک کر کے آپ کی خدمت گذاری اختیار کر لیتا ہے۔

دقیقہ هفتم

مہاجرین فقراء درویشاں آستانہ خواجہ لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ کو بڑھاتے ہیں۔ پھر ان کے مریدین بھی دربار عالی میں مقیم ہو جاتے ہیں لوگوں کو منازل فقر و درویشی طے کراتے ہیں۔ اعلیٰ مراتب پر پہنچاتے ہیں۔ ایسے درویش اجمیر میں پہلے بہت تھے مگر آجکل گنتی کے چند رہ گئے ہیں۔ ان مہاجر حضرات کو سلسلہ بسلسلہ آج تک دربار خواجہ سے صوری و معنوی انتساب خصوصی جاری ہے۔

دقیقہ هشتم

بعض صوفیاں قادری و چشتی اور نظامی و صابری صاحبان کے مراتب و حالات سے متعلق بحث و مباحثہ کرتے ہیں مگر حق الامر یہ ہے کہ محبوبیت کی فراوانی قادریوں میں عشق کی افزونی چشتیوں میں سوز و گداز کی زیادتی نظامیوں میں کمال محویت

Marfat.com

صابریوں میں ہے۔ مگر حضرت خواجہ ہندوستان میں تمام سلاسل کے افراد پر حکمرانی کرتے ہیں۔ ہندوستان میں تمام صوفیہ آپ سے مستفیض ہیں۔

دقیقہ نہم آپ کی درگاہ اقدس تمام حالات کا خلاصہ ہے دیکھنے والے تمام دنیا کے حالات آپ کی درگاہ میں دیکھ لیتے ہیں اور وابستگان و رازداران دربار خواجہ ہونے سے پہلے ہی تمام امور سے آگاہ ہوجاتے ہیں۔

دقیقہ دھم جو لوگ ادب و آداب درگاہ کا لحاظ نہیں رکھتے وہ اس کا خمیازہ اٹھاتے ہیں۔ گستاخی کی سزا پاتے ہیں۔ یہاں ایک واقعہ کا ذکر عبرت خیز ہے۔ درگاہ شریف کے ایک بڑے عہدیدار نے بموقعہ گھٹائی کرانے کے آپ کے گنبد شریف سے اترے ہوئے چونے کو پائخانوں میں ڈلوادیا ادب کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ تھوڑے دن بعد یہ عہدیدار صاحب بیمار پڑے قدرت نے انہیں یہ سزا دی کہ ان کے منہ کے راستے سے باربار پائخانہ آتا تھا آخر اس حال میں ان کا انتقال ہوگیا۔ حقیقت شناس متولی سید نثار احمد صاحب (مرحوم) کو جب معلوم ہوا تو آپ نے وہ چونا وہاں سے اٹھوا کر جھالرہ میں ڈال دیا۔

دقیقہ یازدھم آپ کی کشش شفقت روحانی کا یہ عالم ہے کہ مسلمانان اجمیر کے جنازے آپکی درگاہ میں لائے جاتے ہیں اور یہیں نماز جنازہ ادا کیجاتی ہے عقیدتمند حضرات آپکے قدموں میں جنازہ پہنچانے کو باعث بخشش جانتے ہیں۔ دولھا دلہن بھی شادی کے موقع پر بااوقات آپ کی درگاہ میں سلام کیلئے حاضری دیتے ہیں۔ ختنہ کیوقت بچے بھی سلام کیلئے درگاہ میں لائے جاتے ہیں اور شفقت خواجہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔

دقیقہ دوازدہم بدرجہ اتم آپکے فنا فی المحبت حق تعالیٰ ہونے کے یہ اثرات ہیں کہ آج یورپ امریکہ، افریقہ، ایران، عراق وحجاز، افغانستان، چین، جاپان، روس، خراسان، سیستان، انڈونیشیا اور ہندوستان وغیرہ میں جابجا آپکے محبان نظر آتے ہیں۔ بیرونی ممالک کے محبان خواجہ کے مندرجہ ذیل چند واقعات شاہد ثبوت ہیں۔ خاکسار کے دوسرے حج کے موقعہ پر ایک دن خاکسار مکہ معظمہ میں شیخ الاوائل کی خانقاہ میں ان سے باتیں کررہا تھا۔ دوران گفتگو حضرت خواجہ کا تذکرہ آیا جب اس خاکسار کی زبان پر حضرت

Marfat.com

خواجہ کا اسم گرامی آیا تو ایک شخص خانقاہ کے زیریں بازار سے روتا ہوا والہانہ حالت میں مضطرب اور بے قرار شراب محبت میں سرشار از خود رفتہ مستانہ وار ہمارے پاس آیا اسکی یہ حالت دیکھ کر حاضرین حیران ہو گئے جب کچھ سکون ہوا تو استفسار حال کیا کہنے لگا کہ میں یہ عہد کرکے ایک دوکان پر بیٹھا تھا کہ جب تک حضرت خواجہ کا نام مبارک کسی کی زبان سے نہ سن لوں گا اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گا نہ پانی پیوں گا۔ آج تیسرے دن حضرت خواجہ کا نام سن کر بیتاب ہو گیا اور آپ لوگوں کے پاس آیا۔

حج سے واپس ہوتے ہوئے جدہ میں بندہ کے پاس سگار ختم ہو گئے عبداللہ شاہ صاحب جو دھیوری سے جدہ میں ملاقات ہوئی۔ موصوف کو ایک کام سے برٹش کونسل کے دفتر جانا تھا بندہ نے ان سے کہا کہ وہاں یورپ کے سامان کی دوکانیں ہیں۔ اگر سگار مل جائے تو لیتے آیئے گا واپسی پر شاہ صاحب نے کہا کہ سگار تو نہیں ہیں البتہ پائپ اور مصری تمباکو دوکانوں پر ہے آپ چل کر دیکھ لیں پسند آئے تو خرید لیں۔ تیسرے پہر بندہ اور وہ شاہ صاحب اس انگریزی وضع کی دوکان پر پہنچے دیکھا کہ ایک صاحب سوٹ بوٹ پہنے بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے میز پر ایک چائے کی کشتی رکھی ہے۔ اور چائے پینے میں مشغول ہیں۔ ہم لوگوں کے پہنچنے پر ان شریف صورت انسان نے پوچھا آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں میں نے کہا اجمیر شریف سے۔ اجمیر کا نام سن کر موصوف زاروقطار رونے لگے اور اس درجہ مہربان ہوئے کہ تمباکو اور پائپ کی قیمت بھی نہ لی۔ روزانہ شام کو دو میل چل کر بندہ کی قیام گاہ پر آتے تھے اور لطف صحبت رہتا تھا۔ روانگی کے وقت انہوں نے ساحل پر بندہ کو ایک کشتی میں بہت سے پھل دیئے۔ گویا اس طرح حضرت خواجہ کے ساتھ عقیدتمندی کا اظہار کیا۔

صوفی سردار مرحوم معہ اپنی اہلیہ سعیدہ خاتون مرحومہ ہالینڈ سے دور دراز کا سفر طے کرکے محض حضرت خواجہ کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے آئے۔ مسز امیرن ہس مونا رباب اور مس معینہ وغیرہ نے بھی ہالینڈ سے اجمیر آکر حضرت خواجہ کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔

صوفی سردار، عنایت حسین خاں صاحب کے مرید تھے انکی ہالینڈ میں ایک خانقاہ بھی ہے

Marfat.com

سلسلہ پیری مریدی جاری ہے۔ اس سے متعلق انڈونیشیا میں بھی ادارہ ہے یہ سب حضرات حضرت خواجہ کے شیدائی اور عقیدتمند ہیں۔ ان حضرات اور بہت سے ایسے دیگر ممالک کے باشندگان کی دربار خواجہ میں عقیدت مندانہ حاضریاں خواجہ بزرگ کے ہمہ گیر روحانی تصرفات کا نمایاں ثبوت ہیں۔

دقیقہ سیزدہم ہندوستان میں کبھی نہ آنیکے باوجود جس طرح امام حسینؑ سے منسوب جابجا ہندوستان (ہندو پاکستان) میں امام باڑے تعمیر ہوئے اس طرح بفیض حسینی ہندوستان میں آپکے نام سے منسوب حیدرآباد دکن جادرہ اور دیگر مقامات پر چلے تعمیر ہوئے اگرچہ آپؒ کا ان مقامات پر جانا ثابت نہیں ہے مگر آپکی محبت کی یہ پرخلوص بابرکت یادگاریں وجود میں آئیں۔

دقیقہ چہاردہم حضرت خواجہ کے اسم مبارک میں لفظ "معین" ہونے کی بنا پر اہل بصیرت آپ کو ہر کام میں معین و مددگار جان کر "یا معین" کا ورد رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) ناموں میں بھی ایک نام "المعین" ہے۔

دقیقہ پنج دہم باکرام پنجتن پاک و بہ برکت شہ لولاک آستان پنجتن پاک سے فیضیاب ہیں حضرت خواجہ فخرالدین و حضرت خواجہ حسام الدین و حضرت خواجہ ضیاءالدین اور بی بی حافظہ جمال۔ آپکے اہل بیت میں منتخب ہیں اور آپکے سلسلۂ طریقت میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ و حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ و حضرت خواجہ شیخ نظام الدین اولیاء اور حضرت خواجہ مخدوم علاءالدین صابر کلیری آفتاب معرفت ہیں۔

دقیقہ شش دہم آپ نسبت چار یاری سے فیضیاب ہیں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ و حضرت صوفی حمیدالدین ناگوری و شیخ نظام الدین ناگوریؒ و حضرت فخرالدین گردیزیؒ آپکے یاران غمگسار ہیں

دقیقہ ہفت دہم ایک دن خاکسار صبح کے وقت حضرت خواجہ کے چلہ شریف پر حاضر ہوا۔ چلہ شریف کی پشت کی جانب زیر دیوار گندگی کا انبار دیکھا۔ احترام چلہ شریف کے پیش نظر خیال ہوا کہ اس متبرک مقام کو گندگی سے محفوظ کرنیکی کوئی تدبیر کیجائے چنانچہ یہ افتادہ زمین خرید کر کے احاطہ بندی کا کام شروع کر دیا گیا خواجہ بزرگ کو یہاں اپنے پیر و مرشد کا چلہ بنوانا مقصود تھا۔ چنانچہ ایک دن خاکسار تعمیر کے دوران شام کے وقت اس پہاڑی سے اتر رہا تھا اور ایک اجنبی ارکاٹ کا رہنے والا پہاڑی پر چڑھ رہا تھا۔ اس نے خاکسار سے

Marfat.com

راستہ میں پوچھا "عثمانی چلہ" کہاں ہے۔ خیال ہوا اجنبی شخص کا پوچھنا کچھ معنی رکھتا ہے بمصداق
گفتہ آید در حدیث دیگراں منشائے خواجہ معلوم ہوتا ہے کہ اجمیر میں آپ کے پیر و مرشد کا چلہ بھی تعمیر ہو۔ اس
شخص نے ان چلوں میں سے کسی کو دریافت نہیں کیا جو اس پہاڑی پر موجود ہیں یعنی چلہ خواجہ غریب نواز،
چلہ سالار غازی اور قطب صاحب کے چلہ کو نہیں دریافت کیا بلکہ اس چلہ کو پوچھا جواب تک تعمیر ہو کر
زیب نظر نہیں ہوا تھا۔ پس اس واقعہ کے بعد عثمانی چلہ کی اس احاطہ میں بنیاد ڈالی گئی اور بفضل تعالیٰ
کچھ عرصہ بعد عمارت "عثمانی چلہ شریف" تیار ہو گئی۔ گمان غالب ہے کہ جب بعد شمس الدین التمش
حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ نے ہندوستان آکر چند سال قیام کیا تھا اس وقت آپ نے حضرت
خواجہ غریب نواز کے پاس آپ کے چلہ شریف پر قیام فرمایا تھا اور مقام عثمانی چلہ کو آپ کی
نشست گاہ ہونے کا شرف ملاقات اسی وجہ سے یہاں عثمانی چلہ تعمیر کرایا گیا ہے یہ مقام حضرت
خواجہ کے پیر و مرشد خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کا فیض گاہ ہے۔
یہاں حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ کے مزار اقدس کے تبرکات مدفون ہیں۔ زائرین یہاں
آتے ہیں اور دامن مراد گلہائے مقصود سے بھرتے ہیں۔ محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی کمیٹی
اجمیر اس مقدس مقام کی منتظم ہے۔ یہ ہندوستان میں دوسرا چلہ ہے۔ پہلا چلہ متصل بہار
بیلچی شریف میں ہے۔ اس کی تعمیر کو چھ سو برس سے زیادہ کا عرصہ ہوا۔

دقیقہ ہشت دہم تقریباً چالیس سال ہوئے۔ خاکسار نے مہرولی میں اپنے جد امجد
حضرت مخدوم سماء الدین علیہ الرحمۃ[1] کے مزار شریف پر عرس شریف کی خدمات
انجام دیں۔ روبرو مزار شریف نعت خوانی، قرآن خوانی کرائی گئی۔ بعد ازاں محفل خانہ المعروف
بہ سوہن برس میں محفل سماع کا انعقاد ہوا۔ صبح کے وقت بعض صوفیائے دہلی نے مع مریدان
آکر خاکسار کو گھیر لیا۔ اور سختی کے ساتھ فرمایا کہ "آپ یہاں قوالی کس قاعدے سے کرا رہے ہیں۔ حضرت صاحب
مزار تو سہروردی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور سہروردیوں میں قوالی نہیں سنی جاتی"۔ بندہ نے جواب
میں عرض کیا روحانی سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہ ہیں اور بمصداق
"والناس علیٰ دین ملوکہم" جو بادشاہ کا ملک ہوتا ہے وہی اسکی رعایا کا ہوتا ہے۔ کیوں کر

---

[1] مخدوم صاحب کے مفصل حالات کتاب المشاہیر و اخبار الاخیار و سیر العارفین میں ہیں

Marfat.com

حضرت خواجہ اجمیری کے یہاں قوالی ہوتی ہے اسلئے قوالی سے کسی کو انحراف مناسب نہیں ہے۔ یہ سن کر ان حضرات نے خاموشی اختیار کی۔

وقیقہ نوازدہم

خاکسار نے ایک موضع میں حضرت خواجہ غریب نواز کے نام کا میلہ قائم کرنے کا قصد کیا۔ بعض اہالیان موضع مانع ہوتے۔ اس حلقے کے تھانیدار نے رپورٹ دی کہ نقص امن کا اندیشہ ہے اسلئے دفعہ ۱۴۴ کا یہاں نفاذ کیا جاتے۔ کلکٹر ضلع نے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کردی۔ اور میلادشریف وقوالی و فاتحہ وغیرہ کی ممانعت کی۔ یہ حکم خاکسار کو گراں گذرا اور یہ رٹ لگ گئی کہ جس حکومت میں حضرت خواجہؒ کی فاتحہ کی ممانعت کیجائے وہ حکومت رہنے کے قابل نہیں ہے۔

اگرچہ دوسرے دن ایس۔ ڈی۔ او نے تحقیقات کی اور دفعہ ۱۴۴ کو منسوخ کر دیا مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ ازاں بعد خاکسار یوپی کے اس ضلع سے کلیر شریف حاضر ہوا اور معروضہ پیش کیا دور حضرت صابر قدس سرہ کے گنبد شریف کے گرد لکھے ہوئے اشعار میں سے یہ مصرعہ نظر کے سامنے آیا ؎

"کسے کہ خاک درش نیست خاک برسر او"

اس واقعے کے چند دن بعد خبر آئی کہ بادشاہ انگلینڈ کا انتقال ہوگیا۔ ازاں بعد دوسری جنگ جرمن چھڑ گئی اور تھوڑے دن بعد ہی ہندوستان میں کانگریس حکومت ہوگئی۔

وقیقہ بستم

آجکل وہابیہ فرقے کے لوگ مخلوق کو اولیاء اللہ کے خلاف بدظن کرنے کے لئے یہ غلط فہمی پھیلا رہے ہیں کہ صوفیہ اپنے کشف و کرامات ظاہر کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے منکر ہیں۔ حالاں کہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ یہ حضرات اپنی کرامات کو منجانب اللہ تعالیٰ جانتے سمجھتے ہیں۔

جب ان سے کشف و کرامت کا ظہور ہوتا ہے وہ اس کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا فیضان سمجھتے ہیں اور اسے انعام ربانی سمجھ کر خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ خدا ہی سے دعا مانگتے ہیں وہ انشاء اللہ کہہ کر خدا ہی کے اختیارات کلی کو ظاہر کرتے ہیں۔

جب کوئی خدا کے کام میں لگتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے کام بناتا ہے۔ جب کوئی خدا کیلئے برشتہ اللہ اللہ والوں کی خدمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خواہ اپنے مقبول بندوں کی خدمت

Marfat.com

کا اجر عطا فرماتا ہے ان مقدس حضرات کی خدمت خواہ ہاتھ پاؤں سے کی جائے یا زبان
سے کی جائے یا دھن دولت کے ذریعہ انجام دی جائے۔ چوں کہ ان خدمات میں خوشنودی
حق مدنظر ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا بنیادی اصلی تعلق حق تعالیٰ سے ہے۔

حضرت خواجہ اللہ تعالیٰ کے انھیں مقبول اور محبوب بندوں میں سے ہیں
جن کے روضہ کی زیارت اور فیوض روحانیت حاصل کرنے کے لئے لوگ دور
دراز سے آتے ہیں۔ جس کے ذکر واذکار میں بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں
جس کے مزار پر آسائش زائرین کے لئے ہزار ہا روپیہ کی عمارات تعمیر ہوئی ہیں
لوگوں نے دربار ایزدی سے اس کے اس برگزیدہ بندہ کی خدمت کا صلہ پایا
اور حضرت خواجہ کے وسیلہ سے انعام ربانی حاصل کیا۔ ہمنے رسول ہی کے ذریعہ
سے خدا کو پہچانا۔ دولت اسلام پائی۔ اور ہندوستان میں حضرت خواجہ کے وسیلہ
سے رسول اکرم کو جانا اور فیضان دربار رسالت سے فیضیاب ہوئے۔

دقیقہ بست ویکم

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ علمار ظاہر کی تشنگی جب
علم ظاہر سے نہیں بجھتی تو وہ یا توفیق الٰہی علم باطن
کی طرف متوجہ ہوئے اور کسی اہل دل ولی کامل کی رہنمائی سے سیراب ہو
کر امام غزالی کی طرح قرب حق تعالیٰ تک پہنچے۔

حضرت خواجہ کے تصرفات باطنی سے بھی بہت سے علمانے عرفان
وقرب حق تعالیٰ حاصل کیا۔

زمانہ حال کے مولوی معین الدین اجمیری اخیر عمر میں حضرت گدڑ
شاہ بابا کے مزار پر ایک حجرہ میں معتکف رہے اور موصوف کے اہل
سلسلہ ایک صاحب سے معرفت حق تعالیٰ کی گفت وشنید کرتے تھے
آخر منزل مقصود کو پہونچے۔

مولانا داؤد علی صاحب نصیر آبادی اصفیاء سے دور رہتے تھے حضرت
صوفی عبدالشکور نصیر آبادی سے مخالفت رہتی تھی۔ مگر اخیر عمر میں آپ حضرت خواجہ کے

Marfat.com

رم سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ ہر پنجشنبہ کو اجمیر آکر دربار خواجہ میں حاضری
ینے لگے اور محفل سماع سے فیضیاب ہونے لگے ۔
مولانا حسین احمد صاحب ۔ مولانا احمد سعید صاحب دہلوی ۔ اور
رے بہت سے علماء بھی حضرت خواجہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے تھے ۔ اور
وض و برکات حاصل کرتے تھے ۔

Marfat.com

Marfat.com

انوارِ محمد در دلِ او خاص است ازاں در جملہ جہاں
محرومِ نباشد ہیچ کسے از رحمتِ عام معین الدین

حصہ ہشتم (۸)

فیوض وبرکات

Marfat.com

فیض و برکات

حضرت خواجہ بزرگ کے تمام فیوض و برکات کا شمار و اظہار تو مشکل امر ہے تا
بمصداق مشتے نمونہ از خروارے بداں میں سے چند ہدیہ ناظرین ہیں:۔

حضرت خواجہ ہندوستان میں کیا لائے؟

آنے کو تو ہندوستان میں بادشاہ بھی آئے سوداگر بھی آئے اور سیاح بھی آئے
آرایتہ فوج لائے ملک گیری کی خواہش کے ساتھ جنگ لاتے۔ سوداگر دوسرے ملکو
کا قیمتی سامان لائے۔ وہاں کے مصنوعات کا بیش بہا ذخیرہ لائے۔ سیاح بیرو
ملکوں کی معلومات لائے۔ اہل علم اپنے یہاں کا علم لائے۔ مگر حضرت خواجہ نہ کوئی فیۂ
ساز و سامان لائے نہ زر و جواہر لائے نہ شاہانہ لشکر لائے نہ علم ایجاد لائے۔
آپ حقانیت، انسانیت اور محبت کا وہ پیام لائے جس سے قومیں ہمیشہ کے لئے
زندہ ہوجاتی ہیں۔ نسلاً بعد نسلاً پیامبری کا یہ ورثہ لوگوں کو ملتا رہتا ہے۔
حقانیت کے نقش پر چل کر خود رہبر بن جاتے ہیں۔

آپ کے پاس نہ کوئی لڑنے والی فوج تھی نہ پروپگنڈہ کرنے والے اخبا
ورسائل تھے۔ نہ دنیاوی دولت کا خزانہ تھا۔ نہ سامان رسد کا انبار تھا بلکہ گنۂ
کے چند خدا رسیدہ پیوند دار کپڑے پہننے والے فاقہ کش غریب افراد تھے۔ یہ راتۂ
مصلے پر بیٹھ کر خدا کی عبادت کرتے تھے۔ دن تسبیح خوانی میں گذارتے تھے۔ ان کو نہ ملک
گیری کی ہوس تھی نہ کسی کو تکلیف پہنچانا ان کا مسلک تھا۔ بلکہ ان کا واحد مقصد بنی نو
انسان کو انسانیت اور نیکی کا راستہ بتانا تھا۔ حضرت خواجہ اس نیک کردار کے سردار تھے
آپنے درویشانہ زندگی کا وہ نمونہ پیش کیا جس سے لوگ کوسوں دور تھے۔

آپ لوگوں کے دکھ درد میں شریک حال ہوتے۔ بلاتفریق مذہب و ملت
سب کے ساتھ محبت و ہمدردی کا وہ برتاؤ کیا کہ لوگ بلا کہے سنے آپکے فقیرانہ اطوار اور درد
کردار کے معتقد ہوگئے۔ آپ کے نقش قدم پر چلنے لگے۔ آپکی انسانیت افرو

Marfat.com

نیت سے آدمیت حاصل کی آپ کے پیرواخلاق سے مجسم اخلاق بن گئے اور آپکی حقانیت سے حق شناس ہو گئے آپ کی روحانیت سے فیوض روحانی حاصل کیئے۔ لوگ آپ کی شفقت محبت و یگانگت سے اس درجہ متاثر ہوتے کہ آج تک اہل محبت اس شمع محبت پر پروانہ وار قربان ہوتے ہیں۔ دل کی مرادیں پاتے ہیں عرفان حق کے خزانے حاصل کرتے ہیں۔ آپ کی درگاہ آپ کی حیات ظاہری کے سیکڑوں برس بعد بھی آپ کی مخلوق نواز محبت کی یادگار ہے۔ جہاں روزانہ ہر مذہب کے لوگ نذر عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

یہ وہ لازوال پیام محبت ہے جو حضرت خواجہ ہندوستان میں لیکر آئے جسکی نورانی شعاعوں نے نہ صرف ہندوستان کو بلکہ تمام عالم کو روشن کر دیا۔ آپکی انسانیت اخلاق۔ حقانیت اور الہیت نے جور و ظلم، بداطواری، باطل پرستی کے اندھیرے کو دور کر دیا۔ یہ سلسلہ فیض صرف آپکی ذات اقدس تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ آپ کے پس ماندگان مقلدین بھی سلسلہ بسلسلہ آپ کے نقش قدم پر چل کر حقانیت، انسانیت، مساوات رواداری کی تعلیم دیتے رہے۔ اور فیوض روحانی و برکات باطنی سے لوگوں کا کاسہ گدائی بھرتے رہے۔

یہ ہے وہ اعلیٰ وافضل ترین دولت انسانیت جو حضرت خواجہ اپنے ساتھ ہندوستان میں لائے۔ اہل ہند نے ان کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھا اور اپنے دلوں میں صدر نشین بنایا

آپ نے مخلوق کیلئے بعد وفات کیا چھوڑا

دنیا دی بادشاہوں نے اپنے بعد بڑی بڑی بادشاہتیں سلطنتیں چھوڑیں مگر وہ کچھ دنوں بعد ختم ہو گئیں۔ رؤسا اور امراء نے زر و جواہر کے انبار چھوڑے مگر ایک زمانہ بعد ان کی اولاد پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ نان شبینہ تک کو محتاج ہو گئی مگر شہنشاہ اقلیم حقانیت حضرت خواجہ معین الدین والملت نے قیامت تک کے لیئے اعلیٰ ترین انسانیت افروز تسکین قلب و روح جہاں پرور عالم نواز ان گنت نقوش حقانیت چھوڑے۔ جن کی روشنی سے آج سیکڑوں برس بعد بھی قلوب انسانی روشن ہیں۔

Marfat.com

یہ وہ ورثہ ہے جس سے لوگ ایسے انسان کامل بن گئے کہ شاہان زمانہ نے بھی ان کے سامنے سر نیاز جھکایا۔ جسکے سایہ میں لوگ ہمیشہ پناہ گزیں ہوتے رہیں گے۔ درس انسانیت حاصل کرتے رہیں گے۔ جسکی کشش عالمگیر ہے۔

تمام سلاسل میں آپ کا فیض جاریہ

آپ کا سلسلہ طریقت (چشتیہ) تمام ہندوستان اور پاکستان میں ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ بہت سی شاخیں ہیں لاکھوں چشتی اس وقت اس ملک میں موجود ہیں۔ یہاں بنظر اختصار سلسلہ جانشینی مجملاً بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حسب تفصیل گذشتہ آپ کے مریدین و خلفاء بہت ہیں مگر آپ کی جانشینی کا شرف حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی کو حاصل ہوا۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے بھی کئی خلفاء ہیں مگر آپکے جانشین حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کو ملی۔ بابا فرید الدین گنج شکر کے خلفاء کئی ہیں مگر آپکے مقتدر خلفاء حضرت نظام الدین اولیاءؒ و حضرت صابر علاء الدین کلیری ہیں۔ حضرت نظام الدینؒ سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ ہیں اور حضرت علاء الدین صابر سے سلسلہ صابریہ چلا۔ حضرت نظام الدین اولیاء کے جانشین خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی ہیں۔ اور حضرت علاء الدین صابر کے خلیفہ و جانشین حضرت شمس الدین ترک پانی پتی ہیں۔

صابری و نظامی پاکستان و ہندوستان میں بکثرت موجود ہیں۔ مختلف شاخوں سے وابستہ ہیں مگر ان سب کا شجرہ طریقت حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ تک پہونچتا ہے۔ حضرت خواجہ اس ملک میں نہ صرف تمام چشتیوں کے پیشوائے اعظم ہیں بلکہ تمام دیگر خاندان بھی آپکے روحانی سلطانی ہند سے مستفیض ہیں۔ باطنی فیوض و برکات سے فیضیاب ہیں۔ خواہ وہ حیات ہوں یا وصال پا گئے ہوں۔

بیرون ہندوستان دیگر ممالک میں بھی آپ کا روحانی فیض جاری ہے جب ہی تو لوگ دور دراز ممالک سے آکر آپکی درگاہ میں سر ارادت جھکاتے ہیں

Marfat.com

حق آگہی جمشید کے پاس جام جہاں نما تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دل حق نما عطا فرمایا تھا اسکی برکت سے ہزاروں خدا رسیدہ، حق شناس، حق پسند، حق آگاہ اور حق بیں ہو گئے۔ اور واصل بحق ہو کر فنا فی البقا کے عالی رتبہ پر پہونچے۔ آپکی نظر دونوں جہاں کا مشاہدہ کرتی تھی عرش سے تحت الثریٰ تک۔ بے پردہ دیکھتی تھی۔ آپ کو کسی جام کی ضرورت نہ تھی،

فیضانِ یاد اصفیا کے یہاں بغیر قیام برزخ شیخ مقصد حقیقی تک رسائی نہیں، ابتدا میں یہی زینہ ہے۔ انتہا میں بھی مقصد حقیقی ہے۔ حضرت خواجہ کے جسم وجسد اور شکل وشمائل کے تصور سے برکات صوری اور معنوی حاصل ہوئے۔ وہ کما حقہ تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور صوفی حمید الدین ناگوری جیسے فنا فی الخواجہ مریدین ہی جان سکتے ہیں۔ مگر اوروں کیلئے بھی یاد خواجہ موجب برکات ورحمت ہے۔ آپ کے جسمانی علیہ شریف کا تصور حق نما ہے۔ آپ کے نورانی حلیہ مبارک کا مشاہدہ دید حق ہے۔ آپ کی روح پر فتوح کا عرفان ہمہ گیر مقصد حقیقی ہے

جسمانی حلیہ مبارک یہاں حصول برکت کے لئے ایک قلمی تصویر کے فوٹو سے آپ کا جسمانی حلیہ مبارک درج کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے یہ تصویر شاہجہاں کے کتب خانہ سے برآمد ہوئی ہے۔

سراقدس بڑا۔ سر کے بال سفید کچھ لمبے اور گھنے۔ پیشانی کشادہ ابرو لانبے بھنویں سڈول آنکھیں بیضاوی کچھ بڑی اور پرکشش۔ پتلی سیاہ۔ پلکیں قدر لمبی، رخسار ابھرے ہوئے ہونٹ پتلے۔ دہانہ چھوٹا۔ ریش مبارک سفید اور گھنی کچھ لمبی۔ گوش مبارک کچھ بڑے کان کی لو بڑی۔ چہرہ مبارک کتابی۔ رنگ سرخ وسفید۔ گردن لمبی۔ سینہ کشادہ۔ دوش مبارک ہموار۔ بازو بھرے ہوئے۔ دست مبارک سے انگلیاں سڈول لمبی اور پتلی۔ ناخن بیضاوی۔ شکم مبارک ہموار۔ کمر کچھ پتلی تھی۔ قد قدرے لمبا۔ مجموعی شکل وصورت بزرگانہ۔ دلکش اور جاذب نظر آپکے نورانی حلیہ کے انوار روح کو جلا دینے والے ہیں۔ آپکی روح مجلی کا عرفان وفیضان اور آپ کا کلی عرفان تو آپ ہی جیسی عالی مرتبت ہستی کو حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر اعلیٰ قدر ظرف ہر ایک مستفیض ہو سکتا ہے۔ اجمالاً اسطرح ہے۔

Marfat.com

نورانی حلیہ شریف

حضرت خواجہ کا سراقدس سرخفی کی جلوہ گاہ۔ پیشانی مبارک پر حبیب اللہ کی بخط نورانی مہر ثبت۔ گوش مبارک وہ جنھوں نے دربار رسالت میں قطب المشائخ بحر و بر کا بلند پایہ خطاب سننے کا شرف حاصل کیا۔ چشم بینا ایسی جو عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھتی تھی۔ نظر وہ جسنے مرشد کی دو انگلیوں کے درمیان ہشردہ ہزار عالم کا مشاہدہ کیا۔ دہن مبارک وہ جس میں ہمیشہ لقمہ حلال رہا۔ لعاب دہن وہ ہے جسنے سچائی کی ظاہری و باطنی علتیں دور کیں۔ زبان مبارک وہ جس پہ کلمہ خیر رہا اور حق کی ترجمانی کی۔ اہل حاجت کیلئے دعائیں کیں۔ جو زبان فیض ترجمان سے فرمایا وہی ظہور میں آیا۔ دوش مبارک وہ جنھوں نے مرشد کا رخت سفر اٹھایا۔ دست مبارک دست عطا و بخشش جسنے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا وہ مراد کو پہونچا۔ گردن مبارک وہ جس اہل عالم بالخصوص اہل ہند کا بار اٹھایا۔ سینہ بے کینہ وہ جو اسرار الٰہی کے خزانوں سے پُر رہا جسکے فیض سے ہزاروں علم سینہ کے حامل ہو گئے۔ شکم مبارک وہ اکل حلال کی چند ماشہ سوکھی روٹی پر قناعت کرتا تھا۔ پائے مبارک وہ جو بمصداق ,, قدم درویشاں رد بلا ،، بلائیں دور کرنے والا تھا جن قدموں پر سر ارادت جھکا کر لوگ تاجدار ہو گئے۔ دین و دنیا میں سرفراز ہو گئے۔ دل مطہر وہ جس سے ہزاروں صاحب دل ہو گئے وجود اقدس وہ جو انوار و تجلیات سے منور تھا روشن کن عالم تھا جسکی برکت سے اہل زمین مامون اور محفوظ رہے۔ اہل جہاں کیلئے باعث خیر و برکت تھا

روحانی مرقع مبارک

حسن بشریت میں جاذبیت تھی۔ جمال میں کمال درجہ کشش تھی۔ محبت میں گوناگوں اثرات تھے۔ جو آپ سے ملتا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ کا دم بھرتا۔ آپ کے طریقہ پر چلنے لگتا۔ آپ کا ہو جاتا۔ آپ دنیا پرست عوام سے گریز فرماتے۔ شہرت پسندی سے دور رہتے تھے۔ لوگوں کی تواضع فرماتے۔ بھوکوں اور غربا کو کھانا کھلاتے۔ لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے۔ حاجتمندوں کی حاجت براری فرماتے۔ آپ کا جلال بیخ کن باطل جمال روشن کن علم حقانیت اور کمال کامل گر تھا۔ صفات صفات الٰہیہ کی مظہر اتم ذات ذات حق سے واصل آپ کا رحم و کرم مخلوق نواز۔ صدق و صفا حق شناس۔ مخلوق سے بے نیاز۔ ہمہ وقت راز و نیاز۔ نظر کیمیا اثر آن واحد میں قلب روح

Marfat.com

روشن کرنیوالی۔ خیال یادِ حق تعالیٰ سے ہر وقت معمور کلام ایوان انسانیت ہمیشہ گونجنے والا۔ اقوال رہنما۔ صوت صوت سرمدی سے آراستہ۔ کردار مقبول عام۔ مقام قرب میں اعلیٰ مقام۔ شب بیداری اطاعت گزاری میں ممتاز زمانہ۔ اہل درد کے ہمدرد تارکُ الدنیا و عقبیٰ مشاہدہ دولت میں مستغرق بے ہمہ سر مخفی باہمہ موجود۔

جاریہ فیض آستانہ

آپ کا فیض روحانی جس درجہ آپ کی حیات ظاہری میں تھا اس سے بدرجہا زیادہ بعد وفات جاری ہے۔ بعض نافہم لوگ جب کسی اہل اللہ کے مزار پر عبادات دیکھتے ہیں یا ان سے منسوب چلوں یا امام باڑوں خانقاہوں کی تعمیرات دیکھتے ہیں تو بے تکلف فرماتے ہیں کہ یہ فضول خرچی ہے اس سے تو کسی اسکول۔ بورڈنگ شفاخانے۔ لائبریری یا مسافر خانے وغیرہ کی تعمیر کیجاتی تو مناسب ہوتا ایسا کہنے والوں کو شاید یہ نہیں معلوم کہ روح کسی کی نہیں مرتی۔ شہید المحبت زندہ ہیں۔ انبیاء شہداء اور صالحین کی ارواحوں سے فیوض اور برکات جاری ہیں ؎

"انھیں سونوں سے تو ہیں فیض کے چشمے جاری"

اولیاء اللہ حیات النبی کی حیات ابدی سے فیضیافتہ ہیں ؎

"وہ مریں گے نہ کبھی گو کہ وہ مرجاتے ہیں"

ان سے تو فیض روحانی جاری ہیں۔ ان کے مزارات۔ چلے۔ خانقاہیں مدارس علوم روحانیت کی درسگاہیں ہیں۔ علم لدنی کے بلا کتاب کتبخانے ہیں۔ طالبان حق کی قیام گاہیں ہیں۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردینے والی منصف عدالتیں ہیں۔ یہاں دور دراز سے ضرورت مند آتے ہیں آرام پاتے ہیں۔ لنگر سے شکم سیر ہوتے ہیں۔ دھوپ بارش اور سردی سے عمارات میں امن پاتے ہیں۔ یہ عمارات بھی میزبان اہل اللہ کے فیض روحانی کا نتیجہ ہیں۔ یہاں لوگ روحانی انعام ربانی اور برکات رحمانی حاصل کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ کے چلے۔ آپ کی درگاہ اقدس کے دالان۔ حجرے وغیرہ۔ مخلوق خدا۔ حاجتمند زائرین کیلئے وغیرہ مخلوق خدا حاجتمند زائرین کے لئے آرام گاہیں ہیں۔ آپ کے یہاں کا لنگر مساکین کو سیر کرنے والا۔ آپ کے شفاخانے کا علاج بیماروں کو سہولت پہونچانے والا

Marfat.com

اور آپکی روحانیت ہر قسم کی واجبی امداد کرنے والی معاون اور آپکی خوابگاہ تاقیامت لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے والی درسگاہ ہے

فیضانِ سماع

بعض حدیثیں ایسی ہیں جو حرمت سماع پر دلالت کرتی ہیں۔ مؤیدین سماع ان کو ضعیف کہتے ہیں۔ صحاح ستہ کی بارہ احادیث سے رسول اکرم کا سماع سننا اور ممانعت نہ فرمانا ثابت ہے۔ انکی مخالفین سماع تاویلات کرتے ہیں۔ مگر مؤیدین سماع کا کہنا ہے کہ رسول اکرم ہرگز فعل حرام کے مرتکب نہیں ہوسکتے۔

پس سماع کو حرام کہنا رسول برحق سید المومنین پر نعوذ باللہ طعن ہے۔ ان تمام مباحثوں کو ختم کرنے والی حدیث یہ ہے جیسے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے العوارف میں نقل کیا ہے (۱) اور مکتوبات یحییٰ منیری و مرفق القلوب و انوار العارفین میں بھی کچھ الفاظ کے تغیر کے ساتھ موجود ہے۔ صحاح ستہ میں بارہ حدیثوں اور حرمت سماع سے متعلق احادیث سے یہ امر صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ شراب کباب کی محافل میں گانا بجانا حظ نفس کیلئے سنا جائے تو حرام ہے مگر جو سماع حق کیلئے سنا جائے ذکر دوست اور مستحسن ہے۔ بلکہ سنت رسول اور سنت صحابہ ہے اور اس سماع کو لہو و لعب کہنا ہرگز روا نہیں۔ اس طرح کے سماع میں وجد بفرمان نبوی ذکر دوست سنکر جنبش میں آتا ہے۔

اصفیاء کے خاندان چشت نے رسول اکرم کی سماع سننے اور وجد کرنے کی سنت کو خصوصیت سے اختیار کیا اور روحانی سلطان الہند حضرت خواجہ کے چشتی مسلک مریدین سلسلہ نے سماع کی محافل برپا کرکے حقانیت اسلام اور فقر و درویشی کی اہل ہند میں تبلیغ کی۔ بایں وجہ دربار رسالت سے چشتی مسلک خواجہ کو ہندوستان بھیجا گیا تھا کہ موسیقی کے دلدادہ اہل ہند سماع سے مستفیض ہوسکیں۔ سماع اتحاد باہمی کا بڑا ذریعہ ہے۔

---

(۱) حضرت انس سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ بشارت ہو کہ آپ کی امت کے فقراء پانچسو برس پہلے اغنیاء سے بہشت میں جائیں گے۔ پس حضور اس بشارت کو سن کر خوش ہوئے اور فرمایا کوئی ایسا آدمی ہے۔

Marfat.com

فیض سماع سے لوگوں کے قلوب مصفٰے ہو گئے روحیں مجلی ہو گئیں لوگ محبت حق میں مستغرق ہو گئے۔
حضرت خواجہ کی درگاہ اور آپ کے اہل سلسلہ میں آج تک یہ فیض جاری ہے۔ بلکہ تمام ہندوستان آپ کے فیض سماع سے مستفیض ہے۔ اصفیاء کے دوسرے خاندانوں کے حضرات کے یہاں بھی باتباع حضرت خواجہ بزرگ ہندوستان میں سماع سناجاتا ہے۔

انتظامات باطنی

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے وَمَا كَانَ يُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (سورہ انفال) ترجمہ :- اور نہیں عذاب کرے گا اللہ ان پر جب تو (اے محمد) ان کے درمیان ہے
رسول اکرم نے ارشاد فرمایا۔ میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے امان ہیں جب میرے اہل بیت کے لوگ جاتے رہیں گے تو زمین والے بھی جاتے رہیں گے (احمد فی المناقب)

جو اشعار پڑھے۔ ایک بدوی نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ اس کو بلاؤ۔ اسی وقت اس نے اشعار پڑھے جن کا ترجمہ ہے :-
محبت کے سانپ نے میرے قلب وجگر کو ڈس لیا ہے نہ اس کا کوئی معالج ہے نہ جھاڑ پھونک کرنے والا۔ مگر میرا محبوب جس کے ساتھ مجھے عشق ہے وہ البتہ اس کی دوا اور جھاڑ پھونک جانتا ہے۔
پس رسول خدا نے وجد کیا اور صحابہ کرام نے بھی تواجد کیا یہاں تک کہ رسول کریم کے دوش مبارک سے چادر گر گئی۔ جب سکون ہوا اور سب لوگ اپنی جگہ آ گئے تو معاویہ ابن سفیان نے کہا یا رسول اللہ یہ لعب (کھیل) کیا اچھا تھا۔
آنحضرت نے فرمایا دو معاویہ ایسا نہ کہہ وہ کریم نہیں جو دوست کا نام سن کر جنبش میں آئے بعد ازاں ردائے مبارک کے چار سو ٹکڑے کرکے حاضرین میں تقسیم کیے گئے (رفق القلوب و عوارف المعارف والوار العارفین ومکتوبات یحیٰی منیریؒ مکتوب ص ۹۳)

Marfat.com

چونکہ امام الاولیا حضرت علی علیہ السلام بموجب آیت مباہلہ نفسِ رسول ہیں۔ اس لئے جناب امیر علیہ السلام اہل بیت ہیں بدرجہ اولیٰ اہل زمین کے لیئے بوجہ نفس رسول ہونے امان ہیں۔

صراط مستقیم میں مولوی اسمٰعیل لکھتے ہیں۔ حضرت مرتضیٰ کے لیے شیخین پر ایک گو فضیلت ثابت ہے۔ اور وہ فضیلت آپ کے فرماں برداروں کا زیادتی کے ساتھ ہونا۔ اور مقام ولایت بلکہ قطبیت وغوثیت و ابدالیت اور ان ہی جیسی باقی خدمات کہ آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساعت سے ہوتا ہے۔ بادشاہوں کی بادشاہت۔ اور امیروں کی امارت میں آپ کا (حضرت علی کا) دخل ہے۔ جو عالم الملکوت کی سیر کرنے والوں سے مخفی نہیں ہے۔ (صراط مستقیم)

پس عارفوں کے بادشاہ کاملوں کے اکمل تعلقات سے مجرد۔ عابدوں کے فخر۔ زاہدوں کی سند۔ علماء کے استاد۔ اولیاء کے پیر۔ اصفیاء کے امام امیرالمومنین حضرت علی المرتضیٰ ہیں فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْن۔ پس اللہ تعالیٰ جبریل اور نیک مومن اسکے مددگار ہیں (سکینۃ الاولیاء)

امام الاولیاء شہنشاہِ ولایت حضرت علی علیہ السلام کا یہ فیض آج تک جاری ہے۔ اور قیامت تک جاری رہے گا کہ تمام غوث۔ قطب۔ نقبا۔ اوتار۔ ابرار۔ ابدال و اخیار آپکے تابع فرمان ہیں اور آپ کی عطا سے مقرر ہوئے ہیں۔

(سکینۃ الاولیاء)

جس طرح عالموں کے درمیان خبری، برہانی اور عقلی دلائل موجود ہیں۔ اسی طرح باطنی اور حبی دلیلیں اولیاء اللہ میں سجا موجود ہیں۔ ان ہی کو اللہ تعالیٰ نے جہان کا والی بنایا ہے۔ انھیں کی برکت سے آسمان سے مینہ برستا ہے اور انہیں کے صفائی احوال سے

۱۔ اخبار صحیح سے ثابت ہے کہ آیت مباہلہ میں "انفسنا" سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں
(اربعین فی اصول الدین از امام فخرالدین رازیؒ)

Marfat.com

تات اگتی ہے ۔ اور انہیں کی نسبت سے مسلمان کفار پر فتحیاب ہوئے اور ایسے اشخاص تعداد میں چار ہزار ہیں جو بالکل چھپے ہوئے ہیں ۔ اور ایک دوسرے کو پہچانتے تک نہیں ۔ اور اپنے حال کی جمال کی ان کو خبر نہیں ہے ۔ اپنے تمام احوال میں خلقت سے اور اپنے آپ سے پوشیدہ ہیں ۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں اور اولیاء اللہ کے اقوال موجود ہیں ۔ ان چار ہزار میں سے تین سو کے سپرد انتظام ہے اور یہ بارگاہ الٰہی کے سپاہی ہیں انھیں اختیار بھی کہتے ہیں ۔ ان میں سے چالیس ابدال سات ابرار ہیں چار اوتار ہیں تین نقبا اور ایک غوث یا قطب یہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں ۔ اور امورات میں ایک دوسرے کے موافق کام کرتے ہیں ۔ اس بارے میں بھی حدیثیں ہیں ۔ اور اہل سنت والجماعت کا ان کی صحت پر اتفاق ہے ۔ (سکینۃ الاولیاء) ہندوستان کے اولیاء اللہ کے پیشوائے اعظم حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ العزیز ہیں ۔ آپ سلطان الہند یعنی ہندوستان و پاکستان کے روحانی سلطان ہیں ۔ حسب تفصیل گذشتہ بقول صاحب اقتباس الانوار آپ مقامات غوثی قطبی ۔ قطب الاقطابی طے کر کے قطب وحدت یعنی مرتبہ محبوبیت پر پہنچ گئے تھے ۔ اور استغراق فنائے احدیت میں دوست کے ساتھ یک رنگ ہو گئے تھے ۔ پس تمام ہندوستان میں انتظام باطنی آپ کی وساطت سے ہوتا ہے ۔ تمام منتظمین باطنی آپ کے ایماء سے مقرر ہوتے ہیں ۔ اور عالم ظاہر میں بھی آپ کا جانشین سلسلہ بسلسلہ چلا آتا ہے ۔

Marfat.com

Marfat.com

خواجۂ ما در میانِ اولیاء
چوں محمدؐ در میان انبیاء

حصّہ نہم (۹)

تصوّف اور حضرت خواجہؒ

Marfat.com

ولایت بمنہاج نبوّت

ولایت کے معنے دوستی۔ حکومت اور قرب حق تعالیٰ کے ہیں۔ ولی بمعنی دوست متصرف اور صاحب حکومت مقرّب باری تعالیٰ کے ہیں۔ جب یہ لفظ اللہ کے ساتھ ہوتا ہے یعنی ولی اللہ تو اسکے معنیٰ اللہ پر سب کچھ قربان کرنے والے دوست اللہ کی طرف سے مختار و متصرف اور اللہ کے مقرب بندہ کے ہیں

جن حضرات نے اس بات کو سمجھ لیا کہ ہم اپنے کسی نیک عمل کو بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مقبولِ بارگاہِ ایزدی ہے۔ ان حضرات نے نیک کردار دوستانِ حق (اولیاء اللہ) کے ہاتھ پر بیعت طریقت کرکے تعمیل " وَابْتَغُوا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ "، انھیں بارگاہ ایزدی میں اپنا وسیلہ بنایا اور ان محبان خدا کے پر محبت قلوب سے اپنے دلوں کو خدا کی محبت سے پر کرکے عارفان حق شناس، مقرب دوستداران حق تعالیٰ ہو گئے۔ دنیا کو ترک کرکے فقر و درویشی اختیار کی یعنی حصول دنیا کیلئے دنیا کے کاموں کو ترک کرکے اپنے تمام حرکات و سکنات اور ہر ہر سانس کو حصول تقرب حق تعالیٰ کے لئے وقف کر دیا اور بانعام ربانی ولی اللہ کے اعلیٰ مدارج پر پہونچے۔ یہ وہی فقر ہے جس کے لئے رسول اکرم نے الفقر فخری فرمایا ہے۔ یعنی ارشاد نبوی ہے کہ فقر میری بزرگی ہے۔ یہ سلسلہ بیعت طریقت امام الاولیاء، حضرت علی علیہ السلام سے شروع ہوا۔ امام المحدثین شاہ ولی اللہ اپنی کتاب (فیوض الحرمین) میں لکھتے ہیں کہ اس امت میں اول صوفی اور اول مجذوب (فنا فی الذات) اور اوّل عارف ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔

مجتہد شریعت و طریقت حکیم الاولیا حضرت محمد علی ترمذی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مجذوب کے لئے کئی مرتبہ ہیں۔ یہاں تک کہ بعض مجذوبوں کو نبوت سے تیسرا حصّہ دیتے ہیں۔ اور بعض کو نصف حصّہ نبوت کا دیتے ہیں اور بعض کو نصف حصہ سے کچھ بڑھ کر۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۳۵) چنانچہ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اکرم فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت رحمت کی کنجیاں اور رسالت کا مقام اور علم کی کانٰ ہیں۔ (الدیلمی)

طبرانی میں حضرت عمار بن یاسرؓ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ

Marfat.com

سلم فرماتے تھے "یا علی تجھے پروردگار نے ایسی زینت سے آراستہ کیا ہے کہ تمام بندوں کو اس سے بہتر زینت سے آراستہ نہیں کیا ہے۔ وہ زہد فی الدنیا (فقر و درویشی) ہے پس تجھے ایسا بنایا ہے کہ دنیا تجھ تک کسی بات میں نہیں پہنچ سکے گی اور مسکینوں کی محبت تجھ کو عطا کی وہ تجھ کو اپنا امام (امام الاولیاء) بنا کر خوش ہوں گے اور تو انھیں اپنا پیرو بنا کر خوش ہو گیا ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ "اربعین فی اصول الدین" میں لکھتے ہیں کہ "رسول مقبول کے زمانے میں ایک گروہ صحابہ کا زہد و ورع میں مشہور تھا جیسے ابوذر غفاریؓ۔ حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت ابو درداء وغیرہ یہ سب بزرگ ترک و تجرید (آلائش دنیا سے پاک ہونا) میں حضرت علی علیہ السلام کے مقلد تھے" امام موصوف کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ یہ وہی سلسلہ تقلید ہے جو آگے چل کر پیری مریدی کہلایا۔ یہ وہی مسکینوں کا مقدس گروہ ہے جسکے شہنشاہ کو نبی رسول برحق نے ارشاد فرمایا "خدایا مجھ کو مسکین ہی زندہ اور اسی حالت میں مجھے موت دے۔ اور حشر میں مسکینوں ہی کے گروہ میں اٹھانا (اسرار الواصلین)

صاحب اسرار الواصلین لکھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تمام سلاسل کے پیشوائے اعظم۔ پیر طریقت اور شیخ المشائخ ہیں۔ سلسلہ چار پیر ہفت گروہ۔ اور چوتھا خاندان آپ ہی سے جاری ہوا۔

عا تمام سلاسل۔ قادریہ (۱)، چشتیہ (۲)، لشریہ (۳)، دہرویہ (۴)، احمدیہ (۵)، انزالیہ (۶)، شطاریہ (۷)، رفاعیہ (۸)، سہروردیہ (۹)، کبرویہ (۱۰)، جنیدیہ (۱۱)، ظفوریہ (۱۲)، شاذلیہ (۱۳) اور نقش بندیہ (۱۴) یہ امام الاولیاء حضرت علی علیہ السلام پر منتہی ہوتے ہیں۔ جو سلسلہ نقشبندی حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے ملایا گیا ہے وہ بلحاظ صحبت ظاہر صحیح نہیں ہے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نقش بندی حضرات کو جناب حضرت ابو بکر صدیق سے فیض باطنی حاصل ہے۔

تفصیلات کتاب مناصب علی میں ہیں۔

Marfat.com

آپ نے ستر حضرات کو خرقہ خلافت (خرقہ خلافت فی الولایت الٰہیہ یعنی خرقہ درویشی باکرامت) عطا فرمایا۔ بعدازاں عشرہ بشرہ نے اسکی رشد و ہدایت کی تعلیم سے بہرہ ور ہوکر راہ عرفان جاری کی۔ امام فخر الدین رازیؒ "اربعین فی اصول الدین" میں لکھتے ہیں کہ علم باطن میں تمام اصفیا کا نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر منتہی ہوتا ہے۔ حضرت امام حسن اور امام حسینؑ ولایت نامہ میں (امامت خلیلی) کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے جانشین ہیں۔ اور تمام اولیا و اصفیا حضرت علی کے سلسلہ بسلسلہ مرید ہیں۔

یہ علم باطن وہی مقدس علم ہے جسکا ظاہر شریعت اور جسکا باطن معرفت و طریقت ہے۔ یہی وہ علم ہے جو طریقت اور تصوف کے نام سے موسوم ہے۔ علم تصوف علم شریعت اسلام (جو حضرت آدم سے چلی) یعنی علم ظاہر کے ساتھ ساتھ بذریعہ الہام حضرت آدم علیہ السلام سے محمد رسول اللہ صلعم تمام انبیائے عظام کو بارگاہ حق تعالیٰ سے عطا ہوتا چلا آیا ہے۔ اور تمام ادیان کے نیک لوگ اس سے استفادہ کرتے رہے اور اپنے اپنے مذہب کے احکام کو ظاہر کی پابندی کے ساتھ ساتھ اس باطنی علم کو اپنا نصب العین بناتے رہے۔ اور برشتہ محبت عرفان حق حاصل کر کے خدا رسیدہ ہوگئے۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں بہت سے صاحب تصرف ہوئے۔ حضرت مریم۔ اصحاب کہف

عــــہ (الف) صاحب نفحات مجد الدین بغدادی سے منقول ہے کہ خرقہ خلافت (خلافت فی الولایت) حضرت علی سے دو حضرات کو ملا۔ ان میں سے ایک خواجہ حسن بصری دوسرے کمیل بن زیاد ہیں۔ (ب) لطائف اشرفی و تذکرہ اولیاء اللہ وغوثیہ فوائد الفوائد میں ہے کہ ہر سلسلہ کے اکثر مشائخ کبار اس پر متفق ہیں کہ حضرت علی سے خرقہ خلافت چار حضرات کو عطا ہوا یہی چار رہبر کہلاتے ہیں (ج) صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ آپ کے چھ خلیفہ ہیں۔

عــــہ (الف) خرقہ درویشی سے مراد نبی کے معجزے ہیں اور ولی کو کرامت ہیں اپنی طرف سے مختار و متصرف کر دیکھے ہیں یہ خرقہ خلافت شب معراج اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم کو عطا فرمایا۔ اور رسول اللہ صلعم نے امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت فرما دیا (ب) بعض نے اسے جامہ سمجھ کر جامہ سے مراد لی ہے بعض نے حلیہ نور سے مراد لی ہے۔

عــــہ یہ وہی امامت ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا فرمائی اور اولاد ابراہیمؑ میں سے اس اولاد کو عطا فرمانے کا قرآن میں وعدہ فرمایا جو ظالم نہ ہوں۔

Marfat.com

خالق کائنات نے بمصداق "خلق الآدم علی صورتہ" حضرت آدم علیہ السلام کا مجسمہ بنا کر اس میں روح کو داخل کیا اور اپنے نور سے منور، نور محمد کو ان کی پیشانی میں سرخفی بنا کر رکھا۔ تمام مخلوقات میں اسے شرف بخشا۔ اور اپنی خلافت سے سرفراز فرما کر صفی اللہ (جو صفا سے مشتق ہے بمعنی دخالص دوست خدام کے لقب سے خصوصیت بخشی اور حضرت آدم علیہ السلام کو بذریعہ الہام علم باطن یعنی تصوف سے ممتاز کیا تاکہ تجلیٔ انوار محمدی کے ساتھ بظاہر اور دوری ہونے پر بھی رابطہ حقیقی قرب و اتصال کے منکشف اور جاری رہے اس کاشف علم اسرا کا نام اس وقت کچھ بھی ہو مگر رسول اکرم کے عہد تکمیل میں بزبان معلم اکمل اسکا پتہ الفاظ صفو سے چلتا ہے۔ چنانچہ شیخ قاسم قیشری نے اپنے رسالہ قیشریہ میں بروایت ابو حنیفہ یہ حدیث نقل کی ہے:-

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متغیرا للون فقال ذھب صفو الدنیا وبقی الکدری فلموت الیوم تحفتہ لکل مسلم[۱]" صوفی کی وجہ تسمیہ ایک یہی بیان کیجاتی ہے کہ ان بزرگان عظام صوفیہ نے اکثر صوف[۲] کا لباس اختیار کیا۔ بقول صاحب انوار العارفین حضرت ابوبکر صدیق رضی نے صوف کا جامہ پہنا اور داؤد الطائی نے ابراہیم ادہم اور دوسرے اصفیا[۳] نے مرقع صوف پہنا اسلئے بعض کے نزدیک صوفی وہ ہے جو جامہ صوف پہنے بعض کہتے ہیں اصحاب صفہ سے مراد ہے۔ یہ نام صفا سے مشتق ہے اسکے مقلدین اہل کمال کو صوفی کہتے ہیں۔

۱؎ حضرت قیشری رض کے اس سے یہ مراد ہے کہ صوفی کا لفظ صفو سے مشتق ہے جو اس حدیث میں ارشاد ہوا یعنی جسطرح قمص سے تقمص مشتق ہوا اسی طرح صوف سے تصوف مشتق ہوا۔

۲؎ صوف ادنی قسم کے اون کے کپڑے کو کہتے ہیں چونکہ یہ کپڑا ارزاں ہوتا ہے اور سخت ہونیکے باعث عرصہ تک چلتا تھا جلد جلد دھونیکی بھی ضرورت نہیں ہوتی تھی اسلئے حاملان زہد فی الدنیا نے اسے دوسرے کپڑوں پر ترجیح دی اور اس کا لباس اختیار کیا۔ ۳؎ ایسے ہی محتاط لوگوں کو کم خرچ بالانشین جامہ صوف اور گلیم مرقع (گدڑی فقرا) سے تن کرنا روا ہے جنھوں نے لذات دنیا ترک کرکے قلبی صفائی حاصل کی ہے انھیں اصفیا کی استعانت باطنی صفائی کیلئے تریاق ہے۔

سب سے پہلے صوفی بزرگ جو صوفی کے لقب سے ملقب ہوئے وہ حضرت شیخ ابوالہاشم صوفی ہیں۔ مولانا جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے:۔

"پیش از وے بزرگان بودند در زہد و ورع و معاملات نیکو در طریق توکل و طریقت محبت لاکن اول کسے کہ وے را صوفی خواندند وے بود و پیش از وے کسے را بایں نام نخواندہ بودند" (مقدمہ رسالہ قشیری)

شیخ ابوالہاشم حضرت سفیان ثوری (متوفی ۱۶۹ھ) و حضرت داؤد طائی و حضرت عبدالواحد بن زیدؒ و حضرت فضیل بن عیاضؒ اور حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کے ہمعصر تھے شام اور بصرہ میں ان کی سفیان ثوری سے ملاقات بھی رہی تھی۔ پس معلوم ہوا کہ وہ تابع تابعین تھے اور صوفی کا لفظ تبع تابعی کے زمانے میں رائج ہوا۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ تصوف کے نام سے عہد رسالت میں کوئی علم موسوم نہیں تھا۔ اور کلام مجید میں کہیں لفظ تصوف نہیں آیا ہے۔ تب بھی یہ ماننا پڑے گا کہ علم باطن اگرچہ تصوف کے نام سے اس زمانے میں موسوم نہیں تھا مگر موجود ضرور تھا۔ چنانچہ جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا:۔

علم دو طرح کا ہے۔ ایک علم القلب (علم باطنی) اور یہی علم نافع ہے دوسرا علم زبانی پس وہ حجت خدا ہے ابن آدمؑ پر (کتاب العلم از ابن عبداللہ بسند حسن)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا سے دو علم حاصل کیے۔ ایک کو (علم شریعت کو) تو میں نے ظاہر کر دیا۔ رہا دوسرا تو اگر میں اسے ظاہر کر دوں تو میرا گلا کاٹا جائے (صحیح بخاری) یعنی ارباب ظاہر اس علم کے دقائق تک نہ پہنچنے کی وجہ سے اسے شریعت ظاہری کے منافی تصور کر کے مجھے مار ڈالیں۔ پس یہ خیال گمراہ کن ہے کہ باطنی اصلاح کے لئے دین محمدی میں تصوف (علم باطن) یعنی علم عرفان نہیں ہے۔

محدثین اور فقہار کی بہت سی اصطلاحیں ایسی ہیں کہ اگر ان کو قرآن و حدیث میں ان کے نام سے تلاش کیا جائے تو کہیں پتہ نہیں چلے گا۔ مگر علمار نے ان اصطلاحوں کو قرآن

Marfat.com

حدیث کے مغایر قرار نہیں دیا۔ اسی طرح تصوف بھی ایک اصطلاحی نام ہے۔ جو مغائر نہیں جیسے قرآن مجید میں غور کرنیوالے مفسر احادیث کی جانچ پڑتال اور جمع کرنیوالے محدث اور قرآن و احادیث سے مسائل استنباط کرنیوالے فقیہہ کہلائے۔ اسی طرح صفائی باطن کے لحاظ سے طریقت کو تصوف کہا گیا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نغمات میں لکھتے ہیں کہ دین محمدی کا ایک ظاہر ہے۔ ایک باطن ہے۔ ایک فرقہ و گروہ فقہاء و محدثین کا شریعت ظاہر کی حفاظت کیلئے بنا جو عام طور سے گروہ علماء کہلاتا ہے۔ دوسرا علم باطن ہے۔ جو اصلاح باطن کیلئے قرار دیا گیا (یہ گروہ اصفیاء اور اولیاء اللہ) ہے

شریعت کا لب لباب اطاعت ہے۔ امر و نہی کی تعمیل کر کے دوست کو راضی کرنا ہے۔ طریقت کا نصب العین محبت ہے۔ اور خیال دوست میں مستغرق رہ کر قرب و وصال دوست حاصل کرنا ہے۔ اطاعت اختیاری ہے۔ اسلئے قرآن میں اطاعت کا حکم آیا ہے۔ اطاعت کی واجبی اور حقیقی تکمیل بغیر محبت کے نہیں ہوتی۔ پس طاعت محتاج محبت ہے مگر خود طاعت قلبی ہے یہی روح تصوف ہے۔ محبت خود اختیاری نہیں اس لیئے قرآن میں محبت کا حکم نہیں دیا گیا غیر اختیاری چیز کے لیے حکم دینا انصاف کے خلاف تھا۔ البتہ قرآن میں محبت کی علویت بیان کر کے حصول محبت کی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد حق تعالیٰ ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ یعنی جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی محبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ پس اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان والوں کی یہ پہچان ہے کہ انھیں خدا کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔

سورہ مریم میں ارشاد ہے إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا یعنی جو لوگ ایمان لائے ہیں کام کیئے اچھے البتہ کرے گا ان کے لیئے رحمن محبت ،، پس معلوم ہوا محبت وہ نعمت عظمیٰ ہے جو صاحب ایمان نیک بندوں کے حصے میں آتی ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے حضرت علی سے فرمایا ،، اے ابوالحسین تو اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر خدا سے دعا کر کہ اے پروردگار اپنے پاس سے ایک عہد عطا فرما۔ اور اپنی طرف سے محبت عطا فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اس آیت

Marfat.com

(مندرجہ بالا) کو نازل فرمایا۔

(ابن المغازلی فی المناقب)

پس معلوم ہوا محبت وہ خاص بخشش الٰہی ہے جسکے حصول کیلئے رسول مقبول نے امام الاولیا حضرت علی سے بدرگاہ رب العزت دعا کرنے کا حکم فرمایا۔ کیوں کہ محبت ہی وہ عطیہ الٰہی ہے جسکے بغیر قرب حق تعالیٰ میسر نہیں ہوتا۔

صرف یہی نہیں بلکہ محبت وہ نعمت عظمیٰ اور انعام ربّانی ہے جسکے لیے خود رسول اکرم نے دربار ایزدی میں یہ دعا کی "الٰہی روزی کر تو مجھکو محبت اور جو کوئی تجھ سے محبت رکھے اس کی محبت اور جو عمل سب کو تجھے قریب کرے اس کی محبت اور اس کی محبت اور اپنی محبت کو میرے نزدیک ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب کر۔ دوسری جگہ رسول اکرم نے محبت کیلئے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ اس کے نزدیک ما سوائے اسے محبوب تر نہ ہو۔

(بخاری و مسلم بروایۃ انسؓ)

پس معلوم ہوا بغیر محبت کے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اہل اللہ نے محبتِ حق تعالیٰ کو مقدم رکھا اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے۔ شریعت کی راہ اطاعت کی راہ ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ تصوف (طریقت) کا راستہ محبت کا راستہ ہے جس سے تقرب حق تعالیٰ حاصل ہوتا ہے۔ محبت ہی وہ پرخلوص عبادت ہے جو ہر عبادت کو پرخلوص بنا کر صحیح معنی میں عبادت بنا دیتی ہے۔ محبت ہی وہ نفلی عبادت ہے جو ہمہ وقت یاد حق تعالیٰ میں مستغرق رکھتی ہے۔ اور فنا فی اللہ کے اس عالی مقام پر پہنچاتی ہے جہاں اتصال مع اللہ نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حدیث قدسی ہے "میرا بندہ ہمیشہ میرا قرب نفل عبادت سے چاہا کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے چاہنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اسکے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے پاؤں ہو جاتا ہوں اس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو ضرور میں اس کو عطا کروں

Marfat.com

اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو البتہ اس کو پناہ دوں ،، (مشارق الانوار) ع۱
جس نفلی عبادت سے بندہ تقرب حق تعالیٰ چاہتا ہے وہ محبت ہے۔ محبت دل میں ہوتی ہے تو ہمہ وقت یاد محبوب رہتی ہے اور محبت کی وجہ سے محب تقرب محبوب چاہا کرتا ہے۔
قرآن مجید میں اگرچہ الفاظ بیں کیلئے لفظ تصوف نہیں مگر حقیقت شناس عارفوں کے لئے قرآن میں جابجا تعلیم تصوف موجود ہے۔ اور رسول اکرم نے خود تعلیم تصوف سے فیضیاب فرمایا ہے۔ تصوف۔ صوف بفتح صاد سے ماخوذ ہے اسکے معنی یکسوئی کے ہیں۔ اس یکسوئی کے لئے قرآن مجید کی سورہ مزمل میں فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے رب کا نام لے اور سب سے چھٹ کر سب سے الگ ہو کر (یعنی یکسوئی کے ساتھ) اپنے رب کی طرف آ ،، عرفان و تقرب حق تعالیٰ بلا یکسوئی حاصل نہیں ہوتا اور یکسوئی بغیر ماسوا (جو خدا کی راہ میں رکاوٹ ڈالے) کو چھوڑے حاصل نہیں ہوتی اور ترک ماسوا، بغیر محبت حق تعالیٰ میسر نہیں ہوتا۔ پس محبت پر عرفان و تقرب حق تعالیٰ کا دارو مدار ہے۔
قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ،، يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ،، یعنی ایمان لائے غیب پر اس سے یہی مراد ہے کہ غائب میں گم ہو کر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانا۔ رسول اکرم نے اس شغل (جو صوفیہ میں مروج ہے) کو اس طرح تلقین فرمایا ہے کہ تو اس طرح عبادت گذار ہو گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو تو یہ سمجھ کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔
رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ جسنے خود کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا یہی وجہ سب سے پہلے حضرت جبرائیل سورہ اقراء کی یہ سورت لیکر آئے تاکہ تخلیق انسان کا عرفان حاصل ہو۔
قرآن پاک میں ہے کہ ہم خدا کے ہیں اور خدا ہی کی طرف پلٹ جانا ہے۔ خدا کے ساتھ انسان کے اس ازلی ابدی تعلق کی طرف سب سے پہلے عارف اکمل حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین نے متوجہ کیا۔ بعد ازاں حضرت امام جعفر صادق خواجہ حضرت حسن بصری رح حضرت ابراہیم بن ادہم رح۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رح حضرت رابعہ بصری اور حضرت بایزید بسطامی اسکی تشریحات کی تبلیغ کی (دیکھو اسرار الواصلین)
رسول خدا نے خود بھی شغل و اذکار مروجہ صوفیہ کی تلقین فرمائی ہے حضرت جعفر

Marfat.com

جلدی ایک شب رسول اکرم کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا " یا رسول اللہ تصوف کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ ایک حالت ہے جسمیں عین ربوبیت ظاہر ہوتی ہے اور عین عبدیت فنا ہو جاتی ہے (تذکرۃ الاولیاء)

ایک مرتبہ عارف اکمل امام الاولیا حضرت علیؓ نے رسول اکرم سے دس مسائل دریافت کئے۔ آنحضرت نے اس کا جواب دیا ان میں سے بعض یہ ہیں :-

جناب علی فرماتے ہیں میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ وفا کسے کہتے ہیں؟ فرمایا توحید اور لاالہٰ پر گواہی دینے کو میں نے کہا حق کیا ہے؟ فرمایا اسلام، قرآن اور ولایت جب کہ تجھ تک پہنچے۔ میں نے عرض کیا خدا کو کس طرح پکاروں؟ فرمایا صدق اور یقین سے۔ میں نے عرض کیا میں اپنی جان کی خلاصی کیلئے کیا کروں؟ فرمایا حلال کھا اور سچ بول۔ میں نے عرض کیا آرام کیا ہے؟ فرمایا خدا کا دیدار جبکہ تو حساب کتاب سے فارغ ہو جائے۔ (الجوزی فی الاسباب النزول)

مقام عبدیت میں رسول اکرم نے عرفان حق تعالیٰ کے لامنتہیٰ ہونیکو اسطرح ظاہر فرمایا کہ میں نے نہیں پہچانا جیسا حق تھا پہچاننے کا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رقم طراز ہیں کہ (انفاس العارفین میں) والد نے مجھ سے کہا کہ میں نے خواب میں رسول اکرم کو دیکھا اور بیعت کی آنحضرت صلعم نے مجھکو نفی اثبات کا طریقہ بطور صوفیہ تعلیم فرمایا۔ اسلامی طریقہ کا مبدع شریعت مقدسہ ہے اور تصوف شریعت و طریقت و عقائد، اخلاقیات والہٰیات و روحانیت کا جوہر لطیف ہے۔ جب تک آدمی صحیح اصول استدلال کے ساتھ مغالطات سے آگاہ نہ ہو اور مسئلہ حفظان صحت کے ساتھ ماہیت امراض سے خبردار نہ ہو مسئلہ مذکور بے نتیجہ ہونیکے باعث ناقص رہے گا۔ ایسے ہی جب تک ظاہر شریعت کے ساتھ باطن شریعت کو ملحوظ نہ رکھا جائے اس وقت تک مقصود اصلی یعنی صفائی باطن سے اخلاص حاصل ہو کر اتصال مع اللہ تک رسائی نہ ہوگی۔ علم ظاہر یعنی علم شریعت اعمال اطاعت ظاہری سے متعلق ہے اور علم باطن (تصوف) جوہر شریعت ہے جس کا نیت سے گہرا تعلق ہے اسی پر مصداق " انما الاعمال بالنیات اعمال کی پاکیزگی اور قبولیت منحصر ہے۔ شریعت اعمال ظاہر پر حکم لگاتی ہے۔ طریقت صوفیاء کی نیت ہی دیکھتی ہے۔ جب

Marfat.com

ارشاد خواجہ بزرگ۔ قیامت کے دن علم کی بازپرس نہیں ہو گی بلکہ با خلاص عمل پوچھا جائے گا۔ علمائے ظاہر نے حصول علم شریعت وتکمیل فرائض وسنت کیلئے فی زمانہ حسب ضرورت مختلف طریقے جاری کر رکھے ہیں ایسے ہی صوفیاء نے حسب خلوص اور باطنی درستی کیلئے ریاضت، مجاہدات، ذکر واشغال وغیرہ رسول برحق کے اعمال واشغال اور منشیر مقدس سے مرتب کئے ہیں۔

کون کہہ سکتا ہے کہ نماز، روزہ، حج، اور دیگر اعمال کو پسند حق کیلئے پرخلوص بنانا برا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ مقصد جہاد حاصل کرنے کے لئے آج کل توپ بندوق اور بم وغیرہ کا استعمال کرنا یا ریل وہوائی جہاز میں بیٹھ کر حج کرنا بدعت سیئہ ہے۔

کامل صوفی وہ انسان کامل ہے جسکے درمیان سے تمام کدورتیں دور ہو کر قلب اس درجہ صاف ومجلّی ہو جائے کہ جامہ عبدیت میں صفات ربانی نظر آنے لگیں اور بفیض نسبت محمد وہ اتصال مع اللہ حاصل ہو کہ دوری درمیان میں نہ رہے اور علینیت کے ساتھ معراج حقیقی منکشف ہو بچشم حق حق ہی حق نظر آئے۔ یہی اصفیاء کا مقصد حقیقی اور تصوف کی اصل ہے۔ اسکے حصول کے لئے خیر القرون میں محبوب خدا کا فیض گفتار ودیدار کافی تھا۔ ازاں بعد اہل اللہ نے حسب ضرورت اس کے لئے ریاضت، مجاہدے ذکر واشغال خیر القرون سے مستنبط کئے جو غیر نہیں بلکہ اصل مقصد کے حصول کیلئے معین ومعاون ہیں۔ اگرچہ بعض اہل ظاہر نے انہیں بدعت کہا مگر حق شناس حضرات نے انھیں مؤید مقصد حقیقی جانا اور ان سے استفادہ کیا۔ دراصل یہ خیر القرون کی وہ شرح ہے جسکا اجمال خیر القرون میں تھا۔

اہل شریعت اس حد تک اتباع سنت رسول کرتے ہیں جہاں تک ان کا نفس تکلیف برداشت کرے مگر صوفیہ خصوصی سنن نبوی کے پیش نظر فقر وفاقہ۔ شب بیداری وغیرہ مجاہدوں کو تزکیہ نفس کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ علمائے ظاہر میں سے بھی جن حضرات نے علم تصوف کی حقیقت کو سمجھ لیا اور صوفیاء کی مقبولیت اور برگزیدگی وبرکات ومرتبت ان

Marfat.com

پر ظاہر ہو گئیں انہوں نے تحصیل علم حاصل کرکے بعد میں راہ تصوف اختیار کی۔ اور صوفیاء و تصوف کی تعریف میں خامہ فرسا ہوتے۔ کسی صوفیہ باصفا سے تعلیم و تربیت طریقت حاصل کی ایسی بہت سی مثالوں میں سے بیان جنید کے لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حجۃ الاسلام محمد غزالی علیہ الرحمۃ (احیاء العلوم) میں رقم طراز ہیں کہ وصول الی اللہ بے سلوک حاصل نہیں ہوتا۔ صوفیائے کرام اس حال کو فنائے نفس کہتے ہیں یعنی سالک اپنے نفس اور غیر اللہ سے فنا ہو کر سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کچھ نہیں دیکھتا۔ جسکے فہم میں یہ بات نہیں آتی وہ اس کا انکار کرتا ہے۔ عارفوں کے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ جاہلوں کے لیئے ہنسی کا باعث بنیں۔

حجۃ الاسلام اپنی دوسری تصنیف رسالہ (منقذ الضلال) میں رقم طراز ہیں کہ میں جمیع علوم سے فراغت پاچکا۔ صوفیائے کرام قدس اللہ اسرارہم کے طریق کی طرف متوجہ ہوا تب میں نے جانا کہ ان کا طریق علم و عمل دونوں سے پورا ہوتا ہے اور ان کے عمل کا نتیجہ اور حاصل یہ ہے کہ عقبات نفس قطع ہو جاتے ہیں اور وہ (صوفی) اخلاق مذمومہ اور صفات خبیثہ سے منزہ ہو کر اخلاق محمودہ اور صفات حمیدہ سے آراستہ و پیراستہ ہو جاتا ہے دل غیر اللہ سے خالی ہو کر ذکر اللہ سے متجلی ہو جاتا ہے۔ چونکہ مجھے ان کے عمل کی بہ نسبت ان کے علم کا مرحلہ طے کرنا آسان و سہل تھا اسلئے میں نے ان کا علم ان کی کتابوں سے حاصل کرنا شروع کیا جیسے ابو طالب مکی کی کتاب (قوت القلوب) اور دیگر کتابیں جو حضرت حارث محاسبیؒ، اور حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت شبلی وغیرہ مشائخ قدس اللہ اسرارہم کی ہیں۔ مطالعہ کیں۔ اس مطالعہ سے مجھ کو ان کی کنہ ماہیت معلوم و مفہوم ہو گئی۔ اور جہاں تک ان کے طریق تحصیل تعلیم اور سماعت کے ذریعہ ممکن تھے میں نے حاصل کیئے اور اس سے مجھے ثابت ہو گیا کہ ان کے اصل خواص اور لطائف و نکات محض تعلیم سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ البتہ ذوق و حال سے اور اپنی صفات پلٹنے سے میسر ہو سکتے ہیں۔ اس کا ایسا حال ہے جیسے کوئی شخص صرف صحت شکم سیر ہونے کی تعریف سیکھ لے اور ان کے اسباب و شرائط پر بخوبی حاوی ہو جائے مگر وہ اس سے شکم سیر نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ ان دونوں حالتوں میں بڑا فرق ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ایک شخص نے

Marfat.com

نشہ کی تعریف یہ کھولی کے وہ ایک حالت ہے جو معدہ سے دماغ کی طرف بخارات کے صعود کرنے اور فکر وغیرہ پر مستولی ہونے سے طاری ہوتی ہے اور ایک شخص نشہ میں چور ہو چکا ہے لیکن وہ سکر کی تعریف اور اسکے اسباب کو نہیں جانتا۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ طبیب سکر و نشہ کی تعریف اور اسکی کیفیت بخوبی جانتا ہے۔ مگر اس سے اسے نشہ حاصل نہیں ہوتا۔

اس طرح جو کوئی زہد کی اصلیت و شرائط و اسباب دریافت کرے وہ زاہد نہیں ہوتا اور اسکے نفس کو فی الواقعہ دنیا سے بے رغبتی حاصل نہیں ہوتی۔ پس مجھکو یقیناً یہ معلوم ہو گیا کہ صوفیائے کرام صاحب حال ہیں نہ صرف صاحب قال۔

پھر اس رسالہ میں حجۃ الاسلام اپنی سیاحت کا طولانی ذکر کرنے کے بعد ارقام فرماتے ہیں کہ مجھے یہ یقین ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلنے والے صوفیائے کرام ہی ہیں انھیں کا طریقہ سب سے سیدھا ہے۔ انھیں کے اخلاق سب اخلاق سے پاکیزہ ہیں بلکہ اگر کل عقلاء کی عقلیں اور سب حکماء کی حکمتیں کل علمائے شریعت اور واقفان علوم دینیہ کے علوم جمع کئے جائیں تو صوفیائے کرام کے اخلاق اطوار اور سیرت طبیعت کے ذرہ برابر بھی برابری نہ کر سکیں اور نہ ان کو پلٹ سکیں۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ صوفیائے کرام کی جمیع حرکات و سکنات ظاہری و باطنی مشکوٰۃ نبوت کے نور سے مقتبس ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جو طریق ایسا مقدس ہو کہ اس کی پہلی شرط ماسوا اللہ کے دل کو پاک و مطہر کرنا ہو اور اس کا پہلا ہی مرحلہ ذکر الٰہی میں مستغرق ہونا ہو۔ اور اس کا آخری درجہ فنا فی اللہ ہو ایسے طریق پر کیا کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ جو ہمنے تصوف کا آخر درجہ فنا فی اللہ بیان کیا ہے یہ درحقیقت آخری درجہ نہیں اس کا اخیر ہونا بایں لحاظ ہے کہ جہاں تک کسب و اختیار مجاہدہ و محنت سے یہ طریق حاصل ہو سکتا ہے اس کا یہ آخری درجہ ہے

عہ صوفیاء کے مسلک میں علم تصوف کا صرف جاننا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ ان کے یہاں عمل۔ ھٹگتا ما اور مشاہدہ قابل قدر ہیں۔ پس تصوف کا مقصد حقیقی صرف تحریر و تقریر سے حاصل نہیں ہوتا۔

Marfat.com

ورنہ درحقیقت یہ اول درجہ سلوک کا ہے اور اس سے پیشتر کا جو حصہ تھا وہ سالک کے لئے بمنزل دہلیز کے تھا۔

یہ وہ طریق ہے جسکے پہلے ہی مرحلہ سے مشاہدات و مکاشفات شروع ہوجاتے ہیں۔ پس جس نے علم تصوف کا مزہ نہیں چکھا اس نے حقیقت نبوت سے سوا نام کے اور کچھ نہ جانا

اشعار

تصوف جان و ایماں ہے
تصوف روح قرآں ہے

تصوف شمع عرفاں ہے
تصوف نور رحماں ہے

تصوف معنیٔ قرآں ہے
تفسیر قرآں ہے

تصوف علم اور اعمال کا
نور درخشاں ہے

تصوف خالق و مخلوق
کے بھیدوں کا مظہر ہے

تصوف عاشق و معشوق کے
ملنے کا ساماں ہے

تصوف میں بزنگار رنگ
دید دوست ہے ہر دم

تصوف حال و قال میں ہو
حق بداماں ہے

Marfat.com

تصوف سے وصال دوست ہے
آغوش الفت میں

تصوف سے سریر عرش پر
معراج انساں ہے
یقین میں نہیں ملتی وصال دوست کی نعمت!
مقام دوست اے خادم ورائے حد امکاں

امام شافعیؒ فرماتے ہیں "علم علماء میرے علم تک نہیں پہونچتا اور میرا تمام علم صوفیا کے علم تک نہیں پہونچتا (دیکھو انفاس رحیمیہ مولفہ پیرو مرشد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنے عقائد نامہ میں لکھتے ہیں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں۔ تحقیق جنیدؒ اور ان کے اصحاب طریق جامع رکھتے ہیں۔

امام شریعت تاج العلماء حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں جو کوئی فقیہہ بنا اور تصوف نہ سیکھا وہ زاہد خشک ہے۔ (برہان چشت)

تاج العلماء شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (مرج البحرین) میں لکھتے ہیں کہ "یہ گمان نہ کریں کہ طریقہ تصوف کا مذہب شریعت اور کتاب اللہ اور سنت کے مخالف ہے۔ حاشا وکلا سرمو ان دونوں میں مغایرت نہیں اور نہ کسی قسم کی مباینت ہے۔ خلاصہ اس ملت کا صوفیائے کرام ہیں کہ وہ ظاہراً و باطناً چننے والے نور و سنت کے اور کھولنے والے حقیقت کے پردوں کے ہیں اور سلوک و طریقت میں عملاً و حالاً اور تحقیق معنی میں تصدیقاً اور اخلاق میں یقیناً اور مکر نفس کے جاننے میں صریحاً اور وقفیت و آگاہی میں، ورع تہذیب و اخلاق میں یکتا ہیں سوائے ان کے تزکیہ ظاہر اور تصفیہ باطن و تخلیہ قلب و تزکیہ روح میں کوئی ان سے سبقت نہیں لے گیا جیسا کہ ان کے اعمال و اقوال اخلاق و مقامات و نکات و اشارات بلکہ تمامی کمالات نے ان کا ساتھ دیا ہے ایسا کسی فرقہ کا نہیں دیا"

ان بیانات کے علاوہ بلند پایہ علماء کرام کا یہ عمل ہے۔

"شجرۃ الانوار مجمع الاحباب اور مناقب المحبین" میں ہے کہ حضرت خواجہ

Marfat.com

حذیفہ المرعشیؒ کے خلفاء (خلفاء فی الطریقت) بہت ہیں۔ امام شافعی ہی ان کے خلفاء میں سے ہیں۔ حضرت امام احمد حنبل کو بھی طریقت میں حضرت بشر حافی قدس سرہ سے خلافت تھی۔ باوجود مجتہد وقت ہونیکے امام اعظم کوفیؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیعت کی۔ اور ان سے خلافت پائی۔ صاحبین میں سے " امام محمد نے حضرت داؤد طائی قدس سرہ اور امام ابو یوسف نے حاتم اصم قدس سرہ سے بیعت طریقت پائی۔

ان کے علاوہ اور بہت سے علماء نے اصفیاء کے ہاتھ پر بیعت طریقت کی اور مقصود کو پہنچے۔ اگر تصوف جو علم و عمل کے ساتھ تقرب الٰہی حاصل کرنے کا راستہ ہے عہد رسالت میں نہ ہوتا تو دربار رسول میں حضرت سلمان فارسی جیسے زہد و ورع سے آراستہ حضرت ابو ذر غفاری جیسے بے طمع متوکل۔ اصحاب صفا جیسے دنیا سے مستغنی رسول کی محبت میں خود رفتہ اور دیدار رسول اور خیال رسول میں مستغرق نظر نہ آتے۔ نہ امام الاولیاء حضرت علی علیہ السلام امت محمدی میں عاشق[1]، عارف اکمل درویش و فقراء، اولیاء اللہ، عارفان باللہ کیلئے پیشوائے[2] اصفیاء نہ ہوتے۔

اگر تصوف عہد رسالت میں نہ ہوتا تو حبیب اللہ حضرت محمد مصطفیٰ کو بہ نسبت احسان مقام عینیت میں معراج حقیقی کا شرف بدرجہ اتم حاصل نہ ہوتا۔ اور رسول اکرم کے جانشین فی الولایت نامرجناب علی علیہ السلام تمام سلاسل صوفیاء کے بعد رسول پیشوائے[3] اعظم نہ ہوتے اور برشتہ جو روح تصوف ہے انبیاء سے معجزے اور اولیاء سے کرامتیں بعطائے ربانی بتصرفات روحانی

عا (الف) حدیث نبوی ہے کہ علیؓ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ ذات حق تعالیٰ میں دیوانہ ہے (ابونعیم بروایۃ کعب بن عجرہؓ)

(ب) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب غار حرا میں تشریف لیجاتے تھے تو عرب کے لوگ کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا پر عاشق ہوگئے ہیں (دیکھو رسالہ منقذ الضلال از امام غزالی) عا۲ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا پیش رو اس امر تصوف میں کہ جسنے اشارہ کیا ہے اس شے کی طرف جو دلوں میں آکر متمکن ہوتی ہے اور جس سے بعد ہمارے رسول کے اسکے حقائق کی طرف ایما کیا ہے وہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں (رفض الخطاب)

عا۳ علم باطن میں تمام صوفیاء کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر منتہی ہوتا ہے۔
(اربعین فی اصول الدین از امام فخر الدین رازیؒ)

ور میں نہ آتیں عوام اور دوستداران خدا میں امتیاز نہ ہوتا۔ اور آپ کے مرشد صحابی کی اولاد میں سے تھے۔ اور ہارون کے رہنے والے تھے۔

ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے ولیاء (اولیاء اللہ) میرے بندوں میں سے وہ لوگ ہونگے جن کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ کیا جاتا ہے اور میرا ذکر ان کے ساتھ کیا جاتا ہے حضرت خواجہ خدا کے انھیں مقبول و برگزیدہ بندوں میں سے ہیں۔ آپ کا ذکر محافل، وعظ و میلاد وغیرہ میں خدائے تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کیا جاتا ہے اور آپ کے ذکر کے ساتھ خدا کا ذکر ہوتا ہے۔ مزید احادیث سابق آچکی ہیں۔ پس خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری قدس سرہ مندرجہ بالا احادیث نبوی انھیں اولیاء اللہ میں سے ہیں جو بفرمان قرآنی (قیامت کے دن) نہ خوف کریں گے نہ غمگین ہوں گے۔ اگرچہ آپ نبی ہیں نہ شہید مگر احادیث نبوی کے مطابق قیامت کے دن بوجہ قرب الٰہی آپ پر انبیاء و شہداء غبط (رشک) کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے چہرہ مبارک کو نور کر دیگا اور اپنے سامنے آپ کے لیئے موتیوں کی مسند بچھوائے گا اور آپ نور کی مسند پر جلوہ فرما ہوں گے تفصیلات سابق میں آچکی ہیں۔

پس آپ نہ صرف مقرب اولیاء میں سے ہیں بلکہ مزید برآں آپ کو بعض خاص ایسے ممتاز مراتب عالیہ بانعام الٰہی و بعطائے رسول حاصل ہیں جن میں آپ کا کوئی شریک نہیں آپ اولیاء میں بعطائے رسول قطب المشائخ بحر و بر ہیں۔ آپ سلطان الہند (باطنی یا روحانی سلطان الہند) کے لقب سے ملقب ہیں۔ یعنی آپ تمام اولیائے ہند کے سلطان ہیں۔

آپ نے حقانیت کی تبلیغ کے متعلق ہندوستان میں وہی کام انجام دیئے جو رسول برحق نے عربستان میں انجام دیئے تھے۔ تبلیغ اسلام کی خدمت دراصل صوفیاء نے بطریق احسن

---

۱ منصب شیخ بلند منصب ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ علی ابن ابی طالب مہاجرین و انصار کا شیخ ہے
(شرف نبوت از ابی سعد بروایۃ ابن عباس)
اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ یہ رتبہ حضرت علی علیہ السلام کو حاصل ہوا کہ آپ تمام مہاجرین و انصار تک کے شیخ ہیں۔

Marfat.com

انجام دی نہ کہ بادشاہوں کی تلوار نے ۔

صوفیائے کرام میں فقراء، درویش، مشائخ،[1] سجادگان، اولیاء اللہ وغیرہ ہوتے ہیں مگر ان سب میں اولیاء اللہ کا مرتبہ اعلیٰ و افضل ہوتا ہے ۔ انھیں کا ذکر قرآن میں آیا ہے ۔ اور انھیں کے متعلق کئی احادیث وارد ہوئی ہیں ۔ احادیث نبوی میں ان دوستداران حق تعالیٰ اور مقربان بارگاہ صمدیت کی جو شناختیں بتائی گئی ہیں وہ سب حضرت خواجہ بزرگ پر صادق آتی ہیں ۔ کسی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ان کے دیدار سے خدا کو یاد کیا جاتا ہے ۔ حضرت خواجہ کے دیدار سے لوگ اس درجہ رجوع بحق ہو جاتے تھے کہ حسب تفصیل سابقہ سیکڑوں بیک وقت مشرف باسلام ہو جاتے تھے ۔ کسی حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں بلا کسی لین دین یا قرابت داری خدا کے واسطے (رشتہ پیری مریدی) محبت[2] کریں گے ظاہر ہے حضرت خواجہ بزرگ کی اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ اور اپنے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ سے کوئی دنیاوی رشتہ داری یا قرابتداری نہ تھی ۔ نہ آپ کو آپ کے اپنے پیر و مرشد سے زر و جواہر دئے جاتے تھے ۔ مگر آپ خدائی رشتہ محبت کے تعلق سے پیر و مرشد کا سامان سفر لے کر برسوں مرشد کے ساتھ رہے ۔ اور حضرت خواجہ قطب الدین آپ سے انتہائی محبت کرتے تھے ۔

ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہوا ہے کہ یہ خدا کے بندوں میں سے وہ بندے ہیں جو مختلف قبائل اور مختلف شہروں کے ہوں گے ان کے درمیان کسی رشتہ داری یا لین دین کی بنا پر محبت نہیں ہوگی بلکہ خالصۃً للہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے ۔ یہ حدیث بھی حضرت خواجہ بزرگ کے ولی اللہ ہونے پر دلالت کرتی ہے ۔ آپ محض خدا کے لئے اپنے پیر و مرشد

عا رسول اکرم نے ارشاد فرمایا ہے ۔ الشیخ فی قومہ کما نبی فی امتہ ۔ یعنی شیخ پیر اپنی قوم میں ایسا ہو جیسے نبی اپنی امت میں ۔ نیز فرمایا "من لا شیخ لہ فشیخہ ابلیس" یعنی جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے مزید فرمایا من لا شیخ لہٗ لا دین لہ یعنی جس کا کوئی پیر نہ ہو وہ بے دین ہے

عا۲ یہ بھی وہ نفلی خصوصی عبادت ہے جس سے نسبت احسان واصل ہو کر دید حق بچشم حق ہوتی ہے اور محب محبوب ہو جاتا ہے (تحفۃ القدس)

Marfat.com

سے اس درجہ محبت کرتے تھے کہ اپنا وطن گھر بار سب چھوڑ کر پیر کی خدمت میں بلا کسی دنیاوی زرومال کے لین دین کے حاضر رہے۔ آپ سادات سنجر میں سے تھے۔

رسالہ قشریہ کے دیباچہ میں سید عطا حسین لکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں جبکہ کفر و شرک چھایا ہوا تھا حضرت خواجہ معین الدین حسن قدس سرہ الملقب بہ ہند النبیؐ بے فوج و بے تلوار مدینہ منورہ سے سفر کرتے ہوئے وارد اجمیر ہوئے۔ اس وقت اجمیر صدر مقام تھا اور ہندوستان کے قومی راجہ کا پایہ تخت تھا۔ ارنلڈ نے پریچنگ آف اسلام میں لکھا ہے کہ دہلی کے دور قیام (بقول بعض سفر دہلی میں) آپکے فیوض و برکات سے سات سو سے زیادہ (بقول بعض سات سو) افراد مشرف باسلام ہوئے اور اجمیر میں جو جماعت پہلی مرتبہ مشرف باسلام ہوئی اسمیں راجہ کے مندر کے پجاری اور اس کا گروہ بھی تھا۔ آپکے مریدین سلسلے میں سے بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے ہاتھ پر مغربی پنجاب کے بکثرت لوگ مسلمان ہوئے۔ اور حضرت نظام الدین کے خلفاء میں سے خواجہ منتخب الدین اور خواجہ برہان الدین غریب دولت آباد پہنچے اور خواجہ شمس الدین دہار اسیو (عثمان آباد) پہونچے اور ہدایت شروع کی۔ دکن میں اگرچہ اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی مگر بقول ارنلڈ اسلام کی وسیع تبلیغ حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز نظامی سے ہوئی۔

خاص طور سے قابل لحاظ یہ امر ہے کہ ان مقدس حضرات کے ساتھ نہ کوئی فوج تھی نہ ہتھیار تھے نہ خزانہ تھا نہ اس کا طریقہ کسی پر سختی کرنے کا تھا نہ یہ حضرات کسی سے بالجبر کوئی بات منوانا پسند کرتے تھے نہ یہاں کے باشندے ان کی زبان جانتے تھے نہ ان حضرات سے اہل ہندوستان روشناس تھے نہ ان کے خصائل و عادات سے ہی واقف تھے۔ مگر اسلام کی حقانیت اور ان حضرات کے پرخلوص درویشانہ طریق نے بلا جنگ و جدال لوگوں کو مسخر کرکے اسلام کا حلقہ بگوش بنادیا۔

آپکی تبلیغ اسلام صرف شرعی مسائل تک محدود نہ تھی بلکہ اخلاق و تصوف میں ڈوبی ہوئی تھی۔ آپنے تصوف اور درویشی کی وہ تعلیم دی کہ ہندوستان اصفیاء سے معمور نظر آنے لگا۔ یہ آپ ہی کا فیضان باطنی و تصرفات روحانی اور حق کی ترجمانی کا نتیجہ ہے کہ

Marfat.com

آج ہندوستان میں آپ کے مریدین کا سلسلہ لاکھوں کی تعداد میں نظر آتا ہے۔ اور آپ کے
مزار اقدس تک سے عرفان حق تعالیٰ اور یاد خدا کا خزانہ پاتے ہیں۔ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا
"ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما"
رسول برحق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ولایت و نبوت دونوں کی بدرجہ
غایت حامل ہے۔ شب معراج ولایت محمدی کو وہ عروج حاصل ہوا جو کسی کو میسر نہ آیا اور حجۃ الوداع
کے موقع پر احکام نبوت کا ایسا تکملہ ہوا کہ پھر کسی نبی کو بھیجنے کی ضرورت نہ رہی۔ تمام اولیاء اللہ
کی بفیض معراج ولایت محمدیؐ اعلیٰ قدر مراتب و مدارج اتصال مع اللہ تک رسائی ہوتی ہے۔ اور تمام
علمائے کرام ببرکت نبوت محمدی خدمت دین خصوصیت سے بجالا کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل
کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ کی معراج فی الولایت اس سے زیادہ کیا ہوتی کہ آپ ببرکت معراج محمدیؐ
و بفیض ولایت مرتضوی مستغرق بفنائے احدیت ہو کر دوست کے ساتھ یکرنگ ہو گئے۔ اور مقام قرب
اتصال میں بشان محبوبی آپ کی پیشانی مبارک پر بخط نور "هذا حبیب اللہ مات
فی حب اللہ" لکھا گیا نیز بفیض نبوت محمدی ہندوستان میں آپ اس درجہ بمنہاج نبوت
خدمت اسلام بجالائے کہ رسول اکرم کی ہدایت کا نقشہ اہل نظر کی آنکھوں میں کھنچ گیا۔ جب ہی
تو آپ نائب رسول فی الہند کے لقب سے ملقب ہوئے۔

واللہ یختص برحمتہ من یشاء
واللہ ذو الفضل العظیم

Marfat.com

معرفت خواجہ بزرگ

مصنوعات کے عرفان سے صانع کی قدرت کاملہ کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ یوں تو ذرہ ذرہ پتہ پتہ قطرہ قطرہ اور ہر ہر سانس ہر ہر چنگاری تک سے صانع کی قدرت کاملہ کا عرفان حاصل ہوتا ہے مگر چونکہ انسان خلاصہ موجودات اور اشرف المخلوقات ہے اسلئے انسان کے عرفان میں ہمہ گیری ہے۔ اور اس کا عرفان سب پر شرف رکھتا ہے۔ اور انسانوں میں اس انسان کا عرفان جو برستہ محبت صفات الٰہی سے متصف ہو گیا ہے اشرف ترین ہے اور اتصال مع اللہ تک رہنمائی کرتا ہے۔ انسان کی موت وحیات علم نیست وہست کا پتہ ہے۔ انسان کا وجود نہ ہونے کے بعد ہونا عالم عدم و وجود کا پتہ ہے۔ عرفان کے جسم کا عرفان مادیات کا عرفان ہے۔ انسان کے سر کا عرفان سر خفی کا عرفان ہے اسلئے فرمایا گیا ہے کہ تم میں سب کچھ ہے مگر تم دیکھتے نہیں ہو۔ انسان کے جسم کی سیر عالم ناسوت کی سیر قلب مصفےٰ کی سیر عالم ملکوت کی سیر ہے۔ روح انسانی کا عرفان عالم جبروت کی سیر ہے۔ سرّ انسانی کا عرفان عالم لاہوت کی سیر ہے۔ اسلئے فرمایا گیا ہے "جسنے خود کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا" عرفان ظاہری دیکھنے سے۔ سننے سے۔ چھونے سے۔ چکھنے سے۔ سونگھنے سے حاصل ہوتا ہے اور اس سے جو حالت طاری ہوتی ہے وہ اس عرفان کا نتیجہ ہے۔ مثلاً اچھی آواز سننے سے انبساط۔ بدبو سے نفرت۔ کڑواہٹ سے بدمزگی۔ خوبصورتی سے رغبت وغیرہ وغیرہ۔ باطنی عرفان باطنی شعور وتمیز سے حاصل ہوتا ہے اور حقیقی عرفان محبت سے میسر ہوتا ہے۔ محبت قلبی احساس کا اعلیٰ ترین نتیجہ ہے۔ تکمیل محبت کبھی نہیں ہوتی۔ مگر معراج محبت یہ ہے کہ صفات محبوب محب میں جانشیں ہو جائیں۔ سوائے محبوب کے کچھ پیش نظر نہ ہو۔ جو کچھ سامنے نظر آئے وہ محبوب نظر آئے۔ محبت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے۔ مگر محبت کے حصول کی چاہت بھی محبت ہے۔ حصول محبت کی کوشش یعنی حق پرستی برائے حق پرستی ہے۔ عاشقان خدا کی محبت سلسلہ بسلسلہ خدائے تعالیٰ ہی کی محبت ہے ؎

قربان ہونیوالے کے قربان جائیے

Marfat.com

صحیح پیری مریدی اس رشتۂ محبت کا نام ہے۔ بہ نسبت شرعی پیر مریدی بجای توبہ ہے۔ نسبت عشقیہ کے ساتھ پیری مریدی شیخ کی محبت ہے۔ چونکہ شیخ طریقت کا سلسلہ محبت سلسلہ بسلسلہ محبت حق تعالیٰ تک پہونچتا ہے۔ اس لئے شیخ کی محبت برشتہ محبت خدا کی محبت ہے اور یہی رشتہ محبت قرب و اتصال مع اللہ تک بہ عرفان حق پہونچا دیتا ہے۔ عرفان بغیر محبت کامل نہیں۔ یعنی کامل عرفان بغیر کامل محبت کے حاصل نہیں ہوتا۔ مگر محبت کی انتہا نہیں۔ پس میدان عرفان بھی بلا نہایت ہے۔ پس حبش ہی تو اکمل ترین عارف عاشق رسول برحق نے فرمایا میں نے نہیں پہچانا جیسا حق تھا پہچاننے کا۔

انسان کامل کی محبت بھی تا حدّ مقدور کامل بنا دیتی ہے مگر انتہائے کمال لامحدود ہے۔ کسب میں پہلی سیڑھی تصوّر شیخ ہے۔ بعض اہل ظاہر اسے بت پرستی سمجھتے ہیں مگر دراصل یہ اس پاک مجسمہ کا تصور ہے جو نور محبت حق تعالیٰ سے معمور ہے۔ یہ غیر اللہ کی پرستش نہیں ہے بلکہ یہ اس شخص کی صورت کا دل نشین کرنا ہے جو بہ نسبت احسان فنا فی اللہ ہو کر محبوبیت کے ساتھ باقی بالذات حق تعالیٰ ہے اور بموجب حدیث قدسی (جو سابق میں لکھدی گئی ہے) جسکے جسم کے ہاتھ پاؤں آنکھیں اللہ تعالیٰ خود بن جاتا ہے۔ پس ایسے جسد کا تصوّر اور اسکی یاد خدا کی یاد ہے۔ رسول اکرم کی غائبانہ یاد اور تصوّر سے صحابہ کبار مشرّف تھے۔

حضرت بلال شام کا طویل سفر تصور رسول میں طے کرکے آرام گاہ جسد رسول کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ آئے۔ (دیکھو آثار سنن بروایتہ حضرت ابو درداء)

حضرت ابو ایوب انصاری نے رسول کے تصوّر میں خلوت گاہ جسم رسول اللہ یعنی مزار اقدس پر اپنا منھ رکھا دیکھو (بمسند امام احمد حنبل جلد پنجم) اور بھی ایسی مثالیں ہیں جن سے صحابہ کا یاد رسول یعنی تصور جسد اطہر میں رہنا ظاہر ہوتا ہے۔ حسب تفصیل گذشتہ ارشاد نبوی ہے کہ "تو اسطرح عبادت گذار ہو کہ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہوسکے تو یہ سمجھ کہ خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے"۔ مگر خدا کی کوئی صورت نہیں اور ذات حق تعالیٰ تمام تعینات سے منزہ ہے۔ پس ایسی حالت میں بمصداق خلق الانسان علی صورتہ مندرجہ بالا صفات کے حامل جسد انسانی کا تصور خدا کا تصوّر ٹھیرے گا۔ اور یہ سلسلہ بسلسلہ پیران عظام

Marfat.com

رسول اکرم اور ذات باری تعالیٰ تک پہونچے گا یعنی تصور شیخ تصور خدا و رسول کا مترادف ہوگا -
شیخ کی صورت دیکھی بھالی جانی پہچانی ہوتی ہے یہی صورت بہر صورت نظر آتی ہے

پس جبکہ حضرت خواجہ حسب تشریح سابقہ بموجب احادیث نبوی اولیاء اللہ میں سے ہیں اور اولیاء اللہ میں بھی ممتاز درجہ رکھتے ہیں تو آپؒ کی یاد - آپکے تصور - آپکی محبت آپکی ذات میں فنائیت - آپکے جسد اطہر کی آرام گاہ - آپکے اقوال - آپکے اعمال - آپؒ کا عرفان - آپ کا ایمان تمام ان فیض برکات کا گنجینہ ہے جو متصف بہ صفات الٰہی اہل اللہ میں ہوتی ہے جب ہی تو آپ کی جسمانی آرام گاہ اہل حاجت - اہل دل اور دردمندوں کیلئے قلبی و روحانی تسکین گاہ اور جائے امن ہے -

Marfat.com

شہرِ عثمانؒ کا دار المحبتؒ!
ہمیں است وہمیں است وہمیں است

حصّہ دہم (۱۰)

جائے قیام و آخری خوابگاہ

یعنی

(اجمیر تاریخ جغرافیہ کی روشنی میں)

Marfat.com

Marfat.com

شہر اجمیر

شہر اجمیر کو آپ کی آخری خوابگاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اسکے بسانے کے متعلق مورخین کے بیانات مختلف ہیں۔ صاحب احسن السیر[1] اور مسٹر ہر بلاس[2] ساردا کے بیانات کے مطابق شہر اجمیر چوہان راجہ اجیپال (اج اا ج) نے بسایا تھا مگر پرتھوی راج وجے کے بیان کے مطابق راجہ سومور (ارنوراج کے تیسرے بیٹے) نے اپنے نام پر ایک شہر بسایا تھا۔ ڈاکٹر بہلر[3] نے اجادیو کو بانی شہر اجمیر لکھا ہے۔ اور اسی راجہ کو پنڈت گوری شنکر نے بھی بانی اجمیر بتایا ہے اور اس کا زمانہ تقریباً ۱۱۰۰ء کا بیان کیا گیا ہے مگر پرتھوی راج وجے میں لکھا ہے سومیشور ولد (اناجی) نے ایک شہر بسایا تھا۔ یہاں اسکے بڑے بھائی وگراج نے محلات تعمیر کرائے۔ سومیشور (سومدیو) کا زمانہ بقول کتاب "اجمیر" (ص ۱۳۹) ۱۱۷۰ء لغایۃ ۱۱۷۷ء ہے اور وگراج کا زمانہ تقریباً ۱۱۵۳ء لغایۃ ۱۱۶۳ء ہے۔

چونکہ ۱۰۰۰ء سے پہلے اجمیر میں محمود غزنوی وغیرہ سے لڑائیاں ہونا اور محمود غزنوی کا اجمیر میں اپنا صوبہ دار مقرر کرنا تواریخ سے ثابت ہے[4]۔ اسلئے ہمارے نزدیک اجمیر کا بانی اول راجہ اجیپال ہے اور بعد الذکر راجگان نے اپنے زمانوں میں جبکہ شہر زمانہ کے انقلابات سے ویران ہوگیا یا وہاں دارالسلطنت کچھ عرصہ تک نہ رہا تو اسکی تجدید کی اس وجہ سے بعض نے غلطی سے انھیں بانی اول تصور کرلیا۔

راجہ اجیپال بانی اول اجمیر سمت دیو کا بیٹا اور دیلدیو کا پوتا تھا یہ سامرے اجیت پور (ناگور) میں آیا د غالب بحالت تباہ آیا اور پھر اجمیر آکر بکریاں چرانے لگا۔ اجیپال کا زمانہ سمت ۶۰۸ مطابق ۵۵۱ء کا ہے۔ یہ اجیپال چکری (چکوا) کہلاتا تھا[5]۔ یہ راجہ چوہان راجپوت خاندان کا فرد تھا۔ اجیپال چکوا سے لے کر ہری راج (برادر پرتھوی راج) تک چوہان راجپوت خاندان کے راجاؤں نے ۵۵۱ء سے ۱۱۹۵ء تک حکومت کی[6] اس درمیان میں چند سال تک بیچ میں سلطان محمود غزنوی (وفات ۴۲۱ھ) کیطرف سے سالار

Marfat.com

سا ہوا جمیر کے گورنر رہے۔ بعد ازاں سلطان شہاب الدین غوری نے ۱۱۹۲ء یا ۱۱۹۳ء میں اجمیر فتح کرکے گولا یا کولا (پسر پرتھوی راج) کو اجمیر میں اپنا باجگذار بنا دیا۔ ازاں بعد ہری راج (برادر پرتھوی راج) نے اپنے بھتیجے سے اجمیر لے لیا مگر قطب الدین ایبک نے ۱۱۹۵ء ہری راج سے اجمیر واپس لے لیا[۸]

اجیپال جکو بکریاں چرانے کے ایام میں ایک مرتاض کو جو پشکر کی پہاڑی میں رہتا تھا روزانہ دودھ پلایا کرتا تھا۔ اسکی دعا سے اجیپال اس مقام (اجیرا) کا راجہ ہو گیا۔ اسنے اجگند پہاڑ پر شہر پناہ بنوائی اسکے قریب پتھر کی تراشی ہوئی مورت رکھی ہوئی ہے اسے اجیپال کہتے ہیں اس مقام پر اب بھی مکانات کے کھنڈر پائے جاتے ہیں[۹]

چونکہ میر پہاڑ کو کہتے ہیں اور بانی شہر کا نام اجیپال تھا اسلئے اس شہر کا نام بانی کے نام پر اجمیر رکھا گیا[۱۰]

پہلے یہ شہر اجیپال کی نال (وادی) میں راجہ اجیپال نے آباد کیا تھا (یہ مقام موجودہ شہر اجمیر سے بجانب گوشہ جنوب و مغرب تقریباً ۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسی شہر کا نام اجمیر تھا۔ بعد ازاں آبادی چشمہ (نور چشمہ) میں آ گئی۔ مگر حضرت خواجہ بزرگ کی تشریف آوری کے بعد (آخر زمانہ چھٹی صدی ہجری مطابق بارہویں صدی عیسوی) سے اسکی آبادی مشرق کی جانب بڑھتی گئی اور جنوب و مغرب کی جانب کم ہوتی گئی اور اکبر بادشاہ کے زمانہ سے روز بروز مشرق کی آبادی میں ترقی ہوتی گئی[۱۱]

---

۱ دیکھو احسن السیر ص۵ - ۲ دیکھو کتاب "اجمیر" از ہربلاس سارڈا ص۳۷-۳۸
۳ دیکھو انڈین ڈسکوریز جلد ۲۶ ص۱۶۲-۱۶۳ ۴ دیکھو رسالہ تعری لیکچرز آن اجمیر اینڈ دن آن پشکر از پنڈت گوری شنکر ۵ دیکھو احسن السیر ص۱۰-۱۱ ۶ اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو ص۱۳۷
۷ کتاب مذکور ص۱۳۷-۱۴۸ ۸ کتاب مذکور ص۱۳۷-۱۴۰ فرشتہ جلد اول ص۲۲-۳۴
۹ احسن السیر ص۲۶-۲۷
۱۰ دیکھو احسن السیر ص۲۶-۲۷
۱۱ احسن السیر ص۲۶-۲۷

انا جی کے پسر بلدیو چہارم کے زمانہ (۱۱۵۳ء لغایۃ ۱۱۶۳ء) میں اجمیر خطۂ ہندوستان (واقعہ درمیان ہمالیہ و بندھیاچل) کا دارالسلطنت تھا[1]۔ **بلدیو چہارم** نے اجمیر سے مسلمانوں کو نکالدیا اور اپنے ولی عہد کو وصیت کی کہ مسلمانوں کو دریائے اٹک کے پار نکالدینا[2]۔

سلطان شہاب الدین غوری نے ۱۱۹۲ء یا ۱۱۹۳ء میں پرتھوی راج کو شکست دینے کے بعد اجمیر لے لیا۔ تاج المآثر کا بیان ہے کہ اسکے زمانہ میں اجمیر کے باغات ایسے شاداب اور پرفضا تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ خطہ جنت کا خطہ ہے۔ نسیم سحر خوشبو سے مہکا دیتی تھی۔ اجمیر کے چشمے صاف اور میٹھے پانی سے لبریز تھے۔ شہر اور بیرون شہر نہایت خوبصورتی کے حامل تھے۔ صبح کی ہوا گلاب کے پھولوں سے بسی ہوئی آتی تھی[3]۔

سلطان شہاب الدین غوری نے اپنے مختصر قیام کے زمانہ میں یہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ یہ مسجد آج کل ڈھائی دن کا جھونپڑا یا جامع التمش کہلاتی ہے۔ **شمس الدین التمش** (۱۲۱۱ء لغایۃ ۱۲۳۶ء) نے اس مسجد میں اضافہ کیا[4]۔ تفصیلات آگے درج ہیں۔

سلطان محمود خلجی (المعروف بہ سلطان مانڈو) نے گجادھر قلعہ دار کو لڑائی میں قتل کر کے اجمیر فتح کرلیا۔ بعد فتح ۱۴۶۴ء میں حضرت خواجہ کے مزار اقدس کے سرہانے کی جانب ایک مسجد (مسجد صندل خانہ) اور درگاہ کا بلند دروازہ تعمیر کرایا[5]۔ تفصیل عمارات درگاہ میں ہے۔

سلطان غیاث الدین خلجی نے تقریباً ۱۴۷۰ء میں حضرت خواجہ کے مزار اقدس پر اپنی دولت سے عمارات تیار کرانیکی سعادت حاصل کی۔ اسکے صوبہ دار ملّو خاں (صوبہ دار اجمیر) نے اپنے نام کی نسبت سے دو باوڑیاں از نام ملوسر (جو آجکل بڑے اور چھوٹے ملوسر کے نام سے مشہور ہیں) تعمیر کرائیں اور تاراگڈھ والے پہاڑ کے مشرقی دامن میں ایک باغ نصب کرایا[6]۔ مزید تفصیل آگے آئیگی۔

---

[1] دیکھو کتاب "اجمیر" ص۱۳۸ از ہربلاس ساردا [2] دیکھو کتاب "اجمیر" ص۲۴۲ [3] و [4] دیکھو کتاب "اجمیر" ص۳۸-۳۹۔ [5] دیکھو احسن السیر ص۴۸-۴۹ و معین الاولیاء، ص۲۸۳-۲۸۴ [6] دیکھو احسن السیر ص۳۵ و کتاب "اجمیر"، ص۳۹

Marfat.com

رائے مالدیو حاکم ماروا ڑنے چشمہ حافظ جمال سے تاراگڈھ پر پانی پہونچانے کے لئے ۱۵۳۵ء میں کار تعمیر شروع کیا جو نا تمام رہا۔ بعد ازاں

۱۵۴۰ء تا ۱۵۴۵ء

شیر شاہ سوری نے نا مکمل تعمیر کو ۱۵۴۴ء میں مکمل کیا[1]۔ یہ مقام سوتہ برج کہلاتا ہے۔ مزید تفصیل آگے آئیگی۔

۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء

اکبر بادشاہ نے ۱۵۷۰ء میں شہر اجمیر کے گرد چہار دیواری بننے کا حکم صادر فرمایا اور امراء کو بھی عالی شان عمارتیں بنانے کا حکم دیا۔ سب نے تعمیل کی اور اقبال و شکوہ کی رستہ نشینوں میں بیٹھے بادشاہ نے اپنے لئے بھی محل (جو آج کل میگزین کہلاتا ہے)، تعمیر کرایا[2]۔ تفصیلات آگے آئیں گی۔

اکبر نے خاص بازار (جسکی تفصیل آگے درج ہے) تعمیر کرایا۔ دو کانوں کے درمیان ہو کر ایک راستہ تھا۔ جب محل شاہی کی مستورات دولت خانہ شاہی سے درگاہ شریف جاتی تھیں۔ اس وقت دوکانوں پر پردے ڈالدئے جاتے تھے[3]۔

اکبر نے درگاہ شریف سے متعلق ایک عالی شان مسجد (اکبری مسجد جسکا مفصل حال پیچھے آ چکا ہے) تعمیر کرائی۔ اکبر کے عہد میں اجمیر کو بہت ترقی ہوئی[4]۔ تاراگڈھ پر سید حسین کی درگاہ سے متعلق بلند دروازہ وغیرہ اور دیگر عمارات امراء اکبر نے بنوائیں۔ جن کی تفصیل موصوف کی درگاہ کے حال میں آگے درج ہے۔ علاوہ ازیں اجمیر میں بعض اور مساجد بھی اکبر کے زمانہ میں بنیں ان کا ذکر "مساجد اجمیر" کے سلسلہ میں آگے آتے گا۔

۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء

جہانگیر نے ۱۶۰۵ء میں تخت نشین ہونے کے بعد دولت باغ (جس کا مفصل حال باغات کے سلسلہ میں درج ہے) نصب کیا۔ ۱۶۱۵ء میں ببیلہ تالاب کی مرمت کرائی[5]۔ درگاہ کی صندلی مسجد میں اضافہ کیا۔ اور دیگ بیش کی ان کا مفصل حال عمارات درگاہ کے سلسلہ میں لکھا جا چکا ہے۔

---

[1] دیکھو احسن السیر ص۸۶ و کتاب اجمیر ص۳۹، ۵۶ [2] دیکھو مذکورہ قلمی نسخہ طبقات اکبری ورق ۲۳۵ و کتاب اجمیر ص۳۹ دربار اکبری ص۱۲۱ [3] دیکھو احسن السیر ص۶۸-۶۹ [4] و [5] دیکھو کتاب "اجمیر" ص۴۲

۱۶۲۷ء - ۱۶۵۸ء

شاہجہاں نے لب آنا ساگر خوبصورت سنگ مرمر کی بارہ دری تعمیر کرائی نیز اسنے حضرت خواجہ کے روضۂ اقدس پر موجودہ سنگ مرمر کی عمارت (احاطہ نور) تعمیر کرائی اور درگاہ میں سنگ مرمر کی ایک مسجد (جسکا مفصل ذکر عمارات درگاہ میں درج ہے) تعمیر کرائی۔ شہر پناہ کی دیوار بھی بڑھائی اور اسکی مرمت بھی کرائی۔ آنا ساگر کے غرب میں ایک باغ لگایا جو آج کل تباہ حالت میں ہے۔ یہ باغ شاہجہانی باغ کہلاتا ہے[1]۔ ان کا مفصل حال آگے آئیگا۔

۱۶۵۸ء - ۱۷۰۷ء

اورنگ زیب کے عہد میں امرائے اورنگ زیب میں عبداللہ خاں نے ۱۶۷۰ء میں عبداللہ پورہ بنایا۔ یہاں اسنے اپنی بیوی کیلئے ایک مقبرہ اور مسجد بنائی اور اونچی دیواروں سے محدود ایک باغ لگایا[2]۔ تفصیل آگے درج ہے۔

۱۷۹۱ء - ۱۸۱۸ء

مرہٹوں کے عہد حکومت میں **سیواجی نانا** نے تاراگڈھ پر نانا کا جھالرہ ۱۷۹۱ء میں تعمیر کرایا اور اجمیر میں نیا بازار ۱۷۹۷ء میں بننا شروع ہوا[3]۔

۱۸۱۸ء - ۱۸۵۸ء

ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں شہر پناہ کی دیوار ۱۸۱۹ء میں بڑھائی گئی۔ نئے بازار کی عمارات مکمل کی گئیں مسٹر گونڈش سپرنٹنڈنٹ اجمیر نے شہر پناہ کی دیوار کا جنوبی حصہ ۱۸۲۸ء میں بڑھایا۔ موصوف نے ۱۸۲۹ء میں مدار دروازہ کے باہر بازار تعمیر کرایا۔ ۱۸۳۲ء میں لارڈ ولیم بنٹنک نے تاراگڈھ (قلعہ) کے توڑنے کا حکم دیا۔

مسٹر ایڈمنسٹون سپرنٹنڈنٹ اجمیر نے ۱۸۳۳ء اور ۱۸۳۶ء کے درمیان درگاہ بازار دھان منڈی تک بڑھایا اور اجمیر میں ایک انگریزی اسکول کھولا۔ اور ڈگی (باوڑی الموسوم بہ ڈگی) تعمیر کرائی۔ تفصیل آگے آئیگی۔

---

[1] و [2] دیکھو کتاب "اجمیر" صفحہ ۱۴۴ [3] دیکھو کتاب "اجمیر" صفحہ ۲۵

Marfat.com

۱۸۴۰ء میں مسٹر میکناٹن نے اجمیر سے پشکر جانے والی سڑک بنوائی۔ ۱۸۴۷ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے اجمیر میں ہائی اسکول کھولا اور ۱۸۵۱ء میں پہلا خیراتی شفاخانہ آگرہ دروازہ کے متصل کھولا گیا۔[۱]

۱۸۵۸ء۔ ۱۹۴۷ء

شاہان انگلستان کے زمانہ میں موجودہ جیل (قیدخانہ) کی عمارت ۱۸۶۲ء میں تعمیر کی گئی۔ ۱۸۷۵ء میں ریلوے لائن اجمیر میں لائی گئی۔ ۱۸۷۹ء میں ریلوے لوکو اور کیرج ورکشاپ کی بنیاد پڑی اور ۱۸۸۰ء میں کام جاری کر دیا گیا۔ ۱۸۸۲ء میں موجودہ گرجا کی عمارت لب بیلہ بنائی گئی ۱۸۸۴ء میں ریلوے کا جنرل آفس بنایا گیا۔ ۱۸۸۵ء میں میو کالج کی تعمیر کی گئی۔ ۱۸۸۸ء میں دکٹوریہ جو. بلی کلاک ٹاور تعمیر کیا گیا۔ ۹۲-۱۸۹۱ء میں اجمیر کی میونسپلٹی نے فاؤنٹی ساگر تعمیر کرایا۔ ۱۸۹۵ء میں دکٹوریہ جنرل ہاسپٹل تعمیر کرایا گیا۔ ۱۹۰۱ء میں پرنس ٹاؤن ہال بنایا گیا۔ ۱۹۰۹ء میں ریلوے بیٹ انسٹیٹیوٹ کی تعمیر ہوئی۔ ۱۹۱۲ء میں ایڈورڈ میموریل کی تعمیر ہوئی۔ ۱۹۱۴ء میں بھا ونتے سے بذریعہ نل پانی لایا گیا۔ ۱۹۱۹ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول کی عمارت تعمیر ہوئی۔ ۱۹۲۲ء امپریل بنک کی شاخ اجمیر میں قائم کی گئی۔ ۱۹۲۶ء نیو وکٹوریہ ہاسپٹل قیصر باغ میں کھولا گیا۔ ۱۹۳۰ء میں اجمیر میں برقی روشنی کا اجراء کیا گیا[۲] بعض کی تفصیل آگے آئیگی۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

کانگریس سرکار ۱۹۴۷ء اور ۱۹۴۸ء کے فرقہ وارانہ فسادات کے موقعہ پر منجانب حکومت درگاہ شریف کی عمارت کی حفاظت کی گئی۔ ان ایام میں بکثرت مسلمانوں کے چلے جانے کی وجہ سے بیشتر مساجد میں قفل پڑ گئے۔ ۱۹۵۲ء میں اجمیر مارواڑ کے صوبہ میں اسمبلی قائم کی گئی۔ پرانے پشکر کے متصل موضع گھنیڑہ میں کنوئیں تعمیر کرا کر شہر اجمیر میں بذریعہ جدید نل پانی پہونچایا گیا۔

---

[۱] دیکھو کتاب "اجمیر" ص ۲۵۳-۲۵۵

[۲] دیکھو کتاب "اجمیر" ص ۲۵۷-۲۵۹

Marfat.com

موجودہ اجمیر

جائے وقوع :- اجمیر شمالی ہندوستان کے شمالی مغربی حصہ میں زیر دامن کوہ واقع ہے۔
پہاڑ پر تاراگڈھ واقع ہے۔ یہ راجپوتانہ کے ریگستان اور صوبہ اجمیر میرواڑہ کا ایک پرانا اور خوبصورت
ہے۔ جائے وقوع عرض البلد شمالی ۲۶ ۲۷، اور طول البلد شرقی ۷۴ - ۳۷ ہے
قدرتی آثار :- شہر کے چاروں طرف پہاڑی سلسلہ ہے۔ ان میں چھوٹے چھوٹے آبشار
ہیں۔ موسم برسات میں سبز گھاس ان پہاڑوں کو اور بھی خوشنما بنا دیتی ہے۔
حدود اربعہ :- شمال میں منصور مونسا والی اور سدابہار پہاڑی کا سلسلہ ہے۔ جنوب
کوہ اراولی (جس پر قلعہ تاراگڈھ ہے) کا سلسلہ مشرق میں کوکلہ پہاڑی کا سلسلہ اور مغرب میں
کے کھپے والی پہاڑی کا سلسلہ ہے۔
زبانیں یہاں ہندو مسلمان سب عموماً اردو یا مارواڑی ملی اردو بولتے ہیں۔ بعض ہندو
صاحبان مارواڑی بولتے ہیں۔
آبادی :- یہاں کی آبادی تقریباً تین لاکھ ۹۰ ہزار ہے ان میں دس ہزار کے قریب مسلمان
بقیہ ہندو، عیسائی وغیرہ ہیں۔
صنعت و حرفت :- یہاں گوٹہ بننے اور کپڑوں کی رنگائی کا کام ہوتا ہے۔ بعض چندریوں
صافوں کی رنگائی بہت قیمتی ہوتی ہے۔ جو لوگ قیمتی رنگائی رنگتے تھے وہ فسادات اجمیر
بعد پاکستان چلے گئے۔ آجکل معمولی طور پر رنگنے والے موجود ہیں۔
مشہور چیزیں :- یہاں گلاب اور چمیلی مشہور پھول ہیں چمیلی کا عطر بہترین ہوتا ہے۔
غذا :- ہندو صاحبان عموماً ساگ پات کھاتے ہیں مگر راجپوت اور مسلمان گوشت
کھاتے ہیں۔ باجرہ اور گیہوں زیادہ تر کھایا جاتا ہے۔
اقوام :- راجپوت، چوہان، مسلمان اور دیس والی اجمیر کے پرانے باشندے ہیں
کل دیگر اقوام کے لوگ بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔

Marfat.com

مذہب:- ہندو مسلمان یہاں کے قدیمی باشندے ہیں۔

عام طور سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا یہ خیال غلط ہے بلکہ اسلام آفرینش عالم یعنی حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ کے زمانہ تک برابر ہر نبی کے زمانہ میں رہا ہے۔ اور ہر نبی نے اسکی تعلیم دی ہے چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ نے بھی اسلام کی تعلیم دی یعنی ملت ابراہیمی کی تبلیغ فرمائی[1] انبیائے سابقین کے مزارات کی موجودگی سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مردوں کو دفن کرنا ہمیشہ سے شعار اسلام میں شامل رہا ہے۔

ایشوری پرشاد اردو ہسٹری آف انڈیا کے صفحہ ۶-۷ پر لکھتے ہیں کہ "ویدات کے زمانہ کے باشندگان ہندوستان اپنے مردوں کو دفن کیا کرتے تھے"۔ ان کے قد و رنگ سے مشابہ گورے چٹے اعضاء کے سڈول مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔ انکا کچھ ٹھیک حال معلوم نہیں یہ کہاں سے آتے چونکہ اسلام میں مردوں کے دفن کرنیکا شعار قدیمی ہے اسلئے یقیناً یہ لوگ (دراوڑ) مسلمان تھے اور ہندوستان کے قدیمی باشندے ہیں موصوف انکے بعد آریوں کا وسط ایشیا سے ہندوستان میں آنا لکھتے ہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ آریہ آئے تو انہوں نے پنجاب میں قوم دراوڑ کو موجود پایا۔ یہ لوگ (آریہ) اپنے مردوں کو جلاتے تھے[2] یعنی ہندو دھرم تھے۔

علاوہ ازیں ہمارے اس بیان کی تائید مسٹر ہربلاس سارداکے بیانات سے بھی ہوتی ہے موصوف اپنی کتاب "اجمیر" کے صفحہ ۱۲۱ پر لکھتے ہیں کہ "راجہ اجیپال ان غیر ہنود (مسلمان) کو پتھر کے کولہو میں پلوا دیتا تھا۔ جو ہنود پر حملہ آور ہوتے تھے یا ان کے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں مخل ہوتے تھے"۔ پھر صفحہ ۱۲۷ پر لکھتے ہیں کہ "راجہ اجیپال کا زمانہ ۱۵۵ء میں تھا۔ یہ زمانہ رسول خدا کی ولادت سے پہلے کا ہے۔[3]

پس جن غیر ہندوؤں کا موصوف نے تذکرہ کیا ہے وہ یقیناً وہی مسلمان تھے جو رسول خدا سے

---

[1] پھر ہم نے آپ (صلعم) کی طرف وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم (علیہ السلام) کے مذہب پر چلیں جو ایک طرف کا ہو رہا تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ (سورہ نحل پارہ چودھواں)

[2] دیکھو ہسٹری آف انڈیا از ایشوری پرشاد بزبان اردو صفحہ ۱۱

[3] حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف ۵۷۱ء میں ہوئی اور چالیس سال کی عمر میں آپ نے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ (دیکھو سیرۃ النبی از مولانا شبلی نعمانی جلد اول صفحہ ۱۲۲)

Marfat.com

پہلے کے انبیاء کے مقابر یا تھے اور بت پرستی کے خلاف تھے۔ لہذا مسٹر طالیشوری کا یہ لکھنا غلط ہے کہ مسلمان پہلے پہل ساتویں صدی ہجری میں ہندوستان آئے بلکہ حسب تشریح مندرجہ بالا مسلمان ہندوستان کے قدیمی باشندے ہیں انکے بعد یہاں منگولین اور ایرین (آریہ) آئے ہیں مگر اب ہندوستان ان سب کا وطن ہے اور اہل اجمیر بھی انہیں میں سے ہیں آجکل یہاں۔ ہندو، مسلمان، پارسی، عیسائی، سکھ مذہب کے لوگ رہتے ہیں۔

بعض مشہور مقامات :-

کوہ اربلی یا اربلی پربت ہندی کتابوں میں اس پہاڑ کو جسکے دامن میں اجمیر بستا ہے۔ اربلی پربت (کوہ اربلی) لکھا ہے۔ چونکہ سنسکرت میں اربل کے معنی عمر کے ہیں اسلیے اسکو عمر کا پہاڑ یعنی قدیمی پہاڑ کہتے ہیں۔ اسی سبب سے زمانہ سابق میں جو بستی اس پہاڑ کے نیچے تھی اسے اومیر یعنی زندگی کا پہاڑ کہتے تھے۔ غالباً اومیر سے بدلکر اجمیر ہو گیا[1]

اجیپال راجہ اجیپال نے مذکورہ بالا پہاڑ پر شہر پناہ بنواکر پہاڑوں میں شہر آباد کیا چونکہ مارواڑ کے لوگ پہاڑ کو میر کہتے تھے اور بانی کا نام اجیپال تھا اسلیے اسکا نام بانی کے نام پر اجمیر رکھا گیا (بقول تواریخ اجمیر از مہاراجہ کشن بحوالہ بیان کرنل ٹاڈ سمبت ۲۰۲ بکری مطابق ۱۴۵ء یہ شہر آباد ہوا۔ اور بقول ہربلاس سارداسمت ۶۰۲ مطابق ۵۵۱ء میں آباد ہوا۔

اجیپال کی وجہ تسمیہ ہندی کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ یہ بکری چرانیوالا شخص تھا ہر روز ایک مرتاض کو جو پشکر کی پہاڑیوں میں رہتا تھا۔ دودھ پیجاکر پلایا کرتا اسکی دعا سے وہ اس مقام کا راجہ ہو گیا اسنے اسکند پہاڑ پر شہر پناہ بنوائی یہ نام ہون پدم پوران میں مرقوم ہے اس مقام کے مہادیو کا نام اجگند ہے اسکے قریب ہی پتھر کی تراشی ہوئی ایک مورت ہے جسکو اجیپال کہتے ہیں۔

زمانہ سابق میں شہر (اجمیر) اسی مقام پر آباد تھا جسے راجہ اجیپال نے آباد کیا تھا اجمیر خاص اسی شہر کا نام تھا۔ وسعت اور رونق اسکی بہت تھی بستی اسکی بستیوں سے بہتر تھی اسی راجہ نے تارا گڈھ (قلعہ) کی تعمیر کی اسکو جیمیر اور جے دورگ (یعنی پہاڑ اور قلعہ جو فتح نہ ہو سکے) کہتے تھے۔ بقول ٹاڈ یہ مقام راجپوتانہ کی کلید ہے اور اس کا نام ایک چوہان کے پیشہ پر رکھا گیا جو بکریاں چراتا تھا۔ اور میر پہاڑ

[1] دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۱۹ [2] دیکھو احسن السیر صفحہ ۲۶-۲۷

کو کہتے ہیں یعنی بکریوں والا پہاڑ۔ اس مقام پر اب بھی مکانات کے کھنڈر پائے جاتے ہیں[1]۔

اجمیر کے قابل ذکر مقامات و تقاریب

حضرت خواجہ کی اجمیر میں تشریف آوری سے قبل نہ یہاں عالی شان مساجد تھیں نہ بزرگان دین کے چلے تھے نہ بزرگان دین کے مزارات پر قیمتی عمارات تھیں نہ کوئی عرس ہوتا تھا نہ اسلامی تقاریب کا انعقاد تھا۔ جب آپ اجمیر میں مقیم ہوئے اور اس شہر کو اپنی آخری خوابگاہ بنایا تو شاہان اسلام متعلقہ راجگان اور امراء کی یہاں آپ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے آمد و رفت ہوئی۔ صاحب ثروت حضرات نے یہاں حسب ضرورت عمارات تعمیر کرائیں۔ اور اسلامی آبادی بڑھتی گئی۔ مساجد تعمیر ہوئی اسلامی تقاریب اور عمارات ظہور پذیر ہوئیں۔ بعض تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

بعض پرانی عمارات :-

قلعہ بیٹلی یا تاراگڈھ کہا جاتا ہے کہ بال سگر یو کے بھائی (جو راجہ رامچندر جی کے لشکر میں فوج کا سردار تھا) کی بیوی تارا نے یہ قلعہ ارولی پربت پر بنوا کر اس کا نام تاراگڈھ رکھا بقول صاحب اخبار الاخیار ہندوستان میں جو دیوار قلعہ کی سب سے پہلے بنائی گئی وہ اسی قلعہ کی دیوار ہے مگر ٹاڈ راجستھان نے اس قلعہ کو اجیپال چوہان کا بنوایا ہوا لکھا ہے اسکے عہد کو تقریباً چودہ سو برس گذر گئے۔ راجہ اجیپال کا زمانہ ۵۵۱ء میں تھا[2]۔

راجہ پتھورا نے اپنے زمانہ حکومت میں ناگ پہاڑ پر قلعہ بنانے کا ارادہ کیا۔ کئی ہزار آدمی کار تعمیر انجام دینے لگے جو عمارت دن میں بنائی جاتی تھی رات میں گر جاتی تھی۔ اب تک ناگ پہاڑ پر قلعہ کی بنیاد کے نشانات موجود ہیں۔ آخر کار رائے پتھورا نے ناگ پہاڑ پر قلعہ کی تعمیر بند کر دی اور کوہ ارولی پر قلعہ تعمیر کیا۔ یہ قلعہ انھیں آثار قدیمہ پر تیار کیا گیا جو اجیپال کے بنائے

---

[1] احسن السیر بحوالہ تواریخ ٹاڈ راجستھان ص ۸۰

[2] دیکھو احسن السیر ص ۱۱۹ - ۱۲۱ و کتاب "اجمیر" ص ۱۳۷ -

Marfat.com

ہوئے قلعہ کے اس وقت رہ گئے تھے اس قلعہ کو گڈھ بیٹلی اور تاراگڈھ بھی کہتے ہیں۔ قلعہ سطح زمین سے تقریباً آٹھ سو فٹ بلندی پر ہے [1]

شمسی حمام یہ حمام اور ایک باغ اڑھائی دن کے جھونپڑہ (جامع التمش) کے متصل واقع ہیں باغ سلطان شمس الدین التمش نے لگایا تھا اور حمام بھی اسی کا تعمیر کردہ ہے - باغ کے قطعہ میں تو اب حویلیاں بن گئی ہیں اور حمام بھی شکستہ ہو گیا۔ صرف ایک درجہ اسکا باقی ہے [2]

۹۷۸ھ ۱۵۷۰ء اکبری فصیل شہر شہزادہ مراد کی ولادت کی خوشی میں اکبر نے ۹۷۸ھ [3] میں اجمیر آکر روضہ غریب نواز پر حاضری دی اور شہر پناہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ بعد ازاں وقتاً فوقتاً اسمیں توسیع ہوتی رہی اسکا دور ۷،۴۸ : ۴ گز ہے پتھروں کی عمارت پر چونہ کا سندلہ ہے اب اکثر مقامات پر منہدم ہو گئی ہے۔

۹۷۸ھ ۱۵۷۰ء شاہی دروازے فصیل شہر کے ساتھ دہلی دروازہ، ترپولیہ دروازہ، اوسری دروازہ، مدار دروازہ، خندقی دروازہ دائی خانہ کے متصل ایک دروازہ، آگرہ دروازہ اور کھڑکی دروازہ (اسے کھڑکی بھی کہتے ہیں) تعمیر ہوئے۔ ہر بلاس سارڈا نے "کتاب اجمیر" کے ص ۱۵۳ پر ۱۸۲۰ء میں آگرہ دروازہ کا تعمیر ہونا لکھا ہے اور ۱۸۲۸ء میں اوسری گیٹ کا تعمیر ہونا لکھا ہے ہمارے نزدیک ان سنین میں ان کی مرمت ہوئی اور تعمیر اول اکبر کے زمانہ میں شہر پناہ کے ساتھ ہوئی۔

۱۰۲۲ھ ۱۶۱۳ء فیل سنگ بیرون شہر پناہ متصل دولت خانہ اکبری (میگزین) عہد جہانگیری کا ایک پتھر کا تراشا ہوا ہاتھی رکھا ہوا ہے۔ جہانگیر کے زمانہ سے پہلے یہ اس راج کے پہاڑ کا پتھر وہاں موجود تھا۔ ۱۰۲۲ھ میں اسکی ساخت ہوئی اس ہاتھی کے پہلو سے راست پر یہ شعر کندہ ہے۔

"تاریخ فیل سنگ شد از حکمت الٰہ — ایں کوہ پارہ فیل جہانگیر بادشاہ"

---

[1] دیکھو احسن السیر ص ۱۱۹-۱۲۱ [2] دیکھو احسن السیر ص ۹۳

[3] دیکھو اکبر نامہ جلد دوم ص ۳۴۲ تا ۳۵۱ [4] و قلمی نسخہ طبقات اکبری مذکور ورق ۲۳۵ - دربار اکبری ص ۱۱۹

دیکھو احسن السیر ص ۷۶-۸۰ وکتاب اجمیر ص ۲۵۳ [5] دیکھو احسن السیر ص ۱۰۲-۱۰۳

Marfat.com

۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء سورت برج جہانگیر کے محل (جو روٹھی رانی کے نام سے مشہور ہے) کے قریب شیر شاہ سوری کا بنوایا ہوا پانی کا چرخ ہے اسکے ذریعہ تاراگڈھ پر پانی پہونچایا جاتا تھا یہ وہی چرخ ہے جو اودے پور کے راجہ کے زمانہ میں نا تمام رہ گیا تھا اور شیر شاہ سوری نے مکمل کیا تھا اسکا تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

بعض جدید عمارات:-

میو کالج یہ راجپوتانہ کا کالج نگر کی سڑک پر واقع ہے۔ لارڈ میو کی تجویز کے مطابق ۱۸۷۵ء میں بنا شروع ہوا ۱۸۸۵ء میں مکمل ہوا اسکی ضروریات کیلیے تقریباً ۱۶۷ ایکڑ زمین گھیری گئی ہے۔ کالج کی عمارت کے روبرو لارڈ میو کا مجسمہ بنا ہوا ہے [1]

۱۸۸۸ء گھنٹہ گھر یہ کوئین وکٹوریہ جوبلی ٹاور کہلاتا ہے ۱۸۸۸ء میں تعمیر ہوا [2]۔ اسکی بلندی تقریباً ایک سو فٹ ہے اور اسکی تیاری میں تقریباً دس ہزار روپیہ صرف ہوئے۔ اس کے گرد باغیچہ ہے

۱۸۹۹ء ٹریور ٹاون ہال یہ خوشنما عمارت بیرون مدار دروازہ متصل گنڈ (چاند کنڈ) واقع ہے کرنل ٹریور ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی یادگار میں مسٹر مارٹنڈل چیف کمشنر اجمیر کی تحریک سے ۱۸۹۹ء میں بنا شروع ہوئی اور ۱۹۰۱ء میں تیار ہوئی مسٹر جی ایف ٹرا در چیف انجینیر اجمیر نے اسکی تعمیر کرائی [3]

۱۹۱۳ء یادگار ایڈورڈ ہفتم یہ عمارت ریلوے اسٹیشن کے قریب ہے سنگ بنیاد ۱۹۱۲ء میں لارڈ ہارڈنگ نے رکھا تھا اسمیں مسافروں کے آرام کے لئے کمرے ہیں۔ یہ عمارت مبلغ ۹۱۵۹ روپیہ کے صرف سے ۱۹۱۳ء میں مکمل ہوئی [4]

بعض پرانے محلات:-

۹۷۸ھ ۱۵۷۰ء محل اکبری یہ محل اکبری شہر پناہ کی مشرقی دیوار کے متصل ہے۔ اکبر بادشاہ نے ۹۷۸ھ میں تعمیر کرایا تھا [5] یہ محل بصورت قلعہ معلوم ہوتا ہے۔ چہار دیواری کے اندر سرما

---

[1] دیکھو احسن السیر ص۱۸۳ و کتاب اجمیر ص۱۰۸-۱۱۳ [2] و [3] دیکھو کتاب اجمیر ص۱۲۸ [4] دیکھو کتاب اجمیر ص۱۳۰ [5] دیکھو اکبر نامہ جلد دوم

چار برج ہیں۔ عمارت کا رفیع الشان عزب رویہ دروازہ ہے۔ پہلے صحن میں باغ تھا۔ نہریں جاری تھیں اب شکستہ حالت میں ہے۔ برطانیہ کے زمانہ میں یہاں فوجی میگزین تھا باین وجہ اب تک میگزین کہلاتا ہے[1]

پھول محل یہ محل موتی کٹرے کے شمال میں ہے۔ اکبر بادشاہ نے بنوایا تھا۔ اب صرف نشان باقی رہ گیا ہے[2]

دولت خانہ شاہجہانی ۱۶۳۷ء یہ محل آنا ساگر کے مشرقی کنارے پر دولت باغ میں ہے۔ عمارات سنگ مرمر کی ہیں۔ وسط میں بارہ دری ہے۔ ایوان شاہی کے متصل سنگ مرمر کا حمام بنا ہے۔ یہ عمارات شاہجہان بادشاہ نے تعمیر کرائی ہیں۔ آجکل ویران حالت میں ہیں[3]

دولت کدہ دانیال بتاریخ دہم جمادی الاول ۹۷۹ھ بروز چہارشنبہ اکبر کے لڑکے دانیال کی ولادت درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز کے مجاور دانیال کے اس مکان میں ہوئی تھی اس نسبت کی وجہ سے شہزادہ کا نام دانیال رکھا گیا[4]۔ اور یہ مکان دولتکدہ دانیال کہلاتا ہے۔ یہ محل غریب نواز کی درگاہ کے مشرقی دیوار اور کھڑکی دروازہ کے سامنے بیرون درگاہ موجود ہے۔ غالباً اکبر نے ایام حمل میں اپنی بیگم کے رہنے کیلئے شیخ دانیال کے مکان کو محل کی شکل میں تبدیل کر دیا تھا۔

بعض مساجد

عیدگاہ ۱۱۸۷ھ ۱۷۷۳ء یہ عمارت اجمیر کے جنوبی مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ نواب مرزا جمین بیگ (صوبہ دار مالوہ منجانب مہاراجہ مادھوجی سندھیا) ابن مرزا عادل بیگ نے ۱۱۸۷ھ میں اسکی تعمیر کرائی اسکا طول تقریباً ۱۲۰ گز اور عرض ۴۰ گز ہے۔ مشرق کی طرف پانچ دروازے ہیں۔ عیدگاہ کے سامنے بہت سی زمین پڑی ہوئی ہے۔ محراب وسطی میں یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے

شہ ملک توحید خواجہ معینؒ جبیں بروش سود عرش بریں
زفیض شدہ فروزیب جہاں یگانہ زماں فخر دوران متیں

---

۱ دیکھو احسن السیر ص ۷۵-۷۶ ۲ دیکھو احسن السیر ص ۷۶ ۳ دیکھو احسن السیر ص ۹۶-۹۷ و کتاب "اجمیر" از ہربلاس سارڈا
۴ دیکھو تزک جہانگیری ص ۱۵ مطبوعہ سید احمد خاں غازی پوری

ز لطف و کرم آل ولی اللہ ازا — شد شمس دین نور شمع مبیں
رعونش بنا کرد ایں عیدگاہ — چمن بیگ از روئے صدق و یقیں
بتاریخ ساتش خرد ایں بگفت — شد آراستہ مسجد اہل دیں

۱۱۸۷ھ

سنہ ۱۰۵۳ھ
مسجد میاں بائی — یہ مسجد خاص بازار (درگاہ بازار) کی شرق رویہ دوکانوں سے ملحق ہے سنہ ۱۰۵۳ھ میں تعمیر ہوئی سنگ سرخ کی عمارت ہے اسکے پانچ عالی شان در ہیں۔ صحن مسجد کے شمال جانب چاہ پختہ اور حجروں کی تعمیر مولوی سراج الدین کے اہتمام سے (بعد میں) ہوئی[۲]

سنہ ۱۰۶۲ھ
مسجد تلوک دی — یہ مسجد تلوک دی بنت تان سین[۳] کلاونت کی بنوائی ہوئی ہے اسمیں تین بڑی بڑی محرابیں ہیں۔ صحن مختصر ہے۔ گنبد لداؤ کا مستحکم ہے۔ وسط محراب میں سنگی لوح پر یہ عبارت کندہ ہے:۔

"اللہ اکبر۔ ایں مسجد را بائی تلوک دی کلاونت بچی میاں تان سین کلاونت راست کردہ است سنہ ۱۰۶۲ ہجری"[۴]

مسجد شاہجہانی — یہ مسجد فصیل شہر کی شمالی دیوار اور دہلی دروازہ کے متصل ہے۔ سنگ سرخ کی عمارت ہے تین در ہیں پہلو میں حجرے ہیں شاہجہان کے زمانہ کی عمارات سے مشابہ ہے[۵]

سنہ ۱۲۵۹ھ
مسجد سرائے — یہ مسجد سرائے سابق کے روبرو سنہ ۱۲۵۹ھ میں میر سعادت علی مرحوم میر منشی ایجنٹ راجپوتانہ نے تعمیر کرائی۔ ایک پختہ چاہ مسجد سے ملحق بسمت جنوب بنایا گیا۔ مسجد کی محراب میں سنگ مرمر کی لوح پر بخط طغری یہ تاریخ کندہ ہے:۔

"میر سعادت علی کرد در اجمیر طرح — مسجد و چاہ کہ ہاست چشمہ آب بقا
آں کہ از باقر علی تا بہ علی میرسد — حلقہ بحلقہ بہم سلسلہ اش مرحبا
ساختہ شد ایں مکاں کرد بدل الہام — از رہ صدق و صفا نذر رسول خدا"

---

[۱] دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۹-۱۱۰ [۲] دیکھو احسن السیر صفحہ ۷ [۳] تان سین دربار اکبری کا گویا تھا اسکی قبر گوالیار میں محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے متصل ہے [۴] و [۵] دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۷

Marfat.com

از پئے ایں سال نیک گفت ہمایوں سروش — چشمہ زمزم صفت مسجد کعبہ بنا

کتبہ میر جلال الدین مرصع رقم سنہ بارہ سو اہتر ہجری

مسجد کے روبرو ریلوے اسٹیشن تعمیر ہو جانے سے اسکی رونق بڑھ گئی ہے۔ اسکے قریب پہلے چشتی چمن تھا اب اس مقام پر درگاہ شریف نے بصرف چالیس ہزار روپیہ پختہ سرائے تعمیر کرادی ہے[1] ۱۹۴۷ء کے فسادات اجمیر کے بعد سے عرصہ تک مقفل رہی - اب یہ مسجد کھولدی گئی ہے اس کے قریب گھنٹہ گھر (کلاک ٹاور) بنجانے کی وجہ سے آجکل یہ گھنٹہ گھر کی مسجد کے نام سے مشہور ہے -

۹۷۶ھ یہ مسجد محلہ اندر کوٹ کے غرب میں تارہ گڑھ کے راستہ پر ہے - قلندری مسجد

مسجد کیسو خاں ہے مسجد کے جنوب میں سنگین باؤنی بنی ہوئی ہے اسکے قریب ایک پختہ حوض تھا مگر اب برباد ہو گیا ہے - البتہ اسکے کچھ نشانات باقی ہیں - یہاں انبہ کے درخت ہیں - مسجد کی محراب میں سنگ مرمر کی لوح پر یہ اشعار کندہ ہیں ؎

بعہد حضرت شاہ فلک قدر — پناہ دین احمد ظل یزداں
جلال الدین محمد شاہ اکبر — سکندر حشمت و دارائے دوراں
بیمن ہمت خاں حسن خلف — بر جود کیسو خاں عمراں
ز ہجرت نہصد و ہفتاد و شش بود — کہ شد تعمیر ایں سقائے مبراں

کتبہ الراجی درویش محمد حاجی[2]

پرانی عیدگاہ اناساگر کے گوشہ شمال و مشرق میں متصل باغ سید احمد صوبہ دار اجمیر یہ مسجد واقع ہے - یہ شیخ یحییٰ نے عالمگیر کے عہد میں تعمیر کرائی مسجد کے مصارف کیلئے ۴ بیگہ زمین اسکے متعلق وقف کی تھی[3]

مسجد نیا بازار یہ تین در کی مسجد معہ ایک حجرہ و سبیل متصل شفاخانہ مویشیاں اور روبرو برائج اسکول واقع ہے مگر اب شہید ہو گئی ہے -

مسجد محمدی درگاہ بازار بعہد اورنگ زیب خاص بازار (آجکل درگاہ بازار کہلاتا ہے) دو دکانوں کی چھت پر ۱۱۰۴ھ مطابق ۱۶۹۳ء میں سید محمد نے یہ مسجد تعمیر کرائی اسکی محراب بالا پر بخطہ نستعلیق

۱؎ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۴ ۲؎ دیکھو احسن السیر صفحہ ۹۴ ۳؎ دیکھو کتاب "راجمیر" صفحہ ۱۳۴

Marfat.com

یہ کندہ ہے :-

اے خوشا دور شہنشاہ جہاں آفاق گیر — داد گر شاہ ہے کہ آمد زیب اورنگ تقی
خسرو عادل شہنشاہ ولی والی کز د — مے تراود واز در و دیوار دین مصطفیٰ
ہر کجا باشد مسجد محراب و ممبر کو بگو — خطبہ می خوانند از واللیل والشمس الضحیٰ
خاصہ آں مسجد کہ نو زدیدۂ اہل یقیں — قدوۃ ارباب دیں سید محمد مجتبیٰ
جانشیں قطب ربانی معین الدین کہ او — ہر زماں ہر وقت محبوب جناب کبریا
رونق افزا گرامی مسند پیران چشت — زینت آرا زنگاریں نقش ایوان ہدیٰ
کرد بر پا مایہ عقبیٰ برائے عالمے — بلکہ بہر عاصیاں توقیع و فرمان نجیٰ
حاش للہ بے تکلف از ملائک بگذرد — ہر کہ باشد اندر و یک لحظ با ذکر خدا
بود نامی در پئے تاریخ سال او خسرو — گفت کو بیت المقدس نیک زیبا شد بنا

اور طاق مسجد میں یہ تاریخ کندہ ہے :-

ساخت چوں سید محمد بہر حق ! — مسجدے زیبا کہ انا لنسجدُ
گفت ہاتف سال تاریخ بنا — حسبۃ للہ بیت مسجدُ

انکے علاوہ شہر اجمیر میں اور سیکڑوں مساجد ہیں چونکہ سنہ ۱۹۴۷ء اور سنہ ۱۹۴۸ء میں بہت سے مسلمان اجمیر سے چلے گئے اسلئے سنہ ۱۹۴۷ء میں مقفل کر دیا گیا یا ان کے دروازوں پر تیغا لگا دیا گیا۔

اڈھائی دن کا جھونپڑا یا جامع التمش

صاحب احسن السیر نے صہ۸۷ پر چار ہزار سال پہلے یہاں بدھ مذہب کے پیر وراجہ اندرسین کے بتخانے کا ہونا بیان کیا ہے -

لعبض نے ناچ گھر کا ہونا بیان کیا ہے مگر ایشوری پرشاد نے اردو ہسٹری آف انڈیا کے صہ۲۷ پر گوتم بدھ جی کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ۵۰۰ برس پہلے کا لکھا ہے جس کو اس وقت ڈھائی ہزار سال ہوتے ہیں نہ کہ چار ہزار

بقول مولوی ذکا اللہ صاحب تاریخ اسلام " ہنود صاحبان اپنی تاریخ لکھنے کے عادی نہ تھے اسلئے ہندوستان میں اسلام سے پہلے کے تاریخی واقعات آجتک تاریکی میں ہیں - چنانچہ صرف

عہ۱ دیکھو احسن السیر صہ۶۵ مطبوعہ آفتاب جہاں تاب پریس۔

آٹھ سو برس پہلے کی صرف راجپوتانہ کی تاریخ زیادہ تر قیاس آرائی پر مبنی اور مورخین کے رحم و کرم پر منحصر ہے ایسی حالت میں چار ہزار برس کے کسی اجمیر کے واقعہ کو بلا کسی معتبر کتاب یا تاریخی مکمل ثبوت کے کسی طرح مستند نہیں کہا جا سکتا۔ پس ہمارے نزدیک مندرجہ بالا روایت بھی ایسی ہی بے سرو پا اور غیر مستند ہے جیسی عموماً بچوں کے بہلانے کی کہانیاں ہوا کرتی ہیں۔ تاریخی صداقت و مطابقت کا اس میں دور کا بھی لگاؤ نہیں۔

اس مسجد کے متعلق مسٹر ہر بلاس سارد انے اپنی کتاب "اجمیر" میں مختلف بیانات نقل کر کے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علم دوست اور شاعر راجہ بیسلدیو چہارم لپسر اناجی نے جو اجمیر میں مدرسہ بنوایا تھا وہ ڈھائی دن کا جھونپڑہ ہے چنانچہ موصوف ص ۱۴۵ پر لکھتے ہیں کہ "اس (بیسلدیو چہارم متوفی ۱۱۶۳ء) نے ایک بڑا مدرسہ بنوایا جو آجکل "ڈھائی دن کا جھونپڑہ" کہلاتا ہے۔ موصوف ص ۶۹ پر اجمیر میں ایک جینی مندر کا ۶۶۰ء میں تعمیر ہونا بیان کرتے ہیں۔ اور ڈھائی دن کے جھونپڑہ کی وضع کے مندر دہلی جے پور اور ناگور میں بنا کر یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ یہ وہی عمارت ہے جو پہلے مندر تھی اور بعد میں راجہ بیسلدیو نے اسے مدرسہ میں تبدیل کر دیا تھا۔ بعد ازاں ابتدائی مسلمان بادشاہوں (غالباً شہاب الدین غوری یا شمس الدین التمش سے مراد ہے) نے اسے مسجد بنا دیا۔ ہمیں بوجوہات ذیل موصوف کے اس بیان سے اتفاق نہیں۔

شہاب الدین غوری اور شمس الدین التمش کے عہد (۱۱۹۲ء تا ۱۲۲۶ء) میں یہ طریقہ حکمرانی نہیں تھا کہ مندروں کو مساجد بنا دیا جائے بلکہ محمود غزنوی تک نے سومنات کے مندر کو مسجد میں تبدیل نہیں کیا جو اب تک (۱۹۴۵ء) ویرانی کی حالت میں تھا نہ کہ بشکل مسجد۔ علاوہ ازیں جبکہ ایک مندر (سومنات) کے صرف ایک بت توڑنے کا واقعہ اسقدر مشہور ہوا کہ وہ ہر تاریخ میں موجود ہے۔ پس اگر شہاب الدین غوری کسی مندر کو مسجد میں منتقل کرتا تو غیور راجپوت کوئی ایسا رویہ اختیار کرتے جو تاریخ میں ایک مشہور واقعہ بن جاتا۔

مسٹر ہر بلاس سارد اکتاب "اجمیر" کے ص ۱۳۷ پر لکھتے ہیں کہ "چوہان راجہ اجیپال (اجوراج) نے چھٹی صدی یا شروع ساتویں صدی عیسوی میں اجمیر بسایا تھا۔ موضع اجمیر فائی ساگر کے جنوب میں ہے اسکے نام کی یاد دلاتا ہے" ص ۱۲۱ پر لکھتے ہیں کہ "فائی ساگر جو موجودہ اجمیر سے تقریباً تین میل ہے)

Marfat.com

سے اجیپال چار میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب واقع ہے اس جگہ کا نام اجیپال اجمیر کے بانی کے نام پر رکھا گیا تھا۔ ،، صاحب احسن السیر ص۲۷ پر لکھتے ہیں کہ "اسکو اجیپال کہتے ہیں جو پہلے یہ شہر اجیپال کی نال (جو موجودہ شہر سے تقریباً سات میل ہے) میں آباد ہوا پھر نور چشمہ میں آبادی ہوئی بعد ازاں ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۵ء سے اس کی آبادی جانب مشرق بڑھتی گئی اور گوشہ جنوب مغرب میں کم ہوتی گئی "۔

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ اجیپال نے جو شہر بسایا تھا وہ فائی ساگر سے بجانب جنوب موجودہ شہر (جہاں محلہ اندرکوٹ میں اڑھائی دن کا جھونپڑہ یا جامع التمش ہے) سے تقریباً سات میل دور تھا۔ اور ۱۱۶۵ء مطابق ۵۶۱ھ تک موجودہ آبادی ترقی پذیر ہو کر بشکل شہر یہاں نہ تھی۔ پس ان حالات میں ۶۶۲ھ میں شہر (جسمیں جامع التمش واقع ہے) اس جگہ نہ تھا جہاں اب ہے بلکہ موجودہ شہر سے تقریباً سات میل کے فاصلہ پر تھا لہذا ۱۱۶۵ء میں مسٹر ہربلاس ساردا نے جس جینی مندر کی تعمیر کا ذکر کیا ہے اور جس پاٹھ شالہ کا ۱۱۶۳ء میں بننا لکھا ہے وہ اسی شہر اجیپال میں تھے جو موجودہ شہر سے تقریباً سات میل کے فاصلہ پر ہے نہ کہ موجودہ شہر کے محلہ اندرکوٹ میں جامع التمش کے متصل تھے۔ ڈھائی دن کے جھونپڑہ کی کل عمارت قبلہ رخ بنی ہوئی ہے یعنی کل عمارت کا وہ رخ ہے جو مسجدوں کا ہوا کرتا ہے نہ کہ مندروں کا۔ اس مسجد کی تعمیر اسی وضع پر ہوئی ہے جو اس وقت رائج تھی اور مندر بھی اسی وضع کے بنائے جاتے تھے۔ وضع تعمیر مسجد و مندر میں کچھ فرق نہیں ہوا کرتا تھا چنانچہ احمد آباد کی جامع مسجد قصبہ زینا (متصل پھلیرے) کی مسجد اور دیگر عمارات کی بھی یہی وضع ہے۔

یہ اسلامی قانون ہے کہ جہاں تصویر یا بت ہوں وہاں نماز نہیں پڑھی جاسکتی نہ کوئی مسلمان ایسی جگہ نماز پڑھنا پسند کرے گا مگر ڈھائی دن کے جھونپڑہ میں مختلف قسم کے متعدد بت باہر پڑے ہیں اور مسجد میں پتھر کے بعض بت ایسے بھی ہیں جن پر مورتیں بنی ہوئی ہیں اور ان کے رنگ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاہی زمانہ کے تھاموں سے مختلف ہیں اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب بقول ہربلاس ساردا (۱۲۰۲ء یا ۱۲۰۳ء) اجیت نے دن کے وقت اجمیر پہنچکر مسلمانوں کو وہاں سے نکالدیا اور قبضہ کرلیا سنے بادشاہ کے صوبہ دار کو قتل کر دیا اور تارہ گڈھ لیلیا ایک دفعہ پھر یہاں پوجا کے گھنٹوں کی آواز آئی مسجدوں میں اذان بند ہوئی جہاں قرآن پڑھا جاتا تھا وہاں پوران پڑھا جانے لگا اور مندر والوں نے مساجد کی جگہ لیلی قاضیوں کی جگہ برہمنوں نے لیلی[۱]

---

[۱] دیکھو کتاب "اجمیر" ص۵۳ از ہربلاس ساردا

Marfat.com

اس انقلابی دور میں یہ مسجد بھی مندر بنائی گئی اور موری والے تھام (بلر) بھی یہاں نصب کئے گئے اور بت بھی یہاں لاکر رکھے گئے اس وقت سے ہنود کی یہ کوشش رہی کہ اسے مندر بنایا جائے مگر مسلمانوں نے بحالت مسجد رکھنا چاہا۔ چنانچہ اس کشمکش کو روکنے کیلئے دولت راؤ سندھیانے (۱۸۰۹ء) نے اپنے دور حکومت میں اس مسجد کے دروازہ پر پتھر پر کندہ کرکے ایک اعلان نصب کرایا اسمیں ہنود اور مسلمانوں کو قسم دیکر لکھا گیا ہے کہ اس اس عمارت کو نقصان نہ پہونچایئں۔ یہ کتبہ اب تک مسجد کے دروازے پر موجود ہے

اگر ہنود کو اس بات کا یقین نہ ہوتا کہ یہ شروع سے مسجد ہے تو وہ برطانیہ کے زمانہ میں عدالتی چارہ جوئی کرکے بابو گڑھ کی طرح اسے بھی لے لیتے۔

سلطان شہاب الدین غوری نے اسکی تعمیر ۵۹۵ھ میں کی۔ وسطی سنگ مرمر کی محراب میں یہ تاریخ کندہ ہے۔

"بنا فی الماوی والعشرین جمادی الآخر خمسة وتسعین وخمسمائة"

۶۱۴ھ میں شمس الدین التمش نے اسمیں اضافہ کیا۔

وسطی محراب کے دونوں بازوؤں پر دو مینار سنگ سرخ کے بنوائے۔ محمد عارض کے اہتمام سے مسجد کی تعمیر کرائی گئی۔ مسجد کے ایک جانب مینار پر "سورہ انا فتحنا" اور سنہ تعمیر اور دوسری جانب محراب پر "سورہ تبارک" اور وسطی محراب پر شمس الدین التمش کے زمانہ کا کتبہ کندہ ہے۔

مزار مدار شاہ مجذوب یہ بزرگ۔ روشن شاہ کے مرید تھے اجمیر سے تقریباً چار کوس پر موضع گگدانہ میں مدفون ہیں اکثر ان کے دیکھنے والے انکی کرامات کے قائل ہیں۔

مزار مدار شاہ آپ کا مزار متصل بڑا اؤ ایک پختہ احاطہ میں ہے۔ گنبد کے سامنے ایک وسیع پختہ دالان ہے ماہ شعبان میں یہاں سالانہ عرس ہوا کرتا تھا۔ فسادات کے بعد سے یہ سلسلہ بند ہوگیا پرائی سائر نئے بازار کی ایک عالی شان قدیم عمارت کے گوشہ میں ایک قبر ہے حکومت برطانیہ نے اس مقبرہ کی مرامت کرائی۔ گمان ہے یہ کسی بزرگ کا مزار ہے[۱]

---

[۱] دیکھو کتاب غریب نواز ص ۱۶۳ ۱۶۴ از بشیر احمد لاہوری

Marfat.com

مزار رفیق علی شاہؒ آپ کا مزار دلی دروازہ کے باہر گھوسیوں کے محلہ میں ایک پختہ چار دیواری میں ہے آپکا عرس شوال کی تیسری تاریخ سالانہ ہوا کرتا تھا۔ تقریبًا پانچ سال سے یہ سلسلہ بند ہے۔

مزار سیلانی پیرؒ آپ کا مزار دولت باغ میں کنوئیں کے متصل پختہ چار دیواری میں ہے۔ یہاں ایک حجرہ بھی مجاور کے رہنے کیلئے بنا ہوا ہے۔ آخری چہار شنبہ کے میلہ میں یہاں لوگ جمع ہوتے تھے۔ آجکل یہاں پیکر پرستی ہوتی ہے۔

مزار جلال شہیدؒ آپ کا مزار کہار محلہ میں ایک پختہ چار دیواری کے اندر ہے۔ آپ کا سالانہ عرس شعبان کی ۱۳ تاریخ ہوا کرتا تھا۔ تقریبًا پانچ سال سے آپ کا عرس غریب نوازؒ کی درگاہ میں ہوتا ہے آپ کے مزار پر آج کل کوڑا پڑا رہتا ہے۔

مزار پیر دہلی دروازہ دہلی دروازہ سے ملحق ایک پختہ اونچے چبوترہ پر آپ کا مزار ہے۔ اس کے سامنے اسلامی سبیل بھی تھی۔ فسادات کے موقعہ پر آپکے مزار کے تعویذ کا کچھ حصہ شہید ہو گیا۔

مزار گنج والے پیر گنج کی عالیشان مسجد کے متصل چوراہے کے پاس آپ کا مزار تھا۔ یہاں ایک مسلمان فقیر بھی جھونپڑی ڈال کر رہتا تھا۔ آجکل اس مزار کا نشان تک باقی نہیں ہے۔

مزار کچہری روڈ والے پیر ڈاک بنگلہ والی سڑک کے بیچ میں یہ مزار تھا۔ آج کل اس کا نشان تکباقی نہیں ہے۔

۱۱۲۳ھ مطابق ۱۷۱۰ء

مقبرہ عبداللہ خاںؒ یہ مقبرہ سرائے عبداللہ پور میں لال پھاٹک والے پل کے متصل واقع ہے۔ آپ کا نام سید میاں المعروف عبداللہ خاں تھا۔ ان کے خلف امیر الامراء سید حسین علی خاں نے سنگ مرمر کا مقبرہ ہدایت اللہ خواجہ سرا کے اہتمام سے تعمیر کرایا۔ انہی کے سامنے ان کی بیوی کا مزار ہے۔ آپکے مقبرہ کی محراب وسطی پر یہ اشعار کندہ ہیں:

"امیر عادل عبداللہ خاں عالیشان — چو رخت بست ز دار فنا بدار جناں
حسین خلق علی جود نیر تاباں — کہ ہست حسین علی خاں باتفاق جہاں
دیانت آئین یعنی ہدایت اللہ را — اشارہ کرد ز ابروئے حکم لطف نشاں
کہ بہر سید شاہی لقب بہشت نشیں — بنا کند چو فلک روضۂ علو اشاں
سروش غیب ز سال بنائے آں فرمود — بگفت روضۂ عالی بگوش دل پنہاں"

Marfat.com

مزار مدو شہیدؒ آپ کا مزار درگاہ بازار کے متصل ایک گلی میں پختہ چار دیواری کے اندر ہے یہ گلی بھی آپ ہی کے نام سے مشہور ہے۔ مزار کے احاطہ میں ایک پختہ دالان بھی ہے۔ آپ کا سالانہ عرس بتاریخ ۲۰ رجب ہوا کرتا تھا مگر تقریبًا پانچ سال سے بند ہے۔

مقبرہ حسین علی خاںؒ یہ مقبرہ عبداللہ خاں کے مقبرہ کے متصل غربی فصیل شہر کے نزدیک ہے حسین علی خاں جو فرخ سیر بادشاہ کے وزیر تھے بتاریخ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ میں میر حیدر کے ہاتھ سے نواح فتحپور سیکری میں مارے گئے تھے۔ میر حیدر نے آپ کو پیش قبض سے ہلاک کیا تو اسی وقت سید مغفور کے خواہر زادہ غیرت خاں نے میر حیدر کا بھی کام تمام کر دیا۔ سید حسین علی خاں کا جنازہ بڑے جلوس سے اجمیر پہنچایا گیا تھا۔ مقبرہ کی عالی شان عمارت بنائی گئی تھی مگر اب تعویذ تک ندارد ہے۔ مقبرہ کے در بند کر کے کوٹھی کی شکل میں بنا لیا گیا ہے۔ پہلے اسمیں گورنمنٹ کالج تھا بعد ازاں کچھ عیسائی اسمیں کرایہ پر رہنے لگے[2]

مزار شہید متصل لوکو ورکشاپ یہ مزار میو کالج کی سڑک پر ایک بلند چبوترہ پر تھا آجکل یہاں ایک بت رکھا ہوا ہے۔

مزار سکندر شہیدؒ یہ مزار گھسیٹی بازار میں لب سڑک واقع تھا۔ اسکے سامنے محلہ ہتائی گوراں تھا۔ یہاں شوال کی ۱۳ تاریخ سالانہ عرس ہوا کرتا تھا۔ فسادات کے موقعہ پر مزار شہید ہو گیا۔

منصور مو ہتا یہ دو مزار آنا ساگر کے گوشہ شمال و مغرب میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر پختہ احاطہ میں ہیں یہاں ایک دالان اور مسجد بھی ہے بڑا پر فضا مقام ہے۔

---

[1] احسن السیر ص ۹۸-۹۹ مطبوعہ آفتاب جہانتاب پریس

[2] صاحب احسن السیر نے حسین علی خاں کے جنازہ کے ساتھ غیرت خاں کے جنازہ کا بھی جلوس کے ساتھ اجمیر پہونچنا لکھا ہے مگر اس موقعہ پر غیرت خاں کے انتقال کا کوئی حال نہیں لکھا۔ البتہ حیدر خاں کا مارا جانا لکھا ہے۔

درگاہ حضرت سید حسین خنگ سوار

اس درگاہ کے متعلق ابوالفضل اکبرنامہ جلد ثانی کے صفحہ ۴۶۵ پر لکھتے ہیں۔

"بروز دیگر بتماشائے قلعۂ اجمیر کہ بر کوہ واقع است متوجہ شدند دراں عالی مقام بزیارت سید حسین خنگ سوار کہ در زبان عوام از اولاد امام زین العابدین است پرداختہ متبرک جستند و تحقیق آنست کہ سید از ملازمان شہاب الدین غوریست ہنگام کہ فتح ہندوستان کردہ مراجعت نمودہ (۵۸۸ھ یا ۵۸۹ھ) او (میر سید حسین) را بشقہ داری اجمیر گذاشتہ داد آنجا نقد حیات سپرد وبرد و ہجوم بولایت مشہور گشتہ و تربتش مطاف عالمیان شد"

دوسرے دن اجمیر کا قلعہ دیکھنے گئے۔ یہ قلعہ پہاڑ پر واقع ہے۔ اس عالی مقام پر سید حسین خنگ سوار کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ بقول عوام یہ امام زین العابدین کی اولاد میں سے ہیں لوگ یہاں سے تبرک لیتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ سید موصوف شہاب الدین غوری کے ملازمان میں سے ہیں۔ اور ہندوستان فتح کرنے کے وقت (۵۸۸ھ یا ۵۸۹ھ) تشریف لائے تھے (شہاب الدین غوری نے) انھیں اجمیر کی شقہ داری پر مقرر کر دیا اور یہیں (اجمیر) ان کا انتقال ہوا۔ عوام میں یہ ولی مشہور ہوئے اور ان کا مزار اہل عالم کا مطاف ہو گیا۔

۱۰۲۴ھ میں سید حسین خنگ سوار کے مزار خام پر اعتبار خاں (جو عہد اکبری میں منصب دوہزاری اور عہد جہانگیری میں شش ہزاری پر ممتاز تھا اور ممتاز خاں کے لقب سے ملقب تھا) یہ عمارات تعمیر کرائیں۔ جنوب رویہ دروازہ کی کھڑکی پر یہ اشعار کندہ ہیں:-

شاہنشہ زمانہ جہانگیر بادشاہ — کاندر زماں اوشدہ آسودہ دل جہاں
سال دہم بعہد جلوس مبارکش — شد فتح ملک رانا ازاں شاہ کامراں
وقتے کہ اندر اجمیر آں شاہ گنج بخش — بر تخت زر نشستہ بعد از فتح شادماں
بود از ہزار افزوں بست و چہار سال — گیتی زعدل و دادش چوں روضۂ جناں

Marfat.com

دررو ضہ مقدس سید حسین کرد　　ایں نچبروزہ صدق و صفا اعتبار خاں ،،

آپ کا مزار تاش بادلے سے ڈھکا رہتا ہے۔ مزار شریف کے سرہانے موتیوں کا سہرا پڑا رہتا ہے۔ مزار کے متصل کماپنجی راؤ سندھیا نے سنگ مرمر کا سات در کا دالان از راہ عقیدت بنوایا ہے۔ مغربی دیوار کی محراب پر یہ اشعار کندہ ہیں :-

" معدن نور منبع اسرار!　　ہست درگاہ شاہ خنگ سوار
ساخت دالان کہ ہست رشک بہشت　　راؤ کماپنجی سندھیا بو قار "

۱۲۲۰ھ

یہ تاریخ اختتام تعمیر کی کندہ ہے۔

" کماپنجی راؤ چوں کردہ بنائے　　مکان پر فضا بر کوہ محکم
پے تاریخ جستم گفت ہاتف　　احاطش تا قیامت باد قائم "

اسی دالان سے ملحق ایک دالان ہے جو ۱۳۲۲ھ میں بالا راؤ اینگلہ نے تعمیر کرایا ہے۔ اسکی محراب پر یہ اشعار کندہ ہیں :-

" از بشارت سید الشہدا حسین خنگ سوار　　کرد دالان را و بالا اینگلہ پیش مزار
یک ہزار و دو صد افزدوں از یں کن بست و دو　　سال خانہ بیت العدن آمد شمار "

روضہ کی چار دیواری کا شرقی دروازہ سنگ مرمر کا قدیم بنا ہوا ہے اسکی محراب پر یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے :-

" شہسوار ملک دنیا شاہباز ملک دیں　　قاتل کفار آں سید حسین مہ جبیں
منبع جود و سخا کان فتوت و اتقا　　واقف سر ہدیٰ آں مہبط نور معیں
سرور ہر دو جہاں مشکل کشائے انس و جاں　　مفخر کون و مکاں حاکم دنیا و دیں
خانقاہش پر عرق از عطر جنت ہر طرف　　مرقدش بردہ شرف چوں طور بر کوہ زمیں
فرش دروازہ بہیں از سنگ مرمر شد مزیں　　شد مرتب بر زمین بر صفحہ اش در نگیں

Marfat.com

از پئے تاریخ او کردم سوال از عقل کل — گفت چو تاریخ آواز روضۂ سلطان دین"

۱۳۲۵ھ

قطعہ دوئم میں خنگ گھوڑے کی قبر ہے۔ غربی قطعہ میں مسجد ہے جسکا طول تقریباً ۴۲ گز اور عرض چھ گز ہے۔ قطعہ سوئم میں بھی بڑے بڑے دالان ہیں۔ مغرب میں ایک مسجد قدیم اور پانی کا حوض ہے شمال میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ کا نقارخانہ ہے۔ بجانب مشرق بلند دروازہ ہے۔ جو تقریباً ۶۴ فٹ بلند اور ستره فٹ چوڑہ ہے۔ یہ اسمعیل خاں صوبہ دار اجمیر نے ۹۷۶ھ میں سنگ سرخ سے بنوایا تھا۔ دروازہ میں سنگ مرمر کا فرش ہے اور لوح میں یہ قطعہ کندہ ہے۔

" بعہد بادشاہ آسمان قدر — پناہ ملک و ملت ظل یزداں
جلال الدین محمد اکبر آں شاہ — کہ دارد دور نگیں ملک سلیماں
بدیں درگاہ ہمچو کعبہ آمد — سوادش عین نور و نور ایماں
بنا فرمود ایں ایوان عالی — کریم الذات اسمعیل قلی خاں
ز کاخ دل کشا رتاریخ اتمام — اگر خواہد کسے می یابد آساں

۹۷۶ھ

بلند دروازے کے نیچے متعدد دالان اور ایک مسجد بھی ہے۔ صحن میں مزارات ہیں۔ شمالی دروازے کے پاس دو آہنی دیگیں ہیں۔ ایک دیگ نور الدین جہانگیر بادشاہ نے بنوائی ہے اور دوسری ملا مداری نے۔ یہ قطعہ تاریخ دیگ پر کندہ ہے۔

" صرف زر ملا مدار کرد در تعمیر دیگ — یاد نامش در جہاں روشن بمثل آفتاب!
بجنت در مہتا کھے چندش نمودہ اہتمام — گفت ہاتف سال تاریخش جہاں شد فیضیاب

۱۲۶۶ھ

حضرت میراں سید حسین کا عرس ۱۶ تا ۱۸ رجب المرجب سالانہ ہوتا ہے۔ جو لوگ حضور خواجہ غریب نواز کے عرس شریف میں شریک ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض لوگ میراں صاحب کے عرس تک ٹھہر جاتے ہیں۔ عرس کے دن مزار مبارک پر بہت کلاوہ لپٹیا جاتا ہے جسے ہندو لوٹتے ہیں اور مسلمان

Marfat.com

ن سے جھکتے ہیں اسوقت عجیب رقت آمیز سماں ہوتا ہے - درگاہ کے نام کچھ جاگیر بھی وقف ہے جس کا انتظام ایک کمیٹی کرتی ہے [۱]

گنج شہدا حضرت سید حسین کی درگاہ کے جنوب میں ایک وسیع پختہ احاطہ میں گنج شہدا ہے یہاں بہت سے شہدا کے مزارات ہیں۔ ۱۰۶۲ھ میں وزیر کلاں (جہانگیر بادشاہ کے امیروں میں سے تھے) نے ان مزاروں کے گرد چہار دیواری بنوائی تھی آج تک ان کا صحیح شمار باوجود کوشش کوئی شخص آجتک نہیں کرسکا۔ یہاں ایک سنگ مرمر کے مقبرہ میں حضرت خواجہ بزرگ کے خسر سید وجیہہ الدین المعروف بہ سید حسن آسودہ ہیں۔

مزار امیر تاغانؒ و امیر ترغانؒ بعض لوگ انھیں امیر نقی اور امیر تقی بھی کہتے ہیں۔ عام لوگ تاکا توکی کہتے ہیں۔ یہ دونوں مزارات چشمہ نور کے غربی سطح کوہ پر واقع ہیں ان کے گرد پختہ چہار دیواری ہے۔ یہاں دو دالان اور ایک گہرا حوض بھی بنا ہوا ہے۔ چنبیلی کے درخت کثرت سے مزاروں پر چھائے ہوئے ہیں یہاں بھی گنج شہدا ہے [۲]

مزار روشن علیؒ آپ کا مزار حضرت سید حسین خنگ سوار کی درگاہ کے احاطہ کے اندر تارہ گڈھ پر ہے۔

مذکورہ بالا کے علاوہ اجمیر میں اور بھی بہت سے مزارات ہیں جنمیں سے بعض تقریباً پانچ سال ہوئے شکستہ اور بعض بے نشان ہوگئے ہیں۔

بعض بزرگان اسلامؒ کے چلے :-

چلہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ سدا بہار پہاڑی پر متصل آنا ساگر واقع ہے۔ اجمیر آکر پہلے غریب نواز نے پہاڑی کی اسی گپھہ میں قیام فرمایا تھا۔ یہاں از راہ عقیدت دو سنگین تخت بھی بنادئے ہیں بہ۱۰۲۳ھ میں مہابت خاں صوبہ دار اجمیر کے شقہ دار دولت خاں نے روبرو چلہ کے

۱۔ دیکھو احسن السیر ص۱۲۳-۱۲۸ ۲۔ کتاب "غریب نواز" ص۱۷۳ از بشیر احمد لاہوری ۳۔ دیکھو احسن السیر ص۸۲-۸۵

ایک محوطہ سنگین بنوا کر دروازہ کے اوپر یہ اشعار کندہ کرائے :-

"برزبان شرر رفیع القدر | جامی شرع دیں شہاب الدین
رونق عدل و جود واو چناں | کہ نیاز واز زمان و زمین
گشت والی صوبۂ اجمیر | خان خاناں بہ عزت و تمکین
پاک دیں پاک باز دولت خاں | بود شقہ دار او برسم امیں "
ساختہ ایں مکان چلہ حیثت | یا بود یادگار او بہ زمیں
سال تاریخ طالبی گفتار | سی و ہفت و ہزار بود سنین[۱]"

۱۰۳۷ھ

چلہ شریف کے احاطہ میں شمالی صحن میں مرشدی حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ باباؒ کا مزار اقدس سنگ مرمر کی بارہ دری میں ہے۔ اس صحن میں سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا فرش ہے مزار کے سرہانے کی جانب ایک تین دروازوں کا کمرہ مع بغلی کوٹھری ہے۔ مشرق کی جانب پانچ در کا وسیع دالان ہے۔ چلہ کے بالکل متصل معصوم بابا کا مزار ہے۔ سامنے ایک تین در کی مسجد ہے۔ مسجد کی بغلوں میں اعتکاف کیلئے حجرے ہیں۔ اس احاطہ کے باہر مشرق اور غرب میں دو سہ دریاں مع بغلی حجروں کے ہیں۔ شرقی دری کے آگے ٹین کا سائبان ہے۔ جنوبی احاطہ میں مولائی و مرشدی حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ کا مزار ایک حجرہ میں ہے تعویذ مزار سنگ مرمر کا ہے۔ حجرہ میں سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا فرش ہے۔ آپکے مزار کے مشرق میں سید احمد علی شاہ بنارسی کا مزار ایک ٹین کے سائبان میں ہے۔ پائین کی جانب بخاری شاہ صاحبؒ کا مزار ہے۔

۱۹۳۰ء میں باہتمام محی الاوقات یعنی گدڑی شاہی کمیٹی (رجسٹرڈ) چلہ شریف پر گنبد تعمیر ہوا۔ سنہ ۱۳۴۴ھ میں حاجی کرم علی خاں صاحب خلف نواب خواجہ محمد خاں صاحب جاگیردار دھول پور نے مشرقی احاطہ بنوایا۔ اس قطعہ زمین کے متعلق درگاہ کمیٹی اور شاملات کمیٹی کے

---

(۱) دیکھو احسن السیر صفحہ ۹۹

Marfat.com

کے درمیان دیوانی میں مقدمہ بھی چلا آخر چیف کمشنر اجمیر نے شاملات کمیٹی توڑ کر ممبران میں اسکی متعلقہ زمینیں تقسیم کر دیں۔ یہ قطعہ زمین مسلمان ممبران کو دیا گیا انہوں نے درگاہ کی نذر کر دیا

۱۹۴۷ء کے فسادات میں یہاں کی عمارات کو نقصان پہنچایا گیا۔ بعد میں مرمت ہوئی

چلہ سالار غازیؒ سدا بہار پہاڑی کی چوٹی پر رنگ سرخ کے گنبد کے اندر ایک مزار ہے۔ اس احاطہ میں اور بہت سے مزارات ہیں۔ حضرت کوثر علی شاہؒ۔ انگارہ شاہؒ۔ کلو بادشاہ مجذوبؒ اور دیگر اہل دل حضرات کے بھی یہاں مزارات ہیں۔

محمود غزنوی نے بعد فتح سید سالار ساہو کو یہاں کا صوبہ دار کر دیا تھا مشہور ہے اس مقام پر آپکے صاحبزادے سید مسعود غازی (جن کا بہرائچ میں مزار ہے) کی ولادت ہوئی اسلئے یہ چلہ سالار غازی کے نام سے مشہور ہے[۱] پچھلے فسادات کے موقعہ پر یہاں کے اکثر مزارات شہید ہو گئے۔ بعض کی بعد میں مرمت ہوئی۔

چلہ خواجہ قطب صاحبؒ سدا بہار پہاڑی کے مشرقی حصہ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا چلہ ہے۔ یہاں موصوف عبادت الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔ چلہ کے بالائی صحن میں ایک تین در کی پختہ مسجد ہے۔ مولانا فخر الدین دہلویؒ کے مرید مولانا شمس الدین نے ۱۱۹۰ھ میں یہ مسجد تعمیر کرائی اس مسجد کے کتبہ کے اکثر الفاظ فرسودہ ہو گئے مگر یہ شعر پڑھنے میں آتا ہے:۔

"از پئے تاریخ سالش ہاتف از روئے نوید   داد پاسخ گو مورخ ذکر ہو رب مجید"

چلہ کے نیچے صحن دوم میں ایک محوطہ عالیشان پختہ بنا ہوا ہے۔ اسمیں محمد شاہ خان کی قبر ہے۔ موصوف نواب امیر خاں والی ٹونک کے رفیقوں میں تھے۔ محوطہ کے غرب میں ایک مسجد پانچ در کی اور ایک حجرہ محمود خاں نائب محمد شاہ خاں نے ۱۳۳۹ھ میں تعمیر کرائے۔ دروازہ پر سنگ مرمر کی لوح پر یہ کتبہ کندہ ہے:۔

---

[۱] دیکھو احسن السیر ص ۱۰۰۹

اللہ اکبر

در بنا کرد محمود عالی نگاہ مزار محمد شہر دیں پناہ

زتاریخ تعمیر گوید لطیف زہے مقبرہ مسجد و خانقاہ[1] ،،

اس صحن سے مشرق کیجانب بہت سی سیڑھیاں ہیں۔ انکے ہر دو جانب سہ دریاں اور حجرے ہیں۔ سیڑھیوں کے بعد صحن سوم میں متعدد حجرے اور ایک مسجد تھی۔ سیٹھ بھاگ چند صاحب کی کوٹھی کی دیوار گر جانے سے مسجد اور حجرے منہدم ہو گئے۔ البتہ اس وسیع صحن میں ایک اور وسیع مسجد ہے۔ پچھلے فسادات کے موقعہ پر بعض حجروں کے کواڑ بلوائی لے گئے۔

بتاریخ ۱۳ ماہ ربیع الاول اس چلہ پر حضرت قطب صاحب[2] کے مراسم عرس منجانب درگاہ خواجہ صاحب ادا کئے جاتے ہیں۔ چادر محی الاوقاف یعنی گدڑی شاہی مٹکا جسٹر د جلوس کیساتھ لیجاتی ہے۔

چلہ یا استھان شادی دیو سدا بہار پہاڑی پر چلہ سالار غازی کے نیچے غریب نواز کے چلہ سے تقریباً ہزار قدم پر یہ مقام واقع ہے۔ یہاں ایک گنبد کے اندر ایک پتھر کا چکر تراشا ہوا رکھا ہے۔ اسکے متصل ایک دالان اور ایک حوض ہے۔ یہاں شادی کے موقعہ پر بعض ہنود دولہا دلہن کو لاتے ہیں نذر بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ یہاں کا مجاور مسلمان ہے[2]۔ پہلے مجاور کا نام ہمانگیر تھا۔ آجکل اس کا لڑکا ہے۔ یہ وہی شادی دیو ہیں جو بقول سیر الاقطاب حضرت خواجہ غریب نواز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔

چلہ غوث پاک یا بڑے پیر صاحب کا چلہ درگاہ غریب نواز کے جنوب میں پہاڑی پر واقع ہے یہاں سونڈے شاہ درویش مدفون ہیں۔ مشہور ہے آپ بغداد شریف سے حضور غوث پاک کے یہاں کی ایک اینٹ لائے تھے۔ وصیت کی کہ "یہ بعد وفات قبر میں میرے سینہ پر رکھدینا"، بایں وجہ یہ مقام چلہ غوث پاک کے نام سے مشہور ہے[3]۔

یہاں جمشید خان صاحب نے دالان و ردالان تعمیر کرایا۔ اصغر علی صاحب متولی نے پختہ صحن اور گنبد بنوایا۔ حکیم ارشاد علی صاحب نے ایک حوض اور ایک دالان تعمیر کرایا۔

---

[1] دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۲ [2] دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۱ [3] دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۱۲-۱۳۰

حاجی وزیر علی صاحب خادم درگاہ خواجہ صاحب نے درگاہ کے رخ پر ایک بارہ دری تعمیر کرائی۔ ان کے علاوہ مساجد وغیرہ بھی ہیں۔ ربیع الثانی کی ۹ تاریخ سے ۱۱ تاریخ تک یہاں غوث پاک کی فاتحہ کے مراسم ادا ہوتے ہیں۔ مصارف کیلئے جاگیر ہے۔

چلہ مدار صاحب کو کلہ پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہاں شیخ بدیع الدین عرف شاہ مدار مکن پوری نے چلہ کیا تھا۔ مقام چلہ پر پختہ گنبد بنا ہوا ہے۔ اسکے سامنے ایک حوض ہے حوض کے کنارہ آپکے مرید کی چھتری ہے۔ جمادی الاول کی اٹھارویں تاریخ یہاں مدار صاحب کی سالانہ فاتحہ کے مراسم ادا ہوتے ہیں۔ یہاں لوگ نذریں چڑھاتے ہیں۔ اور منتیں بڑھاتے ہیں [1]

چلہ اجیپال جوگی یعنی عبداللہ بیابانی اجمیر کے گوشہ مغرب وجنوب میں موجودہ شہر سے تقریباً ۷ میل کے فاصلہ پر اسکے کھنڈر ہیں۔ یہ وہی عبداللہ بیابانی ہے جو غریب نواز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور بقول صاحب گلزار ابرار ۳۵ جنگل میں رہا کرتے تھے۔

چلہ ناطمع شاہ المشہور بہ ناتواں شاہ یہ درگاہ کے گوشہ جنوب و مشرق میں فصیل **کا تکیہ الموسوم بہ صدر چوک** شہر کے اندر ہے۔ ناتواں شاہ غریب نواز کے ہمعصر ہیں یا [2] عہد اکبری تک حبس دم کئے ہوئے اس مقام پر موجود تھے۔ شہر پناہ کی دیوار کیلئے بنیاد کھودی گئی تو آپ کو اس مقام پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ سے کہا گیا کہ "یہاں شہر پناہ کی دیوار بنے گی یہاں سے تشریف لیجائیں" فرمایا "فقیر جہاں بیٹھ گیا بیٹھ گیا" آخر مجبور ہوکر یہاں سے شہر کی فصیل گھما کر نکالی گئی۔ اور آپکے مزار کو مسقف کر دیا [3] مزار کے آگے بجانب شرق ایک چوک پختہ بنا ہوا ہے۔ اسمیں آپکے مریدین مدفون ہیں۔ یہاں ایک دالان اور دو حجرے بھی ہیں۔

چلہ بی بی حافظ جمال نور چشمے کے کنارہ پہاڑ کی گپھا میں ہے۔ اسمیں ایک دروازہ آویزاں ہے۔ مشہور ہے یہاں غریب نواز کی صاحبزادی

---

۱ احسن السیر ص۱۷۸ ۲ حافظ حمید ص۷۶ ۳ احسن السیر ص۷۸-۷۹

بی حافظ جمال نے چلہ کیا تھا۔[1]

بابا فرید الدین گنج شکرؒ اس چلہ کا ذکر عمارات درگاہ کے سلسلہ میں پیچھے آچکا ہے۔

عثمانی چلہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے چلہ (واقع سدا بہار پہاڑی) کے عقب میں عثمانی چلہ ہے اس کی تعمیر ۱۱۱۱ھ میں ہوئی یہاں پر حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے روضۂ اقدس کے تبرکات مکہ معظمہ سے لاکر رکھے گئے تھے۔ چلہ کے اوپر گنبد اور چاروں طرف بارہ دری ہے۔

یہیں پر امام باڑہ بھی ہے جسمیں شیشہ کا تعزیہ بارہ ماہ رکھا رہتا ہے۔ اس تازیہ کو آگرہ کے موتی رام نے بنایا تھا۔ موتی رام کے انتقال کے بعد ان کی حسب وصیت یہ تازیہ عثمانی چلہ پر لاکر رکھا گیا۔ اس امام باڑہ میں محرم سے لیکر امامؑ کے چہلم تک آنیوالی ہر جمعرات کو ہزاروں حاجتمند منت کے پان اٹھاتے ہیں اور منت بر آنے پر پان بھرتے ہیں۔
اسی چلہ پر حضرت علیؓ کے جھنڈے کا ممبر بھی ہے جس پر ہر سال ۱۸ ذی الحجہ کے دن تین گیسو والا جھنڈا لواء الحمد نصب کیا جاتا ہے۔ اس ممبر پر بھی اس دن حاجتمند منت اٹھاتے ہیں اور منت بر آنے پر اس دن چنے بھرتے ہیں۔

عثمانیہ خانقاہ محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن (رجسٹرڈ) کے دفتر (واقعہ بالائے جھالرہ۔ درگاہ شریف کے ایک حجرہ میں غریب نوازؒ کے پیر و مرشد کے مزار اقدس کے تبرکات مدفون ہیں۔

بعض باغات:۔

دولت باغ یہ باغ شاہجہانی محلات کے قریب متصل آناساگر واقع ہے۔ جہانگیر نے ۱۶۰۵ء میں تخت نشیں ہونیکے بعد نصب کرایا تھا اور یہاں کچھ محلات بھی تعمیر کرائے تھے۔ مگر اب ان کا نشان نہیں۔ یہاں عمدہ پانی کا کنواں اور سیلانی پیر کا مزار بھی ہے۔

---

[1] دیکھو کتاب ۱۰۰ اجمیر، صفحہ ۱۵

برطانیہ کے عہد میں یہاں سڑکیں اور دروازے بنائے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ شاہی زمانہ میں کہ یہاں ہیلی بازار کی نمائش ہوتی تھی آجکل بند سوموار اور فلاور شو کے میلہ ہوتے ہیں۔ دولت خانہ شاہجہانی کا پائیں باغ دولت باغ کے نام سے مشہور ہے

شاہجہانی باغ یہ باغ شاہجہان بادشاہ نے آناساگر کے شمال میں نصب کرایا تھا مگر آجکل ویران حالت میں ہے[1]

قیصر باغ قیصر باغ دولت باغ کے قریب ہے دولت باغ سے وسیع ہے مگر پرفضا نہیں ہے

باغ بوراج یہ باغ اجمیر سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر مغرب کی جانب موضع بوراج میں واقع ہے نواب محمد عمر خاں صاحب کی جاگیر میں ہے۔ اہل شہر یہاں برسات کے موسم میں سیر کے لئے جایا کرتے ہیں۔

باغ سید احمد دامن کوہ میں آناساگر کے گوشۂ شمال و مشرق میں یہ باغ ویران حالت میں کچھ باقی ہے۔ موصوف ۱۶۶۹ء میں اجمیر کے صوبہ دار تھے[2]

بعض بازار :-

خاص بازار یا درگاہ بازار اکبر بادشاہ نے ۹۷۰ھ میں دورویہ پختہ لداؤ کی دوکانات درگاہ شریف کی شمالی سیڑھیوں کے متصل تعمیر کرائیں[3] اس بازار کا نام خاص بازار تھا مگر آجکل یہ بازار درگاہ بازار کہلاتا ہے[4]

سہیلی بازار دولت خانہ اکبری کے متصل یہ بازار مسماۃ چمیلی (جو زمانہ اکبر سہیلی تھی) کا بنوایا ہوا ہے دورویہ لداؤ کی دوکانیں ہیں۔ بازار کے روبرو نہریں جاری تھیں۔ باغ بھی تھا۔ اب سب برباد ہوگئے۔

---

[1] دیکھو کتاب غریب نواز ص ۱۶۳ [2] دیکھو کتاب "اجمیر" ص ۱۳۴ [3] دیکھو احسن السیر ص ۶۸-۶۹

[4] دیکھو کتاب "اجمیر"، ص ۳۰

Marfat.com

کچھ نشانات باقی ہیں ۱؎

نیا بازار دولت خانہ اکبری کے غرب میں وسیع صحن تھا مرہٹوں کے زمانہ میں اسکی بنیاد پڑی ۱۸۱۹ء میں مسٹر ولڈر اور مسٹر کونڈس (افسران منجانب ایسٹ انڈیا کمپنی) نے اسے مکمل کرایا

بعض چشمے کنویں اور تالاب

تالاب بیسلہ یہ تالاب موجودہ شہر اجمیر کے شرق میں ریلوے اسٹیشن سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ راجہ بیسلدیو چہارم نے شکار کے موقعہ پر تالاب بیسلہ کے بننے کا حکم دیا اور تقریباً ۱۱۵۳ء اور ۱۱۶۳ء کے درمیان تعمیر ہوگیا۔ اسکے گرد بت خانے اور خوبصورت پتلیاں تھیں۔ ان کے منہ سے پانی کے فوارے چھوٹتے تھے۔ تالاب کے وسط میں دو ٹیلے ہیں ان پر راجہ کے محل تھے۔ جہانگیر نے اس تالاب کے کنارہ مکانات بنوائے تھے۔ اسی مقام پر جہانگیر نے شاہ انگلستان کے سفیر سے ملاقات کی تھی اور سفیر نے ایک چار پہیوں کا چرخ بادشاہ کی نذر کیا تھا۔ جب آناساگر مقررہ حد تک بڑھ جاتا ہے تو اس کا زائد پانی بیسلہ میں آتا ہے ۲؎

آناساگر یہ تالاب راجہ انادیو (ارنوراج یا اناجی) نے (تقریباً ۱۱۳۵ء اور ۱۱۵۰ء کے درمیان) تعمیر کرایا۔ برسات کے موسم میں اسکا دور تقریباً چھ میل ہو جاتا ہے۔ اسکے کنارہ شاہجہانی سنگ مرمر کے محلات ہیں ۳؎

فائی ساگر یہ تالاب اجمیر کے مغرب میں تقریباً ۴ میل کے فاصلہ پر ۱۸۹۲ء میں بنایا گیا۔ یہاں سے اہل شہر کو بذریعہ نل پانی پہنچایا جاتا ہے۔ قحط سالی کے زمانہ میں مبلغ دو لاکھ اڑسٹھ ہزار نو سو روپیہ کے صرفہ سے اجمیر میونسپلٹی نے تعمیر کرایا۔ مسٹر فائی ایگزیکٹیو انجینیر نے اسکی تعمیر کرائی۔ لب آب ایک کاٹھ کا بنگلہ بھی بنایا گیا ہے۔ بہت پرفضا مقام ہے ۴؎

ڈگی یہ چشمہ جنوبی فصیل شہر اور شہر پناہ دروازہ کے متصل ہے ۱۸۶۸ء میں کرنل ڈکسن کمشنر اجمیر نے اسکی تعمیر کرائی۔ یہ اہل شہر کو کافی پانی دیتا ہے۔ اس کے ہر چہار جانب عمارات ہیں ۶؎

۱؎ دیکھو احسن السیر صفحہ ۹۵ ۲؎ دیکھو کتاب اجمیر صفحہ ۲۵۳ و احسن السیر صفحہ ۷۶-۷۵ ۳؎ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۰-۱۰۱ و کتاب اجمیر صفحہ ۶۶-۶۷ ۴؎ دیکھو کتاب اجمیر صفحہ ۶۵-۶۶ ۵؎ دیکھو کتاب "اجمیر" صفحہ ۱۱۲ ۶؎ دیکھو احسن السیر صفحہ ۷۸

Marfat.com

کاتن باولی ڈھائی دن کے جھونپڑے کے متصل ہے۔ اسکا پانی صاف و شیریں ہے کہا جاتا ہے کہ ایک بڑھیا یہاں سوت کاتا کرتی تھی۔ ایک دن سلطان شمس الدین التمش کی سواری اسطرف سے گذری بڑھیا نے ایک سوت کی اینٹھن بادشاہ کی نذر کی۔ بادشاہ نے دریافت کیا، کیا چاہتی ہے؟ بڑھیا نے کہا کہ ایک مسجد اور ایک باولی میرے نام پر تعمیر ہو جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے یہ باولی تعمیر کرا دی[1]

جھالرہ اسکا ذکر عمارات جھالرہ کے سلسلہ میں پیچھے آچکا ہے۔

بھاٹا یا بھاٹ باولی یہ باولی محلہ اندر کوٹ کے قریب ہے۔ کہا جاتا ہے کسی بھاٹ نے بنوائی تھی[2]

ملوسر و مولاسر ان دونوں چشموں کا ذکر پیچھے آچکا ہے۔ بقول مولف احسن السیر ان میں سے ایک کا نام ملوسر اور دوسرے کا مولاسر ہے۔ عشرہ محرم کے روز یہاں بہت مخلوق جمع ہوتی ہے[3] اور تعزیے سیراب کیے جاتے ہیں۔

نور چشمہ جہانگیری یہ تارہ گڈھ کے مشرق میں واقع ہے پہلے اسکے متصل راجہ اجیپال کا آباد کیا ہوا شہر (اجمیر) تھا۔ نورالدین جہانگیر ۱۰۲۴ھ مطابق ۱۶۱۵ء میں اجمیر آیا اور ایک محل اس چشمہ کے متصل تعمیر کیا۔ محراب دروازہ پر سنگ مرمر کی لوح میں یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے:-

"بلند اقبال شاہ ہفت کشور | کہ وصف اونمی گنجد بہ تقریر
فروغ خاندان شاہ اکبر | شہنشاہ زماں شاہ جہانگیر
دریں سرچشمہ چوں آمد بہ فیضش | رواں شد آب خاکش گشت اکسیر
شہنشاہ کرد نامش چشمہ نور | شدہ آب خضر زرحاشنی گیر
دہم سال از جلوس شاہ غازی | بحکم بادشاہ نیک تدبیر
بہ طرف چشمہ نور ایں عمارت | جہاں آرائے شد از روئے تقدیر
خسرو تاریخ اتمامش رقم کرد | محل شاہ نورالدین جہانگیر"[4]

۱۰۲۴ھ

عمارت میں صرف ایک دروازہ اور سرخ رنگ کا دالان باقی ہے مگر شکستہ حالت میں ہے اسکا سابقہ نام حوض جمانی ہے[5]

---

[1] دیکھو احسن السیر ص۹۲ [2] دیکھو احسن السیر ص۹۳-۹۴ [3] دیکھو احسن السیر ص۱۰۳ مطبوعہ آفتاب جہانتاب پریس
[4] دیکھو احسن السیر ص۱۱۳-۱۱۸ وکتاب "اجمیر" ص۱۰۴-۱۰۶ [5] کتاب "اجمیر" ص۶۲ بحوالہ جنرل جلد اول ص۱۲۵

پوکھریا پشکر یہ تالاب اجمیر سے تقریباً تین کوس کے فاصلہ پر بجانب مغرب واقع ہے۔ ہندوؤں کا بڑا تیرتھ ہے اسکے گرد مندر اور گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ اسکے جنوبی کنارہ پر اکبر بادشاہ نے محل تعمیر کرایا تھا اس محل کے نشانات رہ گئے ہیں جہانگیر نے بھی اسکے کنارہ اپنے رہنے کیلئے محل تعمیر کرایا اس کے کھنڈر اب تک جو دہ پوری دروازہ کے پیچھے موجود ہیں۔ عالمگیر نے اسکے متصل سنگ سرخ کی مسجد تعمیر کرائی جو اب تک موجود ہے۔ یہ تالاب بارہ گز گہرا ہے اور ڈیڑھ کوس کے دور میں واقع ہے۔ یہاں سالانہ کاتک کے مہینہ میں میلہ ہوتا ہے۔ ہزاروں آدمی اور مویشی آتے ہیں۔ سب سے بڑی عمارت یہاں برہما جی کے مندر کی ہے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے یہ حوض زمین میں کھودا گیا۔

سورج کنڈ یہ کنڈ (باوڑی) دہلی دروازہ کے باہر محلہ گنج میں تھا اسمیں سے دریاں بھی تھیں لوگ یہاں جاتے ہوئے ڈرتے تھے۔ بزمانہ برطانیہ اسے مٹی سے پاٹ کر یہاں ایک دالان بنا دیا گیا ہے۔

چاند کنڈ یہ کنڈ مدار دروازہ کے باہر بالمقابل دروازہ بجانب شرق دروازہ سے کچھ فاصلہ پر ۱۸۵۴ء میں کرنل ڈکسن کمشنر اجمیر نے تعمیر کرایا تھا۔ حفیظ معمار نے کار تعمیر انجام دیا تھا اسکے مشرق میں نواب فیض اللہ خاں بنگش کی بنائی ہوئی سرا تھی مگر ۱۸۷۲ء میں ریل کا اسٹیشن بنانے کیلئے سرا کھدوا دی گئی تھی۔[۱] صاحب احسن السیر نے اسے سورج کنڈ لکھا ہے مگر بعض لوگ اسے چاند کنڈ کہتے ہیں۔

اسد خاں کی باولی آنا ساگر کے گوشہ شمال و مشرق میں پرانی عیدگاہ کے متصل واقع ہے۔ اسد خاں صوبہ دار اجمیر نے بنوائی تھی۔ یہ ۱۰۹۲ھ مطابق ۱۶۸۱ء میں اجمیر کے صوبہ دار تھے۔[۲]

بعض محلّے:۔

محلہ اندرکوٹ حسب تفصیل گذشتہ یہاں قلعہ تارہ گڈھ کی حفاظتی فوج رہا کرتی تھی۔ صاحب احسن السیر نے (صفحہ ۴۰۷) لکھا ہے کہ چار ہزار برس پہلے یہاں راجہ اندرسین نے شہر بسا کر اندرکوٹ

۱؎ دیکھو احسن السیر ص۱۰۸–۱۱۳ و کتاب "اجمیر" ص۱۰۴

۲؎ دیکھو کتاب "اجمیر" ص۱۳۰۔

Marfat.com

نام رکھا تھا۔ یہ راجہ بدھ مذہب کا پیرو تھا۔ یہاں اس زمانے کے سنگین باولیاں موجود ہیں۔ اس سلسلہ میں موصوف نے یہاں صدہا بت خانے ہونا اور سراوگی وجینیوں کا بدھ مذہب کا پیرو وغیرہ ہونا بھی لکھا ہے۔ یہاں ہم اس روایۃ کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کو نظر انداز کرکے صرف یہ لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ بقول ایشوری پرشاد[1] گوتم بدھ جی کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے تقریباً پانچ سو برس پہلے کا ہے۔ جسکو اس وقت تقریباً ڈھائی ہزار سال ہوتے ہیں۔ چار ہزار سال پہلے تو نہ گوتم بدھ جی تھے نہ ان کا مذہب تھا پس ایسی حالت میں یہ روایت کسی مورخ کیلئے قابل تسلیم نہیں ہے بلکہ ایک ایسی بے سروپا کہانی ہے جس کو صداقت اور تاریخی مطابقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

صاحب احسن السیر نے جن باولیوں کو راجہ اندرسین کے زمانہ کا لکھا ہے ہمارے نزدیک وہ چار ہزار سال پہلے کی نہیں ہیں بلکہ چوہان راجپوتوں کے زمانہ میں قلعہ تاراگڑھ کی تعمیر کے وقت پانی کی کمی کی وجہ سے قلعہ پر پانی فراہم کرنے اور قلعہ کے محافظ دستہ (جو قلعہ کے نیچے اس مقام پر رہتا تھا) کو پانی مہیا کرنے کیلئے بنائی گئی ہیں۔ چونکہ یہ مقام پرانے قلعہ کی حفاظتی فصیل (جس کے نشانات ابتک موجود ہیں) کے اندر تھا اسلئے اندرکوٹ (قلعہ کی دیوار کے اندر) کہلاتا تھا

موتی کٹرہ خاص بازار کے مشرقی جانب میاں بائی کی مسجد کے سامنے ایک حویلی کسی شاہی زمانہ کے امیر کی تھی اس حویلی کا تو اب نشان تک باقی نہیں ہے۔ برطانیہ کے زمانہ میں اس جگہ ایک ویران میدان تھا۔ جب کونڈس صاحب ڈپٹی کمشنر اجمیر نے لوگوں کو عمارت کی اجازت دی تو ساہوکاروں نے یہاں عالیشان دروازے اور مکانات بنوائے ان کے سامنے وسیع چوک نکل آیا بجانب غرب اور جنوب اہل اسلام اور ساہوکاروں کی حویلیاں اور دوکانیں ملی جلی بنی ہیں۔ یہ کٹرہ نصیر الدولہ وفادار خاں کرنل سر ڈیوڈ اختر لونی کا آباد کیا ہوا[2] ہے۔ اس کا دروازہ سرکار انگریزی نے تعمیر کرایا تھا جو بعد میں فروخت کردیا پہلے اس کٹرے کا نام نصیر گنج[3] رکھا گیا مگر بعد میں صاحب موصوف نے اسکا نام اپنی خانہ انداز طوائف موتی کے نام پر موتی کٹرہ رکھا۔

---

[1] دیکھو اردو ہسٹری آف انڈیا از ایشوری پرشاد ص۲۷ [2][3] خطابات شاہی دہلی کے عطیہ ہیں۔ [4] دیکھو احسن السیر ص۷۲-۷۳

لاکھن کوٹھری یہ محلہ درگاہ کے گوشہ شمال و مغرب میں آباد ہے۔ پرانے زمانہ میں یہاں لاکھا بھیل رہا کرتا تھا اسی کے نام سے یہ محلہ مشہور ہے یہاں زیادہ سیٹھ ساہوکاروں کی حویلیاں ہیں پہلے یہاں چاندی کی کان سے چاندی نکالی جاتی تھی[1] لاکھا بھیل کی قبر اسی محلہ میں ہے۔

کرڑ کا چوک یہ محلہ درگاہ کے گوشہ شمال و مشرق میں واقع ہے یہاں کرڑ کا شاہ فقیر نے اپنے مکان کے آگے ایک چوک بنا رکھا تھا شدہ شدہ یہ محلہ اس نام سے مشہور ہو گیا[2]

اجمیری دڑہ یہ محلہ درگاہ کے گوشہ شمال و مشرق میں تقریبا دو فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ اجمیری خاں (جنکا مزار عقب میو کالج بجانب مشرق ہے) نے بسایا تھا[2]۔ یہاں مساجد اور مزارات بھی ہیں۔ اجمیر کا مشہور تعزیہ الموسوم بہ ڈولہ اسی محلہ کی ہتائی سے بتاریخ ۱۰ محرم بوقت سہ پہر اٹھایا جاتا تھا۔ آجکل یہاں سے نہیں اٹھتا۔

بعض شہری اسلامی تقاریب :-

بماہ محرم الحرام شہر کے بہت سے مختلف مقامات پر تعزئے رکھے جاتے تھے مگر ۱۹۴۷ء کے بعد سے صرف محلہ خادمان اور اندر کوٹ میں تعزیہ داری ہوتی ہے۔ چھتری دروازہ کے متصل مجالس منعقد ہوتی تھیں۔ درگاہ شریف کا تعزیہ زیادہ مقبول ہے۔ یہ آجکل بھی جلوس میں سیراب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ چاندی کا تعزیہ اجمیری دڑہ والا ڈولہ اور اندر کوٹ میں علم بھی رکھے جاتے ہیں نیز تلواروں سے ہائی دوسٹ[3] بھی کھیلا جاتا ہے۔

بماہ صفر المظفر ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کے دن دولت باغ میں میلہ لگتا تھا۔ دو کانیں آتی تھیں۔ مسلمان جمع ہوتے تھے مگر ۱۹۴۷ء کے بعد سے محلہ اندر کوٹ میں موجودہ مسلمان یہ رسم پوری کر لیتے ہیں۔

بماہ ربیع الاول بتاریخ ۹ ربیع الاول بتقریب یوم نبوت مابین عصر و مغرب ایک اسلامی جلوس دفتر محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن درجبر ڈا

۱؎ دیکھو احسن السیر ۲۷ ۲؎ دیکھو احسن السیر ۵۷ ۳؎ یہ روایت خاں بہادر سید عبدالوحید صاحب سابق پروفیسر میو کالج نے بیان کی ۳؎ بہت سے آدمی ننگی تلواریں ہاتھ میں لیکر ایک حلقہ بنا لیتے ہیں۔ یہ حلقہ گردش کرتا ہوا تلواروں کے ہاتھ دکھاتا ہے اہل اجمیر اسکو ہائی دوسٹ کہتے ہیں۔

Marfat.com

سے غریب نواز کے چلہ پر باہتمام کمیٹی مذکور جاتا ہے اور بتاریخ ۱۴ ربیع الاول قطب صاحب کے چلہ پر منجانب درگاہ آنحضرت کے عرس کے مراسم ادا کیئے جاتے ہیں۔ بتاریخ ۱۳ ربیع الاول اس موقعہ پر کمیٹی مذکور چادر شریف جلوس کے ساتھ لیجانے اور بوقت محفل چائے پلانے کی خدمات انجام دیتی ہے۔ اس موقعہ پر دولت باغ میں میلہ ہوتا ہے

بماہ ربیع الثانی اس مہینہ کی ۱۰، ۱۱ تاریخ بڑے پیر صاحب کے چلہ پر مراسم سالانہ عرس غوث پاکؒ ادا کیئے جاتے ہیں۔

بماہ جمادی الثانی بتاریخ ۹ جمادی الثانی غریب نواز کے چلہ پر تقریب یوم ولادت غریب نواز مابین عصر و مغرب باہتمام محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی کمیٹی (رجسٹرڈ)۔ سماع کے ساتھ فاتحہ ہوتی ہے

بماہ رجب المرجب بتاریخ ۵ رجب سید اسرار احمد صاحب کے یہاں اشراق و چاشت کے درمیان محفل سماع کے ساتھ غریب نواز کی فاتحہ ہوتی ہے اور بعد نماز عشاء محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی کمیٹی (رجسٹرڈ) کے دفتر میں مراسم فاتحہ مع سماع ادا کیئے جاتے ہیں۔

بماہ رمضان المبارک بتاریخ ۸، ۹، ۱۰ رمضان حضرت گدڑی شاہؒ کے سالانہ عرس کے مراسم باہتمام محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی کمیٹی (رجسٹرڈ) ادا کیئے جاتے ہیں۔ غریب نواز کے چلہ پر بتاریخ ۸ رمضان جلوس کے ساتھ چادر بھی جاتی ہے اور ۱۷ رمضان سے ۲۱ رمضان تک امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مراسم عرس معہ سماع سلام خوانی، نغمہ خوانی وغیرہ باہتمام محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی کمیٹی سالانہ ادا کیئے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بتاریخ ۱۷ رمضان المبارک بیر مٹھا یا غریب نواز کے چلہ سے گیارہ بجے شب کے جلوس چادر شریف روانہ ہو کر براہ دہلی دروازہ درگاہ بازار وغیرہ صبح چار بجے درگاہ میں پہنچا کرتا تھا مگر ۱۹۴۷ء کے بعد سے یہ رسم گلی لنگر خانہ اور نظام گیٹ کے روبرو ادا کی جاتی ہے۔

Marfat.com

بماہ شوال المعظم بتاریخ ۵ شوال مابین عصر و مغرب منجانب محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی کمیٹی (رجسٹرڈ) بسلسلۂ عرس حضرت خواجہ عثمانی مکی ہرونی قدس سرہ درگاہ شریف میں سماع کے ساتھ سالانہ چادر پیش کی جاتی ہے اور بتاریخ ۶ شوال بوقت شب سماع خانہ درگاہ میں عثمانی مشاعرہ ہوتا ہے - بتاریخ ۳، ۴، ۵ شوال حضرت قاضی گدڑی شاہ کے مراسم عرس چلہ شریف پر ادا کیے جاتے تھے مگر ۱۹۴۷ء کے بعد سے بعض مراسم درگاہ میں ادا کئے جاتے ہیں البتہ چادر شریف جلوس کے ساتھ بتاریخ ۳ شوال باہتمام محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی کمیٹی (رجسٹرڈ) مزار مبارک پر جاتی ہے اور اسی دن چلہ شریف پر قوالی اور مشاعرہ بھی ہوتا ہے۔

بماہ ذی الحجہ بتاریخ ۹ ذی الحجہ بروز حج مابین عصر و مغرب عثمانیہ چلہ پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمعیل ذبیح اللہ کی فاتحہ کے مراسم سالانہ باہتمام محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی کمیٹی (رجسٹرڈ) ادا کیے جاتے ہیں۔

حکومت اجمیر

راجہ انہر دیو چوہان سمت ۲۰۲ دھرم راج جدھشٹر (جسکو تقریباً ساڑھے چار ہزار سال گذرے) میں ایک راجہ ہوا ہے اسکو جیتر بھوجا (چار ہاتھ پاؤں والا یعنی بہادر) بھی کہتے ہیں اسی راجہ نے انتہل دیو (اسکے زمانہ میں نہر والا جسے آجکل پٹن گجرات کہتے ہیں) شہر آباد کیا تھا - سلطان علاؤ الدین خلجی نے ۶۹۶ھ میں اسے برباد کر دیا - اس راجہ کے بعد کے راجگان سوا چار چوہان - ملان چوہان اور گلن سور تھے[1] ممکن ہے اس زمانہ میں علاقہ نہر والا میں علاقہ اجمیر (جو اس وقت اس نام سے نہیں بسایا گیا تھا) شامل ہو مگر بقول ہربلاس سردا "ابتدائی زمانہ میں راجگان سامر (دہلیے سے ایک اسٹیشن پرے جہاں نمک بنایا جاتا ہے) علاقہ اجمیر (قبل اجمیر کے نام سے موسوم ہونے کے) پر حکمراں تھے - انکی وسعت سلطنت مغرب میں اجمیر

---

[1] دیکھو احسن السیر صفحہ ۵

سے آگے تک تھی ؏۱

اجے راج (اجیپال) سے لیکر ہری راج (برادر پرتھوی راج) تک اجمیر میں تقریباً تین چوہان راجگان نے قریب قریب چھ سو تینتالیس (۶۴۳) سال تک حکومت کی۔ اس درمیان میں بعض اوقات تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لیئے محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کی بھی حکومت رہی۔ ذیل میں ان راجگان میں سے بعض کا تذکرہ حسب ذیل ہے:۔

اجیپال چکوا اجیپال جوسمت دیو کا بیٹا اور ولیلدیو کا پوتا تھا سامر سے اجیت پور (ناگور) میں آیا یہی اجمیر کا بانی اوّل ہے۔ اجیپال کا زمانہ ۶۰۸ بکرمی ولادت ۵۵۱ء کا ہے یہ اجیپال چکری (چکوا) کہلاتا تھا ؏۲

اجیپال خسرو بن سیاوش بن کیکاؤس کا ہمعصر تھا اسکے چوبیس بیٹے تھے۔ ان کی اولاد نے اس حصہ ملک کو آباد کیا تھا۔ اسی راجہ کے زمانہ میں رستم بن زال نے جو سیستان کا حاکم تھا ایک فوج جرار کے ساتھ اپنے بیٹے فرامرز کو ہندوستان تسخیر کرنے کے لیئے بھیجا مگر کسی وجہ سے وہ ناکام واپس گیا ؏۳

مسلمانوں کا ہندوستان پر پہلا حملہ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ۳۱ھ میں عبداللہ بن عامر کو خراسان کو فتح کرنے کیلیئے مامور کیا۔ اسنے ایک بڑا لشکر لیکر کرمان کے راستہ سے خراسان کا قصد کیا۔ مقدمۃ الجیش حنیف بن قیس تھا۔ اس لشکر نے سیستان، قہستان اور نیشاپور فتح کرنے کے لیئے اور طوس سرخس ہرات۔ بادغیس، غور۔ غرجستان و بلخ مرو و طالقان پر مسلمانوں کا تصرف ہو گیا۔ تھوڑے عرصہ میں فتوحات حاصل کرکے عبداللہ بن قیس بن ہاشم کو خراسان کا اور حنیف بن قیس کو مرو و طالقان و نیشاپور کا اور خالد بن عبداللہ کو ہرات و غور و غرجستان کا والی مقرر کرکے خود حج کیلیئے روانہ ہوا ؏۴

؏۱ دیکھو کتاب "اجمیر" صفحہ ۱۳۷-۱۳۸ ؏۲ دیکھو کتاب "اجمیر" مذکور صفحہ ۱۳۷ ؏۳ دیکھو احسن السیر صفحہ ۸

؏۴ دیکھو فرشتہ جلد اوّل صفحہ ۱۶

Marfat.com

۴۴ھ میں معاویہ بن ابوسفیان نے زیاد بن امیہ کو بصرہ و خراسان و سیستان کا والی کر دیا۔ اسی سال میں عبدالرحمٰن بن شمر نے بمشورہ زیاد کابل فتح کر لیا اور وہاں کے لوگوں کو اپنا مطیع کیا اسکے متصل مہلب بن ابی صفرہ نے جو عرب کے سرداروں میں تھا خوالی مرو سے کابل و زابل میں آیا اور ہندوستان میں داخل ہو کر جنگ کی۔ بارہ ہزار لونڈی غلام بنائے اس زمانہ میں اہل ہندوستان میں سے بعض نے اسلام قبول کیا۔[۱]

جب خالد بن عبداللہ حکومت کابل سے معزول کیا گیا تو اس نے عرب و عراق جانے کو بخوف حاکم شاق و دشوار تصور کر کے معہ اہل و عیال اور عرب کی ایک جماعت کے ساتھ اہل کابل کی رہبری سے مابین ملتان و پشاور کوہ سلیمان میں جا کر اقامت اختیار کی اور اپنی لڑکی کا نکاح ایک متبرک افغانی مسلمان سے کر دیا۔[۲]

مسلمانوں کا راجپوتانہ پر پہلا حملہ

۶۸۵ء مطابق ۶۵ یا ۶۶ھ

ہر بلاس سارڈا نے بلا ماخذ کتاب "اجمیر" کے ص ۱۳۵ پر لکھا ہے کہ "گوبند راج اوّل اجمیر کا پہلا راجہ تھا جسکی مسلمانوں سے لڑائی ہوئی اس نے مسلمانوں کو شکست دیکر سلطان بیگ وارث کو قید کر لیا"، مگر ٹاڈ کا بیان ہے کہ پہلی مرتبہ اسلامی فوجیں ۶۸۵ء (مطابق ۶۵ھ یا ۶۶ھ) میں بزمانہ راجہ منیکا رائے راجپوتانہ میں داخل ہوئیں موصوف[۴] کے بیان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

" راجپوتانہ میں پہلی مرتبہ اسلامی فوجیں ۶۸۵ء میں داخل ہوئیں۔ اجمیر کے فرمانروا منیکا رائے (مولوی ذکاء اللہ نے ہانک[۳] رائے لکھا ہے۔ غالباً دودھا رائے سے مراد ہے) کو قتل کر دیا اور اسکے اکلوتے بچہ مسمی لات کو جس کی عمر تخمیناً سات سال کی تھی اسوراج نے تیر سے ہلاک کر دیا۔

---

۱ دیکھو فرشتہ جلد اول ص ۱۶

۲ دیکھو فرشتہ جلد اول ص ۱۸

۳ دیکھو تاریخ اسلام از مولوی ذکاء اللہ حصہ اول ص ۱۲۰ ۴ دیکھو ٹاڈ۔ انیلس اور نیٹی کویز آف راجستھان مرتبہ ولیم کروک جلد سوئم ص ۱۴۴۷-۱۴۴۸ مطبوعہ ۱۹۲۰ء آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن

کہا جاتا ہے یہ حملہ سندھ کیجانب سے ہوا۔ حملہ کی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ اسلامی مبلغ کے ساتھ نازیبا برتاؤ کیا گیا۔ مبلغ کا انگوٹھا کاٹ لیا گیا ہے[۱]

اس باب میں صاحب احسن السیر نے کچھ جزوی اختلافات کے ساتھ ایک بہت مفصل بیان دیا ہے جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

"سمت ۷۴۰ بکرمی (۶۸۳ء مطابق ۶۳ھ ۔ ۶۴ھ) میں دولھارائے نہیں بلکہ منیکارائے[۲] راجہ ہوا۔ اس وقت اسلامی سلطنت بنی امیہ کے خاندان میں تھی۔ اس زمانہ میں روشن علی برسم سفارت اجمیر آئے انہوں نے اس دہی کو چھو لیا جو ایک گوجر عورت راجہ کے کھانے کے لئے لے جایا کرتی تھی۔ اس جرم میں ان کی انگشت شہادت کاٹ لی گئی۔ روشن علی نے ولید بن عبدالملک[۳] تک یہ خبر پہونچائی[۴] اس پر اسلامی فوج گھوڑوں کے سوداگروں کے بھیس میں اجمیر آئی اور دولھارائے پر حملہ آور ہوئی۔ دولھائی رائے لڑائی میں قتل ہوا اور گڈھ بٹیلی (تاراگڈھ) پر (سمت ۷۴۱ بکرمی میں) اسلامی قبضہ ہوگیا۔ دولھارائے کا بھائی مانک رائے سمت ۷۴۱ بکرمی (۶۸۴ء مطابق ۶۵ھ)

---

۱ دیکھو اینلس اور اینٹی کویٹز آف راجستھان مرتبہ ولیم کروک جلد سوم ص ۱۴۴۷ ۔ ۱۴۴۸ مطبوعہ ۱۹۲۰ء اکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن۔ ۲ کتاب "اجمیر" کے ص ۱۳۹ پر شاید اسی راجہ کا نام گوبند راج لکھا ہے کیوں کہ یہی راجہ لاولد فوت ہوا۔ ۳ ۶۴ھ میں یزید بن معاویہ حکمراں تھا۔ اس کا انتقال بتاریخ ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ میں تین برس چھ مہینہ حکومت کرنیکے بعد ہوا۔

۴ (الف) یہ خبر یزید بن معاویہ یا عبداللہ ابن زبیر (جو عراق و خراسان وغیرہ میں خلیفہ تسلیم کرلئے گئے تھے) یا معاویہ بن یزید یا مروان میں سے کسی کو پہونچائی کیوں کہ ۶۴ھ میں یہی حکمراں تھے (دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم ص ۱۴۵ ۔ ۱۴۹ ۔ ۱۵۲

(ب) ولید بن عبدالملک ۸۶ھ سے ۹۶ھ تک حکمراں رہا (دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم ص ۲۷ ۔ ۳۰)

Marfat.com

میں سامر کی طرف بھاگ گیا۔ ہندی کبیسر جانبنے اس واقعہ سے متعلق یہ دوہا لکھا:۔

"سمت سات سو اکتالیس نالت پانے بیس
سامریا تاتی ترس مانک رائے نریس"[۱]

سندھ وراجپوتانہ کی فتوحات ۷۵ھ میں عبدالملک[۲] نے حجاج بن یوسف ثقفی کو بصرہ اور کوفہ کی سند گورنری مرحمت کی۔ اسی زمانہ میں حجاج نے سندھ پر سعید بن اسلم بن زرعہ کو متعین کیا۔ معاویہ بن حیرث کلابی اور اس کا بھائی محمد بھی جہاد کیلئے نکل کھڑا ہوا۔ اکثر شہروں پر قبضہ کرلیا۔ جنگ آوروں کو قتل و قید کیا۔ اس سے فارغ ہو کر سعید پر بھی یہ ہاتھ صاف کردیا۔ پس حجاج نے اس (سعید) کے لڑکے مجاعہ بن سعید تمیمی کو مامور کیا۔ زرعہ نے اس سرحد پر بزور قوت قبضہ حاصل کر کے اپنی حکومت کے ایک برس بعد مکران و قندابیل کے اکثر شہروں کو فتح کیا[۳]

بعد ازاں حجاج بن یوسف نے سرحد سندھ پر اپنے چچا زاد بھائی محمد بن قاسم کو چھ ہزار جنگ آوروں کا افسری پر مامور کیا۔ قاسم اپنے بھائی سے رخصت ہو کر مکران پہونچا۔ تھوڑے روز قیام کرکے فیروز کا رخ کیا اسے فتح کرکے ارمائل کے دروازہ پر پہونچکر جنگ کی۔ والیٔ ارمائل نے بہت کوشش کی مگر ایک نہ چلی۔ محمد قاسم نے اس پر قبضہ کرکے دیبل (ٹھٹھہ) پر چڑھائی کی اسے فتح کرکے فیروز آیا۔ بعد ازاں سندھ کے اور شہروں پر دھاوا کیا جو آسانی سے فتح ہوگئے اور ملقاد (ملتان) فتح کرلیا۔ بعد فتح ملتان سندھ کا کل ملک محمد بن قاسم کے قبضہ و تصرف میں آگیا[۴]

آخر ولید بن عبدالملک نے ۹۶ھ میں وفات پائی اسکے زمانہ میں اندلس۔ کاشغر۔ سند وغیرہ مفتوح ہوئے اور ۹۴ھ میں کابل۔ فرغانہ۔ شاش۔ سندھ فتح ہوئے۔ ولید بن عبدالملک کے

---

[۱] دیکھو احسن السیر ص ۱۰۹

[۲] مروان نے رمضان ۶۵ھ میں انتقال کیا لوگوں نے اسکے لڑکے عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ عبدالملک ۸۶ھ میں مرگیا بعد اسکے اسکا بیٹا ولید برسر حکومت آیا (دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم ص ۱۶۲-۱۷۰-۱۸۱)

[۳] دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم ص ۲۲۳-۲۲۴ [۴] دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم ص ۲۷۸-۲۸۰

Marfat.com

انتقال کے بعد ۹۶ھ میں سلیمان بن عبدالملک (برادر ولید) کے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی۔[۱]

محمد بن قاسم کا اجمیر پر حملہ

بعد تسلط و فتح سندھ سپہ سالار محمد بن قاسم نے گجرات فتح کیا پھر اجمیر پر چڑھائی کی اس وقت دولھارائے نے مقابلہ کیا دولھارائے مارا گیا اور قلعہ تارہ گڑھ اول صدی ہجری میں فتح ہوا اور ۹۵ھ مطابق ۷۱۳ء میں قلعہ تارہ گڑھ پر اسلامی جھنڈا اڑنے لگا۔ یہاں تسلط کر کے محمد بن قاسم نے چتوڑ گڑھ کیطرف عزیمت کی لیکن وہاں باپا راول والی چتوڑ مورث رانا اودے پور سے شکست کھائی اور واپس اجمیر آیا مگر مورخین نے لکھا ہے کہ باپا راول خراسان جاکر مسلمان ہو گیا۔[۲]

صاحب "خاندان زبیری کنبوی" نے بحوالہ چچ نامہ وغیرہ لکھا ہے کہ "امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت عبداللہ ابن زبیر کی خلافتوں کے زمانوں میں بھی سندھ[۳] (جسکے حدود میں اسوقت مشرقی افغانستان پورا بلوچستان[۴] ۔ مکران ۔ پنجاب ۔ اور کچھ حصہ راجپوتانہ کا شامل تھا) پر حملے ہوئے تھے۔[۵]

ولید عبدالملک اموی کی سلطنت کے زمانہ میں محمد بن قاسم سپہ سالار نے ۹۳ھ میں سندھ پر حملہ کیا اور تمام سندھ فتح کر لیا ۔ اس زمانہ میں راجہ چچ کا بیٹا راجہ داہر حکمران تھا اس لڑائی میں وہ قتل ہوا۔[۶]"

۱؎ دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم صفحہ ۳۰۱-۳۰۲ ۲؎ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۲۱-۱۲۲ ۳؎ (الف) زمانہ سابق میں سارا بلوچستان سندھ میں شمار کیا جاتا تھا اسوقت جغرافیہ میں کوئی ملک بلوچستان کے نام سے نہ تھا ۔ مکران جھالاوان ۔ سراوان (قدیم طوران) لسبیلہ کچھی کچھ حصہ افغانستان قدیم خراسان کے حصہ کو بلوچستان کہتے ہیں جو پہلے سندھ کے حدود میں شامل تھے ۔ ۱۵۰۰ء میں تہنک ۔ بلوچ نے اسے فتح کیا بعدازاں اسکا نام بلوچستان ہوا ۔ (دیکھو خاندان زبیری کنبوی جلد اول صفحہ ۲۱۳) (ب) سلطان محمود غزنوی سے پہلے اسلامی فتوحات میں پنجاب ۔ سندھ ۔ نصف راجپوتانہ مالوہ تک شامل تھا (دیکھو خاندان زبیری کنبوی جلد اول صفحہ ۲۵۷) ۴؎ بلوچ یا اور اسکے تمام قبائل حضرت حمزہ کی اولاد ہیں ۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد کے طرفدار تھے ۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد یزید کے خوف سے حلب سے نکلے اور رفتہ رفتہ بلوچستان میں آگئے اسکا قدیم نام سیوستان تھا (دیکھو خاندان زبیری کنبوی جلد اول صفحہ ۲۹۷ ۔ ۵؎ ۶؎ دیکھو خاندان زبیری کنبوی جلد اول صفحہ ۲۳۱

Marfat.com

سنہاراج

سنہاراج (بقول احسن السیر ہرس راج) نے ایک لڑائی میں سلطان ناصرالدین سبکتگین کو شکست دی اور سلطان گیر کا خطاب پایا۔[1]

۳۹۳ھ مطابق ۱۰۰۲ء

سلطان محمود غزنوی کا راجہ انند پال پر حملہ اور راجہ اجمیر کی شرکت

سلطان محمود غزنوی نے ۳۹۳ھ میں انند پال (بقول روضۃ الصفا جلد چہارم ص۳۴ جیپال) پر فوج کشی کرنے کا قصد کیا۔ انند پال نے اپنے مددگاروں سے مدد چاہی راجگان اوجین گوالیار۔ کالنجر۔ قنوج دہلی اور راجہ اجمیر (گوبند راج) مدد کیلئے پنجاب میں اپنی اپنی فوجیں لیکر آگئے۔ پشاور کے قریب ایک صحرا میں دونوں طرف کے لشکر خیمہ زن ہوئے چالیس دن تک کسی فریق نے حملہ میں سبقت نہیں کی دن بدن راجہ کا لشکر اطراف کی مدد سے بڑھتا جاتا تھا۔ کفار کھکران بھی راجہ کے شریک ہو گئے اور حشر برپا کیا۔ اس موقعہ پر عورتوں نے اپنے زیور بیچکر موصولہ اور چرخا کاتنے والیوں نے اپنی مزدوری مسلمانوں کے خلاف مصارف جنگ میں صرف کرنے کیلئے بھیجی۔ بالآخر میدان کارزار گرم ہوا ناگاہ وہ ہاتھی جس پر انند پال سوار تھا صدائے نفط و خدنگ سے گھبرا کر بھاگا اور راجہ کو شکست ہوئی۔ عبداللہ طائی نے مفرور دشمنوں کا دو دن تک تعاقب کیا اور آٹھ ہزار آدمی قتل کئے تیس ہاتھی اور بہت سامال غنیمت اسلامی لشکر کے ہاتھ آیا۔[3]

بعدازاں اسی سنہ (۳۹۳ھ) میں سلطان محمود غزنوی نے قلعہ اجمیر پر حملہ کیا۔ اجمیر کا راجہ بیر بیلن دیو (شاید گوبند راج سے مراد ہے) ہنگام حفاظت اجمیر قتل ہوا۔[4]

سمت ۱۰۶۶ بکرمی مطابق ۱۰۰۹ء

محمود غزنوی کا ویسلدیو پر حملہ

ویسلدیو[5] ثانی سمت ۱۰۶۶ بکرمی (۱۰۰۹ء مطابق ۴۰۰ھ) میں راجہ ہوا۔ اکثر راجگان ہند اسکو اپنا بڑا مانتے تھے اس نے ایک لشکر عظیم سے سلطان

---

[1] دیکھو کتاب اجمیر ص۱۴۰ احسن السیر ص۱ [2] کتاب اجمیر کے ص۱۴۱ پر بحوالہ الفنسٹن ہسٹری آف انڈیا ۱۰۰۲ء لکھا ہے
[3] دیکھو فرشتہ جلد اول ص۲۶ عبارت حاشیہ روضۃ الصفا جلد چہارم ص۳۴ [4] دیکھو احسن السیر ص۱۰۰۱
[5] کتاب "اجمیر" کے ص۲۳۹ پر شجرہ میں ویسلدیو راج ثانی لکھا ہے۔

محمود غزنوی کی فوج کا مقابلہ کیا۔ سات دن تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا آٹھویں دن ویلدیو کی فوج فرار ہوگئی سلطانی فوج (اجمیر میں) تارہ گڑھ پر چڑھ گئی۔ ویلدیو گرفتار ہوا سلطان نے اسکے قتل کا حکم دیا مگر ویلدیو نے اسلام قبول کرکے امان پالی۔ سلطان نے اسکے مسلمان ہوجانیکی وجہ سے مفتوحہ علاقہ بھی اسے دینا چاہا مگر راجہ نے قبول نہ کیا اور سلطان سے کہدیا کہ "وہ اب سوائے خدا پرستی کے اور کچھ آرزو نہیں رکھتا ہے"۔ راجہ نے بہ نیت گوشہ نشینی "ڈھونڈھ"[1] پر بود و باش اختیار کی اور بعد انتقال اسی مقام پر دفن ہوا[2]۔ یہ حملہ ۴۰۸ھ[3] میں ہوا۔

سلطان محمود کا سالار ساہو کو اجمیر بھیجنا اور سالار موصوف کا فتحیاب ہونا

ہندوستان پر چار حملہ کرنیکے بعد ۴۰۸ھ میں بمقام غزنیں سلطان محمود نے جشن ترتیب دیا ۴۱۰ھ میں چار ہندی مسلمان شتر سواروں نے محمود غزنوی کے دربار میں آکر فریاد کی کہ "مسلمانوں کی جان بچایئے۔ ہند میں جو ہے مسلمان رہتے ہیں منظفر خاں قلعہ اجمیر میں معہ اہل و عیال پناہ گزیں ہے[4]۔ رائے بھرول و رائے سوم کرن چوالیس سرداروں کیساتھ بسر کیں ہے۔ عداوت اسلام سے قلعہ گھیر لیا ہے منظفر خاں کو تنگ کیا ہے"۔ سلطان نے یہ سنکر سات ہزار سواروں کیساتھ سالار ساہو کو اجمیر کی مہم پر بھیجنا طے کیا۔ سالار ساہو سلطان کے ہمراہ غزنیں کی قندھار آئے اور بتاریخ نویں ذی الحجہ ۴۱۰ھ (بقول صولت افغانی ص۱ تقریباً ستر ہزار فوج کا) لشکر جرار اور معہ چاروں شتر سوار ٹھٹھہ کی راہ اجمیر آئے۔ مخالفین نے قلعہ اجمیر کا محاصرہ چھوڑکر کوہ گھوگھر ڈو گرا گھاٹی) کی آڑ میں مورچہ لگانا تجویز کیا۔ دو روز تک سخت جنگ رہی تیسرے روز سالار ساہو کا لشکر فتحیاب ہوا رائے بھرول و سوم کرن میدان جنگ سے فرار ہوگئے[5]۔ سلطان محمود نے سالار ساہو کو اجمیر کا حاکم کر دیا[6]۔

ص۱ "یا ڈھونڈار" متصل کالک جو نیر جے پور سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر ہے (دیکھو احسن السیر ص۱۱) ص۲ دیکھو احسن السیر ص۱
ص۳ در شہور سنہ اربعمایہ بالشکری تمام دعازم مملکت ہند شد (روضۃ الصفا جلد چہارم ص۳۶)
ص۴ بقول غزا نامہ "کئی سال سے پناہ گزیں ہے"، مگر ہمیں اس سے اتفاق نہیں۔ سلطان محمود بقول روضۃ الصفا جلد چہارم ص۳۶ ۴۰۷ھ میں ہندوستان پر فوج کشی کرچکا تھا اور بقول احسن السیر ص۱ سلطان محمود ۴۰۰ھ میں (منظفر خاں کے پناہ گزیں ہونے سے قبل) اجمیر فتح کرچکا تھا۔ ص۵ دیکھو غزا نامہ ص۱۰۲، ۲ ص۶ دیکھو احسن السیر ص۱

Marfat.com

بتاریخ ۲۱ رجب ۴۰۵ھ (بقول احسن السیر ص۱۰۱) اور بقول مفتاح التواریخ ص۳۶ ۲۱ شعبان ۴۰۵ھ) میں سالار ساہو کے یہاں اجمیر میں سید سالار مسعود غازی (جنکا مزار بہرائچ میں ہے) کی ولادت ہوئی[۱]۔ اس خوشی میں سالار ساہو نے اجمیر کے قریب ایک شہر ان کا نام مسعود آباد بسایا (جو اب تک موجود ہے) سید سالار مسعود غازی کو حضرت ملہم شہید[۲] نے قرآن پڑھایا تھا۔ سید موصوف نے ملا بہار پہاڑی کی چوٹی کو چلہ کیلئے پسند کیا تھا چنانچہ یہ مقام اب تک سالار غازی کے چلہ کے نام سے مشہور ہے[۴]۔

سلطان محمود غزنوی کا اجمیر پہونچنا

۵۴۱۵ھ یا ۴۱۶ھ ملتان سے روانہ ہوکر محمود غزنوی قلعہ و شہر اجمیر میں پہنچا وہاں کا رائے (درسارام چسندر راج) سلطان کے راستہ سے ہٹ گیا۔ سلطان نے یہاں پہونچکر قتل و غارتگری کی چونکہ اسوقت سومنات کی مہم پر جانا مقصود تھا اسلئے قلعہ فتح کرنے میں مصروف نہ ہوا بلکہ مسافت طے کرنے میں مشغول ہوا۔ اور اس اثنا میں بلا استعمال شمشیر چند قلعہ تسخیر کرتا ہوا پٹن گجرات پہنچا۔ اس شہر کو بھی خالی پایا پھر سومنات پر حملہ کرکے فتحیاب ہوا[۵]۔

---

۱ دیکھو غزانامہ بحوالہ تاریخ محمودی و مفتاح التواریخ ص۳۶

۲ آپکا شجرہ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے آپ کی والدہ کا نام ستر معلی تھا۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے خواہر زادہ ہیں۔ سولہ سال کی عمر میں آپ امیر لشکر بنادئے گئے تھے۔ آپنے (ہمراہی محمود غزنوی ۴۱۷ھ میں ملتان فتح کرنیکے بعد دہلی فتح کی ۴۲۰ھ میں سترک فتح کیا پھر بہرائچ آکر شہید ہوئے (دیکھو صولت افغانی ص۹۰ و غزانامہ ص۴۳-۶۲)

۳ حضرت سید عبداللہ الملقب بہ ملہم شہید تھوڑی سی فوج کے ساتھ اجمیر سے چل کر بدایوں میں تشریف لائے اور راجہ بدایوں کی کثیر فوج سے مقابلہ کرکے ۴۳۹ھ میں شہید ہوئے۔ آپکا مزار بدایوں میں ہے لوح مزار پر ذیل کا قطعہ کندہ ہے اس سے آپ کی شہادت کا سنہ برآمد ہوتا ہے:-

ندا از آسمان آمد بہ پیہم | دریغا شہ سوار ذی مکرم
ز تیغ کافراں شد مردانم | شہادت خدا نصیب میر ملہم (اکمل التواریخ ص۱۱۲-۱۱۳)
۴۳۹ھ

۴ دیکھو احسن السیر ص۱۰۱ و اکمل التواریخ ص۱۱۲-۱۱۳ و غزانامہ ص۲۵

۵ دیکھو فرشتہ جلد اول ص۳۲-۳۳ و روضۃ الصفا جلد چہارم ص۱۱۹ مع عبارت حاشیہ

Marfat.com

مسٹر ہر بلاس سارڈا نے کتاب اجمیر صفحہ ۱۴۱ پر بلا ماخذ ذکر[1] رام سے محمود غزنوی کی جنگ ہونا اور جنگ میں سلطان محمود کا زخمی ہونا لکھا ہے مگر کسی تاریخ میں سلطان محمود کا زخمی ہونا ہماری نظر سے نہیں گذرا نہیں معلوم موصوف نے یہ کس تاریخ سے نقل کیا ہے ہمارے نزدیک یہ تحریف ہے۔

ہری راج حسب تفصیل گذشتہ بعد زوال پرتھوی راج شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج کے لڑکے گولا کو اپنی طرف سے حاکم اجمیر مقرر کیا۔ گولا سے ہری راج نے اجمیر لے لیا مگر قطب الدین نے ہری راج کو شکست دیکر ۱۱۹۵ء میں اجمیر کا صوبہ دار سلمان مقرر کیا۔[2] بعد ازاں حسب تفصیل ذیل اجمیر کی حکومت مختلف لوگوں کے پاس رہی:۔

۱۔ پٹھان سلاطین دہلی۔ ۱۱۹۵ء لغایۃ ۱۴۰۰ء
۲۔ مہارانا میواڑ ــــ ۱۴۰۰ء لغایۃ ۱۴۵۵ء
۳۔ سلاطین مانڈو ۱۴۵۶ء لغایۃ ۱۵۰۴ء
۴۔ مہارانا میواڑ ۱۵۰۵ء لغایۃ ۱۵۳۲ء
۵۔ سلطان گجرات ــــ ۱۵۳۳ء لغایۃ ۱۵۳۵ء
۶۔ راٹھور مارواڑ ــــ ۱۵۳۵ء لغایۃ ۱۵۴۳ء
۷۔ سلاطین سور ۱۵۴۴ء لغایۃ ۱۵۵۶ء
۸۔ شاہان مغلیہ ــــ ۱۵۵۶ء لغایۃ ۱۷۱۹ء
۹۔ راٹھور مارواڑ و شاہان دہلی۔ ۱۷۲۰ء لغایۃ ۱۷۵۵ء
۱۰۔ سندھیا گوالیار و مہاراجہ رام سنگھ ۱۷۵۶ء لغایۃ ۱۷۵۸ء
۱۱۔ سندھیا (صرف شہر اجمیر پر حکومت تھی) ۱۷۵۸ء لغایۃ ۱۷۸۷ء
۱۲۔ راٹھور جودھپور۔ ۱۷۸۷ء لغایۃ ۱۷۹۰ء
۱۳۔ سندھیا گوالیار۔ ۱۷۹۱ء لغایۃ ۱۸۱۸ء
۱۴۔ ایسٹ انڈیا کمپنی۔ ۱۸۱۸ء لغایۃ ۱۸۵۷ء
۱۵۔ شاہان انگلینڈ ۱۸۵۸ء لغایۃ ۱۹۴۷ء
۱۶۔ کانگریس سرکار ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

---

[1] دیکھو کتاب "اجمیر" صفحہ ۱۴۸ [2] دیکھو کتاب "اجمیر" صفحہ ۲۲۹

Marfat.com

تواریخ تالیف "معین الارواح"

ہدیہ خلوص و محبت منجانب جناب معراج الدین صاحب معراج دھولپوری قاضی شہر دھولپور نبیرہ حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ و نبیرہ حضرت محمد غوث گوالیاری علیہ رحمۃ:-

"بسم اللہ السبحان العظیم"

۱۳ ھ ۷۱

"کعبۂ دل راحت روح معین الارواح"

۱۳ ہجری ۷۱

قطعات

ساغر کیف کرامات معین چشتی
زندگی رخ تنویر معین الارواح
بیٹھے کیا ہو کہو معراج بلالی تاریخ
کعبۂ عالم توقیر معین الارواح

۱۳ ھ ۷۱

محشر حسن نظر جوش تمنائے کمال
مظہر جلوۂ تصدیق معین الارواح
بہر تالیف کہو سال مسیحی معراج
عزت گیتی تحقیق معین الارواح

۱۹ عیسوی ۵۲

رفعت شان تجلائے کمالات بشر
عزت حسن طریقت ہے معین الارواح
سال تدوین کہو عیسوی سن میں معراج
فرحت روح حقیقت ہے معین الارواح

۱۹ عیسوی ۵۲

بیکراں ذوق تجسس کا درافشاں ثمرہ
پیکر معنئ توثیق معین الارواح
سال ہجری یاں کہو مصرعہ موزوں معراج
یادگار کف تحقیق معین الارواح

۱۳ ہجری ۷۱

Marfat.com

امن گاہ رُخ تحقیق مُعین الارواح"

قطعہ تاریخ از مولوی عبدالرشید صاحب ارشدؔ پنشنر تحصیلدار مراد آباد۔ ۱۹۵۲ عیسوی

جناب حضرت خادم حسن نے کی تالیف — کتاب حال ولی خدا غریب نوازؒ
لکھی گئی ہے یہ سیرۃ عجب عقیدت سے — کہ حرف حرف ہو دیتا ندا غریب نوازؒ
کرم ہے آپکا یہ خاص اس سے مرے خواجہؒ — کہ آپ پردہ ہوئے ہیں فدا غریب نوازؒ

نہ کر تو سال طباعت کی فکر اے ارشدؔ
صدائے سال ہے گویا صدا غریب نوازؒ

۱۳۷۱ھ

✣

مادہائے تاریخ طباعت ثانی "معین الارواح" مؤلفہ حضرت نواب حاجی صوفی میاں محمد خادم حسن صاحب معینی گدڑی شاہی۔

از مولوی محمد مظہر جلیل شوقؔ مراد آبادی

کراچی، ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۵۳ء

یکم جمادی الاول سنہ ۱۳۷۲ھ

دیکھو اے شوقؔ لطف یزدانی — دل خادم کی پھر یہ جولانی
لکھ کے حالات خواجۂ اجمیرؒ — کی دوبارہ وہ ہی ثنا خوانی
یعنی تاریخ پر حضور کی پھر — بڑی کاوش سے کی نظر ثانی
زہے اکرام خواجۂ عالم — ہوئی ترتیب پھر وہ لاثانی
کہ طباعت پذیر ہوتی ہے — عاشقوں کی وہ راحت جانی
جو ہے ارواح کی معین و نصیر — جس نے کی ہے دلوں کی درمانی
میرے خادم میاں کی فرمائش — شوقؔ لکھ سال طبع ثانی

Marfat.com

زہے قسمت کہ ذہن عاصی نے | پھر اسی در کی خاک جا چھانی
زنگہے یا غریب نواز رہا | ہوئی تاریخ طبع ثانی

۱۳۷۲ھ

سال عیسوی

کیسے نصیب اہل چشت | کھل گئے باغ در بہشت
آگئی بہر عاصیاں | راہ نمائے خوب و زشت

سال طباعت کتاب
دیکھ بہار باغ چشت

۱۹۵۳ء

قطعہ تاریخ از ڈاکٹر محبوب الرحمٰن المعروف بہ خادمی مقیم کراچی

گل ز باغ چشتیاں بہتر شگفت | اللہ اللہ شیخ ما چوں در لبفت
شد معین ارواح جانِ عاشقاں | سرمۂ چشم بصیرت بہر لبشت
جان من قربان پیر و مرشدی | از پئے خدام خود چیزے بجست

با ادب محبوب بہر سال او!
نسخۂ خادم بود۔ تاریخ گفت

۱۳۷۲ھ

Marfat.com

گلہائے عقیدت

بخدمت قبلہ مصنف حضرت نواب محمد خادم حسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جانِ من خادم حسن جانانِ من خادم حسن
تاجِ من، سرتاجِ من، سلطانِ من خادم حسن

راہِ من، راہ بینِ من، راہ دانِ من خادم حسن
دردِ من، تسکینِ من، درمانِ من خادم حسن

خوش جمال و خوش خصال و خوش مقال و خوش خیال
ماہِ مصر و یوسفِ کنعانِ من خادم حسن

پاک جسم و پاک جان و پاک روح و پاک دل
ظاہر و اظہر میانِ جانِ من خادم حسن

رہبرِ راہِ طریقت رہنمائے راہِ حق!
پیشوائے محفلِ عرفانِ من خادم حسن

قبلۂ من، کعبۂ من، دینِ من، ایمانِ من
نور بخشِ روح و قلب و جانِ من خادم حسن

من تہی دامن نیم واللہ اندر دو جہاں
گوہرِ مقصود در دامانِ من خادم حسن

شاربِ دلخستہ می جوید طوافِ بندگی
کعبۂ دل، قبلہ گاہِ جانِ من خادم حسن

شاربِ دلخستہ می گوید بصد عجز و نیاز
بے سر و سامانم، سامانِ من خادم حسن

پیش کردہ حضرت ڈاکٹر ظہور الحسن شارب سجادہ نشین حضرت قبلہ مصنف

Marfat.com

مندرجہ ذیل کتب کی روایات و حوالہ جات سے یہ کتاب مرتب کی گئی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۱	انیس الارواح	حضرت خواجہ معین الدین چشتی سجزی اجمیری
۲	گنج اسرار	ایضاً
۳	سیر العارفین	مولانا مخدوم حامد اللہ المعروف بہ جمالی بن فضل اللہ سہروردی ملتانی دہلوی
۴	سیر الاقطاب	مرتبہ مولانا الہدیہ
۵	اقتباس الانوار	شیخ محمد اکرم
۶	خزینۃ الاصفیا جلد اول	غلام سرور اسدی لاہوری
۷	احسن السیر	محمد اکبر جہاں اجمیری
۸	اخبار الاخیار	مولانا عبد الحق محدث دہلوی
۹	وقائع شاہ معین الدین چشتی	منشی بابو لال
۱۰	تاریخ فرشتہ (جلد اول)	محمد قاسم ہندو شاہ استر آبادی
۱۱	بایو گرافیکل ڈکشنری	ٹامس ولیم بیل نظر ثانی شدہ ہنری جارج کین
۱۲	لٹریری ہسٹری آف پرشیا	ڈاکٹر براؤن
۱۳	مولد عطائے رسول	علامہ احمد علی
۱۴	تذکرۃ العابدین	مولوی نذیر احمد دیوبندی
۱۵	مراۃ الاسرار	مرتبہ عبد الرحمٰن بن عبد الرسول بن قاسم شاہ عباس العلوی چشتی
۱۶	نفحات الانس	مولانا عبد الرحمٰن جامی
۱۷	سبع سنابل	حضرت میر عبد الواحد بن سید ابراہیم بلگرامی
۱۸	سیر الاولیاء	مولانا سید مبارک العلوی
۱۹	تاریخ تراب	محمد تراب علیخاں
۲۰	جوامع الکلم	حضرت سید محمد گیسو دراز گلبرگوی
۲۱	تذکرۃ الاولیائے سندھ	
۲۲	محمڈن ڈائنسٹریز	لین پول
۲۳	دلیل العارفین	حضرت قطب الدین بختیار کاکی
۲۴	مسالک السالکین (جلد دوم)	محمد عبد الستار سہرامی
۲۵	مراۃ الانساب	مولوی ضیاء الدین وکیل
۲۶	مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت (انیس الارواح و دلیل العارفین و فوائد السالکین راحت القلوب)	حضرت خواجہ معین الدین چشتی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و بابا فرید الدین گنج شکر و حضرت نظام الدین والاولیاء علیہ رحمۃ
۲۷	ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد نہم	مترجمہ حکیم احمد حسین
۲۸	فوائد السالکین	بابا فرید الدین گنج شکر
۲۹	انوار العارفین	حافظ محمد حسین
۳۰	طبقات ناصری	قاضی منہاج الدین سراج
۳۱	ستر العارفین	شیخ بہاؤ الدین ناگوری
۳۲	اسرار الاولیاء	مرتبہ خواجہ بدر الدین اسحاق
۳۳	ترجمہ فقر نامہ المعروف بہ کشف الاسرار مع سوانح عمری	حضرت مخدوم پیر علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری مترجمہ شمس الدین ایزدی
۳۴	مکتوبات خواجہ معین الدین چشتی	مرتبہ خواجہ غریب نواز
۳۵	راحت القلوب	حضرت نظام الدین والاولیاء
۳۶	افضل الفوائد	حضرت امیر خسرو

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۳۷	راحت المحبین حصہ دوم افضل الفوائد	حضرت امیر خسرو
۳۸	فوائد الفوائد	امیر حسن علی سنجری
۳۹	ترجمہ مفتاح العاشقین	محب اللہ ملفوظات حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رح
۴۰	سراج المجالس ترجمہ خیر المجالس	مرتبہ حمید قلندر دہلوی مترجمہ صوفی غلام احمد خاں
۴۱	تاریخ شوکت محمدی	پناہ علی بردوانی مترجمہ مولانا احمد ٹونکی
۴۲	رسالہ شگوفہ	پیر زادہ سید مختار علی
۴۳	فقری گیزان اجمیر اینڈ دل گیر ان لشکر	پنڈت گوری شنکر ایچ اوجا
۴۴	اکبر نامہ (جلد دوم)	علامہ ابو الفضل
۴۵	منتخب التواریخ	ملا عبد القادر بدایونی
۴۶	مونس الارواح	جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں
۴۷	خاندان زبیری کینوی جلد اول	مولوی حسین احمد صاحب زبیری
۴۸	طبقات اکبری	ابو الفضل
۴۹	انڈیا آف اورنگ زیب	ڈاکٹر جادو ناتھ سرکار
۵۰	تاریخ سلف	مولانا عبد الباری معنی اجمیری
۵۱	انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا جلد ۱۹ از آر ٹو ایس	مرتبہ جیکیو یونیورسٹی لنڈن
۵۲	سوانح عمری شیخ سعدی	خواجہ الطاف حسین حالی پانی پتی
۵۳	سوانح مولانا جلال الدین رومی	مولانا شبلی نعمانی
۵۴	تاریخ فرشتہ جلد دوم	محمد قاسم ہندو شاہ استر آبادی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۵۵	مواہب الرب المعین فی مناقب القطب خواجہ معین الدین رح	مفتی محمد مقیم
۵۶	گلزار ابرار	مولانا غوثی شطاری
۵۷	تاریخ کٹرہ مانک پور	منشی عبد اللہ خاں علوی
۵۸	اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکرپٹو	ہربلاس سارڈا
۵۹	کتاب تحقیقات چشتی	مولفہ نور احمد چشتی لاہوری
۶۰	غیاث اللغات	مولانا غیاث الدین
۶۱	مفتاح التواریخ	مسٹر تامس ولیم بیل
۶۲	آتشکدہ آذر	حاجی لطف علی بیگ آذر ایرانی
۶۳	روضۃ الصفا	محمد ابن خاوند شاہ
۶۴	فتوح البلدان	مولفہ بلاذری مترجمہ ابو الخیر مودودی
۶۵	ترجمہ آئین اکبری (جلد سوم)	مولفہ ابو الفضل مترجمہ محمد فدا علی صاحب طالب
۶۶	ریلوے ٹائم ٹیبل	بی۔ بی۔ اینڈ سی آئی آر نومبر
۶۷	تقویم ہجری و عیسوی	ابو النصر خالد ایم۔ اے
۶۸	ملفوظات خواجہ معین الدین چشتی	
۶۹	اسرار الواصلین	احمد اختر شاہ
۷۰	نقشہ مڈل ایسٹ	سنڈے نیوز ۲۴ مارچ ۱۹۴۶ء
۷۱	نقشہ ایشیائے کوچک ونقشہ یورپ، ایشیا، افریقہ اور آسٹریلیا	مرتبہ عنایت محمد لاہوری آرٹسٹ
۷۲	نقشہ تاج اٹلس	

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۷۳	حیاتِ غوثیہ	مقبول احمد نظامی
۷۴	جواہر فریدی	مولانا محمد علی اصغر چشتی
۷۵	خزینۃ الاصفیاء (جلد دوم)	مولوی غلام سرور اسدی لاہوری
۷۶	معین الاولیاء	قاضی سید امام الدین حسن
۷۷	ترجمہ تاریخ فرشتہ (جلد چہارم)	مترجمہ مولوی فدا علی طالب
۷۸	العرفان	مولانا عبد الحلیم شرر
۷۹	سفینۃ الاولیاء	دارا شکوہ
۸۰	تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام	شاہ محمد اکبر ابو العلائی دانا پوری
۸۱	تاریخ ہندوستان (جلد اول)	مولوی ذکاء اللہ دہلوی پروفیسر میور سنٹرل کالج الہ آباد
۸۲	کتاب بحر زخار	مولانا وجیہ الدین اشرف
۸۳	ڈیول انڈیا	ڈاکٹر ایشوری پرشاد
۸۴	ترجمہ انیس الارواح	حضرت خواجہ غریب نواز رح
۸۵	ترجمہ دلیل العارفین	حضرت خواجہ قطب الدین رح
۸۶	تاریخ اسلام (جلد پنجم) یعنی اقبال نامہ اکبری	خان بہادر شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دہلوی
۸۷	گنجینہ سروری بنام تاریخ گنج تاریخ	مفتی محمد غلام سرور اسدی لاہوری
۸۸	صولت افغانی	حاجی زردار خاں
۸۹	تذکرۃ الاولیائے بیجاپور	
۹۰	اکمل التواریخ	مولوی محمد یعقوب ضیاء القادری بدایونی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۹۱	جغرافیہ خلافت مشرقی	جی بی اسٹرینج مترجمہ محمد جمیل الرحمٰن مددگار پروفیسر
۹۲	کشف الاسرار	خواجہ غریب نواز
۹۳	مشارق الانوار	رضی الدین حسن
۹۴	بیلس اورینٹل ڈکشنری	تھامس ولیم بیل
۹۵	نقشہ ایشیا	نوبت رائے
۹۶	بستان المفردات	حکیم محمد عبد الحکیم
۹۷	ہسٹری آف انڈیا	ڈاکٹر ایشوری پرشاد
۹۸	ورلڈ ایڈ اٹلس	
۹۹	اضافات حمید	رحمٰن بخش متوطن قصبہ رحل قاضیان پرگنہ ناگور
۱۰۰	کریما شیخ سعدی	شیخ سعدی شیرازی رح
۱۰۱	گلستاں	
۱۰۲	ترجمہ مونس الارواح	جہاں آرا بیگم شاہجہاں
۱۰۳	ماہتاب اجمیر	مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی
۱۰۴	دی ہولی سینٹ آف اجمیر	
۱۰۴	دی ہولی سینٹ آف اجمیر	محمد علی الحاج سالمین
۱۰۵	معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ	ملا معین الدین کاشفی
۱۰۶	گائڈ ٹو درگاہ خواجہ صاحب	مولانا عبد الباری معنی اجمیری
۱۰۷	کے جان جنرل اٹلس	
۱۰۸	دیوان معین	خواجہ غریب نواز رح
۱۰۹	شہنشاہ ہند ترجمہ ارجمند	مولوی حفظ الزماں چشتی رح
۱۱۰	ترجمہ جواہر اللغات	منشی شمبر دیال
۱۱۱	نقشہ انڈین یونین اینڈ پاکستان	پی این کشن بی اے آرٹسٹ

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۱۱۲	عزانامہ مسعود	عنایت حسین قنوجی
۱۱۳	تاریخ جدولیہ	خادم علی صندیلوی
۱۱۴	رشحات	مولانا فخر الدین علی ابن حسین الواعظ الکاشفی المشتہر بہ صفی
۱۱۵	حضرات القدس (دفتر دوم)	مترجمہ مولانا خواجہ احمد حسین خاں امروہوی مصنفہ صدر الدین سرہندی خلیفہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی
۱۱۶	تذکرۃ السادات	شیخ احمد بن محمود اکبر
۱۱۷	فیہ ما فیہ	مکتوبات مولانا روم مترجمہ عبد الماجد دریابادی
۱۱۸	ترجمہ تاریخ راج پرستی	رگھبور بھٹ مترجم دیبی پرشاد
۱۱۹	تاریخ گلستان ہند	کنور درگاہ پرشاد
۱۲۰	جلد سوم آئین اکبری حصہ دوم	علامہ ابو الفضل
۱۲۱	نگارستان سخن	سید نور الحسن
۱۲۲	شمع انجمن	نواب صدیق حسن خاں
۱۲۳	صبح گلشن	سید علی حسن خاں
۱۲۴	مختصر تاریخ اہل ہند (حصہ دوم)	ڈبلو۔ ڈبلو۔ ہنٹر۔ مترجم ایچ آر لیم
۱۲۵	سیر گلشن ہند	بابو رام
۱۲۶	ترجمہ تاج المآثر (جلد دوم)	حسن نظامی مترجم ایلیٹ
۱۲۷	برہان قاطع	محمد حسین برہان
۱۲۸	ہسٹری آف انڈیا	دی۔ اے۔ اسمتھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۱۲۹	ہسٹری آف انڈیا (حصہ اول)	اسے مارسڈن
۱۳۰	نظر ثانی شدہ ہسٹری آف انڈیا	سی الف ڈیلا فوس
۱۳۱	تاریخ (نظر ثانی شدہ)	سید علی حسن
۱۳۲	ترجمہ مطلع العلوم و مجمع فنون (جلد اول و دوم)	واجد علیخاں مترجمہ منشی زین العابدین مراد آبادی
۱۳۳	دوازدہ صوبہ	علامہ ابو الفضل
۱۳۴	دی فرست جہاگرنی	
۱۳۵	رسالہ الناظر	
۱۳۶	دی رائل انڈین ورلڈ اٹیلس	جے سی بارتھولومیو
۱۳۷	تواریخ آئینہ ہند	منشی بلاقی داس مالک اخبار سفیر ہند
۱۳۸	اعجاز قلندری	محمد رکن الدین
۱۳۹	جامع التواریخ	قاضی فقیر محمد
۱۴۰	ہمایوں نامہ گلبدن معہ شرح	گلبدن بیگم ہمشیرہ ہمایوں بادشاہ
۱۴۱	جواہر اللغات	پنڈت راج ناتھ رائے بہادر
۱۴۲	صنادید عجم	مہدی حسن ناصر
۱۴۳	مآثر الکرام (دفتر اول)	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۱۴۴	مختصر سیر ہندوستان	محمد وحید اللہ
۱۴۵	سپین سنار یعنی تاریخ عالم	منشی شنکر سہائے
۱۴۶	تواریخ ہفت قلزم	منشی گوری شنکر

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۱۴۷	چراغ دہلوی	مرزا حیرت دہلوی	۱۶۰	ترجمہ کتاب گرد گورک ناتھ جی	مترجمہ مہیندر شرما
۱۴۸	انوار العارفین	حافظ محمد حسین مراد آبادی			
۱۴۹	فرشتہ جلد اول		۱۶۱	رسالہ حبس دم	نوٹ:۔ یہ رسالہ قاضی معراج الدین دھولپوری کے کتب خانہ میں ہے
۱۵۰	تاریخ مشائخ چشت	خلیق احمد صاحب نظامی لیکچرار مسلم یونیورسٹی علیگڈھ	۱۶۲	اربعین فی اصول الدین	امام فخر الدین رازی
۱۵۱	اقتباس الانوار	شیخ محمد اکرام	۱۶۳	رسالہ قشیریہ	امام ابوالقاسم قشیری
۱۵۲	مسالک السالکین		۱۶۴	منقذ من الضلال	امام محمد غزالی
۱۵۳	مرقع القلوب	محمد معین الدین نقشبندی	۱۶۵	حضرات القدس	
۱۵۴	عوارف المعارف	شیخ شہاب الدین عمر قدس سرہ	۱۶۶	شرف نبوت	ابی سعد
۱۵۵	صحیح بخاری (مجموعہ احادیث)		۱۶۷	الدیلمی	
۱۵۶	المشاہیر	مولوی فیض احمد صاحب زبیری مارہروی	۱۶۸	(مجموعہ احادیث نبوی)	
۱۵۷	سیرۃ النبیؐ	شبلی نعمانی	۱۶۹	الجوزی	
۱۵۸	قرار الناظر ترجمہ عامل المتن	مترجم مولوی ذوالفقار احمد نقوی	۱۷۰	ابونعیم	
۱۵۹	خلاصۃ المفاخر	مصنفہ امام یافعی متوفی ۷۶۸ھ	۱۷۱	قرآن مجید	

خوش خبری

معین الارواح کا انگریزی ترجمہ
جلد شائع ہو رہا ہے
ترجمہ سعیدہ (مرحومہ) و محمد سراج (ہولینڈ)

معذرت:۔ حضور غریب نواز کے نقشہ سیاحت طبع کرنے کی منظوری بوجہ عجلت حاصل نہ ہو سکی اسلئے اس ایڈیشن میں شائع نہیں کیا گیا = پبلیشرس۔

Marfat.com

فہرست کتب

شاہد تصوف حضرت نواب محمد خادم حسن شاہ صاحب المعروف بہ نواب گدڑی شاہ بابا اجمیری رحمۃ اللہ کی روح پرور اور بصیرت افروز

تصانیف

سماع اہل اللہ :۔ قرآن احادیث واقوال بزرگانِ دین اور سنت رسول اللہ واسوۂ صحابہ وتابعین وعلماء کی روشنی میں سماع کی وضاحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام، تابعین اور علماء کا سماع سنا سماع پر اعتراضات اور ان کے جوابات اس کتاب میں شامل ہیں۔ قیمت ۴ روپیہ

راہ تصوف: تصوف کی پہلی کڑی، بزرگان دین کا خدا تک پہونچنے کا بتایا ہوا راستہ ۔ ۱۵۰ ۔ انگریزی ترجمہ ۵۰

صوت سرمدی: نعت، منقبت اور فلسفہ تصوف ہی نہیں اردو ادب کا بیش بہا خزانہ ہے ۔ ۳ روپیہ

نغمۂ درد :۔ حضرت خادم اجمیریؒ کے زور قلم کا ذریں شاہکار، اردو ادب میں ایک نئے باب کا اضافہ۔ ارباب عقیدت کیلئے گرانمایہ گنجینہ اہل درد کیلئے بیش بہا خزینہ سوز و گداز، دنیائے شعر کا آفتاب درخشاں بزرگان دین کی مناقبت کا بہترین مجموعہ دیدہ زیب چھپائی ۔ قیمت ۱۲ روپیہ۔

جام حسینؑ :۔ اپنے طرز کی بے نظیر کتاب، جدید ترین سوز و سلام، رباعیات وقطعات اور مناقب کا مجموعہ ۳ روپیہ

مراتب علیؑ :۔ حضرت علی کے مراتب عالیہ سے متعلق آیات قرآنی واحادیث نبوی اردو ترجمہ کے اس کتاب میں جمع کی گئی ہیں۔ نیز مسلک صحابہ عظام وعلمائے کرام صحیح روایات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ۔ ۴ روپیہ

اوصاف علیؑ :۔ قرآن واحادیث کی روشنی میں حضرت علیؓ کے اوصاف حمیدہ علوم وفنون اور معاشرت

حقیقی حکمرانی :۔ قرآن واحادیث کی روشنی میں سلطنت مصطفوی ومرتضوی ۔ ۶ روپیہ

فاتح خیبر :۔ امیر المومنین حضرت علی کے مناقب وحالات جنگ خیبر وشہادت ۵۰ پیسے

محاسن امام حسین اور مظالم یزید :۔ ۵۰-۱

معین الکل :۔ حضرت خواجہ اجمیری کے پیر ومرشد خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ عثمان چشتی ہارونیؒ کے تاریخی کمیاب صحیح حالات کا مجموعہ ۔ ۴ روپیہ

معین الاقطاب :۔ حضرت خواجہ اجمیری کے جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے حالات مع

Marfat.com

اسناد مرتب کیے گئے ہیں۔ اور بعض ایسی معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں جو اب تک منظر شہود پر نہیں آئی تھیں۔ ۴ روپیہ

عید میلاد النبیؐ صُلحائے امت :۔ الموسوم بہ چار میلاد النبیؐ و علیؓ اور ولادت غوث الاعظم و غریب نواز رح کا مستند تذکرہ ۲-۲۰

معین جہاں :۔ خواجہ اجمیری کی مختصر لیکن مستند سوانح دوسرا ایڈیشن ۔ ۱/۴ ۔ ہندی ایڈیشن ۵/۱

ہجرت رسولؐ :۔ سرورِ عالم کے مکہ سے مدینہ تشریف لیجانے کے مستند حالات ۔ ۲۰ نئے پیسے

وفات رسولؐ :۔ سرورِ عالم کی وفات شریف کے مستند روایات کے ساتھ صحیح حالات ۔ ۲۰ نئے پیسے

معین العابدین :۔ شیخ الاسلام حضرت بابا فرید گنجشکر رح کے صحیح حالات ۔ ۳۰ نئے پیسے

معین المحبین :۔ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی حضرت نظام الدین الاولیاء رح کے حالات ۔ ۲۰ نئے پیسے

انگریزی ترجمہ زیر طبع ہے۔

معین الصابرین :۔ حضرت مخدوم علاء الدین احمد صابر کلیری رح کے مستند حالات ۔ ۲۰ نئے پیسے

معین المشتاقین :۔ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے صحیح حالات ۲۰ نئے پیسے

تذکرہ حضرت سائیں گدڑی شاہ بابا اجمیری :۔ اجمیر شریف کے مشہور درویش کے مبارک حالات نہایت دلکشی کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ ۱ روپیہ

تصوف اہل اللہ :۔ تصوف پر آسان اور عام فہم زبان میں فلسفیانہ تذکرہ ۔ زیر طبع

تصوف (صوفی ازم) یعنی اسلامی تصوف پر فلسفیانہ مختصر تذکرہ ۔ زیر طبع

سید الشہداء :۔ حضرت امام حسینؓ کی سوانح حیات فضائل و شہادت کے مفصل واقعات تقریباً پچاس احادیث نبوی اور تاریخ کی روشنی میں اسناد کے ساتھ سلیس زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں عزاداری اور مرثیہ گوئی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرا ایڈیشن سائز $\frac{20\times30}{16}$ نظر افروز لکھائی چھپائی دیدہ زیب ٹائیٹل کور ۱۰ روپیہ

حضرت ڈاکٹر ظہور الحسن شارب گدڑی شاہ بابا مد ظلہ کی چند اردو تصانیف

قصیدہ غوثیہ ۔ غوث اعظم کا مشہور قصیدہ اردو و انگریزی ترجمہ کے شامل ہے غوث پاک کا تعویذ در نگین چھپائی سے اس کتاب کو سجایا گیا ہے ۔ ۳ روپیہ **تذکرہ حضرت زبیرؓ** ۔ ۲ روپیہ۔ **تاریخ صوفیائے گجرات** سو بزرگوں کے حالات ۔ ۶ روپیہ **خمخانہ تصوف** ہند و پاکستان کے ۷ بزرگوں کا تذکرہ ۔ ۲ روپیہ **ولی کے بائیس خواجہ** ۔ ۱۵ روپیہ

گدڑی شاہی سلسلہ :۔ اجمیر کے مشہور معروف سلسلہ کی مکمل سوانح ۔ زیر طبع ۔ مصنف انعام حسن

ملنے کا پتہ :۔ **گدڑی شاہی بکڈپو۔ جھالرہ ۔ اجمیر شریف**

Marfat.com

اسناد مرتب کیے گئے ہیں۔ اور بعض ایسی معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں جو ابتک منظر شہود پر نہیں آئی تھیں۔ ۴ روپیہ

عید میلاد النبی صلحائے امت :۔ الموسوم بہ چار میلاد النبیؐ و علیؑ اور ولادت غوث الاعظم و غریب نواز رح کا مستند تذکرہ ۲-۲۰

معین جہاں :۔ خواجہ اجمیری کی مختصر لیکن مستند سوانح دوسرا ایڈیشن۔ ۱/۴۱۔ ہندی ایڈیشن ۵/۱

ہجرت رسولؐ :۔ سرور عالم کے مکہ سے مدینہ تشریف لیجانے کے مستند حالات۔ ۲۰ نئے پیسے

وفات رسولؐ :۔ سرور عالم کی وفات شریف کے مستند روایات کے ساتھ صحیح حالات۔ ۲۰ نئے پیسے

معین العابدین :۔ شیخ الاسلام حضرت بابا فرید گنجشکر رح کے صحیح حالات۔ ۳۰ نئے پیسے

معین المحبین :۔ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی حضرت نظام الدین الاولیاء کے حالات۔ ۲۰ نئے پیسے
انگریزی ترجمہ زیر طبع ہے۔

معین الصابرین :۔ حضرت مخدوم علاء الدین احمد صابر کلیری رح کے مستند حالات۔ ۲۰ نئے پیسے

معین المشتاقین :۔ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے صحیح حالات ۲۰ نئے پیسے

تذکرہ حضرت سائیں گدڑی شاہ بابا اجمیری :۔ اجمیر شریف کے مشہور درویش کے مبارک حالات نہایت دلکشی کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ ۱ روپیہ

تصوف اہل اللہ :۔ تصوف پر آسان اور عام فہم زبان میں فلسفیانہ تذکرہ۔ زیر طبع

تصوف (صوفی ازم یعنی اسلامی تصوف پر فلسفیانہ مختصر تذکرہ۔ زیر طبع

سید الشہداء :۔ حضرت امام حسینؓ کی سوانح حیات فضائل و شہادت کے مفصل واقعات تقریباً پچاس احادیث نبوی اور تاریخ کی روشنی میں اسناد کے ساتھ سلیس زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں عزاداری اور مرثیہ گوئی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرا ایڈیشن سائز ۲۰×۳۰/۱۶ نظر افروز لکھائی چھپائی دیدہ زیب ٹائیٹل کور ۱۰ روپیہ

حضرت ڈاکٹر ظہور الحسن شارب گدڑی شاہ بابا مد ظلہ کی چند اردو تصانیف

قصیدہ غوثیہ ۔ غوث اعظم کا مشہور قصیدہ اردو و انگریزی ترجمہ کے شامل ہے غوث پاک کا تعویذ دار رنگین چھپائی سے اس کتاب کو سجایا گیا ہے۔ ۳ روپیہ **تذکرہ حضرت زبیرؓ** ۔ ۲ روپیہ۔ **تاریخ صوفیائے گجرات** سو بزرگوں کے حالات۔ ۶ روپیہ **خمخانہ تصوف** ہند و پاکستان کے ۷۰ بزرگوں کا تذکرہ ۔ ۲ روپیہ **ولی کے بائیس خواجہ** ۔ ۱۵ روپیہ

گدڑی شاہی سلسلہ :۔ اجمیر کے مشہور معروف سلسلہ کی مکمل سوانح۔ زیر طبع۔ مصنف انعام حسن

ملنے کا پتہ :۔ **گدڑی شاہی بکڈپو۔ جھالرہ۔ اجمیر شریف**

Marfat.com